

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۳

ISLAM
INTERNATIONAL
PUBLICATIONS LTD

روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام
(جلد سیزدہم)

Ruhaani Khazaa'in

(Volume 13)

Collection of the books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908), peace be upon him.
Volumes 1-23

© Islam International Publications Ltd.

First Published in Rabwah, Pakistan in the 1960s

Reprinted in the UK in 1984

Reprinted in 1989

Second edition (with computerized typesetting) published in 2008

Reprinted in the UK in 2009

Published in Qadian, India in 2008 (Vol. 1-10)

Present edition published in the UK in 2021

Published by:

Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS UK

Printed in Turkey at:

Levent Offset

ISBN: 978-1-84880-134-9 (Set Vol. 1-23)

10 9 8 7 6 5 4 3 2 1



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احباب جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کی اشاعت کے موقع پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
وَعَلٰی عِبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هوالتاصر



لندن

10-8-2008

پیغام

وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَآخِرِيْنَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و اشاعت سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پر لیں ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **مِنْهُمْ** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بڑی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطالع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سوا اس وقت حسب منطوق آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اور حسب منطوق آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔“

(تحفہ گوڑویہ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سوا س زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پر نچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالا رہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوبہ عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در آن دخل نیست۔ کلام اُفصحَتْ مِنْ لَدُنْ رَبِّ
کَرِيمٍ“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشی ہے“۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے“۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض السمال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزانے ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کا فور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

حزب مسیح

خليفة المسيح الخامس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور رہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکید کی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائڈ پرائیڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس ٹڈل اسکول چنڈیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر اما بین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۳ تا ۳۴ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۵ تا ۷۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

والسلام
سید عبدالحی
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اشاعت و تبلیغ اسلام کے جہاد میں صرف کی اور اس مقصد کے لئے آپ نے نہ صرف کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں بلکہ اشتہارات و تقاریر کے ذریعہ بھی خدمت اسلام کے اس فریضہ کا حق ادا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی جملہ تصانیف کو روحانی خزائن کی تین جلدوں کے سیٹ میں طبع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کے پُر معارف کلمات و تقاریر و مجالس علم و عرفان کو ملفوظات کی دس جلدوں میں، جبکہ آپ کے تحریر فرمودہ اشتہارات کو مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں علوم و فیوض روحانی سے لبریز اس لٹریچر (روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات) کے نئے ایڈیشن تیار کئے گئے ہیں جن کی اب سیدنا حضور اقدس کی منظوری سے یہاں انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے تاکہ بیرون ممالک میں قائم جماعتوں کی بھی علمی و روحانی ترقی دور ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ جو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع شدہ ہیں، اس کے کمپیوٹر ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض درج ذیل ہدایات سے نوازا:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ

قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترتیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے۔ اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آئین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین بھی لکھی تھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔

اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱ میں شامل کیا گیا ہے، مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

روحانی خزائن میں جو فارسی اشعار، عبارات اور رقوم بیان ہوئی ہیں ان کا ترجمہ اس ایڈیشن میں متن کے اختتام پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مفہوم سمجھنے میں سہولت ہو۔ یہاں انگلستان میں متعدد مرتبہ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف امور میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان ہدایات کی تعمیل کروائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے بارہا ان بیش بہا علوم کو پڑھنے اور پھیلانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین

خاکسار
مینیر الدین شمس
ایڈیشنل وکیل التصنیف

فروری ۲۰۲۱ء

ترتيب

روحاني خزائن جلد ۱۳

۱	کتاب البریه
۳۶۹	البلاغ
۴۷۱	ضرورة الامام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ تیرھویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کتاب البریہ، البلاغ یا فریاد درد اور ضرورۃ الامام پر مشتمل ہے۔

کتاب البریہ

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمہ اقدام قتل کے فیصلہ کے بعد جو ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک نے دیگر پادریوں کی سازش سے آپ کے خلاف دائر کیا تھا، تصنیف فرمائی۔ اور ۲۴ جنوری ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی۔

یہ کتاب ایک نہایت عظیم الشان نشان الہی کی حامل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ اس میں آپ نے علاوہ روئیداد مقدمہ مذکورہ کے عیسائی عقائد کی نہایت لطیف انداز میں ایسی تردید کی ہے جس کا جواب ممکن نہیں اور اس الزام کا بھی تفصیلی جواب دیا ہے جو پادریوں کی طرف سے دوران مقدمہ میں آپ پر لگایا گیا تھا لیکن آپ کو اس الزام کے جواب دینے کا کوئی موقع نہ تھا۔ وہ الزام یہ تھا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ کے حق میں اپنی کتابوں میں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خلاف اشتعال انگیز اور نفرت آمیز سخت کلامی پر مشتمل تحریریں لکھی ہیں۔ اس الزام کی تردید کرتے ہوئے آپ نے بطور نمونہ پادریوں کی ان بے ادبیوں اور گالیوں اور توہین آمیز کلمات کا بھی ذکر

کیا ہے جو انہوں نے اپنی تالیفات میں سید اکائنت حضرت خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ان پادریوں کی بدزبانی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور ان سے سیکھ کر آریوں نے بھی بدزبانی کا طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ ہماری تحریر کو خواہ وہ کیسی ہی نرم کیوں نہ ہوتی پر حمل کر کے بطور شکایت حکام تک پہنچاتے ہیں حالانکہ ہزار ہا درجہ بڑھ کر ان کی طرف سے سختی ہوتی ہے۔

پھر آپ نے اس کتاب میں اپنے خاندانی اور ذاتی سوانح بیان کرنے کے علاوہ مختلف مذاہب میں مصالحانہ فضا پیدا کرنے کے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں چند تجاویز لکھی ہیں جو اس جلد کے صفحہ ۳۴۶ پر درج ہیں۔

ایک عظیم الشان نشان

گیارہویں جلد کے پیش لفظ میں ہم اُن الہامات کا ذکر کر چکے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آتھم سے متعلق یہ اطلاع دی تھی کہ اُس نے پیشگوئی کی شرط ”بشرطیکہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے“ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اسی لئے وہ مکمل ہادی یعنی موت سے بچ گیا۔ اور پھر خفائے حق کی پاداش میں بہت جلد پکڑا گیا اور ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور مر گیا۔ اور اس طرح آتھم کے رجوع الی الحق اور مطابق سنت اللہ کامل عذاب کے التواء سے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اطلاع بذریعہ وحی دی تھی اُس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی اور اُس وحی الہی کا یہ حصہ ”ويعزتي وجمالي انك انت الاعلى و نمزق الاعداء كل ممزق و مكر اولشك هو بيور .

انا نكشف السر عن ساقه يومئذ يفرح المؤمنون .“

جس کا ترجمہ یہ ہے:-

”مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے (یہ اس عاجز کو خطاب ہے) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے یعنی ان کو ذلت پہنچے گی اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتیاب ہو نہ دشمن اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو مکر بنایا گیا

اور مجسم کیا گیا اس کو توڑ ڈالے گا اور اس کو مردہ کر کے پھینک دے گا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھا دے گا اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں میں سے ننگا کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کریں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔“

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳)

اس حصہ وحی کے متعلق ہم نے لکھا تھا کہ یہ حصہ عجیب انداز اور ایمان افروز رنگ میں پورا ہوا اس کی تفصیل ہم روحانی خزائن جلد ۱۳ میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ سواب ہم حسب وعدہ اس کی تفصیل لکھتے ہیں۔

عیسائیوں کو شکست فاش

وہ جنگ مقدس جو مئی ۱۸۹۳ء میں بصورت مباحثہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمائندہ مسلمانان اور ڈپٹی پادری عبداللہ آتھم نمائندہ عیسائیان کے مابین ہوئی تھی۔ اس میں عیسائی گروہ کو جو شکست ہوئی وہ عبداللہ آتھم کے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر جانے سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گئی تھی اور اب کسی منصف مزاج کے لئے اسلام کی فتح اور عیسائیت کی شکست میں شک کی گنجائش نہ رہی تھی اور نہ ہی پادریوں کے پاس اپنی شکست چھپانے کے لئے کوئی عذر باقی رہا تھا۔ مگر یہ دعویٰ کہ گروہ اپنی ندامت اور خفت کو مٹانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف منصوبے سوچ رہا تھا اور گورنمنٹ کے پاس خفیہ طور پر آپ کے خلاف شکایات پہنچا رہا تھا۔ انہی حالات میں پنڈت لیکھر ام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو آپ کی پیشگوئی کے مطابق قتل ہو گیا جس پر آریہ سماج نے آپ کے خلاف تحریر و تقریر کے ذریعہ ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ اور پنڈت لیکھر ام کے قتل کو آپ کی سازش اور منصوبہ قرار دے کر گورنمنٹ کو آپ کے خلاف اُکسانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ابھی لیکھر ام کے قتل کا قتلہ فرو نہ ہوا تھا کہ ایک نوجوان عبدالحمید جہلمی جو سلطان محمود ایک غیر احمدی مولوی کا بیٹا اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب احمدی جہلمی کا بھتیجا تھا آوارہ مزاج اور بقول پادری ایچ۔ جی گروے نکتہ اور مفتزی تھا۔ اور اپنی گذران کے لئے سرگردان پھرتا تھا اور قادیان میں بھی چند دن رہ چکا تھا اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب نے جو ایک مخلص احمدی تھے حضرت مولوی

حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو اُس کی آوارگی اور بدچلنی اور اُس کی ناشائستہ حرکات سے اطلاع دے دی تھی اور بوجہ نکتہ پان کے اُسے بحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے نکال دیا گیا تھا وہ ۶ جولائی ۱۸۹۷ء کو امرتسر پہنچ گیا۔ پہلے وہ پادری نور دین سے ملا جس نے اُسے چٹھی دے کر امریکن مشن کے ایک پادری ایچ۔ جی گرے کے پاس بھیج دیا۔ مؤخر الذکر نے اُسے نکتہ اور غیر متلاشی حق پاکر بمشورہ پادری نور دین پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پاس بھیج دیا۔ ڈاکٹر کلارک اور اُس کے زیر اثر پادریوں نے یہ دیکھ کر کہ وہ قادیان سے آیا ہے کمال ہشیاری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک نہایت خوفناک منصوبہ تیار کیا۔ پادریوں نے اُسے کس طرح بہکایا اور اُسے ڈرایا اور اُس سے یہ تحریری جھوٹا بیان لیا کہ وہ مرزا صاحب کی طرف سے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے آیا ہے۔ اس کے لئے دیکھئے صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰ جلد ۱۔

پادری وارث دین، پادری عبدالرحیم اور بھگت پریم داس وغیرہ پادریوں کی سازش سے یہ خوفناک منصوبہ تیار ہوا اور یکم اگست ۱۸۹۷ء کو ڈاکٹر کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک درخواست اسی مضمون کی اے۔ ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی خدمت میں پیش کی اور عبدالحمید کا تحریری بیان بھی پیش کر دیا۔ عبدالحمید اور ڈاکٹر کلارک کے بیانوں پر مسٹر اے۔ ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے زیر دفعہ ۱۱۴ ضابطہ فوجداری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کر دیا اور لکھا کہ ”زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری آپ سے حفظ امن کے لئے ایک سال کے واسطے بیس ہزار کا چمکھ اور بیس ہزار روپے کی دوا لگ الگ ضمانتیں کیوں نہ لی جائیں۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۵۔ ملخصاً)

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں یہ غیبی فعل ظاہر ہوا کہ یہ جاری شدہ وارنٹ سات اگست تک گورداسپور نہ پہنچ سکا اور کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں چلا گیا۔ اسی اثنا میں مجسٹریٹ ضلع امرتسر کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ غیر ضلع کے ملزم پر وارنٹ جاری کرنے کے قانوناً مجاز نہیں تو انہوں نے مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کو بذریعہ تار وارنٹ روکنے کے لئے حکم بھیجا۔ اور وہ وارنٹ نہ ملنے کی وجہ سے حیران ہوئے۔ اور جب مسل منتقل ہو کر گورداسپور آئی تو صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے باوجود ڈاکٹر کلارک اور اُس کے وکیل کے سخت اصرار کے بجائے ”وارنٹ جاری کرنے کے سمن جاری کر دیا اور دن اگست کو بمقام بالہ اصالتاً یا بذریعہ مختار حاضر ہونے کا حکم دیا۔“ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۸۔ ملخصاً)

اس مقدمہ کو کامیاب بنانے کے لئے آریوں نے بھی عیسائیوں کی پوری پوری مدد کی تاکہ کھرام کے

قتل کا بدلہ لیں۔ چنانچہ پنڈت رام بھجندت آریہ وکیل بغیر فیس لئے مقدمہ کی پیروی کرتا رہا۔ اور ڈاکٹر کلارک نے اپنے بیان میں تسلیم کیا کہ ہم لوگ ایک شخص کے بارے میں جو سب کا دشمن ہے مل کر کارروائی کرتے ہیں۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۲)

اور مسلمانوں میں سے مولوی محمد حسین بٹالوی نے عیسائیوں کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف شہادت دی اور سخت ذلت اٹھائی۔ تفصیل کے لئے دیکھیں صفحہ ۳۳ تا ۳۷ جلد ۱۳۔

صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کیپٹن ایم۔ ڈبلیو۔ ڈگلز نے ۱۷ اگست ۱۸۹۷ء کو تحقیقات شروع کی جو ۱۳ اگست تک جاری رہی۔ عبدالحمید اس وقت تک بالکل عیسائیوں کی نگرانی میں رہا۔ اُس کی شہادت نے عموماً ڈاکٹر کلارک کے بیان کی تائید کی لیکن اس کے بیان پر بعض وجوہ کی بنا پر جن کا ذکر صفحہ ۲۹۰ پر موجود ہے۔ کیپٹن ڈگلز نے مسٹر لیما رچنڈ ڈی۔ ایس۔ پی سے کہا کہ وہ اس کو اپنی ذمہ داری میں لے کر آزادانہ طور سے اس سے پوچھیں۔ چنانچہ ۱۴ اگست کو ڈی۔ ایس۔ پی نے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر ٹالڈ اور انسپکٹر جلال الدین صاحب کے جو احمدی نہیں تھے سپرد کیا اور مؤخر الذکر نے کچھ دیر کے بعد ڈی۔ ایس۔ پی کو اطلاع دی کہ وہ لڑکا اپنے سابقہ بیان پر قائم ہے اور مقدمہ کی بابت کچھ اصلیت ظاہر نہیں کرتا۔ اگر فرصت نہیں ہے تو عبدالحمید کو واپس انا رکلی بھیج دیا جاوے۔ تب لیما رچنڈ نے کہا کہ اس کو میرے روبرو حاضر کرو۔ جب وہ آیا تو اُس نے پہلی کہانی بیان کی۔ جو پہلے مرزا صاحب کے اس کو امر ترس برائے قتل ڈاکٹر کلارک بھیجنے کی نسبت بیان کی تھی۔ لیما رچنڈ اپنے بیان میں کہتے ہیں:-

”ہم نے دو صفحے لکھے اور اُس کو کہا کہ ہم اصلیت صرف دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ناحق وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ اس بات کے کہنے پر عبدالحمید ہمارے پاؤں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگا۔ بڑا پشیمان معلوم ہوتا تھا اور کہا کہ میں اب سچ سچ بیان کرتا ہوں جو اصل واقعہ ہے اور تب اُس نے وہ بیان ہمارے روبرو لکھا جو ہم نے حرف بحرف اس کی زبان سے لکھا اور عدالت میں پیش ہے۔ دیکھئے کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۹۰، ۲۹۱۔

عبدالحمید نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا:-

”پہلا بیان مارے خوف اور ترغیب کے لکھا یا تھا۔“ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۵)

اور اس نے اقرار کیا کہ

”شیخ وارث دین، بھگت پریم داس اور ایک اور عیسائی بوڑھا عبدالرحیم مجھے سکھلاتے رہے۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۰)

چنانچہ حاکم نے بھی اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ

”عبدالرحیم و پریم داس اور وارث الدین بعد ازاں مفصل جھوٹی شہادت تیار کرتے

رہے جو مجبوراً اُن کے کہنے سے اُسے عدالت میں دینی پڑی۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۳)

ڈاکٹر کلارک کے زیر اشراف پادریوں نے اُسے ایسی ترغیب و ترہیب کی تھی کہ کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا

تھا کہ وہ اُن کا سکھایا ہوا اپنا تحریری وزبانی دیا ہوا بیان بدل دے گا۔ اُس کے فوٹو لئے گئے تھے اور پھر اُسے یہ کہا

گیا کہ

”ڈاکٹر صاحب تم کو پچالیں گے، اور دھمکی بھی دی گئی تھی“ کہ تمہاری تصویر ہمارے

پاس ہے جہاں جاؤ گے پکڑے جاؤ گے۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۸)

اور پادری عبدالغنی نے جیسا کہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے بیان میں ظاہر کیا ہے اُس سے یہ کہا تھا

کہ

”پہلے بیان کے مطابق بیان لکھو اناور نہ قید ہو جاؤ گے۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۰)

لیکن باوجود اس ترغیب و ترہیب اور تمام احتیاطوں کے جو پادری صاحبوں نے عبدالحمید کو اپنے

پہلے جھوٹے بیان پر قائم رکھنے کے لئے اختیار کیں اس کا اصل حقیقت کے اظہار پر قائم رہنا اور تبدیلیی بیان

کے نتیجے میں قید وغیرہ کی سزا سے نہ ڈرنا یہ محض خدائی تصرف کے ماتحت تھا اور اس طرح پادریوں کا مکر ایسا

طشت از بام ہوا گویا اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے عریان کر کے دکھا دیا۔

اور پادری گرے نے چٹھی کے ذریعہ یہ بیان دیا کہ عبدالحمید پہلے میرے پاس عیسائی ہونے کے

لئے آیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ نکمنا اور مفتری ہے اور سچا متلاشی معلوم نہ ہوا اس لئے میں نے اُسے پادری نور دین

کے پاس واپس بھیج دیا۔ جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ درحقیقت ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا ورنہ وہ سیدھا اُس کے پاس جاتا۔

ڈاکٹر کلارک مستغیث نے اپنے اس بیان کو کہ عبدالحمید اُس کے قتل کے لئے بھیجا گیا تھا سچا ثابت کرنے کے لئے لیکچر ام کے قتل کے واقعہ کو بطور تائید پیش کیا تھا کہ

”اس کے بعد اس (مرزا صاحب۔ ناقل) نے ان تمام کے موت کی پیشگوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا۔ اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر آتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اُس کی جان لینے کے لئے کی گئیں..... اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اُس کی موت کے بعد میں ہی پیش نظر رہا ہوں۔ اور کئی ایک مبہم طریقوں سے یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی تصنیفات میں مجھے یاد دلائی گئی ہے۔ جس کے لئے سب سے بڑی وہ کوشش تھی جس کو عبدالحمید نے بیان کیا۔ لاہور میں لیکچر ام کی موت کے بعد جس کو تمام لوگ مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں میرے پاس اس بات کے یقین کرنے کے لئے خاص وجہ تھی کہ میری جان لینے کی کوئی نہ کوئی کوشش کی جائے گی۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

اللہ تعالیٰ نے ان کے مکرو فریب کا بھانڈا ایسے رنگ میں پھوڑا اور اس کی حقیقت ایسے طریق سے آشکارا کی کہ کسی کو اس جھوٹ کی حمایت میں کھڑے رہنے کی تاب نہ رہ سکی بلکہ مکر کرنے والوں کو خود شرمندہ ہونا پڑا۔ اور خود مستغیث ڈاکٹر کلارک کو بھی اپنی خیر اسی میں نظر آئی کہ وہ استغاثہ کو واپس لے لیں۔ چنانچہ اُس کی درخواست پر حاکم کو یہ لکھنا پڑا۔

Dr. Clark states he wishes to resign the post of prosecutor.

ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ وہ مستغیث ہونے سے دست بردار ہوتا ہے۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۲)

اور آخر کار حاکم نے ۲۳ اگست کو یہ فیصلہ سنایا کہ

”ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظِ امن کے لئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے۔ لہذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۱)

اس طرح وہ پیشگوئی جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں بڑی آب و تاب سے پوری ہوئی کہ عیسائی گروہ کا مکر ہلاک ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور باز نہیں آئے گا جب تک دشمن کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے۔ اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کرے۔ اور ہم حقیقت کو ننگا کر کے رکھ دیں گے اُس دن مومن خوش ہوں گے۔

اس پیشگوئی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مقدمہ سے تین دن پہلے یعنی ۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء کو جبکہ پادری اپنا خوفناک منصوبہ تیار کرنے میں مصروف تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ابتلاء کے متعلق خبر دی۔ حضرت اقدس علیہ السلام اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۹۱ میں اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

”۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاعقہ مغرب کی طرف سے میرے مکان کی طرف چلی آتی ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی آواز ہے اور نہ اُس نے کچھ نقصان کیا ہے بلکہ وہ ایک ستارہ روشن کی طرح آہستہ حرکت سے میرے مکان کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور میں اُس کو دُور سے دیکھ رہا ہوں۔ اور جبکہ وہ قریب پہنچی تو میرے دل میں تو یہی ہے کہ یہ صاعقہ ہے مگر میری آنکھوں نے صرف ایک چھوٹا سا ستارہ دیکھا جس کو میرا دل صاعقہ سمجھتا ہے۔ پھر بعد اس کے میرا دل اس کشف سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے الہام ہوا کہ ماہذا الا تہدید السحّام۔ یعنی یہ جو دیکھا اس کا بجز اس کے کچھ اثر نہیں کہ حکام کی طرف سے کچھ ڈرانے کی کارروائی ہوگی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا قد ابتلی المؤمنون۔ ترجمہ:- مومنوں پر ایک ابتلاء آیا یعنی بوجہ اس مقدمہ کے تمہاری جماعت ایک امتحان میں پڑے گی۔“

اس سے متعلق دوسرے الہامات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

”پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامتِ خالق (اور پھر اخیر حکم ابراء) یعنی بے قصور ٹھہرانا۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔ و فیہ شیء یعنی بریت تو ہوگی مگر اُس میں کچھ چیز ہوگی (یہ اُس نوٹس کی طرف اشارہ تھا جو بری کرنے کے بعد لکھا گیا تھا کہ طرز مباحثہ نرم چاہئے) پھر ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ بلجنت ایاتی کہ میرے نشان روشن ہوں گے۔ اور اُن کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہو جائیں گے۔“

(تزیاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۱، ۳۳۲)

راجہ غلام حیدر ریڈر ڈی۔ سی کا بیان

اس جگہ راجہ غلام حیدر صاحب ریٹائرڈ تحصیل دار مرحوم ساکن راولپنڈی کا وہ بیان درج کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب مرحوم کو اپنی مرض الموت میں خود لکھوا کر بھجوایا تھا۔ اور ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنی کتاب مجذبا و اعظم کے حاشیہ صفحہ ۵۴۱-۵۴۲ میں درج کیا ہے۔ راجہ صاحب کا یہ بیان اس لئے بھی قابل توجہ ہے کہ وہ احمدی نہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ کے زمانہ میں ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کا ریڈر (مسئل خوان) تھا۔ میں پانچ چھ روز کی رخصت پر اپنے گھر راولپنڈی گیا ہوا تھا۔ رخصت سے واپسی پر جب میں امرتسر پہنچا اور سینڈ کلاس کے ڈبہ میں بہ امید روانگی بیٹھا ہوا تھا جو دو یورپین صاحبان جن میں سے ایک تو ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک خود تھا اور دوسرا کلارک جو وکیل تھا اسی ڈبہ میں تشریف لائے۔ اتنے میں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی آ گئے۔ اور وہ اسی سیٹ پر جہاں میں بیٹھا تھا بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک میرے زمانہ ایام ملازمت ضلع سیالکوٹ کے واقف تھے اور مولوی محمد حسین صاحب سے بھی اچھی واقفیت تھی اس واسطے ایک دوسرے سے باتیں چیتیں شروع ہو گئیں۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین

صاحب بٹالوی بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے ہم سفر ہیں بلکہ اُن کا ٹکٹ بھی ڈاکٹر صاحب نے خریدا ہے پھر ڈاکٹر صاحب موصوف نے بوجدیرینہ ملاقات کے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ تو ضلع سیالکوٹ میں سررشتہ دار تھے اب کہاں ہیں۔ میں نے اُن کو جواب دیا کہ میں ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کا ریڈر ہوں۔ تب انہوں نے فرمایا کہ

”اوہو تب تو شیطان کا سرکچنے کے لئے آپ بہت کارآمد ہوں گے۔“ چونکہ میں تینوں صاحبان سے واقف تھا اس لئے فوراً سمجھ گیا کہ ڈاکٹر صاحب کا اشارہ کس طرف ہے۔ میں نے سرسری طور پر جواب دیا کہ ”واقعی ہر ایک انسان کا کام ہے کہ وہ شیطان کا سرکچلے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا یہ کہنے سے مطلب کیا ہے؟“ تب ڈاکٹر صاحب موصوف نے مرزا صاحب کا نام لے کر کہا کہ وہ ”بڑا بھاری شیطان ہے جس کا سرکچنے کے لئے ہم اور یہ مولوی صاحب درپے ہیں۔ آپ اقرار کریں کہ آپ ہمیں مدد دیں گے۔“

چونکہ میں اس گفتگو کو طول دینا پسند نہیں کرتا تھا میں نے صرف اتنا کہہ دیا کہ ”مجھے معلوم ہے کہ آپ کا اور مرزا صاحب قادیانی کا مقابلہ ہے اور مقدمہ عدالت میں دائر ہے اس لئے میں اس بات سے معافی چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں زیادہ گفتگو کروں جو شیطان ہے اُس کا سرخود بخود پکچلا جائے گا۔“

یاد نہیں پڑتا کہ اس کے بعد اور کوئی گفتگو ہوئی یا نہیں۔ میں بٹالہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا کیونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب وہیں مقیم تھے دوسرے دن جب صبح سیر کے لئے نکلے مرزا صاحب کے بہت سے متعلقین سے انارکلی (جو بٹالہ میں عیسائیوں کے گرجے اور مشن کے مکان کا نام ہے۔ مؤلف) کی سڑک پر مجھ سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر کلارک صاحب جس کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ سامنے تھی۔ ہم نے دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب دروازہ کے سامنے ڈاکٹر کلارک کے پاس ایک میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی فضل دین صاحب وکیل مرزا صاحب نے تعجب کے لہجے میں کہا کہ

”دیکھو آج مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت ہے اور آج بھی یہ شخص ڈاکٹر کلارک کا پچھا نہیں چھوڑتا۔“

”اس کے علاوہ احاطہ بنگلہ میں عبدالحمید جس کی بابت بیان کیا گیا تھا کہ مارٹن کلارک کے قتل کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اُسے تعینات کیا تھا ایک چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ رام بھجوت وکیل آریہ اور پولیس کے چند آدمی اس کے گرد بیٹھے تھے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا کہ عبدالحمید کے ہاتھوں پر کچھ نشان کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ وکیل مرزا صاحب نے ان ہر دو واقعات کو نوٹ کر لیا۔ اور جب مقدمہ پیش ہوا تو اول عبدالحمید سے وکیل حضرت مرزا صاحب نے سوال کیا کہ کیا وہ احاطہ کوٹھی مارٹن کلارک میں بیٹھا ہوا تھا اور رام بھجوت وکیل اور پولیس والے اُس کے پاس تھے اور کیا اس کو مرزا صاحب کے برخلاف جو بیان دینا تھا اُس کے لئے کچھ باتیں تلقین کر رہے تھے اور کچھ نشان اس کے ہاتھوں پر کر رہے تھے۔ اُس وقت عبدالحمید سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اُس نے رام بھجوت وغیرہ کی موجودگی کو تسلیم کیا اور جب اس کے ہاتھ دیکھے گئے تو بہت سے نشانات نیلے اور سُرخ پنسل کے پائے گئے جو خدا جانے کن کن امور کے لئے اس کے ہاتھ پر بطور یادداشت بنائے گئے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت سے قبل مولانا نور الدین صاحب کی شہادت ہوئی۔ اُن کی سادہ بیعت یعنی ڈھیلی ڈھالی سی بندھی ہوئی گڑی اور گرتے کا گریبان کھلا ہوا اور شہادت ادا کرنے کا طریق نہایت صاف اور سیدھا سادھا ایسا مؤثر تھا کہ خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ

”خدا کی قسم اگر یہ شخص کہے کہ میں مسیح موعود ہوں تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس پر پورا پورا غور کرنے کے لئے تیار ہوں گا۔“

مولوی نور الدین صاحب نے عدالت سے دریافت کیا کہ ”مجھے باہر جانے کی اجازت ہے یا اسی جگہ کمرہ کے اندر رہوں۔“ ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ ”مولوی صاحب آپ کو اجازت ہے جہاں آپ کا جی چاہے جائیں“

ان کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب کی شہادت ہوئی..... اور اُن کے بعد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی شہادت کے لئے کمرہ عدالت میں داخل ہوئے اور دائیں بائیں دیکھا تو کوئی کرسی فالتو پڑی ہوئی نظر نہ آئی۔ مولوی صاحب کے منہ سے پہلا لفظ جو نکلا وہ یہ تھا کہ ”حضور کرسی“ ڈپٹی کمشنر صاحب نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ”کیا مولوی صاحب کو حکام کے سامنے کرسی ملتی ہے؟“ میں نے کرسی نشینوں کی فہرست صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ اس میں مولوی محمد حسین صاحب یا اُن کے والد بزرگوار کا نام تو درج نہیں لیکن جب کبھی حکام سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے تو بوجہ عالم دین یا ایک جماعت کے لیڈر ہونے کے وہ انہیں کرسی دے دیا کرتے ہیں۔ اس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے مولوی صاحب کو کہا کہ ”آپ کوئی سرکاری طور پر کرسی نشین نہیں ہیں۔ آپ سیدھے کھڑے ہو جائیں اور شہادت دیں۔“

تب مولوی صاحب نے کہا کہ ”میں جب کبھی لاٹ صاحب کے حضور میں جاتا ہوں تو مجھے کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔ میں اہل حدیث کا سرغنہ ہوں۔“ تب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے گرم الفاظ میں ڈانٹا اور کہا ”نخ کے طور پر اگر لاٹ صاحب نے تم کو کرسی پر بٹھایا تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عدالت میں بھی تمہیں کرسی دی جائے۔“ خیر شہادت شروع ہوئی تو مولوی صاحب نے جس قدر الزامات کسی شخص کی نسبت لگائے جاسکتے ہیں مرزا صاحب پر لگائے۔ لیکن جب مولوی فضل الدین صاحب وکیل حضرت مرزا صاحب نے جرح میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے معافی مانگ کر اس قسم کا سوال کیا جس سے اُن کی شرافت یا کیریئر پر دھبہ لگتا تھا تو سب حاضرین نے متعجبانہ طور پر دیکھا کہ مرزا صاحب اپنی کرسی سے اٹھے اور مولوی فضل الدین صاحب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ ”میری طرف سے اس قسم کا سوال کرنے کی نہ تو ہدایت ہے اور نہ اجازت ہے۔ آپ اپنی ذمہ داری پر بہ اجازت عدالت اگر پوچھنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔“ قدرتی طور پر صاحب

ڈپٹی کمشنر بہادر کو دلچسپی ہوئی اور انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا اس سوال کی بابت تم کو کچھ حال معلوم ہے۔ میں نے جواب نفی میں دیا۔ مگر کہا کہ اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو جب آپ لنچ کے لئے اٹھیں گے تو میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ جب نماز ظہر کا وقت ہوا۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر لنچ کے لئے اٹھ گئے تو میں نے شیخ رحمت اللہ صاحب کی معرفت حضرت مرزا صاحب سے دریافت کروایا کہ ماجرا کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے نہایت افسوس کے ساتھ شیخ رحمت اللہ صاحب کو بتایا کہ مولوی محمد حسین صاحب کے والد کا ایک خط ہمارے قبضہ میں ہے جس میں کچھ نکاح کے حالات اور مولوی محمد حسین صاحب کی بدسلوکیوں کے قصے ہیں جو نہایت قابل اعتراض ہیں۔ مگر ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ اس قصہ کا ذکر مسل پر لایا جاوے۔ یا ڈپٹی کمشنر صاحب اس سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کریں۔ میں نے شیخ رحمت اللہ صاحب سے سن کر لنچ والے کمرہ میں جا کر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے روبرو جو ڈپٹی کمشنر کے ساتھ لنچ میں شامل تھے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کو یہ ماجرا سنا دیا۔ اس پر خود ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بہت ہنسے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ یہ امر تو ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اس ماجرے کو قلمبند نہ کریں مگر یہ بات ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہمارے دل پر اثر نہ ہو۔ لنچ کے بعد جب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب دوبارہ جرح کے لئے عدالت میں پیش ہوئے تو مولوی فضل الدین صاحب وکیل نے اُن سے سوال کیا کہ آپ آج ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کی کوٹھی پر اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے؟ تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ جس پر بے ساختہ میں چونک پڑا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے مجھ سے اس چونکنے کی وجہ پوچھی تو میں نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ صاحب بہادر نے ڈاکٹر کلارک سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے صاف اقرار کیا کہ ”ہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے اس مقدمہ کی گفتگو کر رہے تھے۔“ پھر مولوی فضل الدین صاحب وکیل نے پوچھا کہ ”آپ ان دنوں امرتسر سے بٹالہ تک

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے ہم سفر تھے؟ اور آپ کا ٹکٹ بھی ڈاکٹر صاحب نے خرید کیا تھا؟ تو مولوی محمد حسین صاحب صاف منکر ہو گئے۔ بعض وقت انسان اپنے خیالات کا اظہار بلند آواز سے کر گزرتا ہے۔ یہی حال اس وقت میرا بھی ہوا۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ ”یہ تو بالکل جھوٹ ہے“ تب ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب سے ڈپٹی کمشنر صاحب نے پھر پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا کہ ”مولوی صاحب میرے ہم سفر تھے اور ان کا ٹکٹ بھی میں نے ہی خریدا تھا۔“ اس پر ڈپٹی کمشنر حیران ہو گئے۔ آخر انہوں نے یہ نوٹ مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کے آخر پر لکھا کہ ”گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے جس کی وجہ سے اُس نے مرزا صاحب کے خلاف بیان دینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اس لئے مزید شہادت لینے کی ضرورت نہیں۔“

۱۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی صریح کذب بیانیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدق شکاری ملاحظہ ہو۔ آپ کے وکیل مولوی فضل الدین صاحب نے جو غیر احمدی تھے بیان کیا کہ بڑے بڑے نیک نفس آدمی جن کے متعلق کبھی وہم بھی نہیں آسکتا کہ وہ کسی قسم کی نمائش یا ریا کاری سے کام لیں گے انہوں نے مقدمات کے سلسلہ میں اگر قانونی مشورہ کے ماتحت اپنے بیان کو تبدیل کرنے کی ضرورت سمجھی تو بلا تامل بدل دیا۔ لیکن میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب کو ہی دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔ میں ان کے ایک مقدمہ میں وکیل تھا۔ اس مقدمہ میں میں نے ان کے لئے ایک قانونی تجویز کیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اسے پڑھ کر کہا کہ اس میں تو جھوٹ ہے۔ میں نے کہا کہ ”ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے بیان کرے“ اس پر آپ نے فرمایا ”قانون نے تو اسے اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے اور نہ قانون ہی کا یہ منشاء ہے۔ پس میں کبھی ایسے بیان کے لئے آمادہ نہیں ہوں جس میں واقعات کا خلاف ہو۔ میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔“ مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے کہا ”آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں“ انہوں نے فرمایا ”جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا خواہ کچھ بھی ہو“ مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا

مولوی محمد حسین صاحب شہادت کے بعد کمرہ عدالت سے باہر نکلے تو برآمدہ میں ایک آرام کرسی پڑی تھی۔ اُس پر بیٹھ گئے۔ کنسٹبل نے وہاں سے انہیں اٹھا دیا کہ ”کپتان صاحب پولیس کا حکم نہیں ہے“ پھر مولوی صاحب موصوف ایک بچھے ہوئے کپڑے پر جا بیٹھے۔ جن کا کپڑا تھا انہوں نے یہ کہہ کر کپڑا کھینچ لیا کہ مسلمان ہو کر سر غنہ کہلا کر اور پھر اس طرح صریح جھوٹ بولنا۔ بس ہمارے کپڑے کو ناپاک نہ کیجئے۔“ تب مولوی نور الدین صاحب نے اٹھ کر مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ یہاں ہمارے پاس بیٹھ جائیں۔ ہر ایک چیز کی حد ہونی چاہئے۔“

الغرض اس مقدمہ سے اللہ تعالیٰ کے نشانات آفتاب نیروز کی مانند چمکے۔ اس سے ایک تو حسب پیشگوئی پادریوں کے مکر اور سازش کو اللہ تعالیٰ نے بے نقاب کر دیا۔

دوسرے آتھم سے مطالبہ حلف بوعدہ چار ہزار روپیہ انعام کے جواب میں پادریوں اور آتھم کی طرف سے جو یہ عذر پیش کیا گیا تھا کہ اُن کے مذہب میں قسم کھانا حرام ہے اور بقول ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک سؤر کا گوشت کھانا حرام ہے۔ باطل ثابت ہو گیا۔ اور ان

جلال اور جوش تھا۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ پھر میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر انہوں نے کہا۔ ”میں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے فائدہ ہوگا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہوگا۔ اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت مجھے تباہ کر سکتی ہے۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے اور میں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیا نندار ہیں اس لئے آپ کو مقرر کیا ہے۔“ مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ میں نے پھر کہا کہ میں تو یہی بیان تجویز کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ ”نہیں جو بیان میں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پروا ہو کر وہی داخل کرو۔ اس میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جاوے۔ اور میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ آپ کے قانونی بیان سے وہ زیادہ موثر ہوگا۔ اور جس نتیجہ کا آپ کو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہوگا بلکہ انجام انشاء اللہ بخیر ہوگا۔ اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ دنیا کی نظر میں انجام اچھا نہ ہو یعنی مجھے سزا ہو جاوے تو مجھے اس کی پروا نہیں کیونکہ میں اس وقت اس لئے خوش ہوں گا کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔“

(الحکم ۱۴ نومبر ۱۹۳۴ء)

پادریوں نے خود اپنی طرف سے عدالت میں مقدمہ لے جا کر قسمیں کھا کر بیانات دیئے۔ جس سے ظاہر ہو گیا کہ آتھم کا مطالبہ حلف کے جواب میں اس بناء پر قسم کھانے سے انکار کرنا کہ اُن کے مذہب میں قسم کھانا جائز نہیں انخفاء حق کے لئے محض ایک بہانہ تھا۔

تیسرے پادریوں نے عمداً قدم قدم پر اس مقدمہ میں جھوٹ بولا۔ اور عبدالحمید کو درغلا کر اور ڈرا دھمکا کر اُس سے جھوٹے بیانات دلوائے جس سے ثابت ہو گیا کہ واقعی پادریوں کا گروہ ہی وہ دجالی گروہ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

چوتھے اس مقدمہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئی وجوہ سے مماثلت ثابت ہو کر آپ کی صداقت ظاہر ہوئی۔ ان مماثلتوں میں سے سات کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کے صفحہ ۴۵، ۴۶ میں کیا ہے۔ اور بعض کا ذکر آپ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں بیان فرمایا ہے۔

پانچویں اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی ذلت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا الہام انہی مہینوں میں اراد اہانتک کہ میں اُسے ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا خواہاں ہے نہایت صفائی سے پورا ہوا۔ دیکھئے کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۶-۳۷۔

پیلاطوس ثانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیپٹن ڈگلس (جو بعد میں کرنل ہو گئے تھے) کے عدل و انصاف کا اپنی متعدد تصانیف میں تعریفی رنگ میں ذکر فرمایا ہے اور انہیں پیلاطوس کا خطاب دے کر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے عہد کے پیلاطوس سے زیادہ بہادر اور نڈر اور زیادہ عدل و انصاف کو قائم کرنے والا قرار دیا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں میں نے یوم تبلیغ کی تقریب پر کرنل ڈگلس کو دارال تبلیغ لندن میں اجلاس کی صدارت کے لئے مدعو کیا تھا۔ اور میں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریریں سنائی تھیں۔ اور انہوں نے مقدمہ کے واقعات سنائے تھے۔ چالیس سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آپ کو واقعات مقدمہ یاد تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل کی یاد اُن کے دماغ میں تازہ رہتی تھی۔ آپ نے بتایا کہ میں نے ایک دفعہ مرزا صاحب کی تصویر کاغذ پر کھینچی اور پھر اس کے بعد مجھے آپ کی فوٹو دیکھنے کا اتفاق ہوا تو بالکل اپنی کھینچی ہوئی تصویر کے مطابق پائی۔ مزید آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر کلارک کی شکل میرے ذہن سے بالکل اتر



تصویر ۱۹۳۹ء

مولانا جلال الدین شمس امام مسجد لندن اور کرنل ڈگلس (ولیم مانینگو)
مسجد لندن کے احاطہ میں گفتگو کر رہے ہیں۔



کرنل ڈگلس (ولیم مانیگکو) مسجد فضل لندن میں
مولانا جلال الدین شمس امام مسجد لندن کے ساتھ

گئی ہے اور اس میٹنگ کی صدارتی تقریر میں انہوں نے جماعت احمدیہ سے متعلق فرمایا:-

”مجھ سے بار بار سوال کیا گیا ہے کہ احمدیت کا سب سے بڑا مقصد کیا ہے میں اس سوال کا یہی جواب دیتا ہوں کہ اسلام میں روحانیت کی روح پھونکنا اور اسلام کو موجودہ زمانہ کی زندگی کے مطابق پیش کرنا ہے۔ میں نے جب ۱۸۹۷ء میں بانی جماعت احمدیہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت کی تھی اس وقت جماعت کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن آج دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ پچاس سال کے عرصہ میں یہ نہایت شاندار کامیابی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ موجودہ نسل کے نوجوان اس کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔ اور آئندہ پچاس سال کے عرصہ میں جماعت کی تعداد بہت بڑھ جائے گی۔“ (ریویو آف ریلیجینز اردو بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۹ء)

کرنل ڈگلس کا ذکر ہماری جماعت میں قیامت تک باقی رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی منصف مزاجی اور بیدار مغزی اور حق پسندی کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

”جب تک دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے اسی کو چنا۔“

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۵۶)

کرنل ڈگلس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم الشان ریفارمر یعنی مصلح سمجھتے تھے۔

بین ہزار روپے کا انعام

کتاب البریہ میں آپ نے حضرات علماء کو مخاطب کر کے متحدیانہ طریق سے تحریر فرمایا:-

”کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا۔ اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں.....

اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ

آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو ہمیں ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔“

(دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶ جلد ۱)

آج تک کسی عالم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور کوئی ایسی حدیث مرفوعہ متصل نہیں پیش کر سکا جس میں مسیح علیہ السلام کے بحکمہ العنصری آسمان پر جانے اور پھر آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہو۔

البلاغ یا فریادِ درد

۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے ایک نہایت ہی گندی اور دلآزار کتاب ”امہات المؤمنین“ شائع کی۔ اور اس کا ایک ہزار نسخہ بذریعہ ڈاک ہندوستان کے علماء اور معززین اسلام کو مفت بھیجا گیا تا ان میں سے کوئی اس کا جواب لکھے۔ چونکہ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کی شان میں مؤلف نے سخت توہین آمیز کلمات استعمال کئے تھے اس لئے اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں میں عیسائیوں کے خلاف سخت اشتعال پیدا ہوا۔ اور مسلم انجمنوں نے اس کا جواب دینے کی بجائے گورنمنٹ کی خدمت میں میموریل پر میموریل بھیجنے شروع کر دیئے تاکہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے اور اس کی اشاعت بند کی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقع پر یہ رسالہ لکھا جس میں مسلمانوں کے طریق کو غیر مفید قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ مناسب یہی ہے کہ ان سب اعتراضات کا جو اس کتاب اور دیگر کتابوں میں پادریوں نے لکھے ہیں تسلی بخش جواب دیا جائے کیونکہ جب ایک کتاب ملک میں شائع ہو کر اپنے بد اثرات پڑھنے والوں کے قلوب میں داخل کر چکی ہے تو اب اس کی ضبطی سے کیا فائدہ؟ اب تو اس کا نہایت ہی نرمی اور تہذیب سے مدلل اور مسکت جواب ہونا چاہئے۔ اور آپ نے گورنمنٹ سے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ مناسب ہوگا اگر گورنمنٹ آئندہ کے لئے مذہبی مناظرات میں دلآزار اور ناپاک کلمات کے استعمال کو حکماً روک دے۔ نیز آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ پادریوں کے اعتراضات کا جواب دینا بھی ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ بلکہ وہی شخص اس کام کو سرانجام دے سکتا ہے جس میں دس شرائط پائی جاتی ہوں۔ (ملاحظہ ہو مفہوماً صفحہ ۳۷۰-۳۷۵)

یہ کتاب آپ نے مئی ۱۸۹۸ء میں تالیف فرمائی۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ اردو میں ہے اور ایک حصہ عربی میں۔ لیکن اس کی عام اشاعت پہلی بار باجائز حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ ☆

ضرورت الامام

یہ رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء میں تالیف فرمایا۔ اور صرف ڈیڑھ دن میں لکھا۔ اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ ایک دوست کی اجتہادی غلطی تھی جس پر اطلاع پانے سے آپ نے ایک نہایت دردناک دل کے ساتھ یہ رسالہ لکھا۔ اُس دوست نے اپنے الہامات اور خواہشیں سنائیں اور ایک خواب ایسا سنا یا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ آپ کو مسیح موعود نہیں مانتے اور نیز یہ کہ وہ مسئلہ امامت حقہ سے بے خبر ہیں۔ لہذا آپ کی ہمدردی نے یہ تقاضا کیا کہ امامت حقہ سے متعلق یہ رسالہ لکھیں اور بیعت کی حقیقت تحریر کریں۔ (مشہوراً صفحہ ۴۹۸)

اس رسالہ میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ امام الزمان کون ہوتا ہے؟ اور اُس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر کیا فوقیت حاصل ہوتی ہے؟
اس رسالہ کے آخر میں مقدمہ انکم ٹیکس کی روئیداد بھی درج کی گئی ہے۔

خاکسار

جلال الدین شمس

☆ نوٹ: البلاغ یا فریاد درد مع عربی حصہ و فارسی ترجمہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ میں ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا لیکن اس کا عربی حصہ مع فارسی ترجمہ ترغیب المؤمنین کے نام سے ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ہی شائع ہو گیا تھا۔ اسی طرح انگریزی زبان میں اس کی تلخیص

THE MESSAGE OR A CRY OF PAIN

کے نام سے ۱۸۹۸ء میں ہی شائع ہوئی تھی۔ (سید عبدالحی)





حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
سیح موعود و مہدی مہمود علیہ السلام

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

بمآه

جنوری ۱۸۹۸ء

الہام۔ الیس اللہ بکاف عبده۔ فبراه اللہ ممآ قالوا و كان عند اللہ و جیہا۔ واللہ موہن کید الکافرین۔ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمة منا وکان امرًا مقضیا۔ صفحہ ۵۱۶ براہین احمدیہ۔ کیا یہ ثابت نہیں ہوا کہ اپنے بندے کو خدا کافی ہے؟ خدا نے اس کو اس الزام سے بری کیا جو اس پر لگایا گیا تھا اور خدا نے یہی کرنا تھا کہ وہ کافروں کے منصوبہ کو مست اور بے اثر کر دیتا۔ اور ہم اس کا رروائی کو بعض لوگوں کے لئے نشانِ رحمت بناویں گے کہ اس سے ان کا ایمان قوی ہوگا اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں اس مقدمہ سے اٹھارہ برس پہلے شائع ہوئی تھی اور پھر مقدمہ سے تین ماہ پہلے مندرجہ ذیل الہام اس ابتلاء کے بارے میں ہوئے۔ قد اتسلی المؤمنون۔ ما هذا الا تهديد السحاکم۔ ان الذی فرض علیک القرآن لر اذکک الی معاد۔ انی مع الافواج آتیکک^{*} بغتۃ۔ یاتیک نصرتی انی انا الرحمن ذو المجد و العلمی مخالفون میں پھوٹ..... اور ایک شخص متناس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق^{*} (اور اخیر حکم) ابراء بے تصور ٹھہرانا۔ بلحجت ایسائی یعنی تجھ پر اور تیرے ساتھ کے مومنوں پر مواخذہ حکام کا ابتلا آئے گا وہ ابتلا صرف تہدید ہوگا۔ اس سے زیادہ نہیں۔ وہ خدا جس نے خدمتِ قرآن تجھے سپرد کی ہے پھر تجھے قادیان میں واپس لائے گا۔ میں اپنے فرشتوں کے ساتھ تانگہا بنی طور پر تیری مدد کروں گا۔ میری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں ذوالجلال بلند شان والا ترن ہوں۔ میں مخالفوں میں پھوٹ ڈالوں گا (اس میں یہ اشارہ ہے کہ آخر عبد الحمید اور پادری گرے اور نور دین عیسانی مخالفانہ بیان دیں گے) اور یہ فقرہ کہ متناس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق یہ محمد حسین کی طرف اشارہ ہے کہ کرسی کے معاملہ میں اور پھر پادریوں کے خلاف واقعہ شہادت پر طرح طرح کی ذلت اور ملامت خلق اس کو پیش آئی اور انجام کار یہ ہوگا کہ تمہیں بری اور بے تصور ٹھہرایا جائے گا۔ اور میرا نشان ظاہر ہوگا“ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے جس سے قبل از وقت قریباً دو موعز دو دستوں کو اطلاع دی گئی تھی اور جیسا کہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ میں بری کرنے کا وعدہ اس مقدمہ سے اٹھارہ برس پہلے دیا گیا تھا وہی وعدہ دوبارہ اس الہام میں لفظ ابراء کے ساتھ دیا گیا۔ جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے کہ یہ کیسا نشان ہے اور تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ ہے کہ نہیں کہ کئی مبینے پہلے ایک جماعت کثیر کو اس کی خبر دی گئی اور مندرجہ بالا الہامات سنائے گئے تھے اور اٹھارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں اس کا ذکر ہو چکا تھا کہ یہ قبل از وقت خبر اس جماعت کے لئے بطور نشان ٹھہرے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہماری جماعت نے جوئل از وقت یہ سب الہام سنے تو ان کی قوت اور زیادت ایمان کا موجب ہوا۔ کیا کوئی نیک دل قبول کر سکتا ہے کہ ایک جماعت بڑے بڑے معززوں کی جن میں تعلیم یافتہ ایم۔ اے اور بی اے اور ایل ایل بی اور تحصیلدار اور اسٹرنٹ اور رئیس اور تاجر اور علماء و وکیل داخل ہیں وہ میرے لئے جھوٹ بولیں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ میں احزاب کو شکست دی اور ان میں پھوٹ ڈالی اور میری اہانت چاہنے والے بنا لوی کو رسوا کیا اور قبل از وقت سب حال بتلا دیا۔ اس لئے اس نشان عظیم کے لحاظ سے اس کتاب مبارک کا نام یہ رکھا گیا

کِتَابُ الْبَرِيَّةِ مَعَ آيَاتِ رَبِّ الْبَرِيَّةِ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپی۔

﴿تعداد جلد ۰۰﴾

☆ ڈاکٹر کارک کے مقدمہ سے قریباً دو مہینے پہلے مجھے ایک خواب میں دکھائی دیا کہ ایک بچلی میرے مکان کی طرف آئی ہے مگر قبل اس کے کہ گرے واپس چلی گئی اور پھر الہام ہوا کہ کچھ نہیں صرف ایک تہدید حکام ہے اور پھر الہام ہوا کہ صادق آں باشد کہ لایم بلائے گزارد با محبت و وفا۔ اس سے میں نے سمجھا کہ کسی قدر حکام کی طرف سے بلا آئے گی اور اس موزوں الہام کے تصور سے معاہدے دل اور روح سے یہ شعر نکلا کہ گویا دوسرا بیت اُس کا ہے۔

گر قضا رعاشقے گرد داسیر + بوسد آں زنجیر را کز آشنا منہ

* اصل لفظ الہام کے بنا لوی کی نسبت بہت سخت تھے ہم نے نرم الفاظ میں ان کا ترجمہ کر دیا ہے پس کوئی شخص ہماری جماعت میں سے یہ خیال نہ کرے کہ وہ اصل الہامی الفاظ کیوں نہیں لکھے گئے۔ منہ

چونکہ جناب اور ہندوستان کے اکثر اضلاع میں میرے مرید ہیں اور وہ ہے ہیں اس لئے حکام کی واقفیت کے لئے یہ اشتہار ہر ایک ضلع میں بھیجا جائے گا
امید ہے کہ ہمارے معزز حکام اس کو فور سے پڑھیں گے

اشتہار واجب الاظہار

جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ
قیصرہ ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرماوے۔ اور نیز اپنے
مریدوں کی آگاہی اور ہدایت کے لئے شائع کیا گیا ہے

میں اپنے دوستوں اور عام لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ جو میرے پر یہ
الزام لگایا گیا تھا کہ گویا میں نے ایک شخص عبدالحمید نام کو ڈاکٹر کلارک کے قتل
کرنے کیلئے بھیجا تھا وہ مقدمہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے اصل متصور ہو کر
۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو عدالت کپتان ایم، ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع
گورداسپورہ سے خارج کیا گیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس مقدمہ کی اصلیت ظاہر
کرنی منظور تھی اس لئے اس نے ایک ایسے حاکم بیدار مغز اور محنت کش اور
منصف مزاج حق پسند خدا ترس یعنی جناب کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی
کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ کے ہاتھ میں یہ مقدمہ دیا جس کا پاک کانشنس اس بات
پر مطمئن نہ ہو سکا کہ جو اظہار یعنی پہلا بیان عبدالحمید نے امرتسر کے مجسٹریٹ کے

سامنے اور نیز اس عدالت میں دیا تھا وہ صحیح ہے۔ سو صاحب موصوف نے مزید تفتیش کے لئے جناب کپتان لیما رچنڈ ڈسٹرکٹ سوپر انٹنڈنٹ پولس کو حکم دیا کہ بطور خود عبد الحمید سے اصلیت مقدمہ دریافت کریں۔ پھر بعد اس کے جس احتیاط اور نیک نیتی اور فراست اور غور اور طریق عدل اور انصاف سے جناب کپتان لیما رچنڈ صاحب نے اس مقدمہ کی تفتیش میں کام لیا وہ بھی بجز خاص منصف مزاج اور نیک نیت اور بیدار مغز حکام کے ہر ایک کا کام نہیں۔ سوان حکام کا نیک مزاج اور نیک نیت اور انصاف پسند ہونا اور قدیم سے عدالت اور انصاف پسندی کا عادی ہونا اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام لینا یہی وہ اسباب تھے جو خدا نے میری بریت کے لئے پیدا کئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپر انٹنڈنٹ پولس کی نیک نیتی اور انصاف پسندی اور بھی زیادہ کھلتی ہے جبکہ اس بات پر غور کی جائے کہ یہ مقدمہ درحقیقت ایک عیسائی جماعت کی طرف سے تھا اور گوبظاہران میں سے ایک ہی شخص پیر و کار تھا۔ مگر مشورہ اور امداد میں کئی دیسی کورس سچنوں کو دخل تھا۔ درحقیقت پبلک کے دلوں میں اس عدالت اور انصاف نے صاحبان موصوف کی بہت ہی خوبی اور عدل قابل تعریف جمادی ہے کہ ایسا مقدمہ جو مذہبی رنگ میں پیش کیا گیا تھا اس میں کچھ بھی اپنی قوم اور مذہب کی رعایت نہیں کی گئی۔ اور نہایت منصفانہ روش سے وہ طریق اختیار کیا گیا جس کو عدالت چاہتی تھی میرے خیال میں یہ ایک ایسا عمدہ نمونہ ہے کہ جو صفحہ تاریخ میں ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی نیک نیتی اور حق پسندی پر ایک اور بھی بڑی بھاری دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ انہوں نے عبد الحمید خنجر کا پہلا بیان تمام و کمال قلمبند کر لیا تھا اور اس کی تائید میں پانچ گواہ بھی گذر چکے تھے اور صاحب بہادر ہر طرح پر اختیار رکھتے تھے کہ ان بیانات پر اعتبار کر لیتے مگر محض انصاف اور عدالت کی کشش نے ان کے دل کو پوری تسلی سے روک دیا اور ان کا حق پسند کانشنس بول اٹھا کہ ان بیانات میں سچائی کا نور

نہیں ہے لہذا انہوں نے کپتان صاحب پولیس کو مزید تحقیقات کے لئے اشارہ فرمایا۔ ایسا ہی جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو پولیس کے افسروں نے خبر دی کہ عبدالحمید مخبر اپنے پہلے بیان پر اصرار کر رہا ہے اس کو رخصت کیا جائے تو صاحب موصوف کے کانشنس نے یہی تقاضا کیا کہ وہ بذات خود بھی اس سے دریافت کریں۔ اگر حکام کی اس درجہ تک نیک نیتی اور توجہ اور محنت کشی نہ ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ اس مقدمہ کی اصلیت کھلتی۔ ہم تہ دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے حکام کو جو ہر ایک جگہ انصاف اور عدل کو مد نظر رکھتے ہیں اور پوری تحقیق سے کام لیتے ہیں اور احکام کے صادر کرنے میں جلدی نہیں کرتے ہمیشہ خوش رکھے اور ہر ایک بلا سے ان کو محفوظ رکھ کر اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے اپنے بیان میں کئی جگہ میرے چال چلن پر نہایت شرمناک حملہ کیا تھا۔ اگر ایسے منصف مزاج مجسٹریٹ کی عدالت میں ان تمام حملوں کے بارے میں میرا جواب لیا جاتا تو ڈاکٹر صاحب کے منصوبوں کی حقیقت کھل جاتی مگر چونکہ حاکم انصاف پسند کے دل پر اس مقدمہ کی مصنوعی بنیاد کی تمام حقیقت کھل گئی تھی جس کی تائید میں یہ تمام الزامات پیش کئے گئے تھے لہذا عدالت نے مقدمہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں سمجھی اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے اکثر کلمات جو نہایت دل آزار اور سراسر جھوٹ اور افترا اور کم سے کم ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچ گئے تھے مجھے یہ حق دیتے تھے کہ ان بے جا اور باطل الزاموں کا عدالت کے ذریعہ سے تدارک کروں۔ مگر میں باوجود مظلوم ہونے کے کسی کو آزار دینا نہیں چاہتا اور ان تمام باتوں کو حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ یہ بھی ذکر کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے اپنے بیان میں کہیں اشارہ اور کہیں صراحتاً میری نسبت بیان کیا ہے کہ گویا میرا وجود گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔ مگر میں اس اشتہار کے ذریعہ سے حکام کو اطلاع دیتا ہوں کہ ایسا خیال میری نسبت

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرینفن صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چھٹیاں خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چھٹیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں ☆۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

﴿۴﴾

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیاں حفظہ

عریضہ شامشعر بریاد دہانی خدمات و
حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور
ایجنٹ برآمد ماخوب میدانیم کہ بلا شک و شک
و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار
انگریزی جان نثار و فاکیش ثابت قدم ماندہ
اید۔ و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نچ
تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

﴿۵﴾

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمہوں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات خاندان شمارا ہرگز فراموش نہ خواہد کرد
بہوقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شامغور و توجہ کردہ
خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار
انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و
بہبودی شامتصور است۔ فقط

﴿۵﴾

المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favorable opportunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

نقل مراسلہ

(رائٹر کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)
تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
ریس قادیاں بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان
موقعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے
رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار
دو تمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت
سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمضہ
ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج
تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور
باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا بجلدوی
اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت
مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو
عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی
صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و
وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of

Mr. Robert Cast's Certificate
To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

﴿۷﴾

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہ۔

آپ کا خط ۲۔ ماہ حال کا لکھا ہوا
ملاحظہ حضور ایجناب میں گذرا مرزا غلام
مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات
سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ
سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار
رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح
پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے
باپ وفاداری کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی
بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء الراتم سربراہ
ایگریٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's;

Murasla dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have perused your letter
of the 2nd instant and deeply
regret the death of your father
Mirza Ghulam Murtaza who
was a great well wisher and
faithful Chief of Govt.

In consideration of your
family services I will esteem
you with the same respect as
that bestowed on your loyal
father. I will keep in mind the
restoration & welfare of your
family when a favourable
opportunity occurs.

خریج ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھیں ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں۔ جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۳ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۳ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۱۱ سے ۵۲ تک
۸	نور الحق حصہ اول (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک

۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سور الخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشری	۱۳۱۱ھ	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط میعت	۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷ فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یک طرفہ
۲۰	اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جولائی بمقام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکر یہ جشن جولائی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ مع ترجمہ انگریزی	۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پا کر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آ کر مجھ کو

گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اس وقت اور اس حالت میں کہ جب کہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لئے آئندہ

☆ بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈرانے والی پیشگوئیوں اور عذاب کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔ منہ

میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی اندازی پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی اندازی پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی مکر کی گنجائش نہیں رہے گی۔

﴿۱۰﴾

یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اس مقابلہ سے ہوتا ہے جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب مثل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام میں نے کتاب البریت رکھا ہے اور باایں ہمہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جو ابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ اول یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پا کر اپنی روش بدلائیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ دوم یہ کہ تا مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جوش میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پُر جوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھالیں کہ اگر اس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ ان کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ انتقاموں سے دستکش رہیں میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ لیکچر ام اور اندر من

اور دیانند اور پادری عماد الدین کی کتابیں اور پرچنورا فشتال لودیانہ کے اکثر مضمون ہیں فتنہ اور اشتعال کا سخت احتمال تھا مگر چونکہ ان کتابوں کے مقابل پر کتابیں تالیف ہوئیں اور سخت باتوں کا جواب کسی قدر سخت باتوں کے ساتھ ہو گیا اس لئے مسلمانوں کے عوام کا جوش اندر ہی اندر دب گیا۔

یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھ سخت الفاظ استعمال نہ ہوں تو ممکن ہے کہ اس قوم کے جاہلوں کا غیظ و غضب کوئی اور راہ اختیار کرے۔ مظلوموں کے بخارات نکلنے کے لئے یہ ایک حکمت عملی ہے کہ وہ بھی مباحثات میں سخت حملوں کا سخت جواب دیں۔ لیکن یہ طرز پھر بھی کچھ بہت قابل تعریف نہیں بلکہ اس سے تحریرات کا روحانی اثر گھٹ جاتا ہے اور کم سے کم نقصان یہ ہے کہ اس سے ملک میں بد اخلاقی پھیلتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عام طور پر ایک سخت قانون جاری کر کے ہر ایک مذہبی گروہ کو سخت الفاظ کے استعمال سے ممانعت کر دے تاکہ کسی قوم کے پیشوا اور کتاب کی توہین نہ ہو۔ اور جب تک کسی قوم کی معتبر اور مسلم کتابوں سے واقعات صحیحہ معلوم نہ ہوں جن سے اعتراض پیدا ہو سکتا ہو کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ ایسے قانون سے ملک میں بہت امن پھیل جائے گا اور مفسد طبع فتنہ انگیز لوگوں کے منہ بند ہو جائیں گے اور تمام مذہبی بحشیں علمی رنگ میں آجائیں گی۔ اسی غرض سے میں نے ایک درخواست گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لئے طیار کی ہے اس کے ساتھ کئی ہزار مسلمانوں کے دستخط بھی ہیں مگر چونکہ اب تک کافی دستخط نہیں ہوئے اس لئے ابھی تک توقف ہے۔ مگر درحقیقت یہ ایسا کام ہے کہ ضرور اس طرف گورنمنٹ کی توجہ چاہیے۔ حفظ امن کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہتک آمیز اور فتنہ انگیز الفاظ سے ہر ایک قوم پرہیز کرے۔ اور کسی مذہب پر وہ الزام نہ لگائے جس کو اس مذہب کے حامی قبول نہیں کرتے اور نہ ان کی مسلم اور معتبر کتابوں میں اس کا کوئی اصل صحیح پایا جاتا ہے۔ اور نہ ایسا الزام

لگائے جو اُس کی مسلم کتابوں یا نیویں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے اس کے لئے کوئی سزا مقرر ہو۔ بے شک بغیر اس تدبیر کے مذہبی فتنوں کا زہر پلانچ بکلی دور نہیں ہو سکتا۔

میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ ڈاکٹر کلارک نے میری بعض مذہبی تحریریں پیش کر کے عدالت میں یہ خلاف واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ سخت لفظ خود بخود ان کی نسبت کہے گئے ہیں۔ میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں۔ بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا۔ مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے۔ اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں۔ اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہوگا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔ دیکھو! آج میں کھلے کھلے لفظوں سے آپ

لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کار بند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ☆

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اس کو واحد لا شریک جاننا اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول تلاش ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے

☆ میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل اسلام داخل ہیں۔ جن میں بعض تحصیلدار اور بعض اکسٹرا اسٹنٹ اور ڈپٹی کلکٹر اور بعض وکلاء اور بعض تاجر اور بعض رئیس اور جاگیردار اور نواب اور بعض بڑے بڑے فاضل اور ڈاکٹر اور بی اے اور ایم اے اور بعض سجادہ نشین ہیں۔ منہ

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کار بند ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہم نے عدالت کے سامنے اس بحث کو طول دینا نہیں چاہا حالانکہ ہمارے تمام سخت الفاظ جوابی تھے اور نیز ان کے مقابل پر نہایت کم۔ سو ہم نے جوابی طور کے سخت الفاظ کو بھی چھوڑنا چاہا۔ کیونکہ ہمارا مدت سے یہ ارادہ تھا کہ تمام قومیں مباحثات میں الفاظ کی سختی کو استعمال نہ کریں۔ اسی ارادہ کی وجہ سے ہم نے اس درخواست پر دستخط مسلمانوں کے کرائے ہیں جس کو عنقریب بحضور جناب نواب گورنر جنرل بہادر بھیجے گا ارادہ ہے۔ سو مخالفین مذہب کو بذریعہ اس نوٹس کے عام اطلاع دی جاتی ہے کہ اس فیصلہ کے بعد وہ بھی مباحثات میں اپنی روشیں بدلائیں۔ اور آئندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے الفاظ اور ہتک آمیز الفاظ اپنے اخباروں اور رسالوں میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ اور اگر اب بھی اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد انہوں نے اپنے سابق طریق کو نہ چھوڑا تو انہیں یاد رہے کہ ہمیں یا ہم میں سے کسی کو حق حاصل ہوگا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کریں۔ حفظ امن کے لئے ہر ایک قوم کا فرض ہے کہ فتنہ انگیز تحریروں سے اپنے تئیں بچائے پس جو شخص اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد بھی اپنے تئیں سخت الفاظ اور بدزبانی اور توہین سے روک نہ سکے ایسا شخص درحقیقت گورنمنٹ کے مقاصد کا دشمن اور فتنہ پسند آدمی ہے۔ اور عدالت کا فرض ہوگا کہ امن کو قائم رکھنے کے لئے اس کی گوشمالی کرے۔

بحث کرنے والوں کے لئے یہ بہتر طریق ہوگا کہ کسی مذہب پر بے ہودہ طور پر اعتراض نہ کریں بلکہ ان کی مسلم اور معتبر کتابوں کی رو سے ادب کے ساتھ اپنے شبہات پیش کریں اور ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین سے اپنے تئیں بچاویں اور مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کریں اور ایسے

اعتراض بھی نہ کریں جو ان کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے اور ان کی وجاہت اور مرتبہ کو نہ بھلاوے۔ ہاں وہ نہایت نرمی اور ادب سے اس طرح اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے جو بیٹے کو دنیا میں بھیجا تو کیا یہ کام اس نے اپنی قدیم عادت کے موافق کیا یا خلاف عادت؟ اگر عادت کے موافق کیا تو پہلے بھی کئی بیٹے اس کے دنیا میں آئے ہوں گے اور مصلوب بھی ہوئے ہوں گے یا ایک ہی بیٹا بار بار آیا ہوگا۔ اور اگر یہ کام خلاف عادت ہے تو خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا اپنی ازلی ابدی عادتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یا مثلاً یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کے سبب سے خدا کی نظر میں لعنتی ٹھہر گئے تھے کیونکہ لعنت کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا اس شخص سے جس پر لعنت کی گئی ہے بیزار ہو جائے اور وہ شخص خدا سے بیزار ہو جائے اور دونوں میں باہم دشمنی واقع ہو جائے۔ اور شخص ملعون خدا کے قرب سے دور جا پڑے۔ اور یہ ذلیل حالت ایسے شخص کی کبھی نہیں ہو سکتی جو درحقیقت خدا کا پیارا ہے۔ اور جب کہ لعنت جائز نہ ہوئی تو کفارہ باطل ہوا۔ غرض ایسے اعتراض جن میں معقول تقریر کے ساتھ کسی فرقہ کے عقائد کی غلطی کا اظہار ہو، ہر ایک محقق کا حق ہے جو نرمی اور ادب کے ساتھ پیش کرے اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ وہ تمام اعتراضات علمی رنگ میں ہوں تا لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچ سکے اور کوئی مفسدہ اور اشتعال پیدا نہ ہو۔

اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اصول میں یہ داخل ہے کہ گذشتہ نبیوں میں سے جن کے فرے اور قومیں اور امتیں بکثرت دنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خدا تعالیٰ مفری کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول خلاق ہو کر ہزار ہا فرے اور قومیں اس کو مان لیں اور اس کا دین زمین پر جم جاوے اور عمر پائے لہذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم تمام قوموں

کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول خلاق ہو گئے اور ان کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی۔ چینی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے درحقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر ان کی امتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں تو ان باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں۔ یہ اصول ایک ایسا دلکش اور پیارا ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے اور درحقیقت واقعی امر یہی ہے کہ جھوٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کروڑ ہا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشتا اور اس کو وہ عزت نہیں دیتا جو سچوں کو دی جاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں میں اس کی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی بلکہ بہت جلد اس کی جماعت متفرق ہو جاتی اور اس کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

سوائے دوستو اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بُر دباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رو سے چارہ جوئی کرے۔ مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل پر سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کریں۔ یہ تو وہ وصیت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے۔

﴿۱۶﴾

مگر ہم اپنی عادل گورنمنٹ سے یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ جو لوگ آئندہ مخالفانہ حملے تو ہیں اور بدزبانی کے ساتھ ہم پر کریں یا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن شریف پر یا اسلام پر تو ان کی بدزبانی کا تدارک بھی واجب طور پر کیا جائے۔ اور ہم لکھ چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ ہماری یہ جماعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہ ہے اور ہمیشہ خیر خواہ رہے گی۔ اور میری تمام جماعت کے لوگ درحقیقت غریب مزاج اور

امن پسند اور اول درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اور باایں ہمہ معزز اور شریف ہیں۔ اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افترا کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کر لے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقض امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

المشتہ

میرزا غلام احمد از قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

مقدمہ

یہ کتاب جس کا نام کتاب البریۃ ہے اس غرض سے چھاپی جاتی ہے کہ تا اس مقدمہ میں غور کر کے ہر ایک شخص سوچے اور سمجھے کہ کیونکر خدا تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس پر توکل کرتے ہیں دشمنوں کے بہتانوں اور افتراؤں سے بچا لیتا ہے اور کیونکر وہ اپنے مخلص بندوں کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے ان تمام بہتانوں اور بناوٹوں کی حقیقت کھل جاتی ہے جو ان کے ہلاک کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے ان کو ہلاک کر دوں اور بداندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں ان کو پچھل ڈالوں۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد

نہیں رکھتے جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گرنہیں سکتا۔ لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور ان کی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے وہ قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور بداندیشوں کے حملے راستبازوں پر قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ مجھ سے پہلے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی ارادہ کیا کہ ناحق مجرم ٹھہرا کر سولی دلا دیں مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ کس طرح اس نے اپنے اس مقبول کو بچالیا۔ اس نے پیلاطوس کے دل میں ڈال دیا کہ یہ شخص بے گناہ ہے اور فرشتہ نے خواب میں اس کی بیوی کو ایک رعب ناک نظارہ میں ڈرایا کہ اس شخص کے مصلوب ہونے میں تمہاری تباہی ہے۔ پس وہ ڈر گئے اور اس نے اپنے خاوند کو اس بات پر مستعد کیا کہ کسی حیلہ سے مسیح کو یہودیوں کے بد ارادہ سے بچالے۔ پس اگرچہ وہ بظاہر یہودیوں کے آنسو پونچھنے کے لئے صلیب پر چڑھایا گیا لیکن وہ قدیم رسم کے موافق نہ تین دن صلیب پر رکھا گیا جو کسی کے مارنے کے لئے ضروری تھا اور نہ ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ یہ کہہ کر بچالیا گیا کہ ”اس کی توجان نکل گئی“۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا خدا کا مقبول اور راستباز نبی جرائم پیشہ کی موت سے مر کر یعنی صلیب کے ذریعہ سے جان دے کر اس لعنت کا حصہ نہ لیوے جو روز ازل سے ان شیروں کے لئے مقرر ہے جن کے تمام علاقے خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں اور درحقیقت جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے وہ خدا کے دشمن اور خدا ان کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پس کیونکر وہ لعنت جس کا یہ ناپاک مفہوم ہے ایک برگزیدہ پر وارد ہو سکتی ہے؟ سو اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے۔ اور جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے وہ کشمیر میں آ کر فوت ہوئے اور اب تک نبی شہزادہ کے نام پر کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اور لوگ بہت تعظیم سے

اس کی زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ ایک شہزادہ نبی تھا جو اسلامی ملکوں کی طرف سے اسلام سے پہلے کشمیر میں آیا تھا اور اس شہزادہ کا نام غلطی سے بجائے یسوع کے کشمیر میں یوز آسف کر کے مشہور ہے جس کے معنی ہیں کہ یسوع غم ناک۔ اور جب پلاطوس کی بیوی کو فرشتہ نظر آیا اور اس نے اس کو دھمکایا کہ اگر یسوع مارا گیا تو تمہاری تباہی ہوگی یہی اشارہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بچانے کے لئے تھا۔ ایسا دنیا میں کبھی نہیں ہوا کہ اس طرح پرکسی راستباز کی حمایت کے لئے فرشتہ ظاہر ہوا ہو اور پھر رویا میں فرشتہ کا ظاہر ہونا عبث اور لا حاصل گیا ہو اور جس کی سفارش کے لئے آیا ہو وہ ہلاک ہو گیا ہو۔ غرض یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس وقت کے یہودی اپنے ارادہ میں نامراد رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کو ٹھے میں رکھے گئے تھے جو قبر کے نام سے مشہور تھا اور دراصل ایک بڑا وسیع کوٹھا تھا وہ اس سے تیسرے دن بخیر و عافیت باہر آ گئے اور شاگردوں کو ملے اور ان کو مبارک باد دی کہ میں خدا کے فضل سے دنیوی زندگی کے ساتھ بدستور اب تک زندہ ہوں اور پھر ان کے ہاتھ سے لے کر روٹی اور کباب کھائے اور اپنے زخم ان کو دکھلائے اور چالیس دن تک ان کے ان زخموں کا اس مرہم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جس کو قریباً دینوں میں مرہم عیسیٰ یا مرہم رُسل یا مرہم حواریین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ مرہم چوٹ وغیرہ کے زخموں کے لئے بہت مفید ہے اور قریباً طب کی ہزار کتاب میں اس مرہم کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے اس کو بنایا گیا تھا۔ وہ پرانی طب کی کتابیں عیسائیوں کی جو آج سے چودہ سو برس پہلے رومی زبان میں تصنیف ہو چکی تھیں ان میں اس مرہم کا ذکر ہے اور یہودیوں اور مجوسیوں کی طبابت کی کتابوں میں بھی یہ نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرہم الہامی ہے اور اس وقت جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر کسی قدر زخم پہنچے تھے انہیں دنوں میں خدا تعالیٰ نے بطور الہام یہ دوائیں ان پر ظاہر کی تھیں۔

یہ مرہم پوشیدہ راز کا نہایت یقینی طور پر پتہ لگاتی ہے اور قطعی طور پر ظاہر کرتی ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے تھے کیونکہ اس مرہم کا تذکرہ صرف اہل اسلام کی ہی کتابوں میں نہیں کیا گیا بلکہ قدیم سے عیسائی یہودی مجوسی اور اطبائے اسلام اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کرتے آئے ہیں۔ اور نیز یہ بھی لکھتے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے یہ مرہم طیار کی گئی تھی۔ حسن اتفاق سے یہ سب کتابیں موجود ہیں اور اکثر چھپ چکی ہیں اگر کسی کو سچائی کا پتہ لگانا اور راستی کا سراغ چلانا منظور ہو تو ضرور ان کتابوں کا ملاحظہ کرے شاید آسمانی روشنی اس کے دل پر پڑ کر ایک بھاری بلا سے نجات پا جائے اور حقیقت کھل جائے۔ اس مرہم کو ادنیٰ ادنیٰ طبابت کا مذاق رکھنے والے بھی جانتے ہیں یہاں تک کہ قراہ دین قادری میں بھی جو ایک فارسی کی کتاب ہے تمام مرہموں کے ذکر کے باب میں اس مرہم کا نسخہ بھی لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہی مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بنائی گئی تھی۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ دنیا کے تمام طبیبوں کے اتفاق سے جو ایک گروہ خواص ہے جن کو سب سے زیادہ تحقیق کرنے کی عادت ہوتی ہے اور مذہبی تعصبات سے پاک ہوتے ہیں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار کی تھی۔

ایک عجیب فائدہ اس مرہم کے واقعہ کا یہ ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر چڑھنے کی بھی ساری حقیقت کھل گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ تمام باتیں بے اصل اور بے ہودہ تصورات ہیں۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ رفع جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے حقیقت میں وفات کے بعد

☆ نوٹ۔ ہم پہلی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری اور امام ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہم اور دوسرے ائمہ کبار کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اب واضح رہے کہ شیخ محی الدین ابن العربی کا بھی یہی مذہب ہے۔ چنانچہ وہ نزول کی حقیقت اپنی تفسیر کے

﴿۵﴾

تھا اور اسی رفع مسیح سے خدا تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے اس جھگڑے کا فیصلہ کیا جو صدہا برس سے ان کے درمیان چلا آتا تھا یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ مردودوں اور ملعونوں سے نہیں ہیں اور نہ کُفار میں سے جن کا رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ سچے نبی ہیں اور درحقیقت ان کا رفع روحانی ہوا ہے جیسا کہ دوسرے نبیوں کا ہوا۔ یہی جھگڑا تھا اور رفع جسمانی کی نسبت کوئی جھگڑا نہ تھا بلکہ وہ غیر متعلق بات تھی جس پر کذب اور صدق کا مدار نہ تھا۔ بات یہ ہے کہ یہودیہ چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کا الزام دے کر ملعون ٹھہرائیں یعنی ایسا شخص جس کا مرنے کے بعد خدا کی طرف روحانی رفع نہیں ہوتا اور نجات سے جو قرب الہی پر موقوف ہے بے نصیب رہتا ہے۔ سو خدا نے اس جھگڑے کو یوں فیصلہ کیا کہ یہ گواہی دی کہ وہ صلیبی موت جو روحانی رفع سے مانع ہے حضرت مسیح پر ہرگز وارد نہیں ہوئی اور ان کا وفات کے بعد رفع الی اللہ ہو گیا ہے۔ اور وہ قرب الہی پا کر کامل نجات کو پہنچ گیا۔ کیونکہ جس کیفیت کا نام نجات ہے اسی کا دوسرے لفظوں میں نام رفع ہے اسی کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے کہ وَمَا قَاتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ ۗ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۗ افسوس کہ ہمارے کج فہم علماء پر کہاں تک غبوت اور بلادت وارد ہو گئی ہے کہ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ قرآن نے اگر اس آیت میں کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۗ رفع جسمانی

صفحہ ۲۶۲ میں یہ لکھتے ہیں ”وَجِبْ نَزُولُهُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعْلُقِهِ بِبَدَنِ اٰخِرٍ“ یعنی عیسیٰ نازل تو ہوگا مگر ان معنوں سے کہ دوسرے بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہوگا یعنی بطور بروز اس کا نزول ہوگا جیسا کہ صوفیاء کرام کا مذہب ہے۔ پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں ”رَفَعَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بِاتِّصَالِ رُوْحِهِ عِنْدَ الْمَفَارِقَةِ عَنِ الْعَالَمِ السُّفْلٰی بِالْعَالَمِ الْعُلُوِّ“۔ یعنی عیسیٰ کے رفع کے یہ معنی ہیں کہ جب عالم سفلی سے اس کی روح جُدا ہوئی تو عالم بالا سے اس کا اتصال ہو گیا۔ پھر صفحہ ۱۷۸ میں لکھتے ہیں کہ رفع کے یہ معنی ہیں کہ عیسیٰ کی روح اس کے قبض کرنے کے بعد روحوں کے آسمان میں پہنچائی گئی۔ فتدبّر۔ منہ

کا ذکر کیا ہے تو اس ذکر کا کیا موقعہ تھا اور کونسا جھگڑا اس بارے میں یہود اور نصاریٰ کا تھا۔ تمام جھگڑا تو یہی تھا کہ صلیب کی وجہ سے یہود کو بہانہ ہاتھ آ گیا تھا کہ نعوذ باللہ یہ شخص یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون ہے۔ یعنی اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا۔ اور جب رفع نہ ہوا تو لعنتی ہونا لازم آیا کیونکہ رفع الی اللہ کی ضد لعنت ہے۔ اور یہ ایک ایسا انکار تھا جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نبوت کے دعوے میں جھوٹے ٹھہرتے تھے کیونکہ تو ریت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مصلوب ہو اس کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا یعنی مرنے کے بعد راستبازوں کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف اس کی روح اٹھائی نہیں جاتی یعنی ایسا شخص ہرگز نجات نہیں پاتا۔ پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے سچے نبی کے دامن کو اس تہمت سے پاک کرے اس لئے اس نے قرآن میں یہ ذکر کیا **وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ**۔ اور یہ فرمایا **يَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَتَلْتَهُ مَا كَانِ مُصَلَبًا**۔ تا معلوم ہو کہ یہودی جھوٹے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور سچے نبیوں کی طرح رفع الی اللہ ہو گیا اور یہی وجہ ہے جو اس آیت میں یہ لفظ نہیں فرمائے گئے کہ **رَافِعَكَ اِلَى السَّمَاءِ** بلکہ یہ فرمایا گیا کہ **رَافِعَكَ اِلَى تَابُوتِ نُوْحٍ**۔ صریح طور پر ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ رفع روحانی ہے نہ جسمانی کیونکہ خدا کی جناب جس کی طرف راستبازوں کا رفع ہوتا ہے روحانی ہے نہ جسمانی۔ اور خدا کی طرف روح چڑھتے ہیں نہ کہ جسم۔ اور خدا تعالیٰ نے جو اس آیت میں توفیقی کو پہلے رکھا اور رفع کو بعد تو اسی واسطے یہ ترتیب اختیار کی کہ تا ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ وہ رفع ہے کہ جو راستبازوں کے لئے موت کے بعد ہوا کرتا ہے۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ یہودیوں کی طرح تحریف کر کے یہ کہیں کہ دراصل توفیقی کا لفظ بعد میں ہے اور رفع کا لفظ پہلے کیونکہ بغیر کسی محکم اور قطعی دلیل کے محض ظنون اور اوہام کی بنا پر قرآن کو الٹ پلٹ دینا ان لوگوں کا کام ہے جن کی رو میں یہودیوں کی روحوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ پھر جس حالت میں آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي**۔ میں صاف

طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ عیسائیوں کا تمام بگاڑ اور گمراہی حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد ہوئی ہے تو اب سوچنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ کو اب تک زندہ ماننے میں یہ اقرار بھی کرنا پڑتا ہے کہ اب تک عیسائی بھی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور یہ ایک ایسا خیال ہے جس سے ایمان جانے کا نہایت خطرہ ہے۔

میں اس وقت محض قوم کی ہمدردی سے اصل بات سے دور جا پڑا اور اصل تذکرہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے شر اعدا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیا تھا چنانچہ خود حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ میری مثال یونس نبی کی طرح ہے اور یونس کی طرح میں بھی تین دن قبر میں رہوں گا۔ اب ظاہر ہے کہ مسیح جو نبی تھا اس کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا اس نے اپنے قصہ کو یونس کے قصہ سے مشابہ قرار دیا ہے اور چونکہ یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا بلکہ زندہ رہا اور زندہ ہی داخل ہوا تھا اس لئے مشابہت کے تقاضا سے ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مسیح بھی قبر میں نہیں مرا اور نہ مردہ داخل ہوا۔ ورنہ مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت؟ غرض اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔ ایسا ہی موسیٰ علیہ السلام کو بھی اس نے فرعون کے بد ارادہ سے بچایا۔

ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مگگہ کے دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا۔ مگگہ والوں نے اتفاق کر کے باہم عہد کر لیا تھا کہ اس شخص کو جو ہر وقت خدا خدا کرتا اور ہمارے بتوں کی اہانت کرتا ہے گرفتار کر کے برے عذاب کے ساتھ اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ مگر خدا نے اپنی خدائی کا کرشمہ ایسا دکھلایا کہ اول اپنی وحی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی کہ اس وقت اس شہر سے نکل جانا چاہیے کہ دشمن قتل کرنے پر متفق اللفظ ہو گئے ہیں۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وفادار رفیق کے ساتھ جو صدیق اکبر تھا شہر سے باہر جا کر ایک غار میں چھپ گئے جس کا نام ثور تھا جس کے معنی ہیں ثوران فتنہ {یہ نام پہلے سے پیشگوئی کے طور پر چلا آتا تھا تا اس واقعہ کی طرف اشارہ ہو} غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جا کر غار ثور میں چھپ گئے تب دشمنوں نے تعاقب کیا اور غار ثور تک سراغ پہنچا دیا۔ اور سراغ چلانے والے نے اس بات پر زور دیا کہ یقیناً وہ اسی غار کے اندر ہیں یا یوں کہو کہ اس سے آگے آسمان پر چلے گئے کیونکہ سراغ آگے نہیں چلتا۔ مگر چند مکہ کے رئیسوں نے کہا کہ اس بڑھے کی عقل ماری گئی ہے غار پر تو کبوتری کا آشیانہ ہے اور ایک درخت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے لہذا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی غار کے اندر جاسکے اور آشیانہ سلامت رہے اور درخت کا ٹانہ جائے اور ان میں سے کوئی شخص درخت اور آشیانہ کو ہٹا کر اندر نہ جاسکا کیونکہ لوگوں نے بارہا دیکھا تھا کہ کئی دفعہ بہت سے سانپ غار کے اندر سے نکلتے اور اندر جاتے ہیں اس لئے وہ سانپوں کی غار مشہور تھی سو موت کے غم نے سب کو پکڑا اور کوئی جرأت نہ کر سکا کہ اندر جائے۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ سانپ جو انسان کا دشمن ہے اپنے حبیب کی حفاظت کے لئے اس سے کام لے لیا اور جنگلی کبوتری کے آشیانہ سے لوگوں کو تسلی دی۔ یہ کبوتری نوح کی کبوتری سے مشابہ تھی جس نے آسمانی سلطنت کے مقدس خلیفہ اور تمام برکتوں کے سرچشمہ کی حمایت کی۔ پس یہ تمام باتیں غور کے لائق ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے رسولوں کو دشمنوں کے بد ارادوں سے بچالیا۔ اس کی حکمتوں اور قدرتوں پر قربان ہونا چاہیے کہ شریر انسان اس کے راستباز بندوں کے ہلاک کرنے کے لئے کیا کچھ سوچتا ہے اور درپردہ کیسے کیسے منصوبے باندھے جاتے ہیں اور پھر انجام کار خدا تعالیٰ کچھ ایسا کرشمہ قدرت دکھلاتا ہے کہ مکر کرنے والوں کا مکر انہی پر اٹھا کر مارتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک راستباز بھی شریروں کے بد ارادہ سے بچ نہ سکتا۔ درحقیقت راستباز کا اس وقت نشان ظاہر ہوتا ہے جبکہ اس پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ اور اس کا مؤید ہونا اس وقت لوگوں پر کھلتا ہے کہ جب کہ اس کی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ راستباز پر خدا تعالیٰ اس لئے مصیبت نہیں بھیجتا کہ تا اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے بھیجتا ہے کہ تا اپنی قدرتیں اس کی تائید

میں لوگوں کو دکھلاوے اور وہ غیبی تائیدیں ظاہر کرے کہ جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ یہ سب بے ہودہ باتیں ہیں کیونکہ احق نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے اور نادان اس سے بے خبر ہے کہ اس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا کیا عمیق راہیں ہیں۔ افسوس ان لوگوں پر جو نشانوں کے بعد بھی اس کو نہیں پہچانتے۔

یہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا تھا اس میں محمد حسین بٹالوی بڑا حریص تھا کہ کسی طرح عیسائیوں کو کامیابی ہو۔ وہ خیال کرتا تھا کہ مجھے شکار مارنے کے لئے ایک موقع ملا ہے۔ اور اس کو یقین تھا کہ یہ وار اس کا ہرگز خالی نہ جائے گا۔ اسی وجہ سے وہ کلارک کا گواہ بن کر آیا تھا اور اس غلط خبر سے وہ بہت ہی خوش تھا کہ اس عاجز پر وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا ہے۔ مگر دراصل بات یہ تھی کہ امرتسر کے مجسٹریٹ نے درحقیقت یکم اگست ۱۸۹۷ء کو میری گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کر دیا تھا لیکن خدا تعالیٰ کا اس مقدمہ میں اول کرشمہ قدرت یہی ہے کہ باوجود کئی دن گذر چکنے کے وہ وارنٹ گورداسپورہ میں پہنچ نہ سکا معلوم نہیں کہ کہاں غائب ہو گیا۔ بقول وارنٹ دین جو اس مقدمہ کی سازش میں شریک ہے عیسائی اس بات کے ہر روز منتظر تھے کہ کب یہ شخص گرفتار ہو کر امرتسر میں آتا ہے اور بعض مخالف مولوی اور ان کی جماعت کے لوگ ہر روز اسٹیشن امرتسر پر جاتے تھے کہ تا مجھے اس حالت میں دیکھیں کہ ہتھکڑی ہاتھ میں اور پولیس کی حراست میں ریل سے اترا ہوں۔ آخر جب وارنٹ کی تعمیل میں دیر لگی تو یہ لوگ نہایت تعجب میں پڑے کہ یہ کیا بھید ہے کہ باوجود وارنٹ جاری ہو جانے کے اور کئی دن اس پر گذرنے کے یہ شخص اب تک گرفتار ہو کر امرتسر میں نہیں آیا اور درحقیقت تعجب کی جگہ تھی کہ باوجودیکہ وارنٹ کا حکم یکم اگست کو جاری ہو گیا تھا پھر بھی ۷ اگست تک اس کی تعمیل کا عوام کو کچھ پتہ نہ لگا۔ یہ ایسا امر ہے کہ سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ غرض بعد اس کے صاحب ڈپٹی کمشنر

ضلع امرتسر کو معلوم ہوا کہ انہوں نے غیر ضلع میں وارنٹ روانہ کرنے میں غلطی کی اور وہ اس بات کے مجاز نہ تھے کہ ملزم کی گرفتاری کے لئے غیر ضلع میں وارنٹ جاری کیا جائے۔ اس لئے انہوں نے ضلع گورداسپورہ میں تار دی کہ وارنٹ کی تعمیل روک دی جائے۔ اور اس جگہ خدا کا کام یہ کہ ضلع گورداسپورہ کے افسر خود تعجب میں تھے کہ کب وارنٹ آیا کہ تا اس کی تعمیل روک دی جائے۔ آخر وہ تار داخل دفتر کی گئی۔ اور پھر بعد اس کے مثل مقدمہ منتقل ہو کر صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کے پاس آ گئی۔ پھر بعد اس کے مجھے اس بات پر اطلاع نہیں کہ کیونکر بجائے وارنٹ کے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کی عدالت سے سمن جاری ہوا۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ کلارک نے مع اپنے وکیل کے اس پر بحث کی تھی کہ ضرور وارنٹ جاری ہو جیسا کہ امرتسر سے جاری ہوا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جو دلوں کا مالک ہے اس نے مثل کے پہنچتے ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ کے دل پر یہ بات جمادی کہ مقدمہ مشتبہ ہے اور وارنٹ کے لائق نہیں اس لئے انہوں نے میرے نام سمن جاری کیا۔ مگر شیخ محمد حسین صاحب کو ان باتوں کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ وہ اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچھری میں گرفتار ہو کر آئے گا بڑے ناز سے کچھری میں تشریف لائے اور صیاد کی طرح ادھر ادھر دیکھتے تھے کہ تا میری گرفتاری اور ہتھکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکھائیں اتنے میں میں قریب نو بجے کے ٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقریب دورہ فروکش تھے پہنچ گیا۔ اور جب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچھری میں گیا تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے لطف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا میں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ذلت کے دیکھنے کے لئے آئے تھے ایک حیرت کی حالت میں رہ گئے کہ یہ دن تو اس شخص کی ذلت اور بے عزتی کا سمجھا گیا تھا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ میں اس وقت خیال

کرتا تھا کہ میرے مخالفوں کو یہ عذاب کچھ تھوڑا نہیں کہ وہ اپنی امیدوں کے مخالف عدالت میں میری عزت دیکھ رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ اس سے بھی زیادہ ان کو سوا کرے۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ سرگروہ مخالفوں کا محمد حسین بٹالوی جس نے آج تک میری جان اور آبرو پر حملے کئے ہیں ڈاکٹر کلارک کی گواہی کے لئے آیا تا عدالت کو یقین دلائے کہ یہ شخص ضرور ایسا ہی ہے جس سے امید ہو سکتی ہے کہ کلارک کے قتل کے لئے عبدالمجید کو بھیجا ہو۔ اور قبل اس کے کہ وہ شہادت دینے کے لئے عدالت کے سامنے آوے ڈاکٹر کلارک نے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر اس کے لئے بہت سفارش کی کہ یہ غیر مقلد مولویوں میں ایک نامی شخص☆ ہے اس کو کرسی ملنی چاہیے۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس سفارش کو منظور نہ کیا۔ غالباً محمد حسین کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ اس کی کرسی کے لئے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اور کرسی کی درخواست نام منظور ہو چکی ہے اس لئے جب وہ گواہی کے لئے اندر بلایا گیا تو جیسا کہ خشک مٹا جاہ طلب اور خود نما ہوتے ہیں آتے ہی بڑی شوخی سے اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی طلب کی۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ تجھے عدالت میں کرسی نہیں ملتی اس لئے ہم کرسی نہیں دے سکتے۔ پھر اس نے دوبارہ کرسی کی لالچ میں بے خود ہو کر عرض کی کہ مجھے کرسی ملتی ہے اور میرے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی۔ صاحب بہادر نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے نہ تجھے کرسی ملتی ہے نہ تیرے باپ رحیم بخش کو ملتی تھی ہمارے پاس تمہاری کرسی کے لئے کوئی تحریر نہیں۔ تب محمد حسین نے کہا کہ میرے پاس چھٹیاں ہیں لاٹ صاحب مجھے کرسی دیتے ہیں۔ یہ جھوٹی بات سن کر صاحب بہادر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ”بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا“ اس وقت مجھے بھی محمد حسین پر رحم آیا کیونکہ اس کی موت کی سی حالت ہو گئی تھی۔ اگر بدن کا ٹوٹو شاید ایک قطرہ لہو

☆ یہ بات بالکل درست نہیں کہ غیر مقلد سب محمد حسین کے مقلد ہیں بلکہ بہت سے لوگ

اس کے مخالف ہیں اور اس کے طریقوں سے بیزار۔ منہ

کانہ ہو۔ اور وہ ذلت پہنچی کہ مجھے تمام عمر میں اس کی نظیر یاد نہیں۔ پس بے چارہ غریب اور خاموش اور ترساں اور لرزاں ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور پہلے میز کی طرف جھکا ہوا تھا۔ تب نبی الفور مجھے خدا تعالیٰ کا یہ الہام یاد آیا کہ **اِنَّسِیْ مُہِیْنٌ مِّنْ اَرَادَ اِهًا اَنْتَکَ** یعنی میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں۔ مبارک وہ جوان پر غور کرتے ہیں۔

خیال کرنا چاہیے کہ محمد حسین اس وقت اس خوشی سے بھرا ہوا کچھری میں آیا تھا کہ میں اس شخص کو گرفتار اور ہاتھ میں ہتھکڑی اور ذلیل جگہ جوتوں میں بیٹھا ہوا دیکھوں گا۔ تب میرا جی خوش ہوگا اور اپنے نفس کو کہوں گا کہ اے نفس تجھے مبارک ہو کہ تو نے آج اپنے مخالف کو ایسی حالت میں دیکھا۔ لیکن اس بد قسمت کے ایسے طالع کہاں تھے کہ یہ خوشی کا دن دیکھے سو آخر اس بد نصیب نے دیکھا تو یہ دیکھا کہ کچھری کے اندر قدم ڈالتے ہی مجھے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا پایا۔ ایسے دل آزار مشاہدہ نے اس کے نفس کو بے بس کر دیا اور اپنے حریف کو ایسی عزت کی حالت میں دیکھ کر اس کا نفس اتنا رہا حاسدانہ جوش میں آیا اور جاہ طلبی کا جوش بھڑکا اور بے اختیار ہو کر بول اٹھا کہ مجھے کرسی ملنی چاہیے۔ تب جو حالت اس کی ہوئی سو ہوئی۔ یہ تمام سزا اس بد اندیشی کی تھی جو اس نے میری نسبت کی۔

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

نادان نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر میں مظلوم ہو کر اس کی خواہش کے موافق بذریعہ وارنٹ گرفتار کیا جاتا اور ہتھکڑی ڈالی جاتی اور ذلیل جگہ میں بٹھایا جاتا اور جیسا کہ اس کی تمنا تھی پھانسی دیا جاتا یا جس دوام کی سزا پاتا تو میرا اس میں کیا حرج تھا۔ خدا کی راہ میں ہر ایک ذلت اور موت فخر کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس دنیا کے جاہ و جلال کو نہیں چاہتا۔ لیکن اس نے دشمنوں کے ارادوں اور خواہشوں پر نظر ڈال کر مجھے اس ذلت اور ذلت کی موت سے بچالیا۔ یہ اس کا کام ہے اس نے جو کچھ کیا اپنی مرضی سے کیا۔ محمد حسین کو اگر بصیرت

کی آنکھ دی جاتی تو اس سے وہ بڑا دینی فائدہ حاصل کر سکتا تھا بھلا ہم محمد حسین اور اس کے ہم خیال لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ تمام غیبی افعال جو میری تائید میں اور میری عزت کی حفاظت کے لئے اور میرے اعداء کو شرمندہ کرنے کے لئے ظہور میں آئے یہ کس کے افعال تھے؟ آیا خدا کے یا انسان کے؟ اور تشریح اس کی یہ ہے کہ پہلے یہ غیبی فعل ظہور میں آیا کہ میری گرفتاری میں توقف ڈال دی گئی اور امرتسر کا وہ وارنٹ جس کے ساتھ چالیس ہزار روپیہ کی ضمانت کا حکم اور بیس ہزار کا مچلکہ تھا ایک حیرت افزا طریق سے روک دیا گیا۔ یہ وارنٹ امرتسر کے مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت سے یکم اگست ۱۸۹۷ء کو جاری ہوا تھا مگر ۷ اگست ۱۸۹۷ء تک گورداسپورہ میں پہنچ نہ سکا اور کچھ پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا اور آخر حکم امتناعی پہنچا کہ وارنٹ کی تعمیل روک دی جائے کیونکہ مجسٹریٹ کو معلوم ہوا کہ وہ غیر ضلع کے ملزم پر وارنٹ جاری کرنے کا قانوناً مجاز نہیں ہے۔ یہ تو پہلا غیبی فعل تھا جو میری تائید کے لئے ظہور میں آیا۔

پھر دوسرا غیبی فعل یہ تھا کہ جب مثل منتقل ہو کر گورداسپورہ میں آئی تو باوجودیکہ امرتسر کے مجسٹریٹ نے وارنٹ جاری کیا تھا مگر صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ نے باوجود ڈاکٹر کلارک اور اس کے وکیل کے بہت اصرار اور ہاتھ پیر مارنے کے بجائے وارنٹ سمن جاری کر دیا اور وارنٹ سے انکار کیا۔

اور پھر تیسرا غیبی فعل یہ تھا کہ محمد حسین وغیرہ مخالفوں نے چاہا تھا کہ میری ذلت کی حالت دیکھیں مگر ان کو میری عزت کی حالت دکھائی گئی۔ میں نے اپنی جماعت کے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ ایک شریر مخالف کچھری کے وقت ایک شخص سے میرا نام لے کر باتیں کرتا تھا کہ آج وہ شخص پولیس کی حراست میں ہے اور ہتھکڑی ہاتھ میں پڑی ہوئی ہے اس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس لئے یہ سزا ملی۔ تب دوسرے شخص نے جس سے وہ باتیں کرتا تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اس موقع پر کھڑا کیا جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ عدالت کی

کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے اور اس کو کہا کہ ذرہ نظر غور کر کے دیکھ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے قریب دوسرا شخص کرسی پر بیٹھا ہوا کون ہے تب وہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور کہا یہ تو وہی ہیں جن کی نسبت لوگوں نے اڑایا ہے کہ وہ گرفتار اور حراست میں ہے۔

اور پھر چوتھا غیبی فعل یہ ہے کہ میری حاضری کا دن محمد حسین بٹالوی کے لئے گویا عید کا دن تھا اور وہ اپنے دل میں اس روز میری ذلت اور بے عزتی کے بہت سے تصورات باندھے ہوئے تھا اور گویا اس وقت میری ذلت مشہور کرنے کے بارے میں اپنے دل میں اشاعة السنہ کے کئی ورق لکھ رہا تھا کہ خدا نے وہ ذلت اٹھا کر اسی کے سر پر ماری اور میرے روبرو اور میرے دوستوں کے روبرو کرسی مانگنے پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایسی سخت تین جھڑکیاں اس کو دیں کہ اس کو مار گئیں۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ میری ذلت دیکھنے آیا تھا اور اپنی ذلت اس کو پیش آئی۔ اور پھر اندر سے جھڑکیاں کھا کر باہر آیا جہاں اردلی کھڑے ہوتے ہیں اور اندر کے معاملہ کی پردہ پوشی کے لئے ایک کرسی پر جو باہر کے کمرہ میں تھی بیٹھ گیا اور اردلیوں کو معلوم تھا کہ اس شخص کو کرسی نہیں ملی بلکہ کرسی کی درخواست پر اس نے جھڑکیاں کھائیں اس لئے انہوں نے کرسی پر سے اس کو جھڑک کر اٹھا دیا پھر اس طرف سے پولیس کے کمرہ کی طرف آیا اور اتفاقاً ایک اور کرسی باہر کے کمرہ میں چھپی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گیا۔ تب کپتان صاحب کی اس پر نظر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹیبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ کرسی پر سے اٹھایا گیا۔ اس وقت غالباً ہزار آدمی کے قریب یا اس سے زیادہ اس کی اس ذلت کو دیکھتے ہوں گے۔ لوگوں نے یقین کر لیا کہ جھوٹے مقدمہ میں اس نے پادری کی گواہی دی اس لئے یہ سزا ملی۔

پانچواں غیبی فعل یہ ہے کہ باوجودیکہ یہ مقدمہ حسب اقرار ڈاکٹر کلارک کے تین قوموں کے اتفاق سے قائم کیا گیا تھا اور اس مقدمہ کی پیروی میں پادریوں نے پورا زور دیا تھا اور سرکاری مقدمہ سمجھا گیا تھا تب بھی خدا نے کپتان ڈگلس صاحب کے ہاتھ سے

اس کو خارج کرایا اور مجھے بری کیا۔

﴿۱۳﴾

اب یہ پانچ فعل جو ظہور میں آئے یہ دانشمندیوں کے لئے سوچنے کے لائق ہیں کہ یہ کس کا کام ہے؟ عقلمند لوگ سوچ لیں کہ جب کہ یہ مقدمہ میرے پر سرکار کی طرف سے دائر ہوا تھا اور ایک خطرناک مقدمہ تھا اور میری ذلت کے لئے ہر طرف سے لوگ زور دے رہے تھے تو ایسی حالت میں کس طاقت عظمیٰ نے مجھے عزت دی اور محمد حسین کو سخت ذلیل کیا اور کلارک کو بھی نہایت سبکی اور ندامت پہنچائی کہ عدالت نے قوی شبہ کیا کہ یہ مقدمہ عبدالرحیم عیسائی و وارث دین وغیرہ عیسائیوں اور ان کے متعلقین کی بناوٹ ہے۔ کیا یہ فعل خدا کا ہے یا انسان کا؟ کیا خدا کی تائید کے بجز اس کے کوئی اور بھی معنی ہیں کہ خدا نے مخالفوں میں پھوٹ ڈال دی اور حق کو ظاہر کر دیا اور جو میرے ذلیل کرنے کے درپے تھا اس کو حاکم اور خلق اللہ کے ذریعہ سے ذلت پہنچائی۔ حاکم کے ذریعہ سے جو ذلت ہوئی اس کی حقیقت آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اس نے کرسی مانگنے پر محمد حسین کو سخت جھڑکیاں دیں اور یہ جھڑکیاں نہایت مناسب اور عین محل پر تھیں کیونکہ محمد حسین نے حلفی شہادت کے مقام پر کھڑا ہو کر دو جھوٹ بولے۔ اول یہ کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور دوسرے یہ کہ اس کے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی اور یہ دونوں جھوٹ نہایت مکروہ اور قابل شرم تھے کیونکہ محمد حسین ایک خشک ملا بلکہ نیم ملا ہے جو چند حدیثیں نذیر حسین سے پڑھ کر مولوی کہلاتا ہے جس کے ہم جنس ہزاروں ملا مسجدوں کے حجرہوں میں مسلمانوں کی روٹیوں پر گزارہ کرتے ہیں اس کو کس دن عدالت میں کرسی ملی اور کن رئیسوں میں شمار کیا گیا۔ اور ایسا ہی رحیم بخش اس کا باپ تھا جو بٹالہ کے بعض رئیسوں کی نوکریاں کر کے گزارہ کرتا تھا۔ ہاں بٹالہ کے رئیس میاں صاحب نے ایک مرتبہ اس کو نوکر رکھا تھا۔ معلوم نہیں کہ تنخواہ پر یا صرف روٹی پر۔ پھر سنا ہے کہ بٹالہ کے بعض ہندو مہاجنوں کے پاس بھی نوکر رہا اور اس طرح پر گزارہ کرتا رہا۔ ایک دفعہ ہمارے پاس بھی نوکر رہنے کے لئے آیا تھا

لیکن بعض وجوہ کے رو سے اس کو نوکر نہیں رکھا گیا تھا اور یوں تو ہمیشہ نہایت اعتقاد اور ارادت کے ساتھ آتا تھا۔ محمد حسین پر سخت ناراض تھا اور وہ کلمات کہتا تھا جن کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب نہیں۔ بعض خطوط بھی اس کے محمد حسین کے ناکفنی حالات کی نسبت میرے پاس اب تک موجود ہوں گے جن کو وہ عدالت تک پہنچانا چاہتا تھا اور میں نے اس کو بار بار منع کیا تھا اور کئی دفعہ محمد حسین کو اس کے قدموں پر گرایا تھا تا اس طرح پر رحیم بخش اس کی پردہ دری سے باز رہے اور اس بات کا میں ہی سبب تھا کہ وہ ان خیالات سے کسی قدر باز رہا ورنہ میں نے سنا ہے کہ مولوی غلام علی امرتسری وغیرہ حاسد طبع ملا اس کو محمد حسین کے خوار کرنے کے لئے برا نگیختہ کرتے تھے۔ غرض نہ محمد حسین کبھی کرسی نشین رئیسوں میں داخل ہوا اور نہ اس کا باپ اور نہ اس کا دادا۔ اور اگر یہ لوگ کرسی نشین تھے تو سر لپیل گریفن صاحب نے بڑی ہی غلطی کی کہ جب پنجاب کے کرسی نشین رئیسوں کے حالات لکھنے میں ایک کتاب طیار کی تو اس کتاب میں ان دونوں بیچاروں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور نیز اس صورت میں حکام ضلع کی بڑی غفلت ہے کہ باوجودیکہ یہ دونوں باپ بیٹے قدیم سے کرسی نشین تھے مگر پھر بھی حکام نے اپنے ضلع کی فہرست میں اس باپ بیٹے کا اب تک کرسی نشینوں میں نام نہ لکھا۔

افسوس کہ ایسے مولویوں کے ہی جھوٹوں نے جو گواہی کے موقع پر بھی جھوٹ کو شیر مادر سمجھتے ہیں مخالفوں کو مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ جب یہ لوگ مولوی کہلا کر ایسے گندے جھوٹ بولیں اور عدالت کے سامنے گواہی کے موقعہ پر خلاف واقعہ بیان کریں تو ان کے چیلوں کا کیا حال ہوگا۔ افسوس کہ اس بٹالہ کے ملا کو کرسی لینے کا شوق کیوں پیدا ہوا۔ اس کے خاندان میں کون کرسی نشین تھا۔ بہتر تھا کہ چنکے پادریوں کی گواہی دے کر چلا جاتا تا پردہ بنا رہتا۔ کسی کو معلوم ہی نہ تھا کہ آپ کو کرسی نہیں ملتی۔ اختیار تھا کہ آپ دوستوں میں لاف مارتے کہ مجھے کرسی ملی تھی۔ مگر کرسی مانگ کر اپنے خاندان کا سارا پردہ پھاڑ دیا۔ اور

پھر یہ بے وقوفی ہوئی کہ حضرت شیخ صاحب عدالت کے سامنے یہ تمام سبکی اٹھا کر پھر باہر آ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور جب ایک طرف سے اٹھایا گیا تو دوسری طرف جا کر کرسی پر بیٹھ گئے پھر جب وہاں سے بھی بڑی ذلت کے ساتھ اٹھائے گئے تو آپ ایک شخص کی چادر لے کر زمین پر بچھا کر بیٹھے مگر اس شخص نے آپ کو مورد قہر الہی سمجھ کر نیچے سے چادر کھینچ لی اور کہا کیا تو ایک مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے پادریوں کی گواہی دیتا ہے اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔

﴿۱۶﴾

پھر بعد اس کے جو صاحب ضلع نے جھڑکی دے کر اور کرسی سے محروم کر کے محمد حسین کو سیدھا کھڑا کیا اور عدالت کے چپراسیوں نے بھی بار بار اس کو کرسی سے اٹھایا ایک اور ذلت محمد حسین کی یہ ہوئی کہ لوگ اس کی اس حرکت سے ناراض ہوئے کہ پادریوں کے ایک جھوٹے مقدمہ میں وہ گواہ بن کر آیا اور بہت زور لگایا کہ اس جھوٹ کو سچ کرے ہزاروں نیک طینت انسان اس کے ان حالات پر نفرین کرتے تھے کہ اس نے مولوی کہلا کر ایک جھوٹے مقدمہ میں عیسائیوں کی گواہی دی اور بار بار کہتے تھے کہ اس گواہی کا باعث صرف نفسانی کینہ اور بغض ہے۔ ایک پیر مرد نے اس روز اس کے حالات دیکھ کر آہ کھینچ کر کہا کہ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی لوگ مشکل سے ایمان سلامت لے جائیں گے۔ پس افسوس اس شخص کی زندگی پر کہ اس نے ایسی ناپاک حرکتوں سے تمام مولویوں کو بدنام کیا۔

اب اس شخص کا میری نسبت بغض انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اس شخص سے خدا کا مقابلہ نہیں ہو سکتا ورنہ یہ شخص میری جان اور آبرو کا سخت دشمن ہے۔ اور اب بغض کے جوش میں وہ باتیں اس کے منہ سے نکلتی ہیں جو ایک صالح اور متقی کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ اس کو یہ خیال نہیں کہ دشمنوں کا ہر ایک منصوبہ اہل حق کی صفائی کا زیادہ موجب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک جتنے منصوبے میری نسبت کئے گئے ان سے میرا کچھ نقصان نہیں بلکہ میری بریت ثابت ہوئی۔ اول لیکھرام کے مقدمہ میں میری تلاشی کرائی گئی تو

میرا دامن پاک ثابت ہوا۔ پھر اب ارادہ قتل کا مقدمہ میرے پر بنایا گیا سو اس میں بھی بہت تحقیق کے بعد میں بری کیا گیا۔ یہ دونوں مخالفوں کے حملے میرے لئے مضر نہیں ہوئے بلکہ حکام وقت نے دو دفعہ میری حالت کو آزما لیا اور دشمنوں کے منصوبے کی حقیقت کھل گئی۔ اور اگرچہ محمد حسین نے اپنی دانست میں پادریوں کا رفیق بن کر میرے پھانسی دلانے کے لئے بڑے زور شور سے اظہار دیا اور جو کچھ اس کی فطرت میں تھا اس روز اس نے پورا کر کے دکھا دیا۔ لیکن اس تمام بہتان کا اگر کچھ نتیجہ ہوا تو بس یہی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اپنے چٹھے انگریزی میں لکھ دیا کہ یہ شخص یعنی محمد حسین مرزا صاحب کا سخت دشمن ہے اور اس کے تمام بیان کو فضول سمجھ کر فیصلہ میں اس کے اظہار کا ایک ذرہ ذکر نہیں کیا اور اس کے بیان کو نہایت ہی بے عزتی کی نگاہ سے دیکھا۔ پس اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس حالت میں محمد حسین کا بیان ایسا فضول اور ذلیل اور پایہ اعتبار سے ساقط سمجھا گیا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا حکمت تھی کہ یہ پادریوں کی طرف سے عدالت میں گواہی دینے آیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بظاہر اس میں دو حکمتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ تا لوگوں کو اس شخص کی تقویٰ اور دینداری اور اسلام کا حال معلوم ہو کہ ایسے جھوٹے اور قابل شرم مقدمہ میں جو عیسائیوں نے محض مذہبی جوش سے اٹھایا تھا اس نے اپنے تئیں گواہ بنایا اور عمداً محض شرارت سے میرے پھانسی دلانے کی تدبیر سوچی۔ دوسری یہ حکمت تھی کہ تا یہ شخص عدالت میں جائے اور کرسی ملنے کا سوال کرے اور عدالت سے اس کو جھڑکیاں ملیں اور اس طرح پر صادق کی ذلت ڈھونڈنے کی سزا میں اپنی ذلت دیکھے۔

بار بار افسوس آتا ہے کہ اس شخص کو کرسی مانگنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی۔ اچھے آدمی اگر کسی مجلس میں جاتے ہیں تو بالطبع صدر نشینی کو مکروہ جانتے ہیں اور انکسار کے ساتھ ایک معمولی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں تب صاحب خانہ کی جب ان پر نظر پڑتی ہے تو وہ شفقت سے اٹھتا ہے اور ان کا ہاتھ پکڑتا ہے اور تواضع سے ان کو صدر کے مقام پر کھینچ لیتا ہے کہ

”آپ کی جگہ یہ ہے مجھے شرمندہ نہ کیجئے“۔ پس یہ جائے عبرت ہے کہ محمد حسین نے شیخی جتانے کے لئے اپنے منہ سے کرسی مانگی اور پھر بجائے کرسی کے جھڑکیاں ملیں۔ کسی نے سچ کہا ہے

بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک

یعنی بغیر مانگنے کے موتی مل جاتے ہیں مگر مانگنے سے گدائی کا ٹکڑہ بھی نہیں ملتا۔ پھر تعجب ہے کہ اس شخص نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو ہی لیکھر ام کے قتل کا قصہ شروع کر دیا۔ اور صاحب موصوف کو میری نسبت کہا کہ میں نے اپنے اشاعة السنہ میں یہ لکھا ہے کہ اس شخص سے لیکھر ام کے قاتل کا پتہ پوچھنا چاہیے کہ الہام سے بتاؤے کہ کون قاتل ہے اور مدعا اس متفتنی بٹالوی کا یہ تھا کہ لیکھر ام کا قاتل بھی یہی شخص ہے۔

اب ناظرین سوچیں! کہ اس شیخ بٹالوی کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ میری عداوت کے لئے کیونکر دین اور دیانت کو چھوڑتا جاتا ہے۔ جب آریوں نے لیکھر ام کے بارے میں شور مچایا تو ان کے ساتھ جا ملا اور اب جب پادریوں نے شور مچایا تو ان کے ساتھ جا ملا۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ اسلام کا مخالف کیا کرتا پھرتا ہے۔ لیکھر ام کے قتل کو بار بار یاد دلانا یہ اس کی شرارت ہے کہ تا یہ بہتان میرے پر لگاوے۔ اور اس طرح پر خدا کی پیشگوئی کو بے عزت کر کے معدوم کر دیوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ لیکھر ام کی نسبت میں نے از خود پیشگوئی نہیں کی بلکہ میرے خدا نے اس کی نسبت اس وقت مجھے خبر دی تھی جبکہ خود لیکھر ام نے نہایت شوخی سے موت کی پیشگوئی کو مانگا تھا پھر جبکہ لیکھر ام کو مارنا بطور عذاب کے تھا تو کیونکر خدا تعالیٰ قاتل کا نام بتاؤے اور اپنے انتظام کو آپ خراب کرے ہاں محمد حسین اگر ہندوؤں کا درحقیقت خیر خواہ ہے تو قاتل کا نام معلوم کرنے کے لئے ایک تدبیر کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ لیکھر ام کے قاتل کا ان لوگوں کے ذریعہ سے پتہ دریافت کرے جو اس کے گروہ میں ملہم کہلاتے اور مجھے کافر جانتے ہیں۔

ماساوا اس کے اگر محمد حسین کی دانست میں میرے الہامات میرے ہی افترا تھے تو اس کو چاہیے تھا کہ بجائے ایسی بے ہودہ باتوں کے یہ مضمون لکھتا کہ گورنمنٹ کو یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ یہ شخص ملہم من اللہ ہونے کے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اور طریق آزمائش یہ ہے کہ گورنمنٹ عام طور پر اس سے کوئی پیشگوئی مانگے پھر اگر وہ پیشگوئی اپنے وقت پر پوری نہ ہو تو گورنمنٹ یقین کر لے کہ یہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ لیکھرام کا قاتل بھی یہی ہوگا۔ کیونکہ ایک جھوٹا شخص جب کسی اپنی پیشگوئی میں دیکھتا ہے کہ میرا جھوٹ کھل جائے گا تو بے شک وہ ناجائز طریقوں کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس کی خبیث ذات سے کچھ بعید نہیں ہوتا کہ ایسی ایسی ناپاک حرکات اس سے صادر ہوں۔ اگر اس تقریر کے ساتھ گورنمنٹ کو لیکھرام کے مقدمہ میں میری نسبت توجہ دلاتا تو کچھ تعجب نہ تھا کہ یہ تقریر قبول کے لائق ٹھہرتی اور انصاف پسند لوگ بھی اس کو پسند کرتے اور مجھے بھی ایسے مواخذہ میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور میری پیشگوئیاں میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو بے شک میری بریت کے لئے اس قدر خدا تعالیٰ کی مدد چاہیے کہ وہ کسی الہامی پیش خبری سے جو سچی نکلے گورنمنٹ کو اس کے مطالبہ کے وقت مطمئن کر دیوے اور وہ سمجھ جائے کہ درحقیقت یہ کاروبار خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ انسان کی طرف سے۔

لیکن اس بات پر زور دینا کہ میں لیکھرام کے قاتل کا نام بیان کروں صحیح نہیں ہے خدا تعالیٰ اپنے مصالح میں کسی کا محکوم نہیں ہو سکتا۔ اگر اس نے ایک بات کو مخفی کرنا چاہا ہے تو ہم اس پر زور نہیں ڈال سکتے کہ وہ ضرور اس بات کو ظاہر کرے۔ جو شخص خدا تعالیٰ پر ایسی حکومت چلانا چاہتا ہے یا چلانے کے لئے درخواست کرتا ہے تو وہ عبودیت کے آداب سے بالکل بے نصیب ہے۔ خدا علم غیب اپنی مرضی سے ظاہر کرتا ہے انسان کی مرضی سے ظاہر نہیں کرتا دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس پتہ کے لگانے کی کس قدر ضرورت تھی کہ ان کا بیٹا

مرگیا یا زندہ ہے۔ اور اس غم سے وہ چالیس برس تک روتے رہے لیکن جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو ان پر ہرگز نہ کھولا گیا کہ کیوں غم کرتا ہے تیرا بیٹا تو مصر میں خوش و خرم نائب سلطنت ہے۔ غرض خدا کے بندے ادب کے ساتھ اس کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں اس جگہ ملائکہ کو بھی دم مارنے کی جگہ نہیں۔

ہماری لیکھرام سے کوئی ذاتی عداوت نہ تھی اور نہ دین اسلام ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم ناحق خون کرتے پھریں پھر کونسا باعث تھا کہ ہم اس حرکت بے جا کے مرتکب ہوتے۔ اور ایک پیشگوئی جھوٹی بنانا اور پھر اس کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے قتل کا ارادہ کرنا یہ ایک ایسا طریق ہے کہ بجز ایک شریر اور خبیث انسان کے کوئی اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ سو محمد حسین اور اس کی جماعت کو

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ایک بڑا خدا تعالیٰ کا نشان تھا جو ظہور میں آیا بجز خدا کے یہ کس کی طاقت تھی کہ لیکھرام کی موت کی طرف اشارہ کرے کہ وہ اتنی مدت میں فلاں دن اور فلاں تاریخ واقع ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے ہوگی افسوس کہ ان لوگوں نے محض تعصب سے خدا کے نشانوں کی تکذیب کی۔ یہ کس قدر حماقت ہے کہ ہمارے مخالف دلوں میں خیال کرتے ہیں کہ کسی مرید کو بھیج کر لیکھرام کو قتل کر دیا ہوگا۔ مجھے اس بے وفائی کے تصور سے ہنسی آتی ہے کہ ایسی بے ہودہ باتوں کو ان کے دل کیونکر قبول کر لیتے ہیں۔ جس مرید کو پیش گوئی کی تصدیق کے لئے قتل کا حکم کیا جائے کیا ایسا شخص پھر مرید رہ سکتا ہے؟ کیا فی الفور اس کے دل میں نہیں گزرے گا کہ یہ شخص جھوٹی پیشگوئیاں بناتا اور پھر ان کو سچی پیشگوئیاں ٹھہرانے کے لئے ایسے منصوبے استعمال کرتا ہے۔ پس میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ محمد حسین نے یہ نہایت ظلم کیا ہے کہ ایک سچی پیشگوئی کو جو خدا تعالیٰ کا ایک معجزہ تھا انسان کا منصوبہ ٹھہرایا۔ اگر اس کی نیت میں فساد نہ ہوتا تو وہ اپنی اشاعۃ السنہ میں یہ نہ لکھتا کہ اس شخص کو گورنمنٹ پکڑے تا الہام سے بتلاوے کہ لیکھرام کا قاتل کون ہے۔ گویا محمد حسین خدا تعالیٰ سے ٹھٹھا کرتا اور اس کے فعل کو عیب ٹھہراتا ہے اور جبر کے ساتھ

اس کا دامن پکڑنا چاہتا ہے کہ تو نے لیکھرام کو تو مارا اب کہاں جاتا ہے اس کے قاتل کا پتہ تو بتلا!!! اور آپ قرآن میں پڑھتا ہے کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ۔^۱ ☆

اس قدر شوخی انسان کو نہیں چاہیے اور یہ بے باکی آدم زاد کے لئے مناسب نہیں کیا وہ اس خدا کے وجود میں شک رکھتا ہے جس کی ہستی پر ذرہ ذرہ مہر لگا رہا ہے؟ اگر اس کی نیت میں کجی نہ ہوتی تو عداوت اور بدظنی کے جوش سے ایسی بکو اس نہ کرتا یہ اس کا حق تھا کہ میری نسبت بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلاتا کہ لیکھرام کے قتل میں مجھے الہامی پیشگوئی کا ایک بہانہ معلوم ہوتا ہے اور دراصل لیکھرام کا قاتل یہی شخص ہے۔ اور اگر خدا سے اس شخص کو پیشگوئی ملتی ہے تو گورنمنٹ اس شخص کو پکڑے اور مواخذہ کرے کہ اگر تو اس دعویٰ میں سچا ہے تو تصدیق دعویٰ کے لئے ہمیں بھی کوئی پیشگوئی دکھلاتا تیری سچائی ہم پر ثابت ہو۔ پھر اگر گورنمنٹ کسی الہامی پیشگوئی کے دکھلانے کے لئے مجھے پکڑتی اور خدا مجھے مردودوں اور مخذولوں کی طرح چھوڑ دیتا اور کوئی پیشگوئی گورنمنٹ کے اطمینان کے لئے ظاہر نہ کرتا تو میں خوشی سے قبول کر لیتا کہ میں جھوٹا ہوں تب گورنمنٹ کا اختیار تھا کہ لیکھرام کا قاتل مجھ کو ہی تصور کر کے مجھے پھانسی دے دے لیکن محمد حسین نے ایسا نہیں کیا اور نہ یہ چاہا کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرے جس سے سچائی ظاہر ہو بلکہ میری تائید میں بہت سے نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے اور محض بخل کے رو سے اس شخص نے ان کو قبول نہیں کیا اور ہمیشہ گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹی باتیں لکھتا اور کہتا رہا۔ مگر ہماری عادل گورنمنٹ محض باتوں کو ایک خود غرض دشمن کے منہ سے سن نہیں سکتی خدا کا یہ فضل اور احسان ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا۔ اگر ہم کسی اور سلطنت کے زیر سایہ ہوتے تو یہ ظالم طبع ملاً کب ہماری جان اور آبرو کو چھوڑنا چاہتے۔ اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

☆ خدا اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا کہ کیوں ایسا کیا لیکن بندے پوچھے جائیں گے۔

اور محمد حسین کا میری پیشگوئیوں پر یہ جرح کہ کوئی الہامی پیشگوئی اس صورت میں سچی ہو سکتی ہے کہ جب کہ اس کے ساتھ کی تمام اور پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئی ہوں۔ یہ فی الواقع سچ ہے۔ مگر محمد حسین کا یہ خیال کہ گویا بعض پیشگوئیاں میری جھوٹی نکلی ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ میری کوئی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس میں صاف ایک شرط تھی اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی تو بسی تو بسی کے الہام کی شرط تھی اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ ان دونوں شرطوں کے موافق وہ دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور لیکچر ام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی اس لئے وہ بلا شرط پوری ہوئی۔ احمد بیگ کے سامنے کوئی خوفناک نمونہ نہ تھا اس لئے وہ نہ ڈرا اور شرط سے فائدہ نہ اٹھایا اور پیشگوئی کے موافق جلد فوت ہو گیا مگر اس کے بعد اس کے عزیزوں نے احمد بیگ کی موت کا نمونہ دیکھ لیا اور بہت ڈرے لہذا شرط سے فائدہ اٹھالیا وَاللّٰهُ لَا يُخَلِّفُ الْمِيعَادَ۔ اور اگر کوئی شرط بھی نہ ہوتی اور جس کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے رجوع کرتا اور ڈرتا یا اس کے عزیز جو اصل مخاطب پیشگوئی کے تھے رجوع کرتے اور ڈرتے تب بھی خدا تعالیٰ عذاب میں مہلت دے دیتا جس طرح یونس نبی کی امت کو مہلت دی حالانکہ اس کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ خدا نے ابتدا سے وعید کے ساتھ یہ شرط لگا رکھی ہے کہ اگر چاہوں تو وعید کو موقوف کروں اس لئے قرآن میں یہ تو آیا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخَلِّفُ الْمِيعَادَ^۱ اور یہ نہیں آیا کہ ان اللّٰه لا یخلف الوعد۔

ماسوا اس کے یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشگوئیاں عوام کی نظر میں صفائی سے پوری ہوتی رہی ہیں بالکل جھوٹ ہے بلکہ بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کو کوئی امتحان منظور ہوتا تھا تو کسی نبی کی پیشگوئی عوام پر مشتمل رکھی جاتی تھی اور وہ لوگ شور مچاتے رہتے تھے بلکہ ایک فتنہ کی صورت ہو کر بعض مرتد ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا لیکن

وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر نہ ہوئے تب بہت سے کوتہ اندیش مرتد ہو گئے۔ اور پہلی کتابوں میں تھا کہ جب تک ایلیانہ آوے مسیح نہ آئے گا لیکن نصوص کے ظاہر کے لحاظ سے ایلیاب تک نہیں آیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں جو نجات دلانے کے بارے میں تھی بنی اسرائیل نے شک کیا اور پیشگوئی کو جھوٹی سمجھا اور بعض لغزش کھانے والوں نے حدیبیہ کی پیشگوئی میں بھی شک کیا اور خیال کیا کہ وہ ظہور میں نہیں آئی لیکن دراصل شک کرنے والے غلطی پر تھے۔ پس یہ تو عادت اللہ میں داخل ہے کہ بعض پیشگوئیاں مامورین کی جہلاء اور سفہاء اور کوتہ اندیشوں پر مشتبہ ہو جاتی ہیں اور خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ جھوٹی ہوئیں۔ پس محمد حسین ان ہی جہلاء کا بھائی ہے جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ میری نسبت وہ کوئی ایسا کلمہ نہیں کہتا جو پہلے اس سے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت نہیں کہا گیا۔

غرض یہ کبھی نہ ہوا اور نہ ہوگا کہ تمام مامورین کی پیشگوئیاں جہلاء کی نظر میں صفائی سے پوری ہو گئی ہوں بلکہ محمد حسین کی طرح بعض جاہل نبیوں کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت بھی کہتے رہے ہیں کہ وہ جھوٹی نکلیں۔ چنانچہ حال میں ایک یہودی فاضل نے جو حضرت مسیح کے ردِ نبوت میں کتاب لکھی ہے اس کتاب میں ایک فہرست دی ہے کہ اتنی پیشگوئیاں اس شخص کی جھوٹی نکلیں۔ حالانکہ سچے نبی کی تمام پیشگوئیاں ضرور پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہی فاضل یہودی لکھتا ہے کہ اس شخص کی تکذیب کے لئے ہمیں یہ کافی ہے کہ اس کی تعلیم توریت کی تعلیم سے صریح مخالف ہے اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اس قدر تناقض پیدا ہوتا۔ پھر لکھتا ہے کہ دوسری یہ بات ہم یہودیوں کے لئے اس شخص کے قبول کرنے میں نہایت روک اور اس انکار میں خدا اور ہم میں ایک حجت ہے کہ ہمیں نبیوں کی زبانی خبر دی گئی ہے کہ وہ مسیح جس کا کتابوں میں وعدہ ہے ہرگز نہیں آئے گا جب تک پہلے اس سے ایلیا جو آسمان پر اٹھایا گیا ہے دنیا میں نہ آئے مگر وہ اب تک نہیں آیا۔ پھر یہ شخص اپنے دعویٰ مسیحیت میں کیونکر سچا

ٹھہر سکتا ہے؟ اور یہی فاضل یہودی اس مقام میں لکھتا ہے کہ عیسائی ایلیا کے بارے میں ہمیں یہ جواب دیتے ہیں کہ ایلیا کے نزول سے یوحنا بن زکریا کا آنا مراد ہے جس کو مسلمان یحییٰ کہتے ہیں اور مراد یہ تھی کہ ایلیا کی قوت اور طبع پر ایک شخص یعنی یحییٰ آئے گا۔ نہ یہ کہ حقیقت میں کوئی آسمان سے اتر آئے گا۔ اس کے جواب میں فاضل مذکور لکھتا ہے کہ ”ناظرین خود انصافاً ہم میں اور عیسائیوں میں فیصلہ کریں کہ اگر درحقیقت ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ ہوتا تو خدا تعالیٰ ہرگز یہ نہ کہتا کہ خود ایلیا واپس آئے گا بلکہ یہ کہتا کہ اس کا مثیل یحییٰ آئے گا۔“ اور اس پر فاضل مذکور بہت زور دیتا ہے کہ ”نصوص کو ظاہر سے پھیرنا بغیر کسی قرینہ قویہ کے یہی جھوٹے نبی کا نشان ہے۔“

اب سوچنا چاہیے کہ نبیوں کی پیشگوئیوں میں کیسے کیسے مشکلات ہیں۔ مثلاً ایلیا کی پیشگوئی میں کیسی مصیبت کا یہودیوں کو سامنا پیش آیا کہ اب تک وہ حضرت مسیح کے قبول کرنے سے محروم رہے۔ کیا تعجب کی جگہ نہیں کہ یہود جیسی ایک تجربہ کار اور الہی کتابوں میں نشوونما پانے والی قوم ایلیا کے لفظ پر آ کر ایسے حق سے دور جا پڑی کہ یحییٰ نبی سے بھی انکار کر دیا؟ اس سے دانا معلوم کر سکتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تکذیب میں جلدی نہیں کرنی چاہیے کہ اکثر ان پر استعارات غالب ہوتے ہیں۔ عقلمند وہ ہوتا ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑتا اور عبرت حاصل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں اسی خطرناک انجام سے ڈرنا چاہیے کہ جو یہودیوں کو ایلیا کے بارے میں ظاہر نص پر زور دینے سے پیش آیا۔ جس بات کی پہلے زمانوں میں کوئی بھی نظیر نہ ہو بلکہ اس کے باطل ہونے پر نظیریں موجود ہوں اس بات کے پیچھے پڑ جانا نہایت درجہ کے بے وقوف کا کام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ یعنی خدا کی سنتوں اور عادات کا نمونہ یہود اور نصاریٰ سے پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہیں۔

اب ہم اس تقریر کو اسی قدر پر کفایت کر کے ایک اور عجیب بات بیان کرتے ہیں کہ

یہ فتنہ ایک جھوٹے اور مصنوعی مقدمہ کا جو میرے پر برپا کیا گیا خدا تعالیٰ نے کئی مہینے پہلے اس کی اطلاع مجھے دی تھی اور نہ ایک دفعہ بلکہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء تک متواتر الہامات اس بارے میں کئے گئے کہ ایک ابتلا اور مقدمہ اور باز پرس حکام کی طرف سے ہوگی اور ایک الزام لگایا جائے گا۔ اور آخر خدا اس جھوٹے الزام سے بری کرے گا۔ اور پھر حاضری کے بعد ۲۲ اگست ۱۸۹۷ء تک اطمینان اور تسلی وہی کے الہام ہوتے رہے یہاں تک کہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو خدا تعالیٰ نے بری کر دیا۔ یہ تمام الہامات قریباً اپنی جماعت کے سوا آدمیوں کو قبل از وقت سنائے گئے تھے جن میں اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی۔ اور اخویم خواجہ کمال الدین صاحب بی اے اور اخویم میاں محمد علی صاحب ایم اے اور اخویم حکیم فضل الدین صاحب اور اخویم سید حامد شاہ صاحب اور اخویم خلیفہ نور دین صاحب جموں اور اخویم مرزا خدا بخش صاحب وغیرہ احباب داخل ہیں اور ہر ایک حلفاً بیان کر سکتا ہے کہ یہ الہامات پیشگوئی کے طور پر ان کو سنائے گئے تھے۔ پس اس مقدمہ کا ہماری جماعت کو یہ فائدہ پہنچا کہ اس کے طفیل انہوں نے کئی نشان دیکھ لئے۔ ایک تو یہی نشان کہ خدا تعالیٰ نے قبل از مقدمہ مقدمہ کی خبر اور نیز انجام کار بری ہونے کی خبر دی۔ اور دوسرا یہ نشان کہ جو پہلے چھپے ہوئے الہام میں یہ فقرہ تھا کہ اِنْسِیْ مُہِیْنٌ مِنْ اَرَادِ اِہَانَتِکَ اس کی تصدیق دیکھی۔ اور تیسرا یہ نشان کہ مخالفوں نے تو مجھ پر الزام لگانا چاہا تھا پر خدا تعالیٰ نے حکام کی نظر میں انہیں کو ملزم کر دیا۔ اور چوتھا یہ نشان کہ محمد حسین نے مجھے ذلت کی حالت میں دیکھنا چاہا تھا خدا تعالیٰ نے یہ ذلت اسی پر ڈال دی اور اس کے شر سے مجھے بچا لیا۔ یہ خدا کی تائید ہے چاہے کہ ہماری جماعت اس کو یاد رکھے۔ اور ایک بڑی الہی حکمت اس مقدمہ کے دائر ہونے میں یہ تھی کہ تا خدا تعالیٰ اس طور سے بھی میری مماثلت حضرت مسیح سے ثابت کرے اور میری سوانح کی اس کی سوانح

سے مشابہت لوگوں پر ظاہر فرمادے۔ چنانچہ وہ تمام مماثلتیں اس مقدمہ سے ثابت ہوئیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے ان کے ایک نام کے مرید نے جس کا نام یہود اسکریوٹی تھا یہودیوں سے تیس روپیہ لے کر حضرت مسیح کو گرفتار کروایا۔ ایسا ہی میرے مقدمہ میں ہوا کہ عبدالحمید نامی ایک میرے ادعائی مرید نے نصرانیوں کے پاس جا کر اور ان کی طمع دہی میں گرفتار ہو کر ان کی تعلیم سے میرے پر ارادہ قتل کا مقدمہ بنایا۔ دوسری مماثلت یہ کہ مسیح کا مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوا تھا۔ ایسا ہی میرا مقدمہ بھی امرتسر کے ضلع سے گورداسپورہ کے ضلع میں منتقل ہوا۔ تیسری مماثلت یہ کہ پیلاطوس نے حضرت مسیح کی نسبت کہا تھا کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ ایسا ہی کپتان ڈگل صاحب نے عین عدالت میں ڈاکٹر کلارک کے روبرو مجھ کو کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ چوتھی مماثلت یہ کہ جس روز مسیح نے صلیبی موت سے نجات پائی اس روز اس کے ساتھ ایک چور گرفتار ہو کر سزایاب ہو گیا تھا ایسا ہی میرے ساتھ بھی اسی تاریخ یعنی ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو اسی گھڑی میں جب میں بری ہوا تو ملکی فوج کا ایک عیسائی بوجہ چوری گرفتار ہو کر اسی عدالت میں پیش ہوا۔ چنانچہ اس چور نے تین مہینہ قید کی سزا پائی۔ پانچویں مماثلت یہ کہ مسیح کے گرفتار کرانے کے لئے یہودیوں اور ان کے سردار کاہن نے شور مچایا تھا کہ مسیح سلطنت روم کا باغی ہے اور آپ بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ ایسا ہی محمد حسین بٹالوی نے عیسائیوں کا گواہ بن کر عدالت میں محض شرارت سے شور مچایا کہ یہ شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے مخالف جس قدر سلطنتیں ہیں سب کاٹی جائیں گی۔ چھٹی مماثلت یہ کہ جس طرح پیلاطوس نے سردار کاہن کے بکواس پر کچھ بھی توجہ نہ کی اور سمجھ لیا کہ مسیح کا یہ شخص پکا دشمن ہے۔ اسی طرح کپتان ایچ ایم ڈگل صاحب نے محمد حسین بٹالوی کے بیان پر کچھ بھی توجہ نہ کی۔ اور اس کے اظہار میں لکھ دیا کہ یہ شخص مرزا صاحب کا پکا دشمن ہے۔ اور پھر اخیر حکم میں اس کے اظہار کا

ذکر تک نہیں کیا اور بالکل بے ہودہ اور خود غرضی کا بیان قرار دیا۔ ساتویں مماثلت یہ ہے کہ جس طرح مسیح کو گرفتاری سے پہلے خبر دی گئی تھی کہ اس طرح دشمن تجھے گرفتار کریں گے اور تیرے قتل کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور آخر خدا تجھے ان کی شرارت سے بچالے گا۔ ☆ ایسا ہی مجھے خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے پہلے خبر دے دی اور ایک بڑی جماعت جو حاضر تھی سب کو وہ الہامات سنائے گئے اور جو حاضر نہیں تھے ان میں سے اکثر احباب کی طرف خط لکھے گئے تھے۔ اور یہ لوگ سو سے کچھ زیادہ آدمی ہیں۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ یہ مقدمہ ارادہ قتل جو میرے پر دائر کیا گیا درحقیقت بناوٹی تھا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے خود گواہی دی ہے کہ پہلا بیان عبد الحمید کا ان کو پوری تسلی نہیں بخشتا اور دوسرے بیان پر کوئی جرح نہیں کیا۔ پھر ایک بڑی دلیل پہلے بیان کے جھوٹا ہونے پر یہ ہے کہ نور دین عیسائی اور پادری گرے صاحب نے اس بات کو تصدیق کر لیا ہے کہ عبد الحمید پہلے ان کے پاس آیا تھا اور چاہتا تھا کہ عیسائی ہو کر ان میں گزارہ کرے مگر وہ اس کو روٹی نہیں دے سکے لہذا وہ نور دین کی نشان دہی سے کلارک کے پاس پہنچا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اگر عبد الحمید کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا تو اس کو کیا ضرورت تھا کہ نور دین کے پاس جاتا اور پھر پادری گرے پاس جاتا۔ اس کو تو براہ راست ڈاکٹر کلارک کے پاس جانا چاہیے تھا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس سے تمام مقدمہ کھلتا ہے اور قرائن بھی صاف دلالت کرتے ہیں کہ یہ شخص گجرات میں پہلے عیسائی رہ چکا تھا اور بد چلنی سے نکالا گیا تھا لہذا اس نے مناسب سمجھا کہ اپنا پہلا نام ظاہر نہ کرے تا عیسائی لوگ پاس رکھنے میں عذر نہ کریں۔ اسی بات کا اس نے اپنے دوسرے اظہار میں اقرار بھی کیا ہے۔ افسوس کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور کپتان صاحب پولیس نے تو دراصل ابتدا سے ہی اپنی فراست سے سمجھ لیا تھا کہ یہ مقدمہ

☆ نوٹ۔ مسیح نے جو اپنے تئیں یونس سے مثال دی یہ اسی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ قبر میں زندہ داخل ہوگا

اور زندہ رہے گا کیونکہ مسیح نے خدا سے الہام پایا تھا کہ وہ صلیب کی موت سے ہرگز نہیں مرے گا۔ منہ

ان کے دل کو حق کی مناسبت سے دور ڈال دیا اور آخر کو معاندانہ جوش کے اثروں سے ایک عجیب کا یا پلٹ ان میں ظہور میں آئی اور ایسے بگڑے کہ گویا وہ وہ نہ رہے اور رفتہ رفتہ نفسانی مخالفت کے زہر نے ان کے انوار فطرت کو دبا لیا۔ سو ایسا ہی ہمارے اندرونی مخالفوں کا حال ہوا۔ مسیح کا بروز کے طور پر نازل ہونا جس کو تمام محقق مانتے چلے آئے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ نہ تھا جو کسی اہل علم کی سمجھ میں نہ آوے۔ بڑے بڑے اکابر اس کو مان چکے ہیں۔ یہاں تک کہ محی الدین ابن العربی صاحب بھی اپنی تفسیر میں صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ ”نزول مسیح اس طرح پر ہوگا کہ اس کی روح کسی اور بدن سے تعلق کرے گی یعنی اس کی خواہر طبیعت پر جو ایک روحانی امر ہے کوئی اور شخص پیدا ہوگا“۔ سو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو مدد دینے کے لئے طیار تھا اگر وہ مدد لینے کے لئے طیار ہوتے مگر وہ تو بخل اور تعصب سے بہت دور جا پڑے اور نہ چاہا کہ خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو منور کرے۔ ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کی اس ضد اور مخالفت میں بھی خدا تعالیٰ کی ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ جن روحانی امراض کو وہ اپنی مکاری سے پوشیدہ رکھتے تھے اور اس طرح پر خلقت کو بھی دھوکہ دیتے اور خود اپنے نفس سے بھی فریب کرتے تھے وہ تمام مرضیں ان پر ظاہر کی جائیں اور ریاکاری کے تمام پردے اٹھا دیئے جائیں۔ سو انہوں نے اپنی نفسانی آندھیوں اور تعصب کے طوفان کی سرگردانیوں سے صدق و ثبات کے پہاڑ سے ٹکرا کر اور تلوار کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی فطرت کے رو سے کیسے مہلک زخموں کے لئے مستعد ہو رہے ہیں اور کس طرح کمینہ پن کے خیالات ان کو ہلاکت کی طرف کھینچ رہے ہیں اور ان پر روز کھلتا جاتا ہے کہ کس قدر وجود ان کا طرح طرح کے حسد اور بخل کا مجموعہ اور خود بینی اور تکبر کا سرچشمہ ہے۔ اس طرح پر قوی امید ہے کہ وہ ایک دن اپنے ان تمام حالات پر نظر ڈال کر متنبہ ہو جائیں گے اور آخر ان کو ایک روحانی آنکھ عطا ہوگی جس سے وہ خطرناک راہوں سے مجتنب ہو سکیں گے۔

ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی راہ یوں کہو کہ ہدایت کے اسباب اور وسائل تین ہیں۔ یعنی ایک یہ کہ کوئی گم گشتہ محض خدا کی کتاب کے ذریعہ سے ہدایت یاب ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ اگر خدا تعالیٰ کی کتاب سے اچھی طرح سمجھ نہ سکے تو عقلی شہادتوں کی روشنی اس کو راہ دکھلا دے۔ اور تیسرے یہ کہ اگر عقلی شہادتوں سے بھی مطمئن نہ ہو سکے تو آسمانی نشان اس کو اطمینان بخشیں۔ یہ تین طریق ہیں جو بندوں کے مطمئن کرنے کے لئے قدیم سے عادت اللہ میں داخل ہیں یعنی ایک سلسلہ کتب ایمانیہ جو سماع اور نقل کے رنگ میں عام لوگوں تک پہنچتا ہے جن کی خبروں اور ہدایتوں پر ایمان لانا ہر ایک مومن کا فرض ہے اور ان کا مخزن اتم اور اکمل قرآن شریف ہے۔ دوسرا سلسلہ معقولات کا جس کا منبع اور ماخذ دلائل عقلیہ ہیں۔ تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سرچشمہ نبیوں کے بعد ہمیشہ امام الزمان اور مجدد الوقت ہوتا ہے۔ اصل وارث ان نشانوں کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر جب ان کے معجزات اور نشان مدت مدید کے بعد منقول کے رنگ میں ہو کر ضعیف التاثر ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے قدم پر کسی اور کو پیدا کرتا ہے تا پیچھے آنے والوں کے لئے نبوت کے عجائب کرشمے بطور منقول ہو کر مُردہ اور بے اثر نہ ہو جائیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی بذات خود نشانوں کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ غرض خدا تعالیٰ کے وجود اور راہ راست پر یقین لانے کے لئے یہی تین طریقے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان تمام شبہات سے نجات پاتا ہے۔ اگر خدا کی کتاب اور اس کے مندرجہ معجزات اور نشان اور ہدایتیں جو اس زمانہ کے عام لوگوں کی نظر میں بطور منقول کے ہیں کسی پر مشتبہ رہیں تو ہزاروں عقلی دلائل ان کی تائید میں کھڑے ہوتے ہیں اور اگر عقلی دلائل بھی کسی سادہ لوح پر مشتبہ رہیں تو پھر ڈھونڈنے والوں کے لئے آسمانی نشان بھی موجود ہیں لیکن بڑے بد قسمت وہ لوگ ہیں کہ جو باوجود ان تینوں راہوں کے کھلے ہونے کے پھر بھی ہدایت پانے سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور درحقیقت ہمارے اندرونی اور بیرونی مخالف اسی قسم کے ہیں۔ مثلاً اس زمانہ کے مولویوں کو

بار بار قرآن اور احادیث سے دکھلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ پھر عقلی طور پر ان کو شرم دلائی گئی کہ یہ عقیدہ تمہارا عقل کے بھی سراسر مخالف ہے۔ تمہارے ہاتھ میں اس بات کی کوئی نظیر نہیں کہ اس سے پہلے کوئی آسمان سے بھی اترا ہے۔ پھر آسمانی نشان متواتر ان کو دکھلائے گئے اور خدا کی حجت ان پر پوری ہوئی لیکن تعصب ایسی بلا ہے کہ یہ لوگ اب تک اس فاسد عقیدہ کو نہیں چھوڑتے۔

ایسا ہی پادری صاحبان بھی ان تینوں طریقوں کے ذریعہ سے ہمارے ملزم ہیں۔ مگر پھر بھی اپنے بے اصل عقائد کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہایت تکمے اور بے جان خیالات پر گرے جاتے ہیں۔ اور وسائل ثلاثہ مذکورہ کے رو سے وہ اس طرح ملزم ٹھہرتے ہیں کہ اگر مثلاً ان کے اُس جسمانی اور محدود خدا کا جس کا نام وہ یسوع رکھتے ہیں پہلی تعلیموں سے پتہ تلاش کیا جائے یا یہودیوں کے اظہار لئے جائیں تو ایک ذرہ سی بھی ایسی تعلیم نہیں ملے گی جس نے ایسے خدا کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہو۔ اگر یہودیوں کو یہ تعلیم دی جاتی تو ممکن نہ تھا کہ ان کے تمام فرقے اس ضروری تعلیم کو جو ان کی نجات کا مدار تھی فراموش کر دیتے اور کوئی ایک آدھ فرقہ بھی اس تعلیم پر قائم نہ رہتا کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان گروہ جس میں ہر زمانہ میں ہزار ہا عالم فاضل موجود رہے ہیں اور جن کے ساتھ ساتھ صد ہا نبی ہوتے چلے آئے ہیں ایک ایسی تعلیم سے ان کو بے خبری ہو جو چودہ سو برس سے برابر ان کو ملتی رہی اور لاکھوں افراد ان کے ہر صدی میں اس تعلیم میں نشوونما پاتے رہے۔ اور ہر صدی کے پیغمبر کی معرفت وہ تعلیم نازل ہوتی رہی اور ہر ایک فرقہ ان کا اس تعلیم کا پابند رہا اور ان کے رگ و ریشہ میں وہ تعلیم گھس گئی۔ اور ایسا ہی صدی بعد صدی ان کے نبی نہایت اہتمام سے اس تعلیم کی تاکید کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ اس صدی تک نوبت پہنچ گئی جس میں ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور وہ لوگ سب کے سب اس دعویٰ

سے سخت انکاری ہوئے اور بالاتفاق کہا کہ یہ دعویٰ اس مسلسل تعلیم کے برخلاف ہے کہ جو توریت اور دوسری کتابوں سے خدا کے نبیوں کی معرفت چودہ سو برس سے آج تک ہمیں ملتی رہی ہے۔

سوعیسائی عقیدہ کے بطلان کے لئے اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ وہ جس تعلیم کو سچی اور منجانب اللہ سمجھتے ہیں وہی تعلیم ان کے جدید عقیدہ کی مکذّب ہے۔ اور ان کے اس عقیدہ سے ایسی کھلی کھلی مخالف ہے کہ کبھی کسی یہودی کو یہ شک بھی نہیں گذرا کہ اس تعلیم میں تثلیث بھی داخل ہے۔ ہاں عیسائی لوگ پیشگوئیوں کی طرف ہاتھ پیر مارتے ہیں مگر یہ خیال نہایت ہنسی کی بات اور قابل شرم ہے کیونکہ جن نبیوں کی یہ موحدانہ تعلیم تھی جو مسلسل طور پر یہودیوں کے ہاتھوں میں چلی آئی کیونکہ ممکن تھا کہ ایسے انبیاء علیہم السلام اپنی تعلیم کے مخالف پیشگوئیاں بیان کرتے اور اپنی تعلیم اور پیشگوئیوں میں ایسا تناقض ڈال دیتے کہ تعلیم کا تو کچھ اور منشا اور پیشگوئیوں کا کچھ اور ہی منشا ہو جاتا۔

اور اس جگہ عقلمند کے لئے یہ ایک نکتہ نہایت ہدایت بخش ہے کہ پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات بھی ہوتے ہیں مگر تعلیم کے لئے تصریح اور تفصیل ضروری ہوتی ہے اس لئے جہاں کہیں تعلیم اور پیشگوئی کا تناقض معلوم ہو تو یہ لازم ہوتا ہے کہ تعلیم کو مقدم رکھا جائے۔ اور پیشگوئی کو اگر اس کے مخالف ہو ظاہر الفاظ سے پھیر کر تعلیم کے مطابق اور موافق کر دیا جائے تارفع تناقض ہو۔ بہر حال تعلیمی مضمون کا لحاظ مقدم چاہیے۔ کیونکہ تعلیم علاوہ تصریح اور تفصیل کے اکثر معرض افادہ استفادہ میں آتی رہتی ہے۔ لہذا اس کے مقاصد اور مدعا کسی طرح مخفی نہیں رہ سکتے برخلاف پیشگوئیوں کے کہ وہ اکثر گوشہ گمنامی میں پڑی رہتی ہیں پس اس محکم اصول کے رو سے یہودی لوگ عیسائیوں کے مقابل پر اس بحث میں بالکل سچے ہیں کیونکہ یہودیوں نے تعلیم کو پیشگوئیوں پر مقدم رکھا اور پیشگوئیوں کے وہ معنی کئے جو تعلیم کے مخالف نہ ہوں۔ مگر عیسائیوں نے پیشگوئیوں کے وہ معنی کئے ہیں جو تعلیم کے سراسر مخالف ہیں۔ ماسوا اس کے یہودیوں کے معنی اس طرح

سے بھی مستند ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے سنتے چلے آئے ہیں اور حضرت یحییٰ نبی کا ایک فرقہ جو بلا دیشام میں اب تک پایا جاتا ہے وہ بھی عیسائیوں کے اس عقیدہ کے مخالف ہے اور یہودیوں کا مؤید ہے اور یہ اور دلیل اس بات پر ہے کہ عیسائی غلطی پر ہیں۔ غرض منقول کے رو سے عیسائیوں کا عقیدہ نہایت بودا ہے بلکہ قابل شرم ہے۔ رہا دوسرا ذریعہ شناخت حق کا جو عقل ہے سو عقل تو عیسائی عقیدہ کو دور سے دھکے دیتی ہے۔ عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ جس جگہ تثلیث کی منادی نہیں پہنچی ایسے لوگوں سے صرف قرآن اور تورات کی توحید کے رو سے مواخذہ ہوگا تثلیث کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ پس وہ اس بیان سے صاف گواہی دیتے ہیں کہ تثلیث کا عقیدہ عقل کے موافق نہیں کیونکہ اگر عقل کے موافق ہوتا تو جیسا کہ بے خبر لوگوں سے توحید کا مواخذہ ضروری ہے ایسا ہی تثلیث کا مواخذہ بھی ضروری ٹھہرتا۔ اب ان دونوں کے بعد تیسرا ذریعہ شناخت حق کا آسمانی نشان ہیں یعنی یہ کہ سچے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ اس کا صرف قصوں اور کہانیوں پر سہارا نہ ہو بلکہ ہر ایک زمانہ میں اس کی شناخت کے لئے آسمانی دروازے کھلے رہیں اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے رہیں تا معلوم ہو کہ اس زندہ خدا سے اس کا تعلق ہے کہ جو ہمیشہ سچائی کی حمایت کرتا ہے۔ سو افسوس کہ عیسائی مذہب میں یہ علامت بھی پائی نہیں جاتی بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ سلسلہ نشانوں اور معجزات کا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ کوئی موجودہ آسمانی نشان دکھلایا جائے ان باتوں کو پیش کرتے ہیں کہ جو اس زمانہ کی نظر میں صرف قصے اور کہانیاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر یسوع نے کسی زمانہ میں اپنی خدائی ثابت کرنے کیلئے چند ماہی گیروں کو نشان دکھلائے تھے تو اب اس زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کو ان پر پڑھوں کی نسبت نشان دیکھنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ان بیچاروں کو کسی طرح عاجز انسان کی خدائی سمجھ نہیں آتی اور کوئی منطق یا فلسفہ ایسا نہیں جو ایسے شخص کو خدائی کے دعویٰ کی ڈگری دے جس کی ساری رات کی دعا بھی منظور نہ ہو سکی اور جس نے اپنے زندگی کے سلسلہ میں ثابت کر دیا کہ اس کی روح کمزور بھی ہے اور نادان بھی۔ پس اگر یسوع اب بھی زندہ خدا ہے

اور اپنے پرستاروں کی آواز سنتا ہے تو چاہیے کہ اپنی جماعت کو جو ایک نامعقول عقیدہ پر بے وجہ زور دے رہی ہے اپنے آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے مدد دے۔ انسان تسلی پانے کے لئے ہمیشہ آسمانی نشانوں کے مشاہدہ کا محتاج ہے اور ہمیشہ روح اس کی اس بات کی بھوک اور پیاسی ہے کہ اپنے خدا کو آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے دیکھے اور اس طرح پر دہریوں اور طبعیوں اور ملحدوں کی کشاکش سے نجات پاوے۔ سو سچا مذہب خدا کے ڈھونڈنے والوں پر آسمانی نشانوں کا دروازہ ہرگز بند نہیں کرتا۔

اب جب میں دیکھتا ہوں کہ عیسائی مذہب میں خدا شناسی کے تینوں ذریعے مفقود ہیں تو مجھے تعجب آتا ہے کہ کس بات کے سہارے سے یہ لوگ یسوع پرستی پر زور مار رہے ہیں۔ کیسی بد نصیبی ہے کہ آسمانی دروازے ان پر بند ہیں۔ معقولی دلائل ان کو اپنے دروازے سے دھکے دیتے ہیں اور منقولی دستاویزیں جو گذشتہ نبیوں کی مسلسل تعلیموں سے پیش کرنی چاہیے تھیں وہ ان کے پاس موجود نہیں مگر پھر بھی ان لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ ایسا مذہب اختیار کرے کہ جس کے اصول خدا شناسی پر سب کا اتفاق ہو اور عقل بھی شہادت دے اور آسمانی دروازے بھی اس مذہب پر بند نہ ہوں۔ سو غور کر کے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں صفتوں سے عیسائی مذہب بے نصیب ہے اس کا خدا شناسی کا طریق ایسا نرالا ہے کہ نہ اس پر یہودیوں نے قدم مارا اور نہ دنیا کی اور کسی آسمانی کتاب نے وہ ہدایت کی۔ اور عقل کی شہادت کا یہ حال ہے کہ خود یورپ میں جس قدر لوگ علوم عقلیہ میں ماہر ہوتے جاتے ہیں وہ عیسائیوں کے اس عقیدہ پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عقلی عقیدے سب کلّیت کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ قواعد کلّیہ سے ان کا استخراج ہوتا ہے۔ لہذا ایک فلاسفر اگر اس بات کو مان جائے کہ یسوع خدا ہے تو چونکہ دلائل کا حکم کلّیت کا فائدہ بخشتا ہے اس کو ماننا پڑتا ہے کہ پہلے بھی ایسے کروڑ ہا خدا گذرے ہیں اور آگے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ باطل ہے۔

اور آسمانی نشانوں کی شہادت کا یہ حال ہے کہ اگر تمام پادری مسیح مسیح کرتے مر بھی جائیں تاہم ان کو آسمان سے کوئی نشان مل نہیں سکتا۔ کیونکہ مسیح خدا ہو تو ان کو نشان دے۔ وہ تو بے چارہ اور عاجز اور ان کی فریاد سے بے خبر ہے۔ اور اگر خبر بھی ہو تو کیا کر سکتا ہے۔

دنیا میں ایسا مذہب اور ان صفات کا جامع صرف اسلام ہے۔ ہر ایک مذہب کی خدا شناسی کے اگر زوائد نکال دیئے جائیں اور مخلوق پرستی کا حصہ الگ کر دیا جائے تو جو باقی رہے گا وہی تو حید اسلامی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی تو حید سب کی مانی منائی ہے۔ پس ایسے لوگ کس قدر اپنے تئیں خطرہ میں ڈالتے ہیں کہ ایک امر کو جو مسلم الکل ہے قبول نہیں کرتے اور ایسے عقیدوں کی پیروی کرتے ہیں کہ جو محض ان کے اپنے دعوے ہیں اور عام قبولیت سے خالی ہیں۔ اگر قیامت کے دن حضرت مسیح نے کہہ دیا کہ میں تو خدا نہیں تھا تم نے کیوں خواہ نخواستہ میرے ذمہ خدائی لگا دی تو پھر کہاں جائیں گے اور کس کے پاس جا کر روئیں گے!!؟ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کو ملزم کرنے کے لئے چار گواہ ان کے ابطال پر کھڑے کئے ہیں۔ اول یہودی کہ جو تخمیناً ساڑھے تین ہزار برس سے گواہی دے رہے ہیں کہ ہمیں ہرگز ہرگز تثلیث کی تعلیم نہیں ملی اور نہ کوئی ایسی پیشگوئی کسی نبی نے کی کہ کوئی خدا یا حقیقی طور پر ابن اللہ زمین پر ظاہر ہونے والا ہے۔ دوم حضرت یحییٰ کی اُمت یعنی یوحنا کی اُمت جو اب تک بلاد شام میں موجود ہے جو حضرت مسیح کو اپنی قدیم تعلیم کے رو سے صرف انسان اور نبی اور حضرت یحییٰ کا شاگرد جانتے ہیں۔ تیسرے فرقہ موحّدہ عیسائیوں کا جن کا بار بار قرآن شریف میں بھی ذکر ہے جن کی بحث روم کے تیسری صدی کے قیصر نے تثلیث والوں سے کرائی تھی اور فرقہ موحّدہ غالب رہا تھا اور اسی وجہ سے قیصر نے فرقہ موحّدہ کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ چوتھے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف جنہوں نے گواہی دی کہ مسیح ابن مریم ہرگز خدا نہیں ہے اور نہ خدا کا بیٹا ہے بلکہ خدا کا نبی ہے۔

اور علاوہ اس کے ہزاروں راستباز خدا تعالیٰ کا الہام پا کر اب تک گواہی دیتے چلے

آئے ہیں کہ مسیح ابن مریم ایک عاجز بندہ ہے اور خدا کا نبی۔ چنانچہ اس زمانہ کے عیسائیوں پر گواہی دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ابن مریم کو خدا ٹھہرانا ایک باطل اور کفر کی راہ ہے۔ اور مجھے اس نے اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف فرمایا ہے اور مجھے اس نے بہت سے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور میری تائید میں اس نے بہت سے خوارق ظاہر فرمائے ہیں۔ اور درحقیقت اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے۔ جو شخص اس مجلس میں صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے گا۔ اور ایک عیسائی جس کو خدا تعالیٰ کا خوف ہو اور جو سچے خدا کی تلاش کی بھوک اور پیاس رکھتا ہو اس کو لازم ہے کہ بے ہودہ قصے اور کہانیاں ہاتھ سے پھینک دے اور چشم دید شہوتوں کا طالب بن کر ایک مدت تک میری صحبت میں رہے پھر دیکھے کہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا مالک ہے کس طرح اپنے آسمانی نشان اس پر ظاہر کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جو درحقیقت خدا کو ڈھونڈنے والے اور اس تک پہنچنے کے لئے دن رات سرگرداں ہیں۔ اے عیسائیو! یاد رکھو کہ مسیح ابن مریم ہرگز ہرگز خدا نہیں ہے تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ خدا کی عظمت مخلوق کو مت دو۔ ان باتوں کے سننے سے ہمارا دل کانپتا ہے کہ تم ایک مخلوق ضعیف در ماندہ کو خدا کر کے پکارتے ہو سچے خدا کی طرف آ جاؤ تا تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہو۔

ناظرین اس مقام سے یہ دینی فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ پادریوں کا یہ دعویٰ ہے کہ پاک باطنی اور پاک روشی صرف ہمارے ہی حصہ میں آگئی ہے اور دوسری تو میں سراسر گناہوں میں مبتلا ہیں۔ مگر یہ دعویٰ ان کا ہمیشہ جھوٹا اور خلاف واقعہ ثابت ہوتا رہا ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ان میں بھی ایسے ہیں کہ وہ قابل شرم زندگی بسر کرتے ہیں انجیل کی تعلیم کو

انہوں نے ایسا باگاڑا ہے کہ گویا اس کے دانت کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور ہیں۔ ہم کسی پادری کو نہیں دیکھتے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے۔ بلکہ کئی ان میں سے جھوٹے مقدمے برپا کرتے اور نہایت بے صبری اور کینہ کشی کی وجہ سے ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو عدالتوں تک پہنچاتے ہیں۔ پھر زور پر زور دیا جاتا ہے کہ حکام ان کے دشمنوں کو سزا دیں۔ اسی مقدمہ کو دیکھنا چاہیے کہ کس طرح سراسر جھوٹ باندھا گیا۔ اور کس طرح حضرات و اعدان انجیل نے قتل کے مقدمہ میں مجھے ماخوذ کرانے کے لئے قسمیں کھائی ہیں۔ ڈاکٹر کلارک اور وارث دین اور عبدالرحیم اور پریم داس اور یوسف خان یہ سب حضرات عیسائیان وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس قابل شرم مقدمہ کی تائید میں انجیل اٹھائی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جو آتھم کے مقدمہ میں بار بار کہتے تھے کہ ”ہمارے مذہب میں قسم کھانا ہرگز درست نہیں پھر آتھم کیوں قسم کھاتا“۔ بلکہ ڈاکٹر کلارک نے ایک اشتہار میں بہت سی توہین کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ ”ہمارے مذہب میں قسم کھانا ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کھانا“۔ سوان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ کہاں تک ان کے قول اور فعل میں مطابقت ہے۔ ہم عبداللہ آتھم سے کیا چاہتے تھے یہی تو چاہتے تھے کہ وہ منصفوں کے جلسہ عدالت میں حاضر ہو کر قسم کھاوے کہ وہ ہماری شرط کے موافق اسلامی عظمت سے ڈرا نہیں۔ سو چونکہ وہ سچ پر نہیں تھا اس لئے قسم کھانے کی جرأت نہ کر سکا۔ اگر یہ عذر تھا کہ ”ہم عدالت میں قسم کھاتے ہیں نہ کسی اور جگہ“۔ تو اوّل تو یہ عذر ان کی کتابوں میں مندرج نہیں۔ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ قسم صرف اس حالت میں درست ہے کہ جب تم عدالت میں جبراً بلائے جاؤ بلکہ عموماً قسم کی اجازت دی اور خود حضرت مسیح نے بغیر حاضری عدالت کے قسم کھائی۔ اور ان کا پولوس ہمیشہ قسم کھایا کرتا تھا۔ اور اگر ہم اپنی طرف سے عدالت کی حاضری کی شرط بھی زیادہ کر لیں تو یہ شرط بھی ان کو مفید نہیں کیونکہ عدالت سے مراد یہ نہیں ہے کہ ضرور کسی ملازمت پیشہ حاکم کی کچھری ہو بلکہ ایسے منصف اور ثالث جو بغیر کسی رورعایت کے حق کی شہادت دے سکتے ہوں اور جھوٹے کو ملزم کر سکتے ہوں ان کا

جلسہ بھی بلاشبہ عدالت کا جلسہ ہے جس کی طرف بلایا گیا تھا۔ اور لطف یہ کہ عیسائیوں کی کتابوں میں قسم کھانے کے لئے مجبوراً کچھ ہیروں میں بلایا جانا کوئی شرط نہیں بلکہ جہاں کہیں کسی تصفیہ کے لئے قسم مفید ہو سکتی ہو اسی جگہ ان کے مذہب کے رو سے قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے۔

ماسوا اس کے ڈاکٹر کلارک نے جو ہمارے مقدمہ میں قسم کھائی اس کو قسم کھانے کے لئے کس عدالت نے جبراً بلایا تھا؟ آپ اس نے مقدمہ عدالت کے سامنے پیش کیا تب قسم بھی دی گئی۔ افسوس! کہ اسی قسم پر پادریوں نے کس قدر لمبا جھگڑا کیا تھا۔ اور کس قدر آہٹم نے قسم کھانے سے کنارہ کشی کی تھی۔ حالانکہ الہامی شرط سے اپنے تئیں علیحدہ ثابت کرنے کے لئے اس کو قسم کھانا نہایت ضروری تھا۔ ہم نے تو قسم پر چار ہزار روپیہ بھی دینا کیا تھا اور ہماری طرف سے کوئی نئی حجت نہیں تھی۔ پہلے دن سے الہام میں یہ شرط تھی کہ اگر اس کا دل اسلامی حقانیت کی طرف رجوع کرے گا اور اس کی عظمت کو قبول کرے گا تو موت سے بچ جائے گا۔ اور اس کا میعاد کے اندر موت سے بچنا انصافاً اس تنقیح کو چاہتا تھا کہ کیا اس نے شرط پر عمل تو نہیں کیا؟ اور اس نے اپنے اقوال سے اور افعال سے جس قدر خوف ظاہر کیا تھا کم سے کم اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا تھا کہ وہ اسلامی عظمت سے ضرور ڈرا ہے اسی وجہ سے ہم نے بار بار اشتہار دیا تھا کہ اگر وہ نہیں ڈرا تو اپنے تئیں اس الہامی شرط سے باہر ثابت کرنے کے لئے قسم کھا جاوے۔ اور ہم نے نہ صرف قرآن موجودہ سے دیکھا بلکہ خدا نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ وہ ضرور ڈرا ہے۔ اور آہٹم نے اپنے مضطربانہ حالات سے ہمارے الہام کی تصدیق کر دی تھی۔ پس اگر عیسائی لوگ یقینی طور پر اس کا خوف اور رجوع نہ مانتے تو کم سے کم یہ تو ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ آہٹم کا قسم سے کنارہ کرنا اور خوف کا اقرار کرنا اور وجہ خوف اپنے خود تراشیدہ جھوٹے بہتانوں کو قرار دینا۔ کبھی کہنا کہ میرے پرسانپ چھوڑا گیا تھا۔ اور کبھی کہنا کہ تلواروں والوں نے حملہ کیا تھا۔ اور کبھی نیزوں اور بندوقوں والوں کا نام لینا اور ثبوت

کچھ بھی نہ دینا یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ آتھم کو عدالت کے رو سے ملزم کرتی تھیں اور ان بیہودہ افتراؤں کا بار ثبوت اس کی گردن پر تھا۔ اور اس کی بریت کم سے کم قسم کھانے میں تھی جس سے وہ ایسا بھاگا جیسا ایک شخص شیر سے بھاگتا ہے۔

اور پھر اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ نے اور بھی ہمارے الہام کی سچائی پر روشنی ڈالی کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ تھا کہ اگر آتھم نے الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر پھر اس سچی گواہی کو چھپایا تو وہ جلد فوت ہو جائے گا۔ اور اس کی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہوں گے۔ اور یہ پیشگوئی بھی اشتہاروں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آتھم ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر فوت ہو گیا۔ اور ان تمام باتوں نے پادری صاحبوں کو بہت شرمندہ کیا۔ کیونکہ آتھم نے نہ تو قسم کھائی اور نہ اپنے جھوٹے بہتانوں کو بذریعہ نالاش ثابت کیا۔ اور نہ ان بہتانوں کا کچھ ثبوت دیا جو الہامی شرط پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے تراشے تھے۔ اس لئے یہ تمام حرکات اس کی پادریوں کی سخت ندامت کی موجب ہوئیں۔

علاوہ اس کے عیسائیوں کو یہ اور شرمندگی دامنگیر ہوئی کہ آتھم ہماری دوسری پیشگوئی کے مطابق اخفائے شہادت کے بعد بہت جلد فوت ہو گیا۔ پھر اس شرمندگی پر ایک اور شرمندگی یہ پیش آئی کہ لیکچرار ہماری پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مارا گیا۔ اور جیسا کہ پیشگوئی میں تصریح تھی کہ وہ عید کے دوسرے دن مارا جائے گا ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ حضرات پادری صاحبان کو ان سے بڑی کوفت پہنچی تھی۔ یہ لوگ ہمیشہ بازاروں میں وعظ کے طور پر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی اور نہ کوئی معجزہ ہوا۔ مگر برخلاف اس کے خدا نے ان کو متواتر معجزات بھی دکھلائے اور پیشگوئیاں بھی مشاہدہ کرائیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جلسہ مذاہب لاہور میں قبل از وقت ہم نے اشتہار دیا تھا کہ خدا مجھے فرماتا ہے کہ ”تیرا مضمون

بالا رہے گا۔“ سو وہ پیشگوئی لاکھوں آدمیوں کے اقرار سے پوری ہوئی۔ یہاں تک کہ عیسائی پرچہ سول ملٹری گزٹ نے بھی اس کی شہادت دی۔ اور اعجازی طور پر مضمون ہمارا غالب رہا۔ پس یہ شرمندگی حضرات عیسائیوں کے لئے کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ ہماری پیشگوئیوں کی سچائی سے متواتر ان کو زخم پہنچے۔

اور اس سے زیادہ ان کی ندامت کا یہ بھی موجب ہوا کہ اس عرصہ میں کئی عمدہ کتابیں ردِ نصاریٰ میں میں نے تالیف کیں جن سے ان کے عقائد کے بطلان کی بخوبی حقیقت کھل گئی۔ یہ تمام باتیں ایسی تھیں جن سے مجھے خود اندیشہ تھا کہ آخر کوئی جھوٹا مقدمہ میرے پر بنایا جائے گا۔ کیونکہ دشمن جب لاجواب ہو جاتا ہے تو پھر جان اور آبرو پر حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آخر یہ خون کا مقدمہ میرے پر بنایا گیا اور ضرور تھا کہ اس میں محمد حسین بٹالوی اور آریہ بھی شامل ہوتے کیونکہ ان سب کو ذلت پر ذلت پہنچی اور خدا نے ان سب کا منہ بند کر دیا۔ مگر پادری صاحبوں کو سب سے زیادہ بڑھ کر جوش تھا کیونکہ میری کارروائی میں ان کے کروڑہا روپیہ کا نقصان ہے اور علاوہ آسمانی نشانوں کے میرے اعتراضات نے بھی ان کے مذہب کے تار و پود کو توڑ دیا ہے۔ چنانچہ وہ اعتراض جو ان کے اس عقیدہ پر کیا گیا تھا کہ تمام گناہگاروں کی لعنت مسیح پر آ پڑی جس کا ما حاصل یہ تھا کہ مسیح کا دل خدا تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور درحقیقت وہ خدا کا دشمن ہو گیا تھا۔ یہ ایسا اعتراض تھا کہ عقیدہ کفارہ کو باطل کرتا تھا کیونکہ جبکہ لعنت اپنے مفہوم کے رو سے مسیح جیسے راستباز انسان پر ہرگز جائز نہیں تو پھر کفارہ کی چھت جس کا شہتیر لعنت ہے کیونکر ٹھہر سکتی ہے۔

ایسا ہی وہ اعتراض کہ خدا کا کوئی فعل اس کی قدیم عادت سے مخالف نہیں اور عادت

کثرت اور کلّیت کو چاہتی ہے۔ پس اگر درحقیقت بیٹے کو بھیجنا خدا کی عادت میں داخل ہے تو خدا کے بہت سے بیٹے چاہئیں تا عادت کا مفہوم جو کثرت کو چاہتا ہے ثابت ہو اور

تا بعض بیٹے جنّات کے لئے مصلوب ہوں اور بعض انسانوں کے لئے اور بعض ان مخلوقات کے لئے جو دوسرے اجرام میں آباد ہیں۔ یہ اعتراض بھی ایسا تھا کہ ایک لحظہ کے لئے بھی اس میں غور کرنا فی الفور عیسائیت کی تاریکی سے انسان کو چھوڑا دیتا ہے۔

ایسا ہی یہ اعتراض کہ عیسائیوں کی تعلیم یہودیوں کی مسلسل تین ہزار برس کی تعلیم کے مخالف ہے جو ان کی کتابوں میں پائی جاتی ہے جس سے بچہ یہود کا واقف ہے۔

ایسا ہی یہ اعتراض کہ کفارہ اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ اس سے یا تو یہ مقصود ہوگا کہ گناہ بالکل سرزد نہ ہوں اور یا یہ مقصود ہوگا کہ ہر ایک قسم کے گناہ خواہ حق اللہ کی قسم میں سے اور خواہ حق العباد کی قسم میں سے ہوں کفارہ کے ماننے سے ہمیشہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ سو پہلی شق تو صریح البطلان ہے کیونکہ یورپ کے مردوں اور عورتوں پر نظر ڈال کر دیکھا جاتا ہے کہ وہ کفارہ کے بعد ہرگز گناہ سے بچ نہیں سکے اور ہر ایک قسم کے گناہ یورپ کے خواص اور عوام میں موجود ہیں۔ بھلا یہ بھی جانے دو نبیوں کے وجود کو دیکھو جن کا ایمان اوروں سے زیادہ مضبوط تھا وہ بھی گناہ سے بچ نہ سکے۔ حواری بھی اس بلا میں گرفتار ہو گئے۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ کفارہ ایسا بند نہیں ٹھہر سکتا کہ جو گناہ کے سیلاب سے روک سکے۔ رہی یہ دوسری بات کہ کفارہ پر ایمان لانے والے گناہ کی سزا سے مستثنیٰ رکھے جائیں گے خواہ وہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں خون کریں یا بدکاری کی مکروہ حالتوں میں مبتلا رہیں تو خدا ان سے کچھ مواخذہ نہیں کرے گا یہ خیال بھی سراسر غلط ہے جس سے شریعت کی پاکیزگی سب اٹھ جاتی ہے اور خدا کے ابدی احکام منسوخ ہو جاتے ہیں۔

یہ تمام اعتراضات ایسے تھے کہ عیسائی صاحبوں سے ان کا جواب کچھ بھی بن نہیں سکتا تھا۔ علاوہ اس کے پادری صاحبوں کے لئے ایک اور مشکل یہ پیش آئی تھی کہ ہم نے ثابت کر دیا تھا کہ علاوہ ان تمام مشرکانہ عقائد کے جو ان کے مذہب میں پائے جاتے ہیں اور علاوہ ایسی ایسی کچی اور خام باتوں کے کہ مثلاً انسان کو خدا بنانا اور اس پر کوئی دلیل نہ لانا جو ان کا طریقہ ہے ایک اور

﴿۳۹﴾

بھاری مصیبت ان کو یہ پیش آئی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے روحانی برکات ثابت نہیں کر سکتے یہ تو ظاہر ہے کہ جس مذہب کے قبولیت کے آثار آسمانی نشانوں سے ظاہر نہیں ہیں وہ ایسا آلہ نہیں ٹھہر سکتا جس کو خدا نما کہہ سکیں۔ بلکہ اس کا تمام مدار قصوں اور کہانیوں پر ہوتا ہے۔ اور جس خدا کی طرف وہ راہ دکھلانا چاہتا ہے اس کی نسبت بیان نہیں کر سکتا کہ وہ موجود بھی ہے اور ایسا مذہب اس قدر نکما ہوتا ہے کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ اور ایک مجھ پر غور کر کے خدا کا پتہ لگ سکتا ہے اور ایک پتو کو دیکھ کر صانع حقیقی کی طرف ہمارا ذہن منتقل ہو سکتا ہے مگر ایسے مذہب سے ہمیں کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ جو اپنے پیٹ میں صرف قصوں اور کہانیوں کا ایک مُردہ بچہ رکھتا ہے۔ ہمیں جبراً کہا جاتا ہے کہ تم ان باتوں کو مان لو کہ کسی زمانہ میں یسوع نے کئی ہزار مُردے زندہ کر دیئے تھے اور اس کی موت کے وقت بیت المقدس کے تمام مُردے شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ ایسی ہی باتیں ہیں جیسا کہ ہندوؤں کی پُستکوں میں ہے کہ کسی زمانہ میں مہادیو کی لٹوں سے گنگا بہ نکلی تھی۔ اور راجہ رام چندر نے پہاڑوں کو انگی پر اٹھالیا تھا اور راجہ کرشن نے ایک تیر سے اتنے لاکھ آدمی مارے تھے۔

اب کہو کہ ان تمام بے ہودہ اور بے اصل باتوں کو ہم کیونکر مان لیں پھر جبکہ یہ باتیں خود ثبوت کی محتاج ہیں تو پھر ان کے ذریعہ سے کون سا قضیہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھلا سکتا ہے؟ افسوس کہ ایک پتے پر غور کرنے سے بہت کچھ صانع حقیقی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ مگر ان کتابوں کا ہزار ورق بھی پڑھ کر موجد حقیقی کا کچھ نشان نہیں ملتا۔ پھر جبکہ انسان کے لئے پہلی اور بڑی مصیبت یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی شناخت کرنے کی راہ میں بڑے بڑے مشکلات اور شبہات میں مبتلا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات پورا دہریہ اور اکثر دہریت کی رگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے اور جس قدر سَم الفار کی مہلک تاثیر کی ہیبت اس کو اس حرکت سے ڈراتی ہے کہ وہ اس کے کھانے

کا ارتکاب کرے اس قدر خدا تعالیٰ کی ہیبت نافرمانی سے اس کو نہیں روکتی اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی تو ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت اور جلال اور اقتدار سے بے خبر ہے تبھی تو اس کی نافرمانی کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور نہیں ڈرتا۔ اور ادنیٰ ادنیٰ حکام کی نافرمانی سے اس کی روح تحلیل ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ہماری تمام سعادت خدا شناسی میں ہے اور نفسانی جذبات کو ان کے طوفان سے روکنے والی وہ معرفت کاملہ ہے جس سے ہمیں پتہ لگ جائے کہ درحقیقت خدا ہے اور درحقیقت وہ بڑا قادر اور بڑا رحیم اور ذوالعذاب الشدید بھی ہے۔ یہی وہ نسخہ مجرب ہے جس سے سچی تبدیلی ہوتی ہے اور انسان کی متمدنہ زندگی پر موت آ جاتی ہے۔

اور اس طریق کے سوا باقی وہ تمام باتیں جو دنیا کے لوگوں نے گناہ سے بچنے کے لئے بنائی ہیں جیسے کفارہ مسیح وغیرہ۔ یہ طفلانہ خیالات ہیں جو نہایت محدود اور غلطیوں سے پُر ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی ایک کے سر پر چوٹ لگنے سے ہمارے سر کا درد نہیں جاسکتا اور کسی کے بھوکے رہنے سے ہم سیر نہیں ہو سکتے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ جس طرح ڈاکٹر مرض کی تشخیص کرتا ہے یا جس طرح اہل مساحت زمین کو ناپتا ہے اسی طرح ہمارا دل نہایت محکم یقین کے ساتھ معلوم کر چکا ہے کہ کسی انسان کے نفسانی جذبات کا سیلاب بجز اس امر کے تھم ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے اور اس کی تلوار ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے اور اس کی رحمت ان لوگوں کو ہر ایک بلا سے بچاتی ہے جو اس کی طرف جھکتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ انجیل یا وید اس خدا کا ہمیں کیا پتہ بتلاتی ہیں اور اس کا چہرہ دکھانے کے لئے کونسا آئینہ ان کے ہاتھ میں ہے جو ہمارے آگے رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں صرف قصے اور کہانیاں سناتے ہیں تو صرف قصوں سے وہ کونسی تسلی ہمیں دے سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمیں صرف یہ صلاح دیتے ہیں کہ ہم زمین اور آسمان کے اجرام میں غور کریں اور نظام شمسی کو تدبیر سے سوچیں تو ہمیں ان سے اس مشورہ

کے لینے کی کیا حاجت ہے؟ کیا ہمیں پہلے سے معلوم نہیں کہ یہ نظام جو ابلاغ اور مُحکم ہے اور یہ ترتیب جو انسب اور اَنفع ہے ضرور ایک مدبّر صانع حکیمِ عظیم کی ضرورت ثابت کر رہی ہے۔ مگر یہ بات کہ ایسے صانع کی ضرورت ہے اور یہ دوسری بات کہ ہم علم الیقین کی آنکھ سے دیکھ لیں کہ وہ صانع درحقیقت موجود بھی ہے۔ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے ایک حکیم کو جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے۔ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کا کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صرف ضرورت کا علم الہی رُعب اپنے اندر نہیں رکھتا اور تاریکی کو اٹھا نہیں سکتا۔ مگر جس پر براہِ راست آسمان سے خدا کا جلال کھلتا ہے وہ نیک کاموں اور ثابت قدمی اور وفاداری کے لئے بڑی قوت پاتا ہے اور درحقیقت اس کا شیطان مرجاتا ہے اور جلال الہی کی شعاعیں جو زندہ الہامات کے رنگ میں اور ہیبت ناک مکاشفات کی صورت میں اس کے دل پر پڑتی رہتی ہیں وہ اس کو ہر ایک تاریکی سے دور کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ کیا تم ایسی بجلی کے نیچے جو جلانے والی اور مہلک پروں کو پھیلا رہی ہے کوئی بدکاری کا کام کر سکتے ہو؟ پس اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے زندگی بسر کرتا ہے اس کی شیطنت مرجاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ یہی ایک حقیقی طریق ہے جس کی برکت سے انسان فی الواقع پاک زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ افسوس کہ عیسائیوں کو یہ دکھانا چاہیے تھا کہ یہ یقین ہستی باری جو انسان کو خدا ترسی کی آنکھ بچشتا ہے اور گناہ کے خس و خاشاک کو جلاتا ہے۔ اس کا سامان انجیل نے ان کو کیا بچشتا ہے؟ بیہودہ طریقوں سے گناہ کیونکر دور ہو سکتا ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سمجھے کہ یہ کیسا ایک بے حقیقت امر اور ایک فرضی نقشہ کھینچنا ہے کہ تمام دنیا کے گناہ ایک شخص پر ڈالے گئے اور گنہگاروں کی لعنت ان سے لی گئی اور یسوع کے دل پر رکھی گئی۔ اس سے تو لازم آتا ہے کہ اس کا رروائی کے بعد بجز یسوع کے ہر ایک کو پاک زندگی اور خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہے مگر نعوذ باللہ یسوع ایک ایسی لعنت کے نیچے دبا یا گیا جو کروڑہا

لعنتوں کا مجموعہ تھی۔ لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے گناہ اس کے ساتھ ہیں اور فطرت نے جس قدر کسی کو کسی جذبہ نفسانی یا افراط اور تفریط کا حصہ دیا ہے وہ اس کے وجود میں محسوس ہو رہا ہے گو وہ یسوع کو مانتا ہے یا نہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ لعنتی زندگی والوں کی لعنتی زندگی ان سے علیحدہ نہیں ہو سکی ایسا ہی وہ یسوع پر بھی پڑ نہیں سکی کیونکہ جب کہ لعنت اپنے محل پر خوب چسپاں ہے تو وہ یسوع کی طرف کیونکر منتقل ہو سکے گی۔ اور یہ عجیب ظلم ہے کہ ہر ایک خبیث اور ملعون جو یسوع پر ایمان لاوے تو اس کی لعنت یسوع پر پڑے اور اس شخص کو بری اور پاک دامن سمجھا جائے۔ پس ایسا غیر منقطع سلسلہ لعنتوں کا جو قیامت تک ممتد رہے گا اگر وہ ہمیشہ تازہ طور پر غریب یسوع پر ڈالا جائے تو کس زمانے میں اس کو لعنتوں سے سبکدوشی ہوگی کیونکہ جب وہ ایک گروہ کی لعنتوں سے اپنے تئیں سبکدوش کر لے گا تو پھر نیا آنے والا گروہ جو اپنے خبیث وجود کے ساتھ نئی لعنتیں رکھتا ہے وہ اپنی تمام لعنتیں اس پر ڈال دے گا۔ علیٰ هذا القیاس اس کے بعد دوسرا گروہ دوسری لعنتوں کے ساتھ آئے گا تو پھر ان مسلسل لعنتوں سے فرصت کیونکر ہوگی؟ اس سے تو ماننا پڑتا ہے کہ یسوع کے لئے وہ دن پھر کبھی نہیں آئیں گے جو اس کو خدا کی محبت اور معرفت کے نور کے سایہ میں رکھنے والے ہوں۔ پس ایسے عقیدہ سے اگر کچھ حاصل ہو تو وہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے ایک خدا کے مقدس کو ایک غیر منقطع ناپاکی میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور بد قسمتی سے اس اصل بات کو چھوڑ دیا ہے جس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ آنکھ پیدا کرنا جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور وہ یقین حاصل کرنا جو گناہ کی تاریکی سے چھوڑا دے۔ زمین تاریکی پیدا کرتی ہے اور آسمان تاریکی کو اٹھاتا ہے پس جب تک آسمانی نور جو نشانوں کے رنگ میں حاصل ہوتا ہے کسی دل کو نہ چھوڑا دے حقیقی پاکیزگی حاصل ہو جانا بالکل جھوٹ ہے اور سراسر باطل اور خیال محال ہے۔ پس گناہوں سے بچنے کیلئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہیے جو یقین کی کڑا ر فوجوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہوتا اور ہمت بخشنا اور قوت بخشنا اور تمام شبہات کی غلاظتوں کو دھو دیتا اور دل کو صاف کرتا اور خدا کی ہمسائیگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔ پس افسوس ان لوگوں پر

کہ بچوں کی طرح گردوغبار میں کھیلتے اور کونکلوں پر لیٹتے ہیں اور پھر آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑے سفید رہیں۔ اور حقیقی نور کو تلاش نہیں کرتے اور پھر چاہتے ہیں کہ ظلمت سے نجات پائیں۔ حقیقی نور کیا ہے؟ وہ جو تسلی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت

اور اطمینان بخشتا ہے۔ اس نور کی ہر ایک نجات کے خواہشمند کو ضرورت ہے۔ کیونکہ جس کو شہادت سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔ جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے کہ **مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى**

فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى۔ اور خدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے ڈھونڈنے والوں کے دل نشانوں سے منور کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ خدا کو دیکھیں گے اور میں اپنی عظمت انہیں دکھلا دوں گا یہاں تک کہ سب عظمتیں ان کی نگاہ میں ہیج ہو جائیں گی۔ یہی باتیں ہیں جو میں نے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی سنیں پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہنچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنے کا یہی طریق ہے۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے ضرور

ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے ہمیں کام نہیں دے سکتے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔

ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نور حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آ جاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔

عیسائی مذہب ان نشانوں سے بگلی محروم ہے۔ دعویٰ اتنا بڑا کہ ایک انسان کو خدا بنانا چاہتے ہیں اور ثبوت میں صرف قصے کہانیاں پیش کرتے ہیں ہاں بعض کہتے ہیں کہ ”انجیل کی تعلیم

ہی ایسی عمدہ ہے کہ جو بطور نشان کے ہے، لیکن درحقیقت یہ ان کی بڑی غلطی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم نہایت ہی ناقص ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح کو بھی عذر کرنا پڑا کہ ”آنے والا فارقلیطہ اس نقصان کا تدارک کرے گا“۔ ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ انجیل کے ثناخوان دکھلاتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ انجیل انسانیت کے درخت کی پورے طور پر آب پاشی نہیں کر سکتی۔ ہم اس مسافر خانہ میں بہت سے قومی کے ساتھ بھیجے گئے ہیں اور ہر ایک قوت چاہتی ہے کہ اپنے موقعہ پر اس کو استعمال کیا جائے۔ اور انجیل صرف ایک ہی قوت حلم اور نرمی پر زور مار رہی ہے۔ حلم اور عفو درحقیقت بعض موضع میں اچھی ہے لیکن بعض دوسرے موضع میں سم قاتل کی تاثیر رکھتی ہے۔ ہماری یہ تمدنی زندگی کہ مختلف طبائع کے اختلاط پر موقوف ہے بلاشبہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قومی کوکل بنی اور موقعہ شناسی سے استعمال کیا کریں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگرچہ بعض جگہ ہم عفو اور درگزر کر کے اس شخص کو فائدہ جسمانی اور روحانی پہنچاتے ہیں جس نے ہمیں کوئی آزار پہنچایا ہے لیکن بعض دوسری جگہ ایسی بھی ہیں جو اس جگہ ہم اس خصلت کو استعمال کرنے سے شخص مجرم کو اور بھی مفسدانہ حرکات پر دلیر کرتے ہیں۔

ہماری روحانی زندگی کی طرز ہماری جسمانی زندگی کی طرز سے نہایت مشابہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ ایک ہی مزاج اور طبیعت کی اغذیہ اور ادویہ پر زور مارنے سے ہماری صحت بحال نہیں رہ سکتی۔ اگر ہم دس یا بیس روز متواتر ٹھنڈی چیزوں کے کھانے پر ہی زور دیں اور گرم غذاؤں کا کھانا حرام کی طرح اپنے نفس پر کر دیں تو ہم جلد تر کسی سرد بیماری میں جیسے فالج اور لقوہ اور رعشہ اور صرع وغیرہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی اگر ہم متواتر گرم غذاؤں پر زور دیں یہاں تک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے سوچ کر دیکھ لو کہ ہم اپنے جسمانی تمدن میں کیسے گرم اور سرد اور نرم اور سخت اور حرکت اور سکون کی رعایت رکھتے ہیں اور کیسی یہ رعایت ہماری صحت بدنی کے لئے ضروری پڑی ہوئی ہے۔

پس یہی قاعدہ صحت روحانی کے لئے برتنا چاہیے۔ خدا نے کسی بُری قوت کو ہمیں نہیں دیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی قوت بری نہیں صرف اس کی بداستعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بری چیز ہے۔ لیکن اگر ہم اس قوت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اس رشک کے رنگ میں آجاتی ہے جس کو عربی میں غِبْطَہ کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھ کر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ خصلت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاقِ ذمیمہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بداستعمالی یا افراط اور تفریط سے بدنما ہو جاتی ہیں اور موقعہ پر استعمال کرنے اور حدِ اعتدال پر لانے سے وہی اخلاقِ ذمیمہ اخلاقِ فاضلہ کہلاتے ہیں۔ پس یہ کس قدر غلطی ہے کہ انسانیت کے درخت کی تمام ضروری شاخیں کاٹ کر صرف ایک ہی شاخ صبر اور عفو پر زور دیا جائے۔ اسی وجہ سے یہ تعلیم چل نہیں سکی۔ اور آخر عیسائی سلاطین کو جراثیمِ پیشہ کی سزا کے لئے قوانین اپنی طرف سے طیار کرنے پڑے۔ غرض انجیل موجودہ ہرگز نفوسِ انسانیہ کی تکمیل نہیں کر سکتی اور جس طرح آفتاب کے نکلنے سے ستارے مضمحل ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہی حالت انجیل کی قرآن شریف کے مقابل پر ہے۔ پس یہ بات نہایت قابلِ شرم ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ انجیل کی تعلیم بھی ایک آسمانی نشان ہے!!!

ہم نے یہ حصہ انجیلی تعلیم کا وہ لکھا ہے جو انسانی تہذیب کے متعلق ہے۔ مگر بقول عیسائیاں جو انجیل نے خدا تعالیٰ کی نسبت اعتقاد سکھایا ہے وہ اور بھی انسان کو اس سے متاثر کرتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ جو انجیل پر تھا پا جاتا ہے یہ ہے کہ ”اقنوم ثانی جو ابن اللہ کہلاتا ہے وہ قدیم سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ کسی انسان کو بے گناہ پا کر اس سے ایسا تعلق پکڑے کہ وہی ہو جائے۔“ سو ایسا انسان اس کو یسوع سے پہلے کوئی نہ ملا اور نوعِ انسان کا ایک لمبا سلسلہ جو یسوع سے پہلے چلا آتا تھا اس میں اس صفت کا آدمی کوئی نہ پایا گیا۔ آخر یسوع پیدا ہوا اور وہ اس صفت کا آدمی تھا۔ لہذا اقنوم ثانی نے اس سے تعلق عینیت پیدا

کیا اور یسوع اور اقنوم ثانی ایک ہو گئے اور جسم ان کے لئے ایک لازمی صفت ٹھہری جو ابدالاباد تک کبھی منفک نہیں ہوگی اور اس طرح پر ایک جسمانی خدا بن گیا۔ یعنی یسوع اور دوسری طرف روح القدس بھی جسمانی طور پر ظاہر ہوا اور وہ کبوتر بن گیا۔ اب عیسائیوں کے نزدیک خدا سے مراد یہ کبوتر اور یہ انسان ہے جو یسوع کہلاتا تھا۔ اور جو کچھ ہیں یہی دونوں ہیں۔ اور باپ کا وجود بجز ان کے کچھ بھی جسمانی طور پر نہیں۔

پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ”توحید نجات کے لئے کافی نہیں تھی جب تک اقنوم ثانی مجسم ہو کر تولد کی معمولی راہ سے پیدا نہ ہوتا۔ اور اقنوم ثانی کا مجسم ہونا کافی نہیں تھا جب تک اس پر موت نہ آتی اور موت کافی نہیں تھی جب تک اس مجسم اقنوم ثانی پر جو یسوع کہلاتا تھا تمام دنیا کی لعنت نہ ڈالی جاتی“۔ پس تمام مدار عیسائیت کا ان کے خدا کی لعنتی موت پر ہے۔ غرض ان کے نزدیک خدا کا وجود ان کے لئے ہرگز مفید نہیں جب تک یہ تمام مصیبتیں اور ذلتیں اس پر نہ پڑیں۔ پس ایسا خدا نہایت ہی قابل رحم ہے جس کو عیسائیوں کے لئے اس قدر مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ”اقنوم ثانی کا تعلق جو حضرت یسوع سے اتحاد اور عینیت کے طور سے تھا یہ پاک ہونے اور پاک رہنے کی شرط سے تھا اور اگر وہ گناہ سے پاک نہ ہوتا یا آئندہ پاک نہ رہ سکتا تو یہ تعلق بھی نہ رہتا“۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعلق کسی ہے ذاتی نہیں ہے۔ اور اس قاعدہ کے رو سے فرض کر سکتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو پاک رہے وہ بلا تامل خدا بن سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ ”بجز یسوع کسی دوسرے شخص کا گناہ سے پاک رہنا ممنوع ہے“۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اس لئے قابل تسلیم نہیں۔ عیسائی خود قائل ہیں کہ ملک صدق سالم بھی جو مسیح سے بہت عرصہ پہلے گزر چکا ہے گناہ سے پاک تھا۔ پس پہلا حق خدا بننے کا اس کو حاصل تھا۔ ایسا ہی عیسائی لوگ فرشتوں کا بھی کوئی گناہ ثابت نہیں کر سکتے پس وہ بھی بوجہ اولیٰ خدا بننے کے لئے استحقاق رکھتے ہیں۔

غرض جبکہ خدا بننے کا یہ قاعدہ ہے کہ کوئی بے گناہ ہو تو عقل تجویز کرتی ہے کہ جس طرح یسوع کے لئے یہ اتفاق پیش آ گیا کہ بقول عیسائیاں وہ ایک مدت تک گناہ نہ کر سکا یہ اتفاق دوسرے کے لئے بھی ممکن ہے اور اگر ممکن نہیں تو کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکتی کہ یسوع کے لئے کیوں ممکن ہو گیا اور دوسروں کے لئے کیوں غیر ممکن ہے۔ یسوع کی انسانیت کو من حیث الانسانیت اقنوم ثانی سے کچھ تعلق نہ تھا صرف اس اتفاق کے پیش آنے سے کہ وہ بقول عیسائیاں ایک مدت تک گناہ سے بچ سکا اقنوم ثانی نے اس سے اتحاد کیا۔ سو اس اتحاد کی بنا ایک کبھی امر ہے جس میں ہر ایک کسب کنندہ کا اشتراک ہے۔ اور ایک گروہ عیسائیوں کا جس میں عبداللہ آتھم بھی داخل تھا یہ بھی کہتا ہے کہ اقنوم ثانی کا تیس برس تک یسوع سے ہرگز تعلق نہ تھا صرف کبوتر کے نزول کے وقت سے وہ تعلق شروع ہوا۔ اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ یسوع تیس برس گنہگار اور مرتکب معاصی رہا کیونکہ اگر وہ اس عرصہ میں گناہ سے پاک ہوتا تو قاعدہ مذکورہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ پہلے ہی اقنوم ثانی کا تعلق اتحادی اس سے ہو جاتا۔ اور اس جگہ ایک مخالف کہہ سکتا ہے کہ شاید یہی وجہ ہو کہ یسوع کی گذشتہ تیس سال کی زندگی کی نسبت کسی پادری صاحب نے تفصیل وار سوانح کے لکھنے کیلئے قلم نہیں اٹھائی کیونکہ ان حالات کو قابل ذکر نہیں سمجھا۔

بہر حال یہ تمام دعوے ہی دعوے ہیں۔ ان تمام امور میں سے کسی امر کا ثبوت نہیں دیا گیا نہ کسی نے ثابت کر کے دکھلایا کہ یسوع نے ابتدائی عمر سے آخر تک کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ کسی نے یہ ثابت کیا کہ اس بے گناہی کی وجہ سے وہ خدا بن گیا۔ تعجب کہ اس خاص طرز کی خدائی کے لئے جو دنیا کی کثرت رائے کے مخالف اور مشرکانہ طریقوں سے مشابہ تھی کچھ بھی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ متفق علیہا عقیدہ دنیا میں یہی ہے کہ خدا موت اور تولد اور بھوک اور پیاس اور نادانی اور بجز یعنی عدم قدرت اور تجسم اور تحیز سے پاک ہے مگر یسوع ان میں سے کسی بات سے بھی پاک نہ تھا۔ اگر یسوع میں خدا کی روح تھی تو وہ کیوں

کہتا ہے کہ ”مجھے قیامت کی خبر نہیں“۔ اور اگر اس کی روح میں جو بقول عیسائیوں اقنوم ثانی سے عینیت رکھتی تھی خدائی پاکیزگی تھی تو وہ کیوں کہتا ہے کہ ”مجھے نیک نہ کہو“۔ اور اگر اس میں قدرت تھی تو کیوں اس کی تمام رات کی دعا قبول نہ ہوئی اور کیوں اس کا اس نامرادی کے کلمہ پر خاتمہ ہوا کہ اس نے ”ایلی ایلی لما سبقتنی“ کہتے ہوئے جان دی۔

ایسا ہی ہم نے عیسائیوں کی یہ غلطی بھی ظاہر کر دی ہے کہ ان کا یہ خیال کہ بہشت صرف ایک امر روحانی ہوگا ٹھیک نہیں ہے۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ اس کے روحانی قوی بوجہ اکمل و اتم صادر ہونے کے لئے ایک جسم کے محتاج ہیں۔ مثلاً ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سر کے کسی حصہ پر چوٹ لگنے سے قوت حافظہ جاتی رہتی ہے اور کسی حصہ کے صدمہ سے قوت متفکرہ رخصت ہوتی ہے۔ اور مثبت اعصاب میں خلل پیدا ہونے سے بہت سے روحانی قوی میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ روح کی یہ حالت ہے کہ وہ جسم کے ادنیٰ خلل سے اپنے کمال سے فی الفور نقصان کی طرف عود کرتی ہے تو ہم کس طرح امید رکھیں کہ جسم کی پوری پوری جدائی سے وہ اپنی حالت پر قائم رہ سکے گی۔ اس لئے اسلام میں یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے کہ ہر ایک کو قبر میں ہی ایسا جسم مل جاتا ہے کہ جو لذت اور عذاب کے ادراک کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ہم ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ وہ جسم کس مادہ سے طیار ہوتا ہے کیونکہ یہ فانی جسم تو کالعدم ہو جاتا ہے اور نہ کوئی مشاہدہ کرتا ہے کہ درحقیقت یہی جسم قبر میں زندہ ہوتا ہے اس لئے کہ بسا اوقات یہ جسم جلایا بھی جاتا ہے اور عجائب گھروں میں لاشیں بھی رکھی جاتی ہیں اور مدتوں تک قبر سے باہر بھی رکھا جاتا ہے۔

☆ قرآن شریف کی تعلیم ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ جیسا کہ یہ بات ٹھیک نہیں کہ بہشت کی لذت صرف روحانی ہیں اور دنیوی جسمانی لذت سے بالکل مخالف ہیں ایسا ہی یہ بھی درست نہیں کہ وہ لذت دنیوی جسمانی لذت سے بالکل مطابق ہے بلکہ عالم رویا کی طرح صورت میں مشابہت ہے اور حقیقت میں مغایرت ہے۔ عالم رویا کے پھل اور عالم رویا کی خوبصورت عورتیں ظاہر صورت میں وہی لذت بخشتی ہیں جو عالم جسمانی میں ہیں مگر عالم رویا کی حقیقت اور اس عالم جسمانی کی حقیقت اور ہے۔ منہ

اگر یہی جسم زندہ ہو جایا کرتا تو البتہ لوگ اس کو دیکھتے مگر با ایں ہمہ قرآن سے زندہ ہو جانا ثابت ہے لہذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ کسی اور جسم کے ذریعہ سے جس کو ہم نہیں دیکھتے انسان کو زندہ کیا جاتا ہے اور غالباً وہ جسم اسی جسم کے لطائف جو ہر سے بنتا ہے تب جسم ملنے کے بعد انسانی قوی بحال ہوتے ہیں اور یہ دوسرا جسم چونکہ پہلے جسم کی نسبت نہایت لطیف ہوتا ہے اس لئے اس پر مکاشفات کا دروازہ نہایت وسیع طور پر کھلتا ہے اور معاد کی تمام حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں کما ہی ہی نظر آ جاتی ہیں۔ تب خطا کرنے والوں کو علاوہ جسمانی عذاب کے ایک حسرت کا عذاب بھی ہوتا ہے۔ غرض یہ اصول متفق علیہ اسلام میں ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور اسی بات کو دلائل عقلیہ بھی چاہتے ہیں۔ کیونکہ متواتر تجربہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انسان کے روحانی قوی بغیر جسم کے جوڑ کے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہوتے۔

عیسائی اس بات کے تو قائل ہیں کہ قبر کا عذاب جسم کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر بہشتی آرام کے لئے جسم کو شریک نہیں کرتے۔ سو یہ سراسر ان کی غلطی ہے اور وہ غلط اور ناقص تعلیم جو انجیل کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہی ان فاسد خیالات کی موجب ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں انسان نیکی کرنے کے لئے دوہری مصیبت اٹھاتا ہے یعنی وہ اپنے روح اور جسم دونوں کو خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مشقت میں ڈالتا اور محنت سے ان دونوں سے کام لیتا ہے ایسا ہی وہ بدی کرنے کے وقت بھی دوہری نافرمانی کرتا ہے یعنی یہ کہ وہ اپنی روح اور جسم دونوں کو نافرمانی کی راہ میں لگاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے عدل نے تقاضا کیا کہ اس عالم میں بھی دوہری راحت یا دوہرا نرج اس کو ملے اور روحانی جسمانی دونوں طور پر اپنے اعمال کا بدلہ پاوے۔ مگر افسوس کہ عیسائی دوزخ کے عذاب کے بارے میں تو اس عادلانہ اصول پر کار بند ہوئے لیکن بہشتی جزا کے بارے میں اس اصول کو بھلا دیا گیا ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کو عذاب دینا زیادہ پیارا ہے کہ عذاب تو روح اور جسم دونوں کو دیا

مگر جب آرام دینے کا وقت آیا تو صرف روح کو آرام دیا۔ میں سوچتا ہوں کہ کیونکر یہ لوگ ایسی ایسی فاش غلطیوں پر خوش ہو جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف جسمانی بہشت کا ذکر ہے۔ ان لوگوں کو تعصب نے دیوانہ کر دیا۔ قرآن تو بہشتیوں کے لئے جا بجا روحانی لذات کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَجُوهٌ يُّوْمِهِذِ نَاصِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ**۔ یعنی قیامت کو وہ منہ تروتازہ ہوں گے جو اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔ کیا یہ جسمانی لذات کا ذکر ہے یا روحانی کا افسوس کہ ان لوگوں کے کیسے دل سخت ہو گئے اور کیونکر انہوں نے سچائی اور انصاف اور حق پسندی کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اے نادانو! اور شریعت حقہ کے اسرار سے بے خبرو! کیا ضرور نہ تھا کہ خدا قیامت کے دن انسان کی دنیوی زندگی کے دونوں سلسلہ جسمانی اور روحانی کی رعایت کر کے اس کو جزا اور سزا دیتا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ انسان اس مسافر خانہ میں آ کر دونوں طور پر اعمال بجالاتا اور اپنے تئیں دونوں قسم کی مشقت میں ڈالتا ہے۔ ماسوا اس کے دنیا کی تمام الہامی کتابوں میں کم و بیش یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ بہشت اور دوزخ میں جسمانی طور پر بھی لذات اور عقوبات ہوں گی۔ چنانچہ خود مسیح نے بھی کئی جگہ انجیل میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرات پادری صاحبان کیوں بہشت کی جسمانی لذات سے منکر ہیں جب کہ باقر عیسائیاں بہشتیوں کو جسم ملے گا جو ادراک اور شعور رکھتا ہوگا تو پھر وہ جسم دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا راحت میں ہوگا یا عقوبت میں۔ پس بہر حال جسمانی راحت اور عذاب دونوں کو ماننا پڑا۔

ہم نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کا عدل بغیر کفارہ کے کیونکر پورا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یسوع باعتبار اپنی انسانیت کے بے گناہ تھا۔ مگر پھر بھی ان کے خدا نے یسوع پر ناحق تمام جہان کی لعنت ڈال کر اپنے عدل کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے خدا کو عدل کی کچھ بھی پروا نہیں۔ یہ خوب انتظام ہے کہ جس بات سے گریز تھا اسی کو بہانہ طریق اختیار کر لیا گیا۔ وایلا تو یہ تھا کہ کسی

طرح عدل میں فرق نہ آوے اور رحم بھی وقوع میں آجائے۔ مگر ایک بے گناہ کے گلے پر ناحق چھری پھیر کر نہ عدل قائم رہ سکا اور نہ رحم۔

لیکن یہ وسوسہ کہ عدل اور رحم دونوں خدا تعالیٰ کی ذات میں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ عدل کا تقاضا ہے کہ سزا دی جائے اور رحم کا تقاضا ہے کہ درگزر کی جائے۔ یہ ایک ایسا دھوکہ ہے کہ جس میں قلتِ تدبیر سے کوتاہ اندیش عیسائی گرفتار ہیں۔ وہ غور نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ کا عدل بھی تو ایک رحم ہے۔ وجہ یہ کہ وہ سراسر انسانوں کے فائدہ کے لئے ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ ایک خونی کی نسبت باعتبار اپنے عدل کے حکم فرماتا ہے کہ وہ مارا جائے تو اس سے اس کی الوہیت کو کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ تا نوع انسان ایک دوسرے کو مار کر نابود نہ ہو جائیں۔ سو یہ نوع انسان کے حق میں رحم ہے اور یہ تمام حقوق عباد خدا تعالیٰ نے اسی لئے قائم کئے ہیں کہ تا امن قائم رہے اور ایک گروہ دوسرے گروہ پر ظلم کر کے دنیا میں فساد نہ ڈالیں۔ سو وہ تمام حقوق اور سزائیں جو مال اور جان اور آبرو کے متعلق ہیں درحقیقت نوع انسان کے لئے ایک رحم ہے۔ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ یسوع کے کفارہ سے چوری کرنا۔ بیگانہ مال دبا لینا۔ ڈاکہ مارنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا سب جائز اور حلال ہو جاتے ہیں اور سزائیں معاف ہو جاتی ہیں بلکہ ہر ایک جرم کے لئے سزا ہے اسی لئے یسوع نے کہا کہ ”اگر تیری آنکھ گناہ کرے تو اسے نکال ڈال کیونکہ کانا ہو کر زندگی بسر کرنا جہنم میں پڑنے سے تیرے لئے بہتر ہے۔“ پس جبکہ حقوق کے تلف کرنے پر سزائیں مقرر ہیں جن کو مسیح کا کفارہ دور نہیں کر سکا تو کفارہ نے کن سزاؤں سے نجات بخشی۔ پس حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا عدل بجائے خود ہے اور رحم بجائے خود ہے۔ جو لوگ اچھے کام کر کے اپنے تئیں رحم کے لائق بناتے ہیں ان پر رحم ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ مار کھانے کے کام کرتے ہیں ان کو مار پڑتی ہے۔ پس عدل اور رحم میں کوئی جھگڑا نہیں گویا وہ دو نہریں ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر چل رہی ہیں۔ ایک نہر دوسرے کی ہرگز مزاحم نہیں ہے۔ دنیا

کی سلطنتوں میں بھی یہی دیکھتے ہیں کہ جرائم پیشہ کو سزا ملتی ہے لیکن جو لوگ اچھے کاموں سے گورنمنٹ کو خوش کرتے ہیں وہ مورد انعام و اکرام ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی اصل صفت رحم ہے اور عدل عقل اور قانون عطا کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ بھی ایک رحم ہے جو اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب کسی انسان کو عقل عطا ہوتی ہے اور بذریعہ عقل وہ خدا تعالیٰ کے حدود اور قوانین سے واقف ہوتا ہے تب اس حالت میں وہ عدل کے مواخذہ کے نیچے آتا ہے لیکن رحم کے لئے عقل اور قانون کی شرط نہیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے رحم کر کے انسانوں کو سب سے زیادہ فضیلت دینی چاہی اس لئے اس نے انسانوں کے لئے عدل کے قواعد اور حدود مرتب کئے سو عدل اور رحم میں تناقض سمجھنا جہالت ہے۔

ایک اعتراض جو میں نے پادریوں کے اصول پر کیا تھا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ”انسان اور تمام حیوانات کی موت آدم کے گناہ کا پھل ہے“۔ حالانکہ یہ خیال دو طور سے صحیح نہیں ہے اول یہ کہ کوئی محقق اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آدم کے وجود سے پہلے بھی ایک مخلوقات دنیا میں رہ چکی ہے اور وہ مرتے بھی تھے اور اُس وقت نہ آدم موجود تھا اور نہ آدم کا گناہ پس یہ موت کیونکر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ اس میں شک نہیں کہ آدم بہشت میں بغیر ایک منع کئے ہوئے پھل کے اور سب چیزیں کھاتا تھا پس کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ وہ گوشت بھی کھاتا ہوگا۔ اس صورت میں بھی آدم کے گناہ سے پہلے حیوانات کی موت ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے بھی درگزر کریں تو کیا ہم دوسرے امر سے بھی انکار کر سکتے ہیں کہ آدم بہشت میں ضرور پانی پیتا تھا کیونکہ کھانا اور پینا ہمیشہ سے ایک دوسرے سے لازم پڑے ہوئے ہیں۔ اور طبعی تحقیقات سے ثابت ہے کہ ہر ایک قطرہ میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں پس کچھ شک نہیں کہ آدم کے گناہ سے پہلے کروڑ ہا کیڑے مرتے تھے۔ پس اس سے بہر حال ماننا پڑتا ہے کہ موت گناہ کا پھل نہیں۔ اور یہ امر عیسائیوں کے اصول کو باطل کرتا ہے۔

ایک اور اعتراض میں نے اپنی کتابوں میں کیا تھا جو پادریوں کی انجیلوں متی وغیرہ پر وارد ہوتا ہے۔ جس کے جواب سے پادری صاحبان عاجز ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان کی انجیلیں اس وجہ سے بھی قابل اعتبار نہیں کہ ان میں جھوٹ سے بہت کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ یسوع نے اتنے کام کئے ہیں کہ اگر وہ لکھے جاتے تو وہ کتابیں دنیا میں سامانہ سکتیں۔ پس سوچو کہ یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ جو کام تین برس کے زمانہ میں سما گئے اور مدت قلیلہ میں محدود ہو گئے کیا وجہ کہ وہ کتابوں میں سامانہ سکتے۔ پھر ان ہی انجیلوں میں یسوع کا قول لکھا ہے کہ ”مجھے سر رکھنے کی جگہ نہیں“۔ حالانکہ ان ہی کتابوں سے ثابت ہے کہ یسوع کی ماں کا ایک گھر تھا جس میں وہ رہتا تھا۔ اور سر رکھنے کے کیا معنی گزارہ کے موافق اس کے لئے مکان موجود تھا۔ اور پھر انجیلوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ یسوع ایک مالدار آدمی تھا ہر وقت روپیہ کی تھیلی ساتھ رہتی تھی جس میں قیاس کیا جاتا ہے کہ دو دو تین تین ہزار روپیہ تک یسوع کے پاس جمع رہتا تھا۔ اور یسوع کے اس خزانہ کا یہود اسکرپٹیوٹا نے اپنی کتابوں میں اس روپیہ میں سے کچھ چورا بھی لیا کرتا تھا۔ اور انجیلوں سے یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ یسوع نے اس روپیہ میں سے کبھی کچھ لٹہ بھی دیا۔ پس کیا وجہ کہ باوجود اس قدر روپیہ کے جس سے ایک امیرانہ مکان بن سکتا تھا پھر یسوع کہتا تھا کہ ”مجھے سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ پھر تیسرا جھوٹ انجیلوں میں یہ ہے کہ مثلاً متی اپنی کتاب کے دوسرے باب میں لکھتا ہے کہ گویا پہلی کتابوں میں یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ یعنی یسوع ناصری کہلائے گا حالانکہ نبیوں کی کتابوں میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں۔ پھر چوتھا جھوٹ یہ ہے کہ وہ ایک پیشگوئی کو خواہ نخواستہ یسوع پر جمانے کے لئے ناصرہ کے معنی شاخ کرتا ہے۔ حالانکہ عبرانی میں ناصرہ سرسبز اور خوش منظر مکان کو کہتے ہیں نہ کہ شاخ کو۔ اسی لفظ کو عربی میں ناصرہ کہتے ہیں۔ ایسے ہی اور بہت جھوٹ ہیں جو خدا کی کلام میں ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک ایسا امر تھا

☆نوٹ:- متی نے اپنی انجیل کے باب پانچ میں ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا ہے یعنی یہ کہ گویا پہلی کتابوں میں یہ حکم لکھا ہوا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت کرو اور اپنے دشمن سے نفرت۔ حالانکہ یہ حکم کسی پہلی کتاب میں موجود نہیں اور پھر دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ اس قول کو یسوع کی طرف نسبت کیا ہے۔ منہ

جو عیسائیوں کیلئے غور کرنے کے لائق تھا۔ کیا ایسی کتابیں قابل اعتماد ہیں جن میں اس قدر جھوٹ ہیں؟! ایک اور اعتراض متی وغیرہ انجیلوں پر ہے جو ہم نے بار بار پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تحریرات کا الہامی ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔ بلکہ بعض نے ان میں سے صاف اقرار بھی کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی تالیف ہیں۔ سچ ہے کہ قرآن شریف میں انجیل کے نام پر ایک کتاب حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے کی تصدیق ہے مگر قرآن شریف میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی الہام متی یا یوحنا وغیرہ کو بھی ہوا ہے۔ اور وہ الہام انجیل کہلاتا ہے۔ اس لئے مسلمان لوگ کسی طرح ان کتابوں کو خدا تعالیٰ کی کتابیں تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان ہی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور اپنے الہامات کا نام انجیل رکھتے تھے۔ پس عیسائیوں پر لازم ہے کہ وہ انجیل پیش کریں تعجب کہ یہ لوگ اس کا نام بھی نہیں لیتے۔ پس وجہ یہی ہے کہ اس کو یہ لوگ کھو بیٹھے ہیں۔

منجملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ عیسائی اپنے اصول کے موافق اعمال صالحہ کو کچھ چیز نہیں سمجھتے اور ان کی نظر میں یسوع کا کفارہ نجات پانے کے لئے ایک کافی تدبیر ہے لیکن علاوہ اس بات کے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یسوع کا کفارہ نہ تو عیسائیوں کو بدی سے بچا سکا اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ کفارہ کی وجہ سے ہر ایک بدی ان کو حلال ہوگئی۔ ایک اور امر منصفوں کے لئے قابل غور ہے اور وہ یہ کہ عقلی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک کام بلاشبہ اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتے ہیں جو نیکو کار کو وہ تاثیر نجات کا پھل بخشتی ہے کیونکہ عیسائیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ بدی اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتی ہے کہ اس کا مرتکب ہمیشہ کے جہنم میں جاتا ہے۔ تو اس صورت میں قانون قدرت کے اس پہلو پر نظر ڈال کر یہ دوسرا پہلو بھی ماننا پڑتا ہے کہ علیٰ هذا القیاس نیک بھی اپنے اندر ایک تاثیر رکھتی ہے کہ اس کا بجالانے والا وارث نجات بن سکتا ہے۔

اور منجملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ جس فدیہ کو عیسائی پیش کرتے ہیں وہ خدا کے قدیم قانون قدرت کے بالکل مخالف ہے کیونکہ قانون قدرت میں کوئی اس بات کی نظیر نہیں کہ ادنیٰ کے بچانے کے لئے اعلیٰ کو مارا جائے۔ ہمارے سامنے خدا کا قانون قدرت ہے اس پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ ادنیٰ اعلیٰ کی حفاظت کے لئے مارے جاتے ہیں۔ چنانچہ جس قدر دنیا میں جانور ہیں یہاں تک کہ پانی کے کیڑے وہ سب انسان کے بچانے کے لئے جو اشرف المخلوقات ہے کام میں آ رہے ہیں۔ پھر یسوع کے خون کا فدیہ کس قدر اس قانون کے مخالف ہے جو صاف صاف نظر آ رہا ہے اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو زیادہ قابل قدر اور پیارا ہے اسی کے بچانے کے لئے ادنیٰ کو اس اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے انسان کی جان بچانے کے لئے کروڑ ہا حیوانوں کو بطور فدیہ کے دیا ہے۔ اور ہم تمام انسان بھی فطرتاً ایسا ہی کرنے کی طرف راغب ہیں تو پھر خود سوچ لو کہ عیسائیوں کا فدیہ خدا کے قانون قدرت سے کس قدر دور پڑا ہوا ہے۔

ایک اور اعتراض ہے جو ہم نے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی اور کبھی گناہ سے پاک ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ عیسائی خود مانتے ہیں کہ یسوع نے اپنا تمام گوشت و پوست اپنی والدہ سے پایا تھا اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔ اور نیز عیسائیوں کا یہ بھی اقرار ہے کہ ہر ایک درد اور دکھ گناہ کا پھل ہے اور کچھ شک نہیں کہ یسوع بھوکا بھی ہوتا تھا اور پیاسا بھی اور بچپن میں قانون قدرت کے موافق خسرہ بھی اس کو نکلا ہوگا اور چیچک بھی اور دانتوں کے نکلنے کے دکھ بھی اٹھائے ہوں گے اور موسموں کے تپوں میں بھی گرفتار ہوتا ہوگا اور بموجب اصول عیسائیوں کے یہ سب گناہ کے پھل ہیں۔ پھر کیونکر اس کو پاک فدیہ سمجھا گیا۔ علاوہ اس کے جبکہ روح القدس کا تعلق صرف اسی حالت میں بموجب اصول عیسائیوں کے ہو سکتا تھا کہ جب کوئی شخص ہر ایک طرح سے گناہ سے پاک ہو تو پھر یسوع جو بقول ان کے موروثی گناہ سے پاک نہیں تھا اور نہ گناہوں کے پھل سے بچ سکا اس

سے کیونکر روح القدس نے تعلق کر لیا۔ بظاہر اس سے زیادہ تر ملک صدق سالم کا حق تھا کیونکہ بقول عیسائیوں کے وہ ہر طرح کے گناہ سے پاک تھا۔

اور عیسائیوں کے اصول پر ایک ہمارا یہ اعتراض تھا کہ وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ نجات کا اصل ذریعہ گناہوں سے پاک ہونا ہے اور پھر باوجود تسلیم اس بات کے گناہوں سے پاک ہونے کا حقیقی طریقہ بیان نہیں کرتے بلکہ ایک قابل شرم بناوٹ کو پیش کرتے ہیں جس کو گناہوں سے پاک ہونے کے ساتھ کوئی حقیقی رشتہ نہیں۔ یہ بات نہایت صاف اور ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس کا تمام آرام اور ساری خوشحالی صرف اسی میں ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہو جائے۔ اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی جب تک انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اس کو خدا سے ہے کمن قوت سے حیسز فعل میں نہ لاوے۔ لیکن جب انسان خدا سے منہ پھیر لیوے تو اس کی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص ان کھڑکیوں کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف تھیں اور کچھ شک نہیں کہ ان کے بند کرنے کے ساتھ ہی ساری کوٹھڑی میں اندھیرا پھیل جائے گا۔ اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہے یک لحوت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جائے گی۔ اور وہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر کی جاتی ہے۔ کیونکہ دکھوں کی وہی جڑ ہے اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کی جائے تو کسی کے مصلوب کرنے کی حاجت نہیں بلکہ وہی کھڑکیاں کھول دینی چاہئیں جو ظلمت کی باعث ہوئی تھیں۔ کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم درحالیہ نور پانے کی کھڑکیوں کے بند رکھنے پر اصرار کریں کسی روشنی کو پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہیں جس کا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹوں کی نافرمانیوں اور قصور بخشی کے رنگ میں ہیں بلکہ اس وقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے کہ جب وہ خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا اور اس چمک سے ادھر ادھر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور دلوں پر نازل

ہوتی ہے۔ اس حالت موجودہ کا نام خدا کی کلام میں جُنَاح ہے جس کو پارسیوں نے مبدل کر کے گناہ بنا لیا ہے اور جنح جو اس کا مصدر ہے اس کے معنی ہیں میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا۔ پس اس کا نام جُنَاح یعنی گناہ اس لئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الہی روشنی پڑنے کا مقام ہے اور اس خاص مقام سے دوسری طرف میل کر کے ان نوروں سے اپنے تئیں دور ڈالتا ہے جو اس سمت مقابل میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہی جُرم کا لفظ جس کے معنی بھی گناہ ہیں جُرم سے مشتق ہے اور جُرم عربی زبان میں کاٹنے کو کہتے ہیں پس جُرم کا نام اس لئے جُرم ہوا کہ جُرم کا مرتکب اپنے تمام تعلقات خدا تعالیٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے جُرم کا لفظ جُنَاح کے لفظ سے سخت تر ہے کیونکہ جنح صرف میل کا نام ہے جس میں کسی طرح کا ظلم ہو مگر جُرم کا لفظ کسی گناہ پر اس وقت صادق آئے گا کہ جب ایک شخص عمداً خدا کے قانون کو توڑ کر اور اس کے تعلقات کی پرواہ نہ رکھ کر کسی ناکردنی امر کا دیدہ و دانستہ ارتکاب کرتا ہے۔

اب جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوئی جو ہم نے بیان کی ہے تو اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ گم شدہ انوار جن کو انسان تاریکی سے محبت کر کے کھو بیٹھتا ہے کیا وہ صرف کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہیں؟ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط اور فاسد ہے بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ان نوروں کے حاصل کرنے کے لئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے جو ہم ان کھڑکیوں کو کھول دیں جو اس آفتاب حقیقی کے سامنے ہیں تب وہ کرنیں اور شعاعیں جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھیں یک دفعہ پھر پیدا ہو جائیں گی۔ دیکھو خدا کا جسمانی قانون قدرت بھی یہی گواہی دے رہا ہے۔ اور کسی ظلمت کو ہم دور نہیں کر سکتے جب تک ایسی کھڑکیاں نہ کھول دیں جن سے سیدھی شعاعیں ہمارے گھر میں پڑ سکتی ہیں سو اس میں کچھ شک نہیں کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیوں کو کھولا جائے تب ہم نہ صرف نور کو پائیں گے بلکہ اس مبداء انوار کو بھی دیکھ لیں گے۔

غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنے کے لئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہ اشارہ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر۔ یعنی خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہیں جس کو اس جہان میں نہیں ملے اس کو دوسرے جہان میں بھی نہیں ملیں گے۔ راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھیں گے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھ لے جائیں گے۔ اور جو شخص اس جگہ خدا کی آواز نہیں سنے گا وہ اس جگہ بھی نہیں سنے گا۔ خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچانا اور اسی عالم میں سچے اور صحیح طور پر اس کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبداء ہے۔ اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھ اور مصیبت اور جہالت وارد ہو جاتی ہے اور وہ بھی ملعون ہو کر سچی پاکیزگی اور رحمت اور علوم حقہ سے محروم ہو جاتا ہے ایسے لوگ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو درحقیقت مدار نجات ہیں ان سے وہ لوگ درحقیقت بے خبر ہیں۔ نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانا جو عیسائیوں کا خیال ہے یہ ان کی سراسر غلطی ہے۔ ان کے فرضی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے تھے اور موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے۔ پس اگر اعمال کچھ چیز نہیں ہیں تو یہ دونوں بزرگ اس بے ہودہ کام میں کیوں پڑے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بدی سے سخت بیزار ہے تو ہمیں اس سے سمجھ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے پس اس صورت میں نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجالایا جس سے خدا تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جائے ورنہ خلاف عدل ہوگا۔ اسی کے مطابق اللہ جلّ شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۗ^۱ یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے۔ اسی طرح ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ نیکی میں ایک تریاقتی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گھر کے تمام دروازوں کو بند کر دینا یہ ایک بدی ہے جس کی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندھیرا ہو جائے۔ پھر اس کے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھولا جائے اور یہ ایک نیکی ہے جس کی لازمی خاصیت یہ ہے کہ گھر کے اندر گرم شدہ روشنی واپس آ جائے۔ یا ہم بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے اور نجات ایک ایجابی چیز ہے یعنی راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہو جانے کا نام نجات ہے۔ پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے۔ مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب حالت بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت اس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبعیہ اپنے اصلی حالات کی طرف عود کریں۔ سو جب انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے ادھر ادھر کھسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے۔ اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیر اپنے محل سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لاسکتا۔ اور اگر اسی حالت پر چھوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بے کار یا متعفن ہو کر گر جاتا ہے اور بسا اوقات اس کی ہمسائیگی سے دوسرے اعضا کے بگڑنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا ہے یہ باہر سے نہیں آتا بلکہ فطرتاً اس کی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہو جائے اور حالت استنقامت سے گر جائے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ گو ایک جاہل جو غفلت کی بے ہوشی میں پڑا ہوا ہے اس عذاب کا احساس نہ کرے۔ اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لائق نہیں رہتا اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ہمسائیگی

دوسروں کو بھی معرض خطر میں ڈالتی ہے اور وہ عذاب جو اس پر وارد ہوتا ہے باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اس کی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے۔ بے شک عذاب خدا کا فعل ہے مگر اس طرح کا مثلاً جبکہ ایک انسان سَمَّ الفار کو وزن کافی تک کھالے تو خدا تعالیٰ اس کو مار دیتا ہے یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹھڑی کے تمام دروازے بند کر دے تو خدا تعالیٰ اس گھر میں اندھیرا پیدا کر دیتا ہے۔ یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گویائی اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو انسان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہی عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جوش مارتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللَّهِ الْمَوْقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئَةِ ۗ یعنی خدا کا عذاب ایک عذاب ہے جس کو خدا بھڑکاتا ہے اور پہلا شعلہ اس کا انسان کے اپنے دل پر سے ہی اٹھتا ہے۔ یعنی جڑ اس کی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اس جہنم کے ہی زم ہیں۔ پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متمثل ہوتی ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے۔ اور ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے اور اس کے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوٹھڑی کے دروازے بند کرنے سے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے یہ ایک امر سلبی ہے اور اس کا پہلا اور سیدھا علاج یہ ہے کہ آفتاب کی سمت کے دروازے کھول دیئے جائیں اور دروازہ کھولنا ایک ایجابی امر ہے۔

غرض اس جگہ حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے کسی تیسری شے کی حاجت نہیں پڑتی۔ مثلاً ایک بند کوٹھڑی کا اندھیرا دور کرنے کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ اس کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ اسی لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ خدا کی توحید پر علمی اور عملی طور پر قائم ہونے

والے سب نجات پائیں گے۔ ہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ کامل توحید جو مدار نجات ہے جس میں کوئی شرک کی تاریکی نہیں اور جو ہر ایک نقصان سے خالی ہے وہ صرف قرآن میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے التزاماً یہ بھی لازم آیا کہ ہم اس توحید کو قرآن اور نبی آخر الزمان کے ذریعہ سے ڈھونڈیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اب اس جگہ ہر ایک دانشمند سمجھ جائے گا کہ گناہ اور معافی گناہ کی فلاسفی کیا ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائیوں کے خیال میں جما ہوا ہے کہ عذاب الہی اس انسان کے عذاب کی مانند ہے جو کسی اپنے خدمتگار کو اس کی نافرمانی کی حرکات سے چڑ کر اور نہایت تنگ آ کر مارتا ہے۔ پس گویا وہ اس متنگدل آقا کی مانند ہے جس نے اپنے نفس پر فرض کر رکھا ہے کہ کبھی قصور سے درگزر نہ کرے جب تک ایک قصور وار کے عوض میں دوسرے کو ذبح نہ کر لیوے۔

منجملہ میرے اعتراضات کے ایک یہ بھی تھا کہ یہ دعویٰ پادریوں کا سراسر غلط ہے کہ ”قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کو نئی لایا جو توریت میں نہ تھی“۔ بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑے گا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوق عباد کا بھی ذکر ہے۔ پھر کوئی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی۔ مگر یہ دھوکہ اسی کو لگے گا جس نے کلام الہی میں کبھی تدبر نہیں کیا۔ واضح ہو کہ الہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توریت میں اس کا نام و نشان نہیں۔ چنانچہ توریت میں توحید کے باریک مراتب کا کہیں ذکر نہیں۔ قرآن ہم پر ظاہر فرماتا ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم بتوں اور انسانوں اور حیوانوں اور عناصر اور اجرام فلکی اور شیطین کی پرستش سے باز رہیں بلکہ توحید تین درجہ پر منقسم ہے درجہ اول عوام کے لئے یعنی ان کے لئے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دوسرا درجہ خواص کے لئے یعنی ان کے لئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اول مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جائے

اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جائے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جائے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔ اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید توریث میں کہاں ہے۔ ایسا ہی توریث میں بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور شاید کہیں کہیں اشارات ہوں۔ ایسا ہی توریث میں خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریث میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ^۱ ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بلا سے رک جاتے۔ ایسا ہی توریث نے حقوق کے مدارج کو پورے طور پر بیان نہیں کیا۔ لیکن قرآن نے اس تعلیم کو بھی کمال تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَائِي ذِي الْقُرْبَىٰ^۲ یعنی خدا حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم احسان کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم لوگوں کی ایسے طور سے خدمت کرو کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے خدمت کرتا ہے۔ یعنی بنی نوع سے تمہاری ہمدردی جوش طبعی سے ہو کوئی ارادہ احسان رکھنے کا نہ ہو جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ایسا ہی توریث میں خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت اور اس کی صفات کاملہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے نہیں دکھلایا۔ لیکن قرآن شریف نے ان تمام عقائد اور نیز ضرورت الہام اور نبوت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے اور ہر ایک بحث کو فلسفہ کے رنگ میں بیان کر کے حق کے طالبوں پر اس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ اور یہ تمام دلائل ایسے کمال سے قرآن شریف

میں پائے جاتے ہیں کہ کسی کی مقدور میں نہیں کہ مثلاً ہستی باری پر کوئی ایسی دلیل پیدا کر سکے کہ جو قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔

ماسوا اس کے قرآن شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں۔ اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کے لئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآن شریف کا مد نظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے سو بلحاظ مخاطبین کے توریت کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً توریت کہتی ہے کہ خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ خون مت کر اور بظاہر قرآن میں اسی حکم کا اعادہ معلوم ہوتا ہے جو توریت میں آچکا ہے۔ مگر دراصل اعادہ نہیں بلکہ توریت کا یہ حکم صرف بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا ہے اور صرف بنی اسرائیل کو خون سے منع فرماتا ہے دوسرے سے توریت کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن قرآن شریف کا یہ حکم تمام دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور تمام نوع انسان کو ناحق کی خون ریزی سے منع فرماتا ہے۔ اسی طرح تمام احکام میں قرآن شریف کی اصل غرض عامہ خلائق کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے۔

میں نے انجیلوں پر ایک یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ ان میں جس قدر معجزات لکھے گئے ہیں جن سے خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی ثابت کی جاتی ہے وہ معجزات ہرگز ثابت نہیں ہیں۔ کیونکہ انجیل نویسوں کی نبوت جو مدار ثبوت تھی ثابت نہیں ہو سکی اور نہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کوئی معجزہ دکھلایا۔ باقی رہا یہ کہ انہوں نے بحیثیت ایک وقائع نویس کے معجزات کو لکھا ہو۔ سو وقائع نویسی کے شرائط بھی ان میں متحقق نہیں کیونکہ وقائع نویس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دروغ گو نہ ہو اور دوسرے یہ کہ اس کے حافظہ میں خلل نہ ہو اور تیسرے یہ کہ

وہ عمیق الفکر ہو اور سطحی خیال کا آدمی نہ ہو اور چوتھے یہ کہ وہ محقق ہو اور سطحی باتوں پر کفایت کرنے والا نہ ہو اور پانچویں یہ کہ جو کچھ لکھے چشم دید لکھے محض رطب یا بس کو پیش کرنے والا نہ ہو۔ مگر انجیل نویسوں میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہ تھی۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ انہوں نے اپنی انجیلوں میں عمداً جھوٹ بولا ہے۔ چنانچہ ناصرہ کے معنی الٹے کئے اور عمانوئیل کی پیشگوئی کو خواہ مخواہ مسیح پر جمایا اور انجیل میں لکھا کہ اگر یسوع کے تمام کام لکھے جاتے تو وہ کتابیں دنیا میں سما نہ سکتیں۔ اور حافظہ کا یہ حال ہے کہ پہلی کتابوں کے بعض حوالوں میں غلطی کھائی اور بہت سی بے اصل باتوں کو لکھ کر ثابت کیا کہ ان کو عقل اور فکر اور تحقیق سے کام لینے کی عادت نہ تھی بلکہ بعض جگہ ان انجیلوں میں نہایت قابل شرم جھوٹ ہے۔ جیسا کہ متی باب ۵ میں یسوع کا یہ قول ہے کہ ”تم سن چکے ہو کہ اپنے پڑوسی سے محبت کرو اور اپنے دشمن سے نفرت کرو“ حالانکہ پہلی کتابوں میں یہ عبارت موجود نہیں۔ ایسا ہی ان کا یہ لکھنا کہ تمام مردے بیت المقدس کی قبروں سے نکل کر شہر میں آگئے تھے۔ یہ کس قدر بے ہودہ بات ہے اور کسی معجزہ کے لکھنے کے وقت کسی انجیل نویس نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اس کا چشم دید ماجرا ہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ وقائع نویسی کے شرائط ان میں موجود نہ تھے اور ان کا بیان ہرگز اس لائق نہیں کہ کچھ بھی اس کا اعتبار کیا جائے۔ اور باوجود اس بے اعتباری کے جس بات کی طرف وہ بلا تے ہیں وہ نہایت ذلیل خیال اور قابل شرم عقیدہ ہے۔ کیا یہ بات عند عقل قبول کرنے کے لائق ہے کہ ایک عاجز مخلوق جو تمام لوازم انسانیت کے اپنے اندر رکھتا ہے خدا کہلاوے؟ کیا عقل اس بات کو مان سکتی ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو کوڑے مارے اور خدا کے بندے اپنے قادر خدا کے منہ پر تھوکیں اور اس کو پکڑیں اور اس کو سولی دیں اور وہ خدا ہو کر ان کے مقابلہ سے عاجز ہو؟ کیا یہ بات کسی کو سمجھ آ سکتی ہے کہ ایک شخص خدا کہلا کر تمام رات دعا کرے اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو؟ کیا کوئی دل اس بات پر اطمینان پکڑ سکتا ہے کہ خدا بھی عاجز بچوں کی طرح نو مہینے تک پیٹ میں رہے اور

خون حیض کھاوے اور آخر چیختا ہوا عورتوں کی شرم گاہ سے پیدا ہو؟ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ خدا بے شمار اور بے ابتدا زمانہ کے بعد مجسم ہو جائے اور ایک ٹکڑہ اس کا انسان کی صورت بنے اور دوسرا کبوتر کی اور یہ جسم ہمیشہ کے لئے ان کے گلے کا ہار ہو جائے۔

ایک اور اعتراض تھا جو ہم نے عیسائیوں کی موجودہ انجیلوں پر کیا تھا۔ جس کی وجہ سے پادری صاحبوں کو بہت شرمندگی اٹھانی پڑی اور وہ یہ ہے کہ انجیل انسان کی تمام قوتوں کی مرتبی نہیں ہو سکتی اور جو کچھ اس میں کسی قدر اخلاقی حصہ موجود ہے وہ بھی دراصل توریت کا انتخاب ہے۔ اس پر بعض عیسائیوں نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ ”خدا کی کتاب کے مناسب حال صرف

﴿۶۳﴾

اخلاقی حصہ ہوتا ہے اور سزا جزا کے قوانین خدا کی کتاب کے مناسب حال نہیں کیونکہ جرائم کی سزائیں حالات متبذہ کی مصلحت کے رو سے ہونی چاہئیں اور وہ حالات غیر محدود ہیں اس لئے ان کے لئے صرف ایک☆ ہی قانون سزا ہونا ٹھیک نہیں ہے ہر ایک سزا جیسا کہ وقت تقاضا کرے اور مجرموں کی تنبیہ اور سزائش کے لئے مفید پڑ سکے دینی چاہیے۔ لہذا ہمیشہ ایک ہی رنگ میں ان کا ہونا اصلاح خلأق کے لئے مفید نہیں ہوگا اور اس طرح پر قوانین دیوانی اور فوجداری اور مال گذاری کو محدود کر دینا اُس بد نتیجہ کا موجب ہوگا کہ جو ایسی نئی صورتوں کے وقت میں پیدا ہو سکتا ہے جو ان قوانین محدودہ سے باہر ہوں۔ مثلاً ایک ایسی جدید طرز کے امور تجارت پر مخالفانہ اثر کرے جو ایسے عام رواج پر مبنی ہوں جن سے اس گورنمنٹ میں کسی طرح گریز نہ ہو سکے۔ اور یا کسی اور طرز کے جدید معاملات پر مؤثر ہو اور یا کسی اور تمدنی حالت پر اثر رکھتا ہو۔ اور یا بد معاشوں کے ایسے حالات راسخہ پر غیر مفید ثابت ہو جو ایک قسم کی سزا کی عادت پکڑ گئے ہوں یا اس سزا کے لائق نہ رہے ہوں۔“ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ خیالات ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے کبھی تدبیر سے خدا کی کلام قرآن شریف کو نہیں پڑھا۔ اب میں حق کے طالبوں کو سمجھاتا ہوں کہ قرآن شریف میں ایسے احکام جو دیوانی اور فوجداری اور مال کے متعلق ہیں دو قسم

☆نوٹ:- اس قسم کا اعتراض مارک بے اور دوسرے انگریزی مفتنوں نے قرآن کریم پر کیا ہے۔

کے ہیں۔ ایک وہ جن میں سزایا طریق انصاف کی تفصیل ہے۔ دوسرے وہ جن میں ان امور کو صرف قواعد کلیہ کے طور پر لکھا ہے اور کسی خاص طریق کی تعیین نہیں کی۔ اور وہ احکام اس غرض سے ہیں کہ تا اگر کوئی نئی صورت پیدا ہو تو مجتہد کو کام آویں۔ مثلاً قرآن شریف میں ایک جگہ تو یہ ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ یہ تو تفصیل ہے۔ اور دوسری جگہ یہ اجمالی عبارت ہے کہ **جَزَاؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا**۔ پس جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجمالی عبارت تو سبع قانون کے لئے بیان فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں یہ قانون جاری نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک ایسا شخص کسی کا دانت توڑے کہ اس کے منہ میں دانت نہیں اور باعث کبر سنی یا کسی اور سبب سے اس کے دانت نکل گئے ہیں تو دندان شکنی کی سزا میں ہم اس کا دانت توڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ اس کے تو منہ میں دانت ہی نہیں۔ ایسا ہی اگر ایک اندھا کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو ہم اس کی آنکھ نہیں پھوڑ سکتے کیونکہ اس کی تو آنکھیں ہی نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ قرآن شریف نے ایسی صورتوں کو احکام میں داخل کرنے کے لئے اس قسم کے قواعد کلیہ بیان فرمائے ہیں پس اس کے احکام اور قوانین پر کیونکر اعتراض ہو سکے۔ اور اس نے صرف یہی نہیں کہا بلکہ ایسے قواعد کلیہ بیان فرما کر ہر ایک کو اجتہاد اور استخراج اور استنباط کی ترغیب دی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ ترغیب اور طرز تعلیم تو ریت میں نہیں پائی جاتی اور انجیل تو اس کامل تعلیم سے بالکل محروم ہے اور انجیل میں صرف چند اخلاق بیان کئے ہیں اور وہ بھی کسی ضابطہ اور قانون کے سلسلہ میں منسلک نہیں ہیں۔

اور یاد رہے کہ عیسائیوں کا یہ بیان کہ انجیل نے قوانین کی باتوں کو انسانوں کی سمجھ پر چھوڑ دیا ہے جائے فخر نہیں بلکہ جائے انفعال اور ندامت ہے۔ کیونکہ ہر ایک امر جو قانون کلی اور قواعد مرتبہ منظمہ کے رنگ میں بیان نہ کیا جائے وہ امر گو کیسا ہی اپنے مفہوم کے رو سے نیک ہو بد استعمالی کے رو سے نہایت بد اور مکروہ ہو جاتا ہے۔ اور ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ

انجیل میں کسی قدر اخلاقی تعلیم ہے تو سہی جو توریت اور طالمود سے لی گئی ہے مگر بہت بے ٹھکانہ اور بے سرو پا ہے۔ اور کاش اگر وہ کسی قانون کے نیچے منظم ہوتی تو کیسی کارآمد ہو سکتی مگر اب تو حکیمانہ نظر میں نہایت مکروہ چیز ہے۔ اور یہ سارا نقصان قانون کے چھوڑنے سے ہے جو انتظام اور ترتیب قواعد کے استعمال سے مراد ہے۔ یہ خیال ایک سخت نادانی ہے کہ دین صرف ان چند بے سرو پا باتوں کا نام ہے جو انجیل میں درج ہیں۔ بلکہ وہ تمام امور جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری ہیں دین میں داخل ہیں۔ جو باتیں انسان کو وحشیانہ حالت سے پھیر کر حقیقی انسانیت سکھلاتی یا عام انسانیت سے ترقی دے کر حکیمانہ زندگی کی طرف منتقل کرتی ہیں اور یا حکیمانہ زندگی سے ترقی دے کر فانی اللہ کی حالت تک پہنچاتی ہیں انہیں باتوں کا نام دوسرے لفظوں میں دین ہے۔

ایک اعتراض میں نے انجیلوں پر یہ کیا تھا کہ انجیلوں میں صرف اسی قسم کے جھوٹ جو یسوع کے اس حصہ عمر کے متعلق ہیں جن میں اس نے اپنے تئیں ظاہر کیا۔ بلکہ یسوع کی پہلی زندگی کی نسبت بھی انجیلوں کے لکھنے والوں نے عمداً جھوٹ بولا ہے اور اس کے ان واقعات کو ظاہر کرنا انہوں نے مصلحت نہیں سمجھا جو اس کی اس زندگی کے متعلق ہیں جو اس کے دعوے سے پہلے گذر چکی تھی۔ حالانکہ ایسا شخص جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اس کی اس عمر کا وہ پہلا اور بڑا حصہ بھی بیان کرنے کے لائق تھا جس میں قریباً کل عمر اس کی کھپ چکی تھی اور صرف بقول عیسائیاں تین برس اس کی عمر سے باقی رہ گئے تھے تا دیکھا جاتا کہ اُس تیس برس کی عمر میں کس طرح کے چال چلن سے اس نے زندگی بسر کی اور کس طور سے خدا کا معاملہ اس سے رہا اور کس کس قسم کے عجائبات اس سے ظہور میں آئے مگر افسوس کہ انجیل نویسوں نے اس حصہ کا نام بھی نہ لیا۔ ہاں لوقا باب اول میں اس قدر لکھا ہے کہ ”فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہو کر اس کو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اس کا نام عیسیٰ رکھنا“۔ لیکن یہ قصہ لوقا کی خود تراشیدہ بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر یہ قصہ صحیح ہوتا تو پھر مریم اس کی ماں جس کو فرشتہ نظر آیا تھا اور اُس کے بھائی جو

اُس فرشتہ سے خوب اطلاع رکھتے تھے کیوں اُس پر ایمان نہ لائے۔ اور یہ انکار اس حد تک کیوں پہنچ گیا کہ یسوع نے خود اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کیا۔ اور ماں سے بھی انکار کیا۔

میں نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ یوحنا باب ۲ آیت ۲۰ میں ہے کہ یہودیوں کو مسیح نے کہا تھا کہ ہیکل چھیا^{۲۶} لیس برس میں بنائی گئی ہے۔ مگر یہودیوں کی کتابوں میں بتواتر یہ درج ہے کہ صرف آٹھ برس تک ہیکل طیار ہو گئی تھی۔ چنانچہ اب تک وہ کتابیں موجود ہیں۔ پس یہ بات بالکل جھوٹ ہے کہ یہودیوں نے مسیح کو ایسا کہا تھا۔ اور خود یہ بات قرین قیاس بھی نہیں کہ ایسی مختصر عمارت جس کے بنانے کے لئے نہایت سے نہایت چند سال کافی تھے وہ چھیا لیس برس تک بنتی رہی ہو۔ سوائے ایسے جھوٹ انجیلوں میں ہیں جن کی وجہ سے ان کے مضامین قابل تمسک نہیں۔ مثلاً دیکھو کہ انجیل یوحنا باب ۱۴، آیت ۳۴ میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ تم ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ حالانکہ یہ نیا حکم نہیں۔ کیونکہ احبار کی کتاب باب ۱۹ آیت ۱۸ میں یہی حکم لکھا ہے پھر وہ نیا کیونکر ہو گیا۔ تعجب کہ یہی انجیلیں ہیں جن کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ پایہ اعتبار کے رو سے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن کتابوں میں ایسے قابل شرم جھوٹ ہیں ان کو اسلام کی کتب احادیث سے کیا نسبت ہے۔ ریلینڈ صاحب اپنی کتاب اکاؤنٹ آف محمد زرم میں لکھتے ہیں کہ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات نہایت مشہور عالم پرہیزگار اور دانا محمدی فاضلوں نے اپنی بیشمار کتابوں میں درج کئے ہیں اور یہ فاضل ایسے تھے کہ کسی بات کو بغیر سخت امتحان اور بے انتہا جانچ پڑتال کے نہیں لیتے تھے اسی لئے ان کی روایات اس قابل نہیں کہ ان میں شک کیا جائے۔ تمام ملک عرب میں وہ مشہور ہیں۔ اور وہ واقعات عام طور پر باپ سے بیٹے کو اور ایک پشت سے دوسری پشت کو پہنچے ہیں۔ اسلام کی ہر ایک قسم کی کتابیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات پر گواہی دیتی ہیں۔ پھر اگر اتنے بڑے اور دانا فاضلوں کی سند کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر معجزات کے واسطے اور

کیا ثبوت ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی باتوں کے ثبوت کے لئے جو کہ ہمارے زمانہ سے پہلے یا ہماری نظروں سے دور واقع ہوئی ہیں صرف سندیں ذریعہ ہیں۔ اور اگر ان سندوں کا انکار کیا جائے تو تمام تاریخی حالات قابل شک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ معجزات واقعی طور پر سچے تھے یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر نبی اسلام نے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سخت لعنت کی ہے کہ جو جھوٹے طور پر آپ کی طرف معجزات منسوب کریں بلکہ صاف طور پر کہا ہے کہ جو میرے پر جھوٹ بولے اس کی سزا جہنم ہے۔ پس یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسی سخت ممانعت کے بعد اس قدر جھوٹے معجزات بنائے جاتے۔ پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ ”سچ تو یہ ہے کہ جس قدر معزز گواہیاں اور سندیں نبی اسلام کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں ایک عیسائی کی قدرت نہیں کہ ایسی گواہیاں یسوع کے معجزات کے ثبوت میں عہد جدید سے پیش کر سکے۔ اور اس سے زیادہ یا اس سے بہتر سندیں لاسکے۔“ غرض فاضل عیسائی نے کسی قدر انصاف سے کام لے کر یہ تحریر کیا ہے مگر پھر بھی اسلام کے فضائل اور اس کی سچائی کے ثبوت بیان کرنے کے لئے اسی قدر نہیں ہے جو بیان کیا گیا کیونکہ قرآن شریف نے باوجود اس کے کہ اس کے عقائد کو دل مانتے ہیں اور ہر ایک پاک کائنات قبول کرتا ہے پھر بھی ایسے معجزات پیش نہیں کئے کہ کسی آئندہ صدی کے لئے قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہو جائیں بلکہ ان عقائد پر بہت سے عقلی دلائل بھی قائم کئے اور قرآن میں وہ انواع و اقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی

اور ابوالحسن خرقانی۔ اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی۔ اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی۔ اور فرید الدین پاک پٹنی۔ اور نظام الدین دہلوی۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گزرے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ہزار ہا تک عدد پہنچا ہے۔ اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء و فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے نہایت صحیح تحقیقات سے دریافت کیا ہے کہ جہاں تک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ لگتا ہے سب پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور اس کے بے شمار انوار اور برکات نے خدا تعالیٰ کو قریب کر کے دکھلادیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ اسلام اپنے آسمانی نشانوں کی وجہ سے کسی زمانہ کے آگے شرمندہ نہیں۔ اسی اپنے زمانہ کو دیکھو جس میں اگر تم چاہو تو اسلام کیلئے روایت کی گواہی دے سکتے ہو۔ تم سچ سچ کہو کہ کیا اس زمانہ میں تم نے اسلام کے نشان نہیں دیکھے؟ پھر بتلاؤ کہ دنیا میں اور کونسا مذہب ہے کہ یہ گواہیاں نقد موجود رکھتا ہے؟ یہی باتیں تو ہیں جن سے پادری صاحبوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ جس شخص کو وہ خدا بناتے ہیں اس کی تائید میں بجز چند بے سرو پا قصوں اور جھوٹی روایتوں کے ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اور جس پاک نبی کی وہ تکذیب کرتے ہیں اس کی سچائی کے نشان اس زمانہ میں بھی بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ ڈھونڈنے والوں کے لئے اب بھی نشانوں کے دروازے کھلے ہیں جیسا کہ پہلے کھلے تھے۔ اور سچائی کے بھوکوں کے لئے اب بھی خوانِ نعمت موجود ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس پر ہمیشہ کے لئے زندہ خدا کا ہاتھ ہو سو وہ اسلام ہے۔ قرآن

میں دو نہریں اب تک موجود ہیں ایک دلائل عقلیہ کی نہر دوسرے آسمانی نشانوں کی نہر لیکن عیسائیوں کی انجیل دونوں سے بے نصیب اور خشک رہی ہے۔

گے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود پس بگرید بر رہ شاں ہر کہ گریانے بود
آں خداوندے کہ نامش ہست بر ہر برگ ثبت ہر کہ جوید آں خدا را او مسلمانے بود

میں نے یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ پادری صاحبان کا ایک بڑا محقق شملر نام کہتا ہے کہ یوحنا کی انجیل کے سوا باقی تینوں انجیلیں جعلی ہیں۔ اور مشہور فاضل ڈاڈویل اپنی تحقیقات کے بعد لکھتا ہے کہ دوسری صدی کے وسط تک ان موجودہ چار انجیلوں کا کوئی نشان دنیا میں نہ تھا۔ سیرل کہتا ہے کہ موجودہ عہد نامہ یعنی انجیلیں نیک نیتی کے بہانہ سے مکاری کے ساتھ دوسری صدی کے آخر میں لکھی گئیں۔ اور ایک پادری ایلسن نام انگلستان کا رہنے والا کہتا ہے کہ متی کی یونانی انجیل دوسری صدی مسیحی میں ایک ایسے آدمی نے لکھی تھی جو یہودی نہ تھا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس میں بہت سی غلطیاں اس ملک کے جغرافیہ کی بابت اور یہودیوں کی رسومات کی بابت ہیں۔ عیسائیوں کے محقق اس بات کے بھی مقرر ہیں کہ ایک عیسائی اپنے مذہب کے رو سے انسانی سوسائٹی میں نہیں رہ سکتا اور نہ تجارت کر سکتا ہے کیونکہ انجیل میں امیر بننے اور گل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے ایسا ہی کوئی سچا عیسائی فوج میں بھی داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ دشمن کے ساتھ محبت کرنے کا حکم ہے۔ ایسا ہی اگر کمال عیسائی ہے تو اس کو شادی کرنا بھی منع ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک مختص الزمان اور مختص القوم قانون کی طرح تھی جس کو حضرات عیسائیوں نے عام ٹھہرا کر صدہا اعتراض اس پر وارد کر لئے۔ بہتر ہوتا کہ وہ کبھی اس بات کا نام نہ لیتے کہ انجیل کی تعلیم میں کسی قسم کا کمال ہے۔ ان کے اس بے جا دعوے سے بہت سی خفت اور سبکی ان کو اٹھانی پڑی ہے۔

ایک اور بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عیسائی لوگ لفظ الوہیم سے جو اللہ کی جمع ہے اور کتاب پیدائش تو ریت میں موجود ہے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ گویا یہ تثلیث کی طرف

اشارہ ہے۔ مگر اس سے اور بھی ان کی نادانی ثابت ہوتی ہے کیونکہ عبرانی لغت سے ثابت ہے کہ گو الوہیم کا لفظ بظاہر جمع ہے مگر ہر ایک جگہ واحد کے معنی دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ زبان عربی اور عبرانی میں یہ محاورہ شائع ہے کہ بعض وقت لفظ واحد ہوتا ہے اور معنی جمع کے دیتا ہے جیسا کہ سامر اور دجال کا لفظ اور بعض وقت ایک لفظ جمع کے صیغہ پر ہوتا ہے اور معنی واحد کے دیتا ہے اور عبرانی جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ لفظ الوہیم بھی ان ہی الفاظ میں سے ہے جو جمع کی صورت میں ہیں اور دراصل واحد کے معنی رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لفظ توریت میں جس جگہ آیا ہے ان ہی معنوں کے لحاظ سے آیا ہے۔ اور یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ بلکہ بعض جگہ یہی لفظ فرشتہ کے لئے اور بعض جگہ قاضی کے لئے اور بعض جگہ حضرت موسیٰ کے لئے آیا ہے۔ جیسا کہ قاضیوں کی کتاب باب ۱۳۳☆ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مَنو حاسُمون کے باپ نے خداوند کا ایک فرشتہ دیکھا تو اس نے کہا کہ ہم یقیناً مرجائیں گے کیونکہ ہم نے الوہیم کو دیکھا۔ اس جگہ عبرانی میں لفظ الوہیم ہے اور معنی اس کے فرشتہ کئے جاتے ہیں اور خروج باب ۱۲* میں الوہیم کے معنی قاضی کئے گئے ہیں اور خروج باب ۱۶ میں موسیٰ کو الوہیم قرار دے کر کہا ہے کہ ”دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے ایک الوہیم بنایا ہے“۔ اور استثنا باب ۲۲ میں یہ عبارت ہے۔ ”اور اس نے الوہا کو چھوڑ دیا جس نے اسے پیدا کیا تھا“۔ دیکھو اس جگہ لفظ الوہا ہے الوہیم نہیں ہے۔ اور ایسا ہی زبور ۵۱ میں لفظ الوہا آیا ہے۔ اور اسی طرح ان کتابوں میں لفظ الوہا اور الوہیم ایک دوسرے کی جگہ آ گیا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ دونوں جگہ میں واحد مراد ہے نہ جمع۔ ایسا ہی یسعیاہ باب ۲۴ میں الوہیم آیا ہے۔ اور پھر آیت آٹھ میں الوہا ہے۔ پس واضح ہو کہ اصل مدعا جمع کا صیغہ لانے سے خدا کی طاقت اور قدرت کو ظاہر کرنا ہے اور یہ زبانوں کے محاورات ہیں جیسا کہ انگریزی میں ایک انسان کو یو یعنی تم کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے لئے باوجود تثلیث کے عقیدہ کے ہمیشہ داؤ یعنی تُو کا لفظ لاتے ہیں۔

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”۱۳۲۲“ ہونا چاہیے۔ (ناشر) ❀ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”۲۲۹“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

ایسا ہی عبرانی میں بجائے ادون کے جو خداوند کے معنی رکھتا ہے ادونیم آجاتا ہے۔ سو دراصل یہ بحثیں محاورات لغت کے متعلق ہیں۔ قرآن شریف میں اکثر جگہ خدا تعالیٰ کے کلام میں ہم آجاتا ہے کہ ہم نے یہ کیا اور ہم یہ کریں گے۔ اور کوئی عقلمند نہیں سمجھتا کہ اس جگہ ہم سے مراد کثرت خداؤں کی ہے۔ مگر پادری صاحبوں کے حالات پر بہت افسوس ہے کہ وہ قابل شرم طریقوں پر تاویلیں کر کے ایک انسان کو زبردستی خدا بنانا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستی کے زمانہ کے خیالات انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ مشرکانہ تعلیم کو بناویں۔ خیال کرنا چاہئے کہ کیسے دوران عقل و فہم تکلفات انہوں نے کئے ہیں۔ یہاں تک کہ توریت پیدائش کے باب ۱۶ میں جو یہ عبارت ہے کہ خدا نے کہا کہ ”ہم انسان کو اپنی شکل پر بنائیں گے“۔ یہاں سے عیسائی لوگ یہ بات نکالتے ہیں کہ ہم کے لفظ سے تثلیث کی طرف اشارہ ہے مگر یاد رہے کہ عبرانی میں اس جگہ لفظ نَعْسَہ ہے جس کے معنی ہیں نَصْنَعُ۔ یہ لفظ تھوڑے سے تغیر سے اسی عربی لفظ یعنی نَصْنَعُ سے ملتا ہے اور عربی اور عبرانی کا یہ محاورہ ہے کہ اپنے تئیں یا کسی دوسرے کو عظمت دینے کے لئے تم یا ہم کا لفظ بولا کرتے ہیں مگر ان لوگوں نے مخلوق پرستی کے جوش سے محاورہ کی طرف کچھ بھی خیال نہیں کیا اور صرف یہ لفظ پا کر کہ ہم بنائیں گے تثلیث کو سمجھ لیا۔ بہت ہی افسوس کی جگہ ہے کہ مخلوق پرستی سے پیار کر کے ان بے چاروں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ لیکن صرف تین^۳ کی حد بندی انہوں نے اپنی طرف سے کر لی ہے ورنہ جمع کے صیغہ میں تو تین سے زیادہ صد ہا پر اطلاق ہو سکتا ہے یہ ضرور نہیں کہ جمع کے صیغہ سے صرف تثلیث ہی نکلتی ہے۔

ہمارا عیسائیوں پر ایک یہ اعتراض تھا کہ جس فدیہ کو وہ پیش کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے مخالف ہے۔ کیونکہ الہی قانون پر غور کر کے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ پر قربان کیا گیا ہے۔ مثلاً انسان اشرف المخلوقات اور باتفاق تمام عقلمندوں کے تمام حیوانات سے اعلیٰ ہے۔ سو اس کی صحت اور بقا اور پائنداری اور نیز اس کے

نظام تمدن کے لئے تمام حیوانات ایک قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لے کر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں اور تمام حیوانات بکری گائے وغیرہ تک جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ سب انسانی زندگی کے خادم اور نوع انسان کی راہ میں فدیہ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ہمارے بدن کی پھنسی کے لئے بسا اوقات سو جوک جان دیتی ہے تاہم اس پھنسی سے نجات پائیں۔ ہر روز کروڑ ہا بکری اور بیل اور مچھلیاں وغیرہ ہمارے لئے اپنی جان دیتی ہیں۔ تب ہماری بقاء صحت کے مناسب حال غذا میسر ہوتی ہے۔ پس اس تمام سلسلہ پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اعلیٰ کے لئے ادنیٰ کو فدیہ مقرر کیا ہے۔ لیکن اعلیٰ کا ادنیٰ کے لئے قربان ہونا اس کی نظیر خدا کے قانون قدرت میں ہمیں نہیں ملتی۔

پادری لوگ اس اعتراض سے بڑے گھبراتے ہیں اور کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔ آخر بعض بے ہودہ قصوں کہانیوں پر ہاتھ مار کر بعض ان میں سے یہ جواب دیتے ہیں کہ بعض وقت بڑے بڑے افسروں نے ادنیٰ ادنیٰ لوگوں کے لئے جو ان کے ماتحت تھے جان دی ہے۔ چنانچہ سرفلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ڈٹن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اس وقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کم یا ب تھا مہیا کیا گیا تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو پیاسا تھا وہ نہایت حرص کے ساتھ سڈنی کی طرف دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھ کر وہ پیالہ پانی کا خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار اس سپاہی کو دے دیا یہ کہہ کر کہ ”تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے“۔ یہ جو امر دی اور صفت ایثار کا ایک نمونہ ہے جو سڈنی سے ظہور میں آیا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بڑے انسان نے چھوٹے کے لئے جان دی۔ لیکن یاد رہے کہ اس قصہ میں ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے۔ ہمارا تو یہ اعتراض تھا کہ خدا کا قانون قدرت جو نظام ستمی کی طرح خدا

☆ نوٹ۔ صریح معلوم ہوتا ہے کہ سڈنی نے دو خیال کی وجہ سے سپاہی کو ہی اپنے سے بڑا سمجھا۔ ایک یہ کہ سڈنی مرنے پر تھا اور سپاہی زندہ رہ کر کام دے سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ سپاہی ایک لڑنے والا بہادر تھا۔ اسی لئے سڈنی نے کہا کہ تیری ضرورت زیادہ ہے۔ منہ

﴿۷۲﴾

کی خواہش اور ارادہ کے موافق چل رہا ہے۔ جس سے ہم اپنی قوت اور تصرف سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے اور جو ہماری بناوٹ سے نہیں بلکہ قدرتی طور پر خدا کے ہاتھ سے ایسا ہی قائم ہو گیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ اعلیٰ کی بقا اور عافیت کے لئے ادنیٰ کو قربان کیا گیا ہے۔ پس وہ خدا کا فعل جو اس وقت سے جاری ہے جب سے دنیا کی بنیاد پڑی ہے ہمیں سکھاتا اور یاد دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ جو مخلوق اس کی نظر میں بہت پسند اور مقبول ہے دوسری مخلوق کو اس کی خدمت میں لگاوے اور ادنیٰ کو اعلیٰ کی نجات کے لئے تکلیف میں ڈالے یا ہلاک کرے۔ سو مطالبہ تو اس بات کا تھا کہ کیا خدا نے کبھی ایسا کیا کہ ادنیٰ کے بچانے کے لئے اعلیٰ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالا۔ لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں اس کی نظیر نہیں۔ دیکھو ہم پیالہ پانی کا پی کر کر ڈھاکے کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں۔ پس کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک کیڑے کے لئے خدا تعالیٰ نے کر ڈھاکے انسانوں کو ہلاک کیا ہو۔ دیکھو ایک انسان اپنی زندگی میں جس قدر پانی پیتا اور اس ذریعہ سے بے شمار کیڑوں کو ہلاک کرتا اور یا جو دوسرے مختلف حیوانوں اور کیڑوں اور مکھیوں اور جوکوں اور خوردنی جانداروں کو ہلاک کرتا ہے کیا کوئی اس کا شمار کر سکتا ہے؟ پس کیا اب تک سمجھ نہیں آ سکتا کہ خدا کا قانون جس پر چلنے کے لئے انسانی زندگی مجبور ہے قدیم سے یہی ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ ہاں جو مثال پیش کی گئی ہے گو اس کو خدا کے قانون قدرت سے تعلق نہیں مگر انسان کی صفت ایثار میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ انسان چونکہ ناقص اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اعمال صالحہ کا محتاج ہے اس لئے کبھی وہ تواضع اور تذلل کے طور پر اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے اپنے آرام پر دوسرے کا آرام مقدم کر لیتا ہے اور آپ ایک حظ سے بے نصیب رہ کر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے تا اس طرح پر اپنے خدا کو راضی کرے۔ اور اس کی اس صفت کا نام عربی میں ایثار ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صفت گو عاجز انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے لیکن خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ نہ تو وہ تواضع اور تذلل کے راہ سے کسی ترقی کا محتاج

ہے اور نہ اس کی جناب میں یہ تجویز کر سکتے ہیں کہ وہ دوسروں کو کسی قسم کا آرام پہنچانے کے لئے اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے تئیں مصیبت میں ڈالے کیونکہ یہ بات قدرت تامہ اور نشان الوہیت اور جلال ازلی ابدی کے منافی ہے۔ اور اگر وہ اس قسم کی ذلت اور مصیبت اور محرومی اپنے لئے روا رکھ سکتا ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہوگا کہ وہ اپنی خدائی کسی دوسرے کو بطور ایثار دے کر آپ معطل اور بے کار بیٹھ جائے یا اپنی صفات کاملہ دوسرے کو عطا کر کے آپ ان صفات سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے۔ سو ایسا خیال خدا تعالیٰ کی جناب میں بڑی گستاخی ہے اور میں قبول نہیں کر سکتا کہ کوئی خدا ترس منصف مزاج یہ ناقص حالتیں خدائے ذوالجلال کے لئے پسند کرے گا۔ ہاں بلاشبہ یہ صفت ایثار☆ جس میں ناداری اور لا چاری اور ضعف اور محرومی شرط ہے ایک عاجز انسان کی نیک صفت ہے کہ باوجودیکہ دوسرے کو آرام پہنچا کر اپنے آرام کا سامان اس کے پاس باقی نہیں رہتا پھر بھی وہ اپنے پر سختی کر کے دوسرے کو آرام پہنچا دیتا ہے مگر ہم کیونکر تجویز کر سکتے ہیں کہ خدا پر بھی ایسی حالت رہ سکتی ہے کہ وہ ایک قسم کا کسی کو آرام پہنچا کر آپ اس آرام سے محروم رہ جائے۔ کیا اس کی شان کے یہ زیبا ہے کہ ایک شخص کو بطور ایثار کے قادر بناوے اور آپ ناتواں رہ جائے یا آپ نعوذ باللہ جاہل رہ جائے اور دوسرے کو بطور ایثار کے عالم الغیب بناوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ایثار کی صفت میں یہ ضروری شرط ہے کہ ایثار کنندہ اپنے لئے ایک محرومی کی حالت پر راضی ہو کر دوسرے کو اپنے اس نصیب سے بہرہ یاب کرے اور اگر اپنے لئے محرومی کی حالت پیدا نہ ہو اور دوسرے کو ہم فائدہ پہنچاویں تو وہ ایثار نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہمارے قبضہ میں بہت سی روٹیاں ہیں جن کے ہم مالک ہیں اور ہم نے ان ہزاروں روٹیوں میں سے ایک روٹی کسی فقیر کو دے دی تو اس کا نام ایثار نہیں ہوگا۔ فرض کرو کہ اگر سر فلپ سڈنی کے پاس بہت سا پانی ہوتا یا آب سانی اس کو پیدا کر سکتا اور وہ اس میں سے ایک پیالہ اس سپاہی کو بھی دے دیتا جو اس کے پاس زخمی

نوٹ☆ اس کو انگریزی میں ’سیلف سکری فائس‘ کہتے ہیں۔ منہ

اور پیسا پڑا تھا تو اس فعل کا نام ایثار نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ اس حالت میں یقیناً جان سکتا تھا کہ میں بھی اس سے محروم نہیں رہ سکتا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ صفت ایثار کے ثابت ہونے کیلئے شخص ایثار کنندہ کا ضعف اور در ماندگی اور عدم قدرت اور عدم استطاعت شرط ہے۔ لہذا یہ صفت خدائے قادر مطلق کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اور ایسا ہی سرفلپ سڈنی کی طرف بھی منسوب نہ ہوتی اگر وہ پانی پیدا کرنے پر قادر ہوتا۔ اور اگر خدا ایسا کرے کہ عمدہ اس قدرت کے استعمال سے اپنے تئیں محروم رکھے یا عمدہ دوسرے کو آرام دے کر ایک مصیبت کی حالت اپنے پر ڈال لے تو اس فعل کا نام بھی ایثار نہیں ہے بلکہ یہ فعل اس بیوقوف کے فعل سے مشابہ ہوگا کہ جس کا گھر طرح طرح کے کھانوں سے بھرا ہے اور اس نے اس میں سے کسی فقیر کو ایک طبق طعام دے کر باقی عمدہ اتمام کھانا کسی گڑھے میں پھینک دیا اور اپنے تئیں مارے بھوک کے ہلاکت تک پہنچا دیا تا اس طرح صفت ایثار ثابت ہو۔ غرض یہ تمام غلطیاں ہیں جن میں عمدہ ا عیسائی لوگ اپنے تئیں ڈال رہے ہیں تا گلے پڑے ڈھول کو کسی طرح بجاتے رہیں۔

﴿۷۴﴾

یہ بھی یاد رہے کہ انسان کی صفت ایثار اس شرط سے قابل تحسین ہے کہ اس میں کوئی بے غیرتی اور دیوثی اور اتلاف حقوق نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی مرد اپنی عورت کو اس کے خواہشمند کے ساتھ بطور ایثار ہم بستر کر اویں تو یہ صفت قابل تحسین نہیں ہوگی۔ بہترے احمق نادان ایسی حرکات کر بیٹھتے ہیں جن کی نظیر خدا تعالیٰ کے تمام قانون قدرت میں نہیں پائی جاتی۔ سو وہ عقلمندوں کے نزدیک مورد ملامت ہوتے ہیں نہ یہ کہ ان کی پیروی کی جائے۔ اور یا یہ کہ ان کا فعل قابل تعریف سمجھا جائے۔ مثلاً ایک انگریزی افسر جو ایک نازک مہم پر کئی لاکھ فوج کے ساتھ مامور کیا گیا ہے اگر وہ ایک بکری کے بچے کی جان بچانے کے لئے عمدہ اپنی جان دے اور اس طرح پر تمام فوج کو تہلکہ اور شکست کے اندیشہ میں ڈالے تو کیا ہماری گورنمنٹ اس کو ایک قابل تعریف انسان تصور کر سکتی ہے؟ نہیں بلکہ ایسا نادان لعنت ملامت کے لائق ہوگا۔ سو انسان کا وجود خدا کے وجود کے مقابل بکری سے بھی ہزار ہا درجہ کمتر ہے نادانوں کے بعض بے ہودہ حرکات قانون قدرت کا حکم نہیں

رکھتے ورنہ بہتیرے ہندو بتوں کے آگے اپنی زبان یا ہاتھ یا پیر کاٹ دیتے ہیں اور بہتیرے نادان ہندو اپنے بچے کو گنگا میں ڈال کر اس کا نام جل پروا رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے بہتیرے ایسے گذرے ہیں کہ ارادتا جگن ناتھ کے پیسے کے نیچے کچلے گئے ہیں۔ سو ایسی بیہودہ حرکات نظیر دینے کے لائق نہیں اور نہ وہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت کہلا سکتی ہیں۔ ہمارا تو یہ اعتراض تھا کہ اعلیٰ کا ادنیٰ کے لئے اپنی جان ضائع کرنا قانون قدرت کے مخالف ہے۔ پس کاش اگر یہ لوگ پہلے قانون قدرت کی تعریف میں غور کرتے تو اس فاش غلطی میں نہ پڑتے۔ کیا ہم بعض نادانوں کی بے ہودہ حرکات کو جن پر خود قانون قدرت کا اعتراض ہے قانون قدرت کا حکم دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور پھر لطف یہ کہ اس بحث میں پڑنے کا ابھی تک عیسائیوں کا حق بھی نہیں۔ کیونکہ وہ اس بات کے قائل نہیں کہ درحقیقت اقنوم ثانی کو جس کا دوسرا نام ان کے نزدیک ابن اللہ ہے پھانسی دی گئی تھی وجہ یہ کہ اس سے ان کو ماننا پڑتا ہے کہ ان کا خدا تین دن تک مر رہا پس جبکہ خدا ہی مر رہا تو اس عرصہ تک اس دنیا کا انتظام کون کرتا ہوگا؟

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں نہیں تھیں اور ان کی تعلیم میں تو ریت پر کوئی بھی زیادت نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ خدا کے مقبولوں کو عزت اور قربت اور محبت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے القاب ملتے ہیں اور یا جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الہی کی محویت میں محبت اور یکدلی کے الفاظ منہ پر لاتے ہیں ایسا ہی ان کا بھی حال تھا۔ اس میں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محبت کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی روح اور اس کے محبوب کی روح ایک ہوگئی ہے اور فنانظری کے مقام میں بسا اوقات وہ اپنے تئیں محبوب سے ایک ہی دیکھتا ہے۔ جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ”تو مجھ سے اور میں

☆ نوٹ۔ یہ الہامات میری کتاب براہین احمدیہ اور آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد وغیرہ

میں شائع ہو چکے ہیں اور قریباً پچیس سال سے ان کو شائع کر رہا ہوں۔ منہ

تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ تو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھ کو پسند کیا۔ تو جہان کا نور ہے۔ تیری شان عجیب ہے۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھوں گا۔ تو برکت دیا گیا۔ خدا نے تیری مجد کو زیادہ کیا۔ تو خدا کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا۔ تو کلمۃ الازل ہے پس تو مٹایا نہیں جائے گا۔ میں فوجوں کے سمیت تیرے پاس آؤں گا۔ میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے کمال انعام ہیں۔ لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے چلو تا خدا بھی تم سے پیار کرے۔ میری سچائی پر خدا گواہی دیتا ہے پھر کیوں تم ایمان نہیں لاتے۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہیں گے کہ اس نور کو بجھا دیں مگر خدا اس نور کو جو اس کا نور ہے کمال تک پہنچائے گا۔ ہم ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ ہماری فتح آئے گی اور زمانہ کا کاروبار ہم پر ختم ہوگا اس دن کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں جہاں تو ہے۔ جس طرف تیرا منہ اُس طرف خدا کا منہ۔ تجھ سے بیعت کرنا

ایسا ہے جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اترے گی۔ تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کرے گا۔ تو بہادر ہے۔ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو تو اس کو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا ابتدا تجھ سے کرے گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا ہے۔ آواہن {خدا تیرے اندر اتر آیا} خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ میں نے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائے گا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تو حق کے ساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اس کو غالب کرے۔ اس کو خدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اتر اور حق کے ساتھ اتارا گیا۔ اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کے لئے اسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ کہہ خدا عجیب ہے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا سے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو۔ وغیرہ الخ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہو سکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۲ و ۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے اس کو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:- میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں

یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پس ڈالا۔ سونہ تو میں نہیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی میل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضاء اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تیغی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام

اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا اَنَا زَيْنَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَاخْلَقْتُ اٰدَمَ . اَنَا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِي اِحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھ کر ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہہ کر کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُُّوْحَىٰ۔ آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ لِيُعْبَادِيَ ۗ اَعْبُدُوْا بِنُورِ بَدْنِیْ۔ پس ظاہر ہے کہ جس قدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ انجیل کے کلمات سے یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ بھلا اس سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے ذرا انصافاً پادری صاحبان ان میرے الہامات کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر خود پادری صاحبان سوچ نہیں سکتے تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے اس کی خدائی سچھی جاتی ہے ان منصفوں کے حوالہ کریں۔ پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں اور حلفاً یہ بیان کر دیں کہ یسوع کے کلمات میں سے یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے تو میں تاوان کے طور پر ہزار روپیہ ان کو دے سکتا ہوں۔ اور میں منصفوں سے یہ چاہتا ہوں کہ اپنی شہادت سے پہلے یہ قسم کھالیوں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہمارا یہ بیان صحیح ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو خدا تعالیٰ ایک سال تک ہم پر وہ عذاب نازل کرے جس سے ہماری تباہی اور ذلت اور بربادی ہو جائے اور میں خوب جانتا ہوں کہ پادری صاحبان ہرگز اس طریق فیصلہ کو قبول نہیں کریں گے۔ لیکن اگر وہ یہ کہیں کہ جو یسوع کے منہ سے نکلا وہ تو حقیقت میں خدا کا کلام تھا اس لئے وہ دستاویز کے طور پر قبول ہو سکتا ہے لیکن جو تمہارے منہ سے نکلا وہ خدا کا کلام نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یسوع کے منہ سے جو کلام نکلا اس کے خدا کی کلام ہونے میں ذاتی طور پر تو حضرات عیسائیوں کو کچھ معرفت نہیں۔ خدا نے بلا واسطہ ان سے باتیں نہیں کیں۔ ان کے کانوں میں کسی فرشتہ نے آ کر نہیں پھونکا کہ یسوع خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ انہوں نے نہیں دیکھا کہ یسوع نے دنیا میں تولد پا کر ایک مکھی بھی پیدا کی۔ صرف چند کلمات ان کے ہاتھ میں ہیں جو یسوع کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن کو مروڑ مروڑ کر یہ خیال کر رہے ہیں کہ ان سے ان کی خدائی ثابت ہوتی ہے اور جو کلمات اور مکاشفات میں نے پیش کئے ہیں وہ ان سے صد ہا درجہ بڑھ کر ہیں۔

پھر اگر اس خیال سے ان کلمات کو ترجیح دی جاتی ہے کہ وہ معجزات سے ثابت ہو چکے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یسوع کے معجزات تو اس زمانہ کے لئے صرف قصے اور کہانیاں ہیں کوئی بھی کہہ نہیں سکتا کہ میں نے ان میں سے کچھ آنکھوں سے بھی دیکھا ہے مگر وہ خوارق اور نشان جو خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو ہزاروں انسانوں کی چشم دید باتیں ہیں پھر یسوع کے معجزات کو جو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں بتلائی جاتی ہیں۔ ان چشم دید نشانوں سے کیا مناسبت۔ پھر جب کہ خدا بنانے کے لئے گذشتہ قصے جن میں جھوٹ کی آمیزش بھی ہو سکتی ہے قبول کئے گئے ہیں تو موجودہ نشان بدرجہ اولیٰ قبول کرنے کے لائق ہیں۔ اگر دنیا میں کسی عیسائی کے دل میں انصاف ہے تو وہ میری اس تقریر کو نہایت منصفانہ تقریر سمجھے گا۔

میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں پادری صاحبان سوچیں اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں کہ یسوع کو خدا بنانے کے لئے ان کے ہاتھ میں بجز چند کلمات کے اور کیا چیز ہے۔ پس میں ان سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ میرے الہامی کلمات کو ان کلمات کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جائے تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے تو پھر کیا وجہ کہ ان کلمات سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اور وہی کلمات بلکہ ان سے بڑھ کر جب دوسرے کے حق میں ہوں تو پھر اس کے اور معنی کئے جاتے ہیں۔ اگر کہو کہ پہلی کتابوں میں مسیح کے آنے کی خبر دی گئی تھی تو میں کہتا ہوں کہ ان ہی کتابوں میں بلکہ مسیح کی زبان سے بھی مسیح کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی تھی اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ جیسا کہ انجیل میں لکھا تھا زلزلے بھی آئے۔ ایک قوم کی دوسری قوم سے لڑائیاں ہوئیں سخت سخت و بانیں پڑیں اور آسمان میں بھی نشان ظاہر ہوئے

غرض میں بھی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں۔ مسیح کے وقت بھی یہ جیتیں پیش کی گئی تھیں کہ جب تک ایلیا آسمان سے نازل نہ ہو مسیح نہیں آ سکتا اور میرے مقابل پر بھی یہ باتیں پیش کی گئیں کہ آنے والا مسیح آسمان سے اترے گا۔

اور یسوع کے نشانوں کی نسبت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ اس زمانہ کے لئے نشان نہیں ہیں بلکہ ان کو کتھا یا کہانی کہنا چاہیے۔ آپ لوگوں کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ صاحبوں نے میری زبردست پیشگوئیاں اور نشان دیکھے۔ اور میں اسی پر بس بھی نہیں کرتا بلکہ میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی عیسائی میری صحبت میں رہے تو ابھی برس نہیں گزرے گا کہ وہ کئی نشان دیکھے گا۔ خدا کے نشانوں کی اس جگہ بارش ہو رہی ہے۔ اور وہ خدا جس کو لوگوں نے بھلا دیا اور اس کی جگہ مخلوق کو دی وہ اس وقت اس عاجز کے دل پر تجلّی کر رہا ہے۔ وہ دکھانا چاہتا ہے کیا کوئی دیکھنے کے لئے راغب ہے؟ اے عزیزو! غلطیوں میں مت پھنسے رہو یسوع ابن مریم خدا نہیں ہے یہ کلمات جو اس کے منہ سے نکلے اہل اللہ کے منہ سے نکلا کرتے ہیں۔ مگر ان سے کوئی خدا نہیں بن سکتا۔ اٹھو! اور توبہ کرو کہ وقت آ گیا ہے!! اس خدا کو پوجو جس پر تورات اور قرآن کا اتفاق ہے۔ یسوع ابن مریم ایک عاجز بندہ تھا اس کو نبی سمجھو جس کو خدا نے بھیجا تھا۔ اگر اب بھی کوئی عیسائی نہ مانے تو یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ کی حُجّت اس پر پوری ہو چکی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ پادری صاحبان کی ناراضگی کا اصل موجب یہی ہے کہ میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے ہر ایک طور سے ان کو شرمندہ کیا۔ ان کا تمام ساختہ پرداختہ میری تحریروں سے رُو ہو گیا۔ میرے لئے جو میرے خدا نے آسمانی نشان دکھائے اور دکھلا رہا ہے اس کے مقابل پادری صاحبوں کے ہاتھ میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں اور بار بار ان کو آسمانی نشانوں میں مقابلہ کے لئے بلایا گیا۔ مگر ان کے ہاتھ میں کیا تھا تا وہ مقابلہ کرتے آخر ہر ایک طور سے ناچار ہو کر یہی تجویز سوچی گئی کہ میرے پر خون کا مقدمہ بنایا جائے۔ سو اس مقدمہ کے بنانے کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ میری محققانہ تحریروں اور آسمانی نشانوں سے تنگ آ کر اس خوف میں پڑ گئے تھے کہ اب جلد تران کی

پردہ دری ہو جائے گی۔ مگر یہ تدبیر جو سوچی گئی یہ اور بھی ان کی پردہ دری کی موجب ہوئی اور ان کے چھپے ہوئے حالات کھل گئے اور ان کی اخلاقی حالت بھی لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔

﴿۸۳﴾

اس جگہ زیادہ تر افسوس کا مقام یہ ہے کہ بے چارہ شیخ محمد حسین بٹالوی کہ ہمیشہ گھات میں لگا ہوا تھا اس نے بھی پادریوں کے بھروسے پر بہت سبکی اٹھائی اور محمد حسین نے جو اس مقدمہ میں خواہ مخواہ اپنے تئیں ذخیل کار بنایا تو اس کا بھی یہی سبب تھا کہ وہ بھی میرے مقابل پر سخت عاجز آ گیا تھا جب ابتدا میں اس نے لدھیانہ میں میرے ساتھ بحث کی تو اس بحث میں وہ قرآن شریف یا حدیث سے یہ ثابت نہ کر سکا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے اور اب تک دوسرے آسمان پر ہیں بلکہ قرآن اور حدیث کے رو سے اس پر حُجَّت پوری ہو گئی کہ وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر ایک اور شرمندگی کا باعث اس کو یہ پیش آیا کہ وہ مجھ کو جاہل قرار دے کر اور خود عالم فاضل ہونے کا مدعی ہو کر ان میری عربی کتابوں کا ایک سطر بنانے سے بھی مقابلہ نہ کر سکا جو اس کی علمیت کے آزمانے کے لئے میں نے تالیف کی تھیں۔ پھر خدا کے آسمانی نشانوں نے اس کو ایسا کوفتہ کیا کہ گویا ہلاک کر دیا۔ سب سے پہلے لدھیانہ میں ایک پیر مرد کریم بخش نام نے جو موحد تھا اپنے مرشد کی ایک پیشگوئی میرے بارے میں شائع کی جو میرے دعوے سے تیس برس پہلے سن چکا تھا اور حلفاً بیان کیا کہ اس کا مرشد بڑے زور سے مجھے کہا کرتا تھا۔ کہ ”مسیح موعود اسی امت میں سے پیدا ہوگا اور اس کا نام غلام احمد ہوگا اور اس کے گاؤں کا نام قادیاں ہوگا۔ اور وہ لدھیانہ میں آئے گا۔ اور مولوی لوگ اس کی سخت مخالفت کریں گے اور اس کو کافر ٹھہرائیں گے اور تو دیکھے گا کہ کیسی مخالفت کریں گے۔ اور وہ سچ ہوگا“۔ اور اس پیر مرد کی برادری کے لوگوں نے مولویوں کے بہکانے سے بہت زور دیا تا وہ اس گواہی کو چھپا وے مگر وہ ہمیشہ رور کر اس گواہی کو ظاہر کرتا رہا یہاں تک کہ اس جہان سے گذر گیا۔ مگر بذریعہ اپنی

تحریروں کے لاکھوں انسانوں کو اس پیشگوئی کی خبر دے گیا۔ یہ پہلا نشان تھا جو میری تائید میں ظاہر ہوا۔ پھر دوسرا نشان خسوف خسوف کا نشان تھا جو رمضان میں ہوا اور کوئی ثابت نہ کر سکا جو مجھ سے پہلے کبھی کسی مدعی مہدویت کے وقت رمضان میں خسوف خسوف ہوا۔ پس یہ نشان بھی خدا تعالیٰ کی حُجَّت تھی جو مولویوں پر پوری ہوئی۔ تیسرا نشان ستارہ ذوالسنین کا نکلا تھا۔ یہ وہ ستارہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا اور خبر دی گئی تھی کہ پھر مسیح موعود کے وقت میں نکلے گا۔ چوتھا نشان آتھم کا شرط کے موافق بچنا اور پھر دوسری پیشگوئی کے موافق فوت ہو جانا تھا۔ پانچواں نشان پیشگوئی کے موافق مرزا احمد بیگ، ہوشیار پوری کا فوت ہونا تھا۔ چھٹا نشان پیش گوئی کے مطابق لیکھرام کا مارا جانا تھا۔ ساتواں نشان وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مہوتسو سے کچھ پہلے میں نے اپنے مضمون کے بالارہنے کے بارے میں کی تھی۔ آٹھواں نشان کلارک کے مقدمہ کے بارے میں تھا جس کی کئی سو آدمیوں کو پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ ایک مقدمہ ہوگا اور پھر بریت ہوگی۔ نواں نشان خود محمد حسین کے ذلیل ہونے کا تھا جو بموجب پیشگوئی انسی مہینے من اراد اہانتک اُس کو سنایا گیا اور ایسا ہی اور کئی نشان تھے جو محمد حسین نے پچشم خود دیکھے اگر اس میں سعادت کا بیج ہوتا تو اس کو خدا نے نہایت موقع دیا تھا کہ وہ اس آسمانی سچائی کو قبول کرتا مگر اس نے دنیا کو آخرت پر اختیار کر لیا اور کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا۔ اگر وہ سچائی کا طالب ہوتا اور غربت سے میرے پاس آتا تو میں یقین رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ سعادت سے اس کو حصہ دیتا اور اس کو اتنے نشان دکھاتا کہ شرح صدر اس کو حاصل ہو جاتا مگر اس نے نہ چاہا کہ ہدایت کے دروازے سے داخل ہو۔

اخیر پر ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم خدا کے نشانوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہو۔ ابھی تم نے دیکھا کہ کس طرح خدا نے اس مقدمہ میں جو پادریوں نے اٹھایا تھا تمام مقدمہ کے اول و آخر کی مجھے خبر دے دی۔ دیکھو یہ خدا کی طاقت ہے یا کسی اور کی جس نے پہلے سے آنیوالی بلا سے اطلاع دے دی اور فرمایا قد ابتلی المؤمنون۔ اور حکام کی گرفت کو کشفی طور پر ظاہر کیا اور پھر

روحانی نصرت کی افواج کی طرف اس الہام میں اشارہ کیا کہ اِنْسِی مَعَ الْاَفْوَاجِ اَتِيكَ بَغْتَةً۔ اور پھر ہمارے محفوظ رہنے اور بری ہونے کی بشارت دی۔ اور تم نے دیکھا کہ جیسا کہ جلسہ مہوتسو سے پہلے میں نے خدا سے الہام پا کر اشتہار شائع کیا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے گا۔ خدا تعالیٰ نے وہی کیا اور فوق العادت قبولیت اس میں ڈال دی۔ چنانچہ اب تک ہزاروں انسان گواہی دے رہے ہیں کہ تمام مضمونوں میں وہی ایک مضمون ہے۔

اب سوچو کہ یہ کام کس نے کیا؟ کیا خدا نے یا کسی اور نے؟ یہ تو خدا تعالیٰ کا قولی معجزہ تھا اور پھر فعلی معجزہ اس نے یہ دکھلایا کہ میری پیشگوئی کے مطابق لیکھرام مارا گیا۔ دیکھو یہ کیسا نشان ہے کہ جو کروڑ ہا انسانوں میں شہرت پا کر آخر لاہور جیسے صدر مقام میں ہیبت ناک طور پر ظہور میں آیا۔ آتھم کا نشان بھی تمہاری آنکھ میں بہت صاف ہے کہ کیونکر اس نے اول شرط کے موافق ترساں ولرزاں ہو کر شرط سے فائدہ اٹھایا اور پھر کیونکر الہام کے مطابق اخفاء شہادت سے جلد تر پکڑا گیا اور فوت ہو گیا۔

﴿۸۵﴾

اخبار چودھویں صدی والے بزرگ کی توبہ

علاوہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک عظیم الشان نشان ہے جو حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک بزرگ نے جو ہر ایک طرح سے دنیا میں معزز اور رئیس اور اہل علم بھی ہیں اس عاجز کے حق میں ایک دلآزار کلمہ یعنی مثنوی رومی کا یہ شعر پڑھا تھا جو پرچہ چودھویں صدی ماہ جون ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پا کاں برد

سو اس رنج کی وجہ سے جو اس عاجز کے دل کو پہنچا اس بزرگ کے حق میں دعا کی گئی تھی کہ یا تو خدا تعالیٰ اس کو توبہ اور پشیمانی بخشے اور یا کوئی تنبیہ نازل کرے۔ سو خدا نے اپنے فضل اور رحم سے اس کو توفیق توبہ عنایت فرمائی اور اس بزرگ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس عاجز کی دعا اس کے بارے میں قبول کی گئی اور ایسا ہی معافی بھی ہوگی۔ سو اس نے

خدا سے یہ الہام پا کر اور آثار خوف دیکھ کر نہایت انکسار اور تذلل سے معذرت کا خط لکھا۔ وہ خط کسی قدر اختصار سے پرچہ چودھویں صدی ماہ نومبر ۱۸۹۷ء میں چھپ بھی گیا ہے۔ مگر چونکہ اس اختصار میں بہت سے ایسے ضروری امور رہ گئے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا اور ان کے دلوں پر رعب ڈالتا اور آثار خوف ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس خط کو جو میرے پاس پہنچا تھا بعض ضروری اختصار کے ساتھ شائع کر دوں۔ اور بزرگ موصوف کا یہ اصل خط اس وجہ سے بھی شائع کرنے کے لائق ہے کہ میں اس اصل خط کو بہت سے لوگوں کو سنا چکا ہوں اور ایک جماعت کثیر اس کے مضمون سے اطلاع پا چکی ہے اور بہت سے لوگوں کو بذریعہ خطوط اسکی اطلاع بھی دی گئی ہے۔ اب جبکہ چودھویں صدی کے پرچہ کو وہ لوگ پڑھیں گے تو ضرور ان کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوں گے کہ جو کچھ زبانی ہمیں سنایا گیا اس میں کئی ایسی باتیں ہیں جو شائع کردہ خط میں نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض کوتاہ اندیش مخالفوں کو یہ بہانہ ہاتھ آجائے کہ گویا ہم نے نج کے خط میں اپنی طرف سے کچھ زیادت کی تھی۔ لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اصل خط کو چھاپ دیا جائے۔ مگر یاد رہے کہ چودھویں صدی کے خط میں جس قدر اختصار کیا گیا ہے یہ کسی کا تصور نہیں ہے اختصار کیلئے میں نے ہی اجازت دی تھی مگر اس اجازت کے استعمال میں کسی قدر غلطی ہو گئی ہے لہذا اب اس کی اصلاح ضروری ہے۔ اس تمام قصے کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت اور تمام حق کے طالبوں کیلئے یہ بھی ایک خدا کا نشان ہے اور جناب سر سید احمد خاں صاحب بالقبالہ کے غور کرنے کے لئے یہ تیسرا نمونہ ہے کہ کیونکر اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہے۔ سید صاحب موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہر ایک دعا منظور نہیں ہوسکتی بعض دعائیں منظور ہو جاتی ہیں مگر کاش سید صاحب کی پہلی تحریریں اس آخری تحریر کے مطابق ہوتیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ بزرگ موصوف جن کا خط ذیل میں لکھا جاتا ہے کچھ عام لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک بڑے ذی علم اور علماء وقت میں سے ہیں اور کئی لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انکو الہام بھی ہوتا ہے اور اس خط میں انہوں نے اپنے الہام کا ذکر بھی کیا ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے وہ بزرگ پنجاب کے معزز رییسوں اور جاگیرداروں میں سے ہیں اور ایک مدت سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی طرف سے ایک معزز عہدہ حکومت پر بھی ممتاز ہیں چونکہ پرچہ چودھویں صدی میں بھی اس بزرگ کے منصب اور مرتبت کا اس قدر ذکر ہو چکا ہے لہذا اس قدر یہاں بھی لکھا گیا اور بزرگ موصوف نے جو میرے نام بغرض معذرت ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ چودھویں صدی میں چھپا ہے اس خط کو بغرض مصلحت مذکورہ بالا بحذف بعض فقرات ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے:-

نقل مطابق اصل

☆ ”اخبار چودھویں صدی والا مجرم“ ☆

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم“

”سیدی و مولائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

”ایک خطا کار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا (اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے)

قادیان کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔

یکم جولائی ۹۷ سے یکم جولائی ۹۸ تک جو اس گنہگار کو مہلت دی گئی اب آسمانی

بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے۔ (اس موقعہ پر مجھے القا ہوا کہ

جس طرح آپ کی دعا مقبول ہوئی اسی طرح میری التجا و عاجزی قبول ہو کر حضرت اقدس کے

حضور سے معافی و رہائی دی گئی) مجھے اب زیادہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم اس قدر

ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتدا سے آپ کی اس دعوت پر بہت غور سے جو یائے حال رہتا

رہا اور میری تحقیق ایمانداری و صاف دلی پڑی تھی۔ حتیٰ کہ (۹۰) فیصد یقین کا مدارج پہنچ گیا۔

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکباز تھے۔

(۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدائے واحد حسی و قیوم کی عبادت میں لگاتا صرف فرماتے

رہے إِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔^۱ (۳) آپ کا حسن بیان تمام عالمان ربانی سے

صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔ آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے (فِیہَا هُدًی

و نُورٌ)^۲ (۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت و

شکر گزاری کے قابل ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ فِی الْاَرْضِ الْفِسَادَ۔

☆ یہ عنوان بزرگ موصوف نے اپنے خط کے سر پر لکھا تھا۔ چونکہ اس عنوان میں نہایت انکسار ہے جو انسان کو بوجہ

اس کے کمال تذلل کے مورد رحمت الہی بناتا ہے اس لئے ہم نے اس کو جیسا کہ اصل خط میں تھا لکھ دیا ہے۔ منہ

حتیٰ کہ میرے بہت سے مہربان دوستوں نے جو ان سے آپ کے معاملات پر
میں ہمیشہ بحث کرتا رہتا تھا۔ مجھے..... خطاب سے مخاطب کیا۔

پھر یہ کہ با ایں ہمہ کیوں؟ میرے منہ سے وہ بیت منثویٰ کا نکلا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ
میں جب لاہور میں ان کے پاس گیا تو مجھ کو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے (جن سے پہلے
میری بحث رہتی تھی) خبر ملی کہ آپ سے ایسی باتیں ظہور میں آئی ہیں جس سے کسی مسلمان
ایماندار کو آپ کے مخالف خیال کرنے میں کوئی تاثر نہیں رہا۔ (۱) آپ نے دعویٰ رسول
ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونے کا بھی ساتھ ساتھ اذعا کر دیا ہے (جو ایک سچے مسلمان
کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت ختم رسالت کی بارگاہ الہی سے محمد عربی
صلی اللہ علیہ وآلہ (فداک روحی یا رسول اللہ) کو مل چکی ہے اس کا دوسرا کب حق دار ہو سکتا ہے۔

(۲) آپ نے فرمایا ہے کہ ٹرک تباہ ہوں گے اور ان کا سلطان بڑی بے عزتی سے قتل کیا جائے
گا اور دنیا کے مسلمان مجھ سے التجا کریں گے کہ میں ان کو ایک سلطان مقرر کر دوں۔ یہ ایک
خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دنیا کے واسطے تھی۔ کیونکہ آج تمام مقدس مقامات جو
خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں ان کی خدمت ترکوں و ان کے سلطان کے
ہاتھ میں ہے۔ ان مقامات کا ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر
ہے جس کے خیال کرنے سے ایک ہیبت ناک و خطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقع پر
دنیا کے ہر ایک مسلمان پر فرض ہو جائے گا کہ ان معبدوں کو ناپاک ہاتھوں سے بچانے کے
واسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے۔ کیسا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آ پڑے
گا کہ یا تو وہ بال بچہ گھر بار پیارے وطن کو الوداع کہہ کے ان پاک معبدوں کی طرف چل
پڑیں یا اس ابدی اور جاوید زندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں.....

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا۔ یہی راز ہے جو مسلمان

ترکوں سے محبت کرتے ہیں کہ ان کی خیر میں ان کے دین و دنیا کی خیر ہے۔ ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانان ہند پر نہیں بلکہ ہم کو سخت گلہ ہے کہ ہمارے پچھلی صدی کے عالمگیر کی تباہی میں جبکہ مرہٹوں و سکھوں کے ہاتھ سے مسلمانان ہند برباد ہو رہے تھے ہماری کوئی خبر انہوں نے نہیں لی۔ اس شکر یہ کی مستحق صرف سرکار انگریزی ہے جس کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اس سے نجات دلائی تو ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔

اور اس کو خیال کر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی سخت ترین مصیبت کے وقت تو مسلمانوں کے ایک سچے راہ نما کا یہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر خدا کے حضور میں اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا۔ کیا حضرت نوح کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بجائے اس کے کہ ان کے حق میں خدا کے حضور شفاعت کی جاتی ہے نہ الٹا انہی سے ایسی بات بنائی جاتی۔

(۳) و نیز یہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیح کے بارے میں اپنی تصانیف میں سخت حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں جو ایک مقبول بارگاہ الہی کے حق میں شایان شان نہ تھے جس کو خداوند اپنی روح و کلمہ فرمائے جن کے حق میں یہ خطاب ہو وَجِئَهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ^۱ پھر اس کی توہین اور اہانت کیونکر ہو سکتی۔

یہ باتیں میرے دل میں بھری تھیں اور ان کے تجسس کے واسطے میں پھر کوشش کر رہا تھا کہ یہ کہاں تک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترک سفیر کے بارے میں جو نکلا پیش ہوا تو بیساختہ میرے منہ سے (سوا کسی اور کلام کے) مثنوی کا بیت نکل گیا۔ جس پر آپ کو رنج ہوا۔ (اور رنج ہونا چاہیے تھا)۔

(۱) رسالت کے دعوے کے بارے میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے و نیز آپ کی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہو گئی جو محض افترا و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا۔

(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اسی اشتہار (میرے عرضی دعویٰ کے) میری تسلی ہو گئی۔

جس قدر آپ نے نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجبی تھی۔

(۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بے وجہ الزام پایا گیا۔ گویسوع کے حق میں آپ نے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں حضرت مولانا علیؒ کے بارے میں لکھتا ہے:

آں جوانے بُروت مالیدہ بہر جنگ و وعا سگالیدہ
برخلافت دیش بے مائل لیک بوکمر شد میاں حائل
تو بھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے میرے خیال میں تو بہت اچھا ہوتا۔ جَا دِلْهُمْ بِاَلَّتِي
هِيَ اَحْسَنُ۔^۱

مگر ان باتوں کے علاوہ جس سے میرا دل تڑپ اٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی کہ اٹھ اور معافی طلب کرنے میں جلدی کر۔ ایسا نہ ہو کہ تو خدا کے دوستوں سے لڑنے والا ہو۔ خداوند کریم تمام رحمت ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔ دنیا کے لوگوں پر جب عذاب نازل کرتا ہے تو اپنے بندوں کی ناراضی کی وجہ سے مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔^۲ آپ کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے تو کون ہے جو الہی سلسلہ میں دخل دیوے۔ خداوند کی اس آخری عظیم الشان کتاب کی ہدایت یا دائمی جو مومن آل فرعون کے قصہ میں بیان فرمائی گئی کہ جو لوگ خدائی سلسلہ کا اڈا کریں ان کی تکذیب کے واسطے دلیری اور پیش دستی نہ کرنی چاہیے نہ یہ کہ ان کا انکار کرنا چاہیے اِنْ يٰۤاٰتُكَ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَاِنْ يٰۤاٰتُكَ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ۔^۳

مگر یہ صرف میرا دل خیال ہی نہیں رہا بلکہ اس کا ظاہری اثر محسوس ہونے لگا۔ کچھ ایسی بنائیں خارج میں پڑنے لگیں جس میں..... (اعوذ باللہ) مصداق ہو جانے لگا۔ (یعنی آثار خوف ظاہر ہوئے)۔ چودہ سو برس ہونے کو آتے ہیں کہ خدا کے ایک برگزیدہ کے منہ سے یہ لفظ ہماری قوم

کے حق میں نکلے.....

..... تو کیا؟ قدرت کو ہبَاء منشور کرنے کا خیال ہے (تُبْتُ اِلَيْكَ يَا رَبِّ) کہ پھر

ایک مقبول الہی کے منہ سے وہی کلمہ سن کر مجھے کچھ خیال نہ ہو۔

پس یہ ظاہری خطرات مجھ کو اس خط کے تحریر کرتے وقت سب کے سب اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ (جن کی تفصیل کبھی میں پھر کروں گا) اس وقت تو میں ایک مجرم گنہگاروں کی طرح آپ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھ کو حاضر ہونے میں بھی کچھ عذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہر حاضری سے معاف کیا جانے کا مستحق ہوں) شاید جولائی ۱۸۹۸ء سے پہلے حاضر ہی ہو جاؤں۔

امید کہ بارگاہ قدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لئے تحریک فرمائی جائے کہ نَبِیِّ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمداً و جان بوجھ کر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے۔ فاعفوا و اصفحوا ان اللہ یحبّ المحسنین۔

میں ہوں حضور کا مجرم

(دستخط بزرگ) راولپنڈی۔ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۷ء

یہ خط بزرگ موصوف کا ہے جس کو ہم نے بعض الفاظ تدریجاً و انکسار کے حذف کر کے چھاپ دیا ہے اس خط میں بزرگ موصوف اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کو اس عاجز کی قبولیت دعا کے بارے میں الہام ہوا تھا۔ اور نیز اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے خارجاً بھی آثار خوف دیکھے جن کی وجہ سے زیادہ تر دہشت ان کے دل پر طاری ہوئی اور قبولیت دعا کے نشان دکھائی دیئے۔ پس اس جگہ یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت جو کچھ شرطی طور پر بیان کیا گیا تھا وہ بیان بالکل اس بیان سے مشابہ ہے جو اس بزرگ کی نسبت کیا گیا یعنی جیسا کہ اس عذابی پیشگوئی میں ایک شرط رکھی گئی تھی ویسا ہی اس میں بھی ایک شرط تھی اور ان دونوں شخصوں میں فرق یہ ہے کہ یہ بزرگ ایمانی روشنی اپنے اندر رکھتا تھا اور سچ سے محبت کر نیکی سعادت اس کے جوہر میں تھی لہذا اس نے آثار خوف دیکھ کر اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس کو پوشیدہ کرنا نہ چاہا اور نہایت تدریجاً اور انکسار سے جہاں تک کہ انسان تدریجاً کر سکتا ہے تمام حالات صفائی سے لکھ کر اپنا معذرت نامہ بھیج دیا۔ مگر آتھم چونکہ نور ایمان اور جوہر سعادت سے بے بہرہ تھا اس لئے باوجود سخت خوفناک اور ہراساں ہونے کے بھی یہ سعادت اس کو میسر نہ آئی اور

خوف کا اقرار کر کے پھر افترا کے طور پر اس خوف کی وجہ ان ہمارے فرضی حملوں کو ٹھہرایا جو صرف اسی کے دل کا منصوبہ تھا حالانکہ اس نے پندرہ مہینے تک یعنی میعاد کے اندر کبھی ظاہر نہ کیا کہ ہم نے یا ہماری جماعت میں سے کسی نے اس پر حملہ کیا تھا۔ اگر ہماری طرف سے اس کے قتل کرنے کے لئے حملہ ہوتا تو حق یہ تھا کہ میعاد کے اندر اسی وقت جب حملہ ہوا تھا شور مچاتا اور حکام کو خبر دیتا۔ اگر ہماری طرف سے ایک بھی حملہ ہوتا تو کیا کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اس حملہ کے وقت عیسائیوں میں شور نہ پڑ جاتا۔ پھر جس حالت میں آتھم نے میعاد گزرنے کے بعد یہ بیان کیا کہ میرے قتل کرنے کے لئے مختلف وقتوں اور مقاموں میں تین حملے کئے گئے تھے یعنی ایک امرتسر میں اور ایک لدھیانہ میں اور ایک فیروز پور میں تو کیا کوئی منصف سمجھ سکتا ہے کہ باوجود ان تینوں حملوں کے جو خون کرنے کیلئے آتھم اور اس کا داماد جو اسٹراسنٹ تھا اور اس کی تمام جماعت چپ بیٹھی رہتی اور حملہ کرنیوالوں کا کوئی بھی تدارک نہ کراتی اور کم سے کم اتنا بھی نہ کرتی کہ اخباروں میں چھپوا کر ایک شور ڈال دیتی اور اگر نہایت نرمی کرتی تو سرکار سے باضابطہ میری ضمانت سنگین طلب کرواتی۔ کیا کوئی دل قبول کر لے گا کہ میری طرف سے تین حملے ہوں اور آتھم اور اس کی جماعت سب کے سب چپ رہیں بات تک باہر نہ نکلے؟ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے خاص کر جس حالت میں میرے حملوں کا ثبوت میری پیشگوئیوں کی ساری قلعی کھولتا تھا اور عیسائیوں کو نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی پس آتھم نے یہ جھوٹے الزام اسی لئے لگائے کہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر اس کا خائف اور ہراساں ہونا ہر ایک پر کھل گیا تھا وہ مارے خوف کے مرا جاتا تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آثار خوف اس پر اس طرح ظاہر ہوئے ہوں جیسا کہ یونس کی قوم پر ظاہر ہوئے تھے۔ غرض اس نے الہامی شرط سے فائدہ اٹھایا مگر دنیا سے محبت کر کے گواہی کو پوشیدہ رکھا اور قسم نہ کھائی اور نالاش نہ کرنے سے ظاہر بھی کر دیا کہ وہ ضرور خدا تعالیٰ کے خوف اور اسلامی عظمت سے ڈرتا رہا۔ لہذا وہ اٹھائے شہادت کے بعد دوسرے الہام کے موافق جلد تر فوت ہو گیا۔ بہر حال یہ مقدمہ کہ جو اس خوش قسمت اور نیک فطرت بزرگ کا مقدمہ ہے آتھم کے مقدمہ سے بالکل ہم شکل ہے اور اس پر روشنی ڈالتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس بزرگ کی خطا کو معاف کرے اور اس سے راضی ہو میں اس سے راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں۔ چاہیے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔ اللہم احفظہ من البلیا والافات. اللہم اعصمہ من المکر وھات. اللہم ارحمہ و انت خیر الراحمین آمین ثم آمین۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں۔ ۲۰ نومبر ۱۸۹۷ء

نہایت ضروری عرضداشت قابل توجہ گورنمنٹ

چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ اپنی رعایا کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے اور اس کی شفقت اور رحمت ہر ایک قوم کے شامل حال ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم ہر ایک درد اور دکھ اس کے سامنے بیان کریں اور اپنی تکالیف کی چارہ جوئی اس سے ڈھونڈیں۔ سوان دنوں میں بہت تکلیف جو ہمیں پیش آئی وہ یہ ہے کہ پادری صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہر ایک طرح سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کریں گالیاں نکالیں بے جا تہمتیں لگائیں اور ہر ایک طور سے توہین کر کے ہمیں دکھ دیں اور ہم ان کے مقابل پر بالکل زبان بند رکھیں۔ اور ہمیں اس قدر بھی اختیار نہ رہے کہ ان کے حملوں کے جواب میں کچھ بولیں۔ لہذا وہ ہماری ہر ایک تقریر کو گو کیسی ہی نرم ہونے پر حمل کر کے حکام تک شکایت پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ ہزار ہا درجہ بڑھ کر ان کی طرف سے سختی ہوتی ہے۔

ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔ لیکن پادری صاحبان چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے جو چاہتے ہیں منہ پر لاتے ہیں۔ یہ ہمارا حق تھا کہ ہم ان کے دل آزار کلمات کی اپنی گورنمنٹ عالیہ میں شکایت پیش کرتے اور داد رسی چاہتے۔ لیکن انہوں نے اول تو خود ہی ہزاروں سخت کلمات سے ہمارے دل کو دکھایا اور پھر ہم پر ہی الٹی عدالت میں شکایت کی کہ گویا سخت کلمات اور توہین ہماری طرف سے ہے۔ اور اسی بنا پر وہ خون کا مقدمہ اٹھایا گیا تھا جو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ کے محکمہ سے خارج ہو چکا ہے۔

اس لئے قرین مصلحت ہے کہ ہم اپنی عادل گورنمنٹ کو اس بات سے آگاہ کریں کہ جس قدر سختی اور دل آزاری پادری صاحبوں کی قلم اور زبان سے اور پھر ان کی تقلید اور پیروی سے آریہ صاحبوں کی طرف سے ہمیں پہنچ رہی ہے ہمارے پاس الفاظ نہیں جو ہم بیان کر سکیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سنا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک با غیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سن کر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عماد الدین امرتسری کا نمبر بڑھا ہوا ہے وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ میں کھلی کھلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دغا باز۔ پرائی عورتوں کو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے لفظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری ٹھا کر داس سیرۃ المسیح اور ریویو براہین احمدیہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق۔ فریبی۔ لٹیڑا۔ مگڑا۔ جاہل۔ حیلہ باز۔ دھوکہ باز۔ رکھتا ہے۔ اور رسالہ دافع البہتان میں پادری رانگلین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہوت پرست تھا۔

محمد کے اصحاب زنا کار۔ دغا باز۔ چور تھے۔ اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے کہ محمد شہوت پرست۔ نفس امّارہ کا از حد مطیع۔ عشق باز۔ مگڑا۔ خونریز اور جھوٹا تھا۔ اور رسالہ نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے محمد گنہگار۔ عاشق حرام یعنی زنا کا مرتکب۔ مگڑا۔ ریا کار تھا۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رام چندر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمد سرغندہ ڈکیتی تھا اور لٹیڑا۔ ڈاکو۔ فریبی۔ عشق باز۔ مفتری۔ شہوت پرست۔ خونریز۔ زانی۔ اور کتاب سوانح عمری محمد صاحب

مصنفہ واشنگٹن ارونگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمد کے اصحاب قزاق اور لٹیرے تھے۔ اور وہ خود طامع۔ جھوٹا۔ دھوکہ باز تھا۔ اور اندرونہ بائبل مصنفہ آتھم عیسائی میں لکھا ہے کہ محمد دجال تھا اور دھوکہ باز۔ پھر کہتا ہے کہ محمد یوں کا خاتمہ بڑا خوفناک ہے یعنی جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اور پرچوں اور افشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ محمد کو شیطانی وحی ہوتی تھی۔ اور وہ ناجائز حرکات کرتا تھا۔ اور نفسانی آدمی۔ گمراہ۔ مکار۔ فریبی۔ زانی۔ چور۔ خونریز۔ لٹیرا۔ رہزن۔ رفیق شیطان۔ اور اپنی بیٹی فاطمہ کو نظر شہوت سے دیکھنے والا تھا۔

اب یہ تمام الفاظ غور کرنے کے لائق ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پادری صاحبوں کے منہ سے نکلے ہیں۔ اور سوچنے کے لائق ہے کہ ان کے کیا کیا نتائج ہو سکتے ہیں کیا اس قسم کے الفاظ کبھی کسی مسلمان کے منہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت نکل سکتے ہیں۔ کیا دنیا میں ان سے سخت تر الفاظ ممکن ہیں جو پادری صاحبوں نے اس پاک نبی کے حق میں استعمال کئے ہیں جس کی راہ میں کروڑ ہا خدا کے بندے فدا شدہ ہیں اور وہ اس نبی سے وہ سچی محبت رکھتے ہیں جس کی نظیر دوسری قوموں میں تلاش کرنا لا حاصل ہے پھر باوجود ان گستاخیوں ان بدزبانیوں اور ان ناپاک کلمات کے پادری صاحبان ہم پر الزام سخت گوئی کا رکھتے ہیں یہ کس قدر ظلم ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ ان کے اس طریق کو پسند کرتی ہو۔ یا خبر پا کر پھر پسند کرے۔ اور نہ ہم باور کر سکتے ہیں کہ آئندہ پادریوں کے کسی ایسے بے جا جوش کے وقت کہ جو کلارک کے مقدمہ میں ظہور میں آیا ہماری گورنمنٹ پادریوں کو ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمان پر ترجیح دے کر کوئی رعایت ان کی کرے گی۔ اس وقت جو ہمیں پادریوں اور آریوں کی بدزبانی پر ایک لمبی فہرست دینی پڑی وہ صرف اس غرض سے ہے کہ تا آئندہ وہ فہرست کام آئے اور کسی وقت گورنمنٹ عالیہ اس فہرست پر نظر ڈال کر اسلام کی ستم رسیدہ رعایا کو رحم کی نظر سے دیکھے۔

اور ہم تمام مسلمانوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کو ان باتوں کی اب تک خبر نہیں ہے کہ

کیونکہ پادریوں کی بدزبانی نہایت تک پہنچ گئی ہے۔ اور ہم دلی یقین سے جانتے ہیں کہ جس وقت گورنمنٹ عالیہ کو ایسی سخت زبانی کی خبر ہوئی تو وہ ضرور آئندہ کے لئے کوئی احسن انتظام کرے گی۔ اب ہم وہ مفصل فہرست کتابوں کی لکھتے ہیں جن میں پادری صاحبوں نے اور ایسا ہی ان کی تعلیم سے ہندوؤں اور آریوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام اور اس کے اکابر کی نسبت بدزبانی کو انتہا تک پہنچایا ہے۔

نقل کفر کفر نہ باشد

عیسائیوں کی گالیاں

کتاب دافع البہتان مصنفہ پادری رانگلین صاحب مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۴۵ء

صفحہ	نقرات یا الفاظ جن سے اشتعال طبع یا دل آزاری مسلمانوں ہوتی ہے۔
۲۳-۲۴	اہل اسلام کا رسول اپنی لوٹھی سے ہمبستر ہوا اور جب اس کی جوڑوں میں سے ایک نے ملامت کی تو اس نے قسم کھائی اور پھر اپنی نفسانی لذت کے لئے اپنی قسم توڑ کر آیت نازل کی۔
۲۴	اپنی نفسانی خواہشوں کے موافق نئے حکم جاری کئے۔
۳۱	مگر یقین ہے کہ محمد جب کہ کسی طور سے اپنی رسالت کو ثابت نہ کر سکا تو اس باطل خبر کو مشہور کیا۔ کیا ایسے افترا ایمانداری کے لائق ہیں؟
۶۹	ہم بھی محمد کو وہی دولت مند مذکور کہہ سکتے ہیں ☆ (یہ دولت مند جو ابراہیم کی نسل سے تھا بہت شان و شوکت کی زندگی کے بعد مر کر دوزخی ہوا۔ لوقا)
۷۴	محمدیوں کا بھی دستور ہے کہ اکثر اپنے مذہب کے ثبوت میں بے ایمانی سے کوشش کرتے ہیں۔

☆ خطوط وحدانی میں عبارتیں ہماری طرف سے ہیں۔ منہ

۸۷	یہاں صحابہ کبار کو من و وجہ قاتل - ظالم - زنا کار - دغا باز - چور - بدکاروں کی جماعت جسے دل کی پاکیزگی سے کچھ تعلق نہیں - قرار دیا ہے۔
۸۸	اپنے شاگردوں (صحابہ) کی دلیری کے واسطے تلوار کو بہشت کی کنجی ٹھہرایا کہ جس سے لازم آتا ہے کہ جتنے گنہگار و بدذات کہ بے توبہ کئے مارے گئے (شہید صحابہ) وے..... بہشت میں داخل ہوں۔
۱۵۳	اس لئے ضرور پڑا کہ انجیل مقدس کو منسوخ کرے کیونکہ اس میں فاعل ایسے کام کا (مراد رسول اکرم) دوزخی ہے۔
۱۵۴	کچھ تعجب نہیں کہ اُس (رسول اکرم) نے انجیل مقدس کو منسوخ کیا ہو کیونکہ تمام بندہ دنیا جو کہ شہوت پرست ہیں ایسے ہی کرتے ہیں لیکن ان سبھوں پر افسوس کس لئے کہ ان کا یہی انجام ہے کہ وے بالا جماع خدا کے غضب میں پڑیں گے یعنی اس جھیل (دوزخ) میں جو کہ آگ اور گندھک سے جلتی ہے۔

رسالہ مسیح الدجال مصنفہ ماسٹر رام چندر عیسائی ۱۸۷۳ء
اس کتاب میں ہمارے رسول اکرم کو دجال بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔



سیرت المسیح والحمد

صفحہ	مصنفہ پادری ٹھا کر داس مشنری امریکن مشن ۱۸۸۲ء
سرورق	مسیح کو بلعال کے ساتھ کوئی موافقت ہے (یہاں ہمارے رسول اکرم کو بلعال یعنی جو ایک خبیث اور شریر روح ہے۔ قرار دیا ہے)۔
۶	محمد بذاتہ گنہگار..... محمد عملاً گنہگار تھا۔
۱۱	محمد گفتار و رفتار میں ثابت قدم نہیں۔ ابھی کچھ پھر کچھ۔
۱۲	حرص دنیاوی بانی اسلام میں یہ صورت رکھتی ہے کہ دین کے بھیس میں دنیا

- پر مسلط ہونا..... طمع دنیاوی نے آخر کار ظہور دکھایا۔
- ۱۴ نفسانی شہوۃ جو انسان میں ذاتی کہہ سکتے ہیں محمد میں بیشتر تھی حتیٰ کہ وہ اس کا ہمیشہ مغلوب رہا..... محمد مثل اور عربوں کے شکل ہی سے عورتوں کا عاشق معلوم ہوتا ہے۔
- ۱۵ اور اس بات میں حضرت نے نہ صرف اپنی تعلیم کی ایک گونہ مخالفت کی بلکہ خود غرضی کو خوب ثابت کیا اور شہوت رانی میں اوروں کی شہوت کی ہمواری نہ کی..... پھر جس ڈھب سے یہ کام پورا کرتے رہے وہ بالکل نفسانیت کی تدبیریں تھیں:-
- ۱۶ متنبی بیٹے کی جو رو سے نکاح کرنے کی شرع کا موقع اور موجب زینب کونگی دیکھ کر اس پر محمد کی شہوت کا بھڑکنا تھا۔
- ۲۱ محمد ایک بھولتا بھٹکتا انسان تھا۔
- ۳۱ لوگوں کو بہکانے کے لئے (آنحضرت نے) یہ عجب جھوٹا باندھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد شیطان کے جھانسنے میں آجاتا تھا۔
- ۳۱ پھر ماسٹر رام چند صاحب ایک فریب کا ذکر کرتے ہیں جو محمد نے یہودیوں سے کیا۔
- ۳۵ اے ناظرین ہوشیار ہو کہ کہیں تم محمد کے فریب میں نہ آ جاؤ۔

اندرونہ بائبل مصنفہ ڈپٹی عبداللہ آتھم

- ۷۰ صاحب نشان اس دجال کا دراصل تو وہی پرانا خونی اژدھا (شیطان) ہے تاہم جب وہ منہ پھاڑتا ہے تو اس کے دو جباہڑے پوپ اور نبی عرب کی تواریخ اپنے اندر مجسم دکھاتے ہیں۔ (یعنی دجال جو اصل میں شیطان ہے اس کا ظہور پوپ اور نبی عرب کے رنگ میں ہوا)۔

۷۵ ہاں پیمانہ زمانہ مقصر اور پورا کر کے پوپ اور محمد پر بھی یہ خبریں (متعلقہ دجال) درست آتی ہیں۔ اور شرح مکاشفات میں دکھلایا گیا ہے کہ دین پوپئی اور محمدی ایک ہی اثر دہا (شیطان) کے دو جہاڑے ہیں۔

۱۲۳ (کتاب مکاشفات میں جو ٹڈی کا ذکر ہے جو سبزے کو کھاجائے گی اور ان ٹڈیوں کے بادشاہ کا نام ہلاکو یعنی ہلاکت لانے والا لکھا ہے۔ وہاں ہلاکو سے مراد نبی عرب اور ٹڈی اس کا لشکر بتایا گیا ہے نیز ہمارے رسول اکرم پر (صفحہ ۱۲۶) شرک کا الزام دیا ہے)۔

۱۳۲ اور ایک اور جھوٹا نبی بھی ہے بلا تعریف بلنظ وہ کے اس سے اشارہ بطرف بدعت محمدی کے ہے۔

{ کھلے کھلے الفاظ میں بانی اسلام کو ایک دجال کہا ہے۔
جس کی بدعت کے خاتمہ پر صلح موعود ہونیوالی ہے۔ } ۱۳۵ و ۱۳۴
۱۹۶ و

کتاب محمد کی تواریخ کا اجمال مصنفہ پادری ولیم ازریواری۔ مطبوعہ کرٹین مشن ریواری ۱۸۹۱ء

صفحہ اس تمام کتاب کا کوئی صفحہ اور سطر خالی نہیں جو سخت سے سخت اشتعال آمیز اور مکروہ الفاظ اپنے اندر نہیں رکھتی۔

{ ہمارے رسول اکرم کو ڈاکوؤں کا سرغنہ۔ لٹیرا۔ ڈاکو۔ خفیہ بندش۔ سازش سے قتل کرنے والا۔ دعا بازی کی چال چلنے والا۔ ظاہر کیا ہے۔ } ۵ و ۳ و ۲ و ۱
۷ و ۶

۴ اتفاق سے جو اس کی (زینب) خوبصورتی پر محمد کی نظر پڑی دل میں عشق بد پیدا ہوا۔ اس بدخواہش کو پورا کرنے کے واسطے فوراً آسمان سے اجازت منگالی..... محمد کے لئے ہر وقت اور ہر کام کے واسطے خواہ نیک ہو خواہ بد ہو خواہ چھوٹا ہو

<p>خواہ بڑا آیت یا اجازت آسمانی حاضر تھی:-</p> <p>محمد نے بہتروں کو چھپ کے قتل کرایا..... محمد جس برس مدینہ گیا۔ اسی میں ڈکیتی بھی کرنے لگا..... محمد نے دس پیسے رکھیں۔</p> <p>محمد ان کے آدھے کی نسبت (یعنی دس احکام توریت) نہایت گنہگار تھا..... محمد نے بہتوں کو چھپ کے مروا ڈالا..... محمد نے بہت ڈکیتی کروائیں..... محمد نے اپنی بدخواہش پورا کرنے کے لئے دس جو رووان اور دو لوٹدیاں رکھیں..... محمد نے..... زینب کو دیکھ کر بدخواہش کی..... محمد ایک دنیا دار آدمی تھا۔</p>	<p>۷</p> <p>۸</p>
<p>ریویو براہین احمدیہ مصنفہ پادری ٹھا کر داس مطبوعہ مشن پریس لدھیانہ ۱۸۸۹ء</p> <p>یہ رنگارنگی ایسی باتوں کو شامل کرتی ہے جو حضرت کے مکار اور فریبی ہونے کو بالکل ثابت کرتی ہے۔</p> <p>اسی لئے ان کے دعویٰ نبوت کو سوائے مکرو فریب یا وہم کے اور کوئی نام نہیں دے سکتے۔</p> <p>محمد صاحب کی زندگی میں ثابت قدمی اور صدق کی بجائے زمانہ سازی اور فریب بالکل ظاہر ہے۔</p> <p>حضرت کی تکلیفوں سے بھی ان کا مکرو فریب ثابت ہوتا ہے۔</p> <p>حیلہ سازی میں اور زمانہ سازی میں حضرت محمد بے شک بے نظیر تھے۔</p> <p>محمد صاحب تو جاہل آدمی تھے..... جاہلوں (آنحضرت) کی جہالت کا آپ کیوں ساتھ دیتے ہیں۔</p> <p>حضرت نے خوب دھوکہ کھایا اور دھوکا دیا۔</p>	<p>صفحہ</p> <p>۷</p> <p>۹</p> <p>۱۰</p> <p>۱۵</p> <p>۱۶</p> <p>۲۲</p> <p>۲۴</p>

۲۵	محمد فریبی آدمی تھا۔
۳۳	قرآن خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے۔
۴۵	محمد صاحب جو خود ایک جاہل شخص تھے۔
۶۳	محمد اور اور پیروؤں کی کامیابی بجائے حیرانگی کے نہ صرف حقارت پیدا کرتی ہے بلکہ محمد کو ایک بڑا فریبی ثابت کرتی ہے۔
	سوانح عمری محمد صاحب مصنفہ اورنگ واشنگٹن
صفحہ	ترجمہ لالہ رلیارام گھولاٹی مطبوعہ مطبع اڑوربنس لاہور
۱۶۷	محمد موسائی عورتوں کے حسن و جمال پر فریفتہ اور دل دادہ تھا۔
۱۶۹	محمد (دھوکہ کی کارروائیاں منسوب کی گئی ہیں) اس کی زندگی کے اس حصہ میں یعنی جب وہ رسول تبع ہوا دنیوی خواہش و آلائش نے اس کی ذاتی صفات و طبعی فضائل کو رذیل کر دیا۔
۲۷۲	بعض معاملات میں وہ (آنحضرت) شہوت پرست تھا۔
۲۷۳	جب وہ کسی خوبصورت عورت کے سامنے ہوتا تھا تو اپنی پیشانی اور بالوں کو سنوارتا تھا۔
۲۷۸	اس کی سرگرم اور وہمی روح..... عزلت فاقہ کشی وغیرہ سے..... اس حد تک گھل گئی تھی کہ اس کو ایک عارضی ساخفقان و ہدیان ہو جایا کرتا تھا۔
۲۸۰	اس کے خیال ایجاد کی طرف مائل تھے..... وہ زیادہ تر جوش اور تحریک کا مغلوب تھا۔
۲۸۱	جب اس نے تلوار کے مذہب کی شہرت دی اور لٹیرے عربوں (صحابہ) کو بیرونی غنیمت کا مزہ چکھایا۔
۲۸۲	اپنے رسالت کے مشتبہ آغاز میں وہ اپنے الہامی سروش و ورقہ کے عیارانہ و مکارانہ

نصائح و مواعظ سے مدد لیا کرتا تھا۔	
جب وہ برسر حکومت و دسترس تھا اس نے دنیوی خواہشات و اغراض کی طرف میلان ظاہر کیا۔	۲۸۳
اس کے دور حیات کے اخیر وقت تک اس کو ایک خاص قسم کے خبط و خفقان سے کم و بیش متخیر و حیران کرتی رہی۔ اور اسی دھوکے اور فریب دینے والے یقین میں مر گیا کہ میں ایک پیغمبر ہوں۔	۲۸۴

اخبار نور افشاں۔ امریکن مشن پریس لودیانا

(ایک محمدی ملاّ جس نے بقول اخبار مذکور اپنے مرید کی عورت کو خوبصورت دیکھ کر حکمت عملی سے طلاق دلوائی اور اپنے نکاح میں لایا اس کا ذکر کر کے لکھا ہے) اس محمدی ملاّ کا فعل ہم کو تعجب میں نہیں ڈالتا کیونکہ ملاّ نے عین اپنے پیغمبر کی پیروی کی ہے۔	مطبوعہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۵
محمد کے پاس جو وحی آتی تھی وہ بھی دیوتا لاتے تھے۔	۱۲ جون ۱۹۶۶ء صفحہ ۸
ظلم و ستم سے مذہب پھیلائیوالے (مسلمان) ضرور گدھے اور انکالیہ عمل گدھاپن ہے۔	۱۹ جون ۱۹۶۶ء صفحہ ۱
محمد صاحب خود بھی حسن پرست اور عاشق مزاج تھے (ایک قصہ نقل کر کے کہ آنحضرت نے اپنی بیٹی فاطمہ کو بوسہ دیا اخبار نویس نے نتیجہ نکالا ہے) محمد نے اگرچہ چالاکی سے جواب کو بنایا..... اگر عائشہ محمد کو ناجائز حرکات (بقول اخبار نویس اپنی بیٹی کو نظر بد سے چومنا) میں مصروف نہ دیکھتی..... ان حرکات (بیٹی کو بوسہ دینا) میں اعتدال سے بڑھ کر تشقّ کی کثرت پائی جاتی ہے..... جب فاطمہ حور قراردی گئی تو وہ اب کس کی حور سمجھی جائے۔ اور حور کا انسان کی صورت میں اس جہاں میں کیا کام ہو سکتا ہے۔	// صفحہ ۶
اب کوئی نہ کہے کہ محمد حفصہ کے گھر ماریہ لونڈی سے ایسا ویسا کرتا تھا..... اگر آپ کے (مسلمان کے) قول و ایمان کے مطابق اگر عورات سچ سچ جو تیاں ہیں تو مہربانی سے فرمائیے	۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۹

<p>کہ عبداللہ کی عورت آمنہ عبداللہ کے واسطے جوتی تھی یا نہیں جس کا ظہور محمد ہے۔ پھر محمد کی عورتیں مومنین کی مائیں کہلاتی ہیں مگر چونکہ وہ عورتیں ہیں اس لئے وہ جوتیاں ہیں۔ بعد وفات محمد کوئی ان کو نکاح میں نہ لاسکتا تھا۔ اب مومنین ان کو کیا کریں گے۔ سر پر ماریں گے..... حضرت نے بیوہ۔ کنواری۔ مطلقہ کوئی نہ چھوڑی حتیٰ کہ متبئی کی چاہتی کو بھی نہ چھوڑا..... اس بدتہذیبی کارواج دینے والا محمد تھا۔</p> <p>عرب کی تمام منکوحہ عورت بھی کسبیاں ہیں۔</p> <p>(گنہگار قوم کی علامات۔ قوم کے بزرگوں کا جھوٹ بولنا۔ خون کرنا۔ لوٹ اور رہزنی کو جائز سمجھنا۔ زنا کرنے کو خوشخبری سمجھنا۔ مشیت زنی خاص طور کرنا گنہ نہ جاننا۔ ہر ایک کے ساتھ شیطان کا ہونا۔ اُس قوم کا جہنمی ہونا۔ ان علامات کا ذکر کر کے اخبار نویس لکھتا ہے) غرض یہ کہ قوم محمد گناہ کرنے کو قوم بنائی گئی..... پس اُغلب ہے کہ یہ قوم وہی قوم ہو.....</p>	<p>صفحہ ۱۰</p> <p>۱۸ دسمبر ۹۶ء</p> <p>صفحہ ۹</p>
<h3>تفتیش الاسلام مصنفہ پادری راجرس ۱۸۷۰ء</h3>	
<p>بعد ازاں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اس نے (آنحضرتؐ) اپنے خیالات اور توہمات سے ایک نیا مذہب مصنوعی ایجاد کیا۔</p> <p>قرآن کی جھوٹی آیتیں۔ قرآن میں بہت سی آیتیں لغو ہیں۔</p> <p>قرآن و احادیث کی واہیات اور ناپاک تعلیموں کا بیان۔</p> <p>محمد نے اس آیت کے بہانے جہاد کرنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ یہاں سے اس کے دل کا کپٹ اور دغا بازی ظاہر ہوتی ہے۔</p> <p>یہ سب محمد کی بناوٹ اور گھڑت ہے۔ وہ (آنحضرتؐ) ایک نفس پرست آدمی تھا۔</p> <p>لیکن جب (آنحضرتؐ) عشق کے سبب زیادہ جدائی برداشت نہ ہو سکی تو قرآن میں</p>	<p>صفحہ ۲۲</p> <p>۴۹</p> <p>۵۲</p> <p>۵۴</p> <p>۵۷ و ۵۶</p> <p>۵۸</p>

سورہ نور کے آخر ایک آیت مصنوعی عائشہ کی بریت کی وارد کر کے پھر صحبت اختیار کی لیکن اس بہتان کی عقل سلیم تکذیب نہیں کر سکتی۔

۵۸ بارہویں ایک عورت بنی ہلال سے جس کو (آنحضرت نے) بے نکاح اور مہر یعنی اجرت یا خرچی کے گھر میں ڈال لیا تھا۔

۶۰ محمد ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ جو اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کیلئے مصنوعی آیت پیش کر کے اس کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔

۶۵ محمد کی چال چلن کسی طرح پیغمبری کے لائق نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ ایک نفس پرست اور کینہ پرور اور خود غرض آدمی تھا اور نفس امارہ کا از حد مطیع تھا۔ اور اسی سبب قرآن اس کی جھوٹی بنائی ہوئی کتاب ہے جو اس کی نفس پرستی اور شہوت کو پشتی دیتی اور پالتی تھی۔ اس میں ایک بھی ایسی آیت نہیں جس میں حکم ہو کہ اے محمد تو کیوں ہو اور ہوس اور نفسانیت کی طرف مائل ہوتا ہے یا کیوں زینب سے عشق کی آنکھ لڑاتا ہے۔

۸۰ یہ محمد کی بناوٹ اور بہبودہ گوئی ہے۔

۸۲ (آنحضرت کے معراج کو مرگی زدہ کا ایک خواب پریشان ظاہر کر کے یوں لکھا ہے) اس کے خیال میں یہ گذرا ہوگا کہ..... میں نے اپنے تئیں خاتم النبیین ظاہر کیا ہے یہ حیلہ گانٹھنا چاہیے کہ آج رات کو میں ساتوں آسمان اور عرش و گرسی کی سیر کر آیا۔

اس کے (آنحضرت) سارے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ محمد میں تعصب اور مکاری دونوں باتیں کسی قدر پائی جاتی ہیں..... ساتھ اس کے ایک بے وفا خود غرض دل۔ حقیقت میں اس کی گفتار اور رفتار اور عمر کے ساتھ بدی میں بڑھ گئی۔

// نبی بغیر معجزوں کے۔ ایمان بغیر بھیدوں کے۔ اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خوزیزی کے شوق کو ترغیب دیا۔ اور جس کی ابتدا اور انتہا بیحد شہوت پرستی کے ساتھ ختم ہوئی۔

۱۰۰ اے عزیزو..... بلکہ آج ہی دین محمدی چھوڑ کے اور اس جھوٹے نبی کی پیروی ترک کر کے

پادری عماد الدین

اس شخص کی تصنیفات جو ۱۸۷۴ء سے پیشتر شائع ہو چکی ہیں اس قدر دل آزار کلمات سے مملو ہیں کہ خود عیسائیوں نے اسے ملامت کی۔ ہم ان کا اقتباس یہاں نہیں کرتے اور صرف وہ رائیں درج کرتے ہیں جو ہندوؤں اور عیسائیوں نے اس کی کتاب ہدایۃ المسلمین پر ظاہر کیں۔

ہندو پرکاش امرتسر ۱۸۷۴ء و آفتاب پنجاب لاہور۔ ”کیا پادری عماد الدین کی تصنیفات..... کچھ اس کتاب سے شورش انگیزی میں کمتر ہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے اتفاق و محبت کو عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو ہلاکت کا منہ دکھایا..... پادری صاحب کی تصانیف..... مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پھاڑنے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں۔“

شمس الاخبار لکھنؤ باہتمام پادری کریون صاحب ۱۵ اکتوبر ۱۸۷۵ء
 ”نیاز نامہ..... عماد الدین کی تصنیفات کی مانند نفرتی نہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور اگر ۱۸۷۵ء کی مانند پھر غدر ہو تو اسی شخص کی بد زبانوں اور بے ہودہ گوئیوں سے ہوگا۔“

نبی معصوم مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ ۱۸۸۴ء

۱۶ وہ عشق حرام جو محمد صاحب نے مریم نامی مصری لونڈی کے ساتھ کیا۔

ہندوؤں اور آریوں کی گالیاں

پاداش اسلام مصنفہ اندرمن مراد آبادی ۱۸۶۶ء

۹ (رزیلہ کار محمد۔ محمد احمق۔ ستمگار و بدکار)

۱۱ (محمد) مثل مار بر خود پیچیدہ..... فی الفور دم خر پیبود۔

۱۳، ۱۲ محمد تزویرے بکار برد۔ جمیع امور پر فتور ش۔ امام شافعی گپ مے زند۔

- ۱۴ (آحضرت) بجز شہوت پرستی و بدمستی کارے نہداشت ۔
- ۱۵ خالد (صحابی) کہہ زنا پیوست ۔
احمد کہ کامرانی و تن پروری کند او خوشن گم است کرا رہبری کند
- ۱۷ اگرچہ عشق بازی و شہوت طرازی در میان محمد و زینب بوقوع رسیدہ ۔
- ۱۸-۱۹ بر حال محمد باید گریست کہ بدیوٹی مے زیست..... عانتہ چادر عفت درید..... شاید کہ جائے مخصوص بی بی عانتہ در کنار لشکر بود۔ و بگوشہ قافلہ در تنہائی مے آسود..... الغرض در تیرگی شب از لشکر بیروں رفتن..... کار عیفہ و حنیفہ نیست بلکہ شیوہ مکارہ و عیارہ..... خبر زنائے عانتہ۔
- ۲۵ اکنون معترض..... غور فرماید کہ دیوث کیست..... آیا دیوث خدائے اسلام مقیم بیت المحرام است کہ بجواز زنا الہام کرد..... یا پیر معلوم ملّائے روم دیوث است..... بلا اشتباہ آں مرشد مسلمین و ولی مؤمنین..... دیوث بودند۔
- ۲۶ اسلاف خود (اسلاف مسلمانان) سر بسر دیوث بودند..... معبود معبود مخالفین (مسلمانان) جباری و ستمگاری بیش نیست کہ بنا بر تزویج زنا و قتل بر اولیاء و انبیاء وحی می فرستد۔
- ۲۷ پس معبود مفرض مسلمان بنا بر انوائے مردم نیز وحی نماید..... اولیاء و انبیاء فرقیہ محمدیہ کا شہوت پرستان مے بر آرد و بمیان داری و دلالی ہمت می گمارند..... کار خیر البشر خالی از شر نیست
- ۲۹ تخم زانی در زنان مسلمانان تصرف کمال دارد..... جرم زادگی بمسلمانان عیبی عاید نمی گرداند۔
- ۳۰ دین احمدی کہ مانند آئین شیخ نجدیست..... این اشارت بمیان داری و دلّائے آں ولی ست کہ ہچمو مصطفیٰ علی ست..... الحق دریں حدیث محمد داد دیوٹی دادہ و مدار کار امت بر فضیحت نہادہ..... حضرت (آحضرت) را عایت رعایت زنا کاراں منظور افتاد۔
- ۳۱ شاید بازن سعد بن عبادہ حضرت (آحضرت صلعم) نیز پیوستہ بکامرانی پیوستہ باشند لہذا حکم آنکہ مطلب سعدی دیگر است اورا فرمود کہ چنین و چنان باید نمود تا فرصت را غنیمت دیدہ

و یکام دل رسیدہ اندرون مکان مخصوص خود داخل شوند و چون میل در سر مدعاں فروروند محمد اجرائے شہوت یاراں بسر و چشم قبول فرمودہ و برایشاں عورات خرچی جائز نموده۔	۳۲
(ان صفحوں میں متعہ کا ذکر کر کے مسلمانوں کو دیوث اور مسلمانوں کی عورتوں کو بازاری کسبیاں اور کچنیاں قرار دیا ہے۔ اور ازواج مطہرہ آنحضرت صلعم پر حملے کئے ہیں۔)	۳۳-۳۴
طلحہ بر عاتشہ عاشق بود..... مگر طلحہ از ارادہ خود نگذشت تا آنکہ در راہ بصرہ بمراد خود رسید (یعنی زنا کیا)	۳۷-۳۸
۳۹	۳۹
۴۰	۴۰
۴۱	۴۱
۴۵	۴۵

گذشت۔ دلش از ہوائے زناں برگشت۔ چند زناں غمزہ زناں را بے نکاح و خطبہ در
آنغوش کشید و از زنا کاری اصلانہ تر سید۔

خداے مسلمانان عجب مشربے دارد کہ چنین کس را کہ بنائے زنا بے انتہا اقلند ۴۶

برائے رسالت بر میگزیند مراد پریش فکر اختصار است چساں حرکات احمد بر شمارم
زنا شعرا انبیاست از اینجا است کہ محمد را با وصف جہالت جبلی و ضلالت فطری رسول
مقبول پندارند۔

(اسلام کے خداے تعالیٰ کی نسبت لکھا ہے) خر و خنزیر و خرس و بوزنہ گشت۔ ز نادانی گرفتہ
شکل حیوان خود گرگ و شغال و خرس و خنزیر شدہ۔ در شکل خبیث جلوہ آرائی کردہ۔ ۴۸

لازم آید کہ فاعل کفر و شرک و خطا و زنا خدا (خداے مسلمانان) باشد بروز ازل
خداے محمد جابر و ظالم بودہ خداے محمد یہ در عدالت و سیاست کمتر از بشر است۔ ۵۰

ہم کہاں تک اس شخص کی گندہ دہانی کی نقل کرتے جائیں۔ یہ کتاب ۳۸۰ صفحہ پر ہے اور یہاں پچاس صفحات
کا جو اقتباس کیا گیا ہے اس میں سے بھی بے تعداد گالیاں چھوڑ دی گئیں ہیں۔ غرض کہ اس مصنف نے

ہمارے خدا کو۔ ظالم۔ بے ہودہ۔ جابر۔ لاف گداز بکنے والا۔ نخوت کرنے والا۔ فاسد۔

فاجر۔ ہوا و ہوس میں گرفتار۔ ملعون۔ خشک و سوختہ۔ مکار۔ فریبی مکر اور فریب میں اُستاد۔

معتل۔ عزرائیل کے ہاتھ سے مرنے والا۔ فرعونی راہ میں چلنے والا معلم مکر و تدویر۔ سخت

بیوقوف۔ سخت احق۔ دروغ گو شیطان سے فریب کھانے والا بداصل۔ مکار۔ عیار۔

ستم گار۔ متلون مزاج۔ ابلہ۔ مثل ابلیس۔ کاذب۔ شیطان کی طرح مکر سکھانے والا۔

بے عقل۔ ناپاک۔ امرد۔ گدھے سوار۔ کافر۔ زانی۔ معلم۔ فاجر مورد لعنت۔ خالق کذب

و دروغ۔ بدعہد۔ زنا کا الہام بھیجنے والا۔ اسباب شہوت پیدا کرنے والا۔ زنا و اغلام و سرقت

کا موجد۔ مریض بالجیو لیا قرار دیا ہے۔

۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

﴿۱۰۸﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا ہے: - حیوان اور گدھے سے بدتر -
بت پرست - بتوں کا دل و جان سے تعریف کرنے والا - کرامت و خوارق میں ابلیس سے کم -
مسلمانوں کی عورتوں اور بیٹیوں کا پردہ عصمت پھاڑنیوالا - لائق نفرین - سخت شہوت
پرست جسکی فضیلت و اکملت کثرت زنا و مباشرت زنان شوہر دار پر منحصر ہے - جو روکے
ساتھ ناچنے والا - رقاص - منکار - ہموارہ بیکارہائے ناکارہ آوارہ - زشت - بدسرشت -
سیہ مستی والا - زن پرست - دیوث - زنان شوہر دار سے بلا نکاح ہمبستر ہوئیوالا - شرافت
سے تہیدست و مبرا - کنیزک زادہ - لاد و حیوان - گھوڑا - اونٹ - بیشمار دفعہ زنا کر نیوالا - غمی -
زنا کاروں کو عیب پوشی کے لئے فریب سکھلانیوالا - بدعہد - عہد شکن - معلم دروغ گوئی -
تذویر و مکر کر نیوالا - متلون - ابلہ - سوگند شکن - شہوت ران - نافرمان - زنا صریح کر نیوالا -
بے دین - بد آئین - محمد بودیک شہوت پرستے - زصہبائے ہوس محمور مستے - بدیدے
گرز نے یوسف فریے - بلا کا بیس و مہر ش دل بہ بستے - اجنبی عورتوں سے ناگفتنی باتیں
کرنے والا - شریر - دروغ گو - معلم المکر - ذلیل و خوار - جس کا مرنا خس کم جہاں پاک
کا مصداق - بزدل - نامرد - پلید - مخالفوں کے ہاتھ سے پاپوش کھانے والا - پیرمغال -
شرافت محمد سرامیہ شروافت - عشقبا ز - بدچلن - اُس میں اور کافر میں کیا فرق ہے -
بی بی عائشہ کے ساتھ ناچنے والا - زوجہ خدا - بول و براز کھانے والا - موچی - سیہ کار -
بے حد زنا کار - عشق باز - ابلیس میں اور اس میں کچھ فرق نہیں - سیہ مستی اور شہوت پرستی میں
محو - نادان - غلط بیان - خرپابلگ - چرندہ - ابلیس پر تلپیس اور پیغمبر نفس میں کیا فرق ہے -
دیگر انبیاء اسلام علیہم السلام کی نسبت - پیغمبر گنہگار تھے - موسیٰ و عیسیٰ سب خطا کار
ہیں - یوسف نے زلیخا کو برہنہ کیا - وہ مشہوت و زانی تھا - اس نے اپنی مالکہ کی فرج
میں دخول کیا - تمام پیغمبر گلہ بانوں سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتے - وہ شریف نہیں خوار و
ذلیل تھے - وہ عورتوں کے نگ و ناموس کے پردہ کو پھاڑتے رہے - خونریزی

دیکھو صحیح ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱

و ناحق قتل کرنے والے۔ حضرت ابراہیم مکارو کذاب۔ انبیاء احمق و مشرک۔
ادریس مکارانہ چال چلا۔ ادریس مکار فریبی۔ ادریس اور ابلیس میں کچھ فرق
نہیں۔ ابلیس اس سے افضل۔ مسلمانوں کے پیغمبروں کو مسلمہ کذاب پر ترجیح
نہیں۔ دختر فروش۔

ازواج مطہرہ آنحضرتؐ کی نسبت۔ زنان پیغمبر..... بازاری عورتوں سے
ذلیل۔ بلکہ بازاری عورتیں ان سے بہتر۔ مرتکب حرکات ناکارہ۔ عائشہ نے
طلحہ سے زنا کیا۔ عائشہ بے حیا۔ خیرہ را۔

صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت۔ خلیفہ دوم۔ منی خور۔ اغلام
کرانے والا۔ صحابہ رسول کے ازواج رسول کو نظر بد سے دیکھنے والے۔ مکینہ و
دیوث۔ علی غدار۔ بڑا مکار..... صحابہ رسول تلپیس ابلیس میں تندہ۔ قتل بندگان
خدا میں مصروف۔

آنحضرت صلعم کے زمانہ کی دوسری مستورات مومنات کی نسبت۔
مسلمانوں کی عورتیں اور بیٹیاں بازار میں اجرت لے کر زنا کاری کرتی تھیں۔
مدینہ کی لڑکیاں ننگ و ناموس ترک کرنے والیں۔ بعض مومنات خرچی لے کر
سوسو آدمیوں سے روزمرہ زنا کراتی تھیں۔

ائمہ اربعہؓ کی نسبت۔ ابوحنیفہ نے ماں سے جماع و نکاح جائز کیا۔ وہ ماں بہن
بیٹی سے زنا کو برا نہیں سمجھتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ماں سے زنا کیا اور داد
دیوٹی کی دی۔ اس کے نزدیک لواطت بُری نہیں۔ جب امام کو اغلام کے لئے لڑکا
نہ ملا تو جو رو سے لواطت کی۔ امام مالک مرتکب لواطت ہوا۔ امام شافعی کے
زردیک بھی جائز ہے۔ ابوحنیفہ موروثی دیوث و بے حیا.....

دیگر بزرگان دین کی نسبت۔ مؤلف تفسیر عزیزی بے تمیز۔ مسلمانوں کے

۷۵۱، ۷۶۱، ۷۷۱

۷۸۱، ۷۹۱، ۸۰۱

۸۱۱، ۸۲۱، ۸۳۱

۸۴۱، ۸۵۱، ۸۶۱

۸۷۱، ۸۸۱، ۸۹۱

۹۰۱، ۹۱۱، ۹۲۱

۹۳۱، ۹۴۱، ۹۵۱

اولیاء قاتل و خونریز۔ علماء اسلام گروہ زندیقوں۔ مسلمانوں کے ولی مجنون۔	۱۸۰، ۱۲۶، ۸۰
ان کے دل میں ماں بہن بیٹی سے شہوت رانی کا خیال رہتا تھا۔ بزرگ مسلمانان ناپاک زنا کار۔	۲۶۹، ۱۰۸ ۳۳۷
عام مسلمانوں کی نسبت۔ مسلمان بوقت ضرورت ماں۔ بہن۔ پھوپھی۔	۱۰۷، ۱۰۶
خالہ۔ بیٹی سے وطنی کر سکتا ہے۔ کوئی مسلمان کسی ذریعہ سے اولاد حاصل کر لے جائز ہے۔ مسلمان تمام محرمات سے وطنی کر سکتا ہے۔ ان کے نزدیک زنا لائق	۱۱۳، ۱۰۹
پاداش نہیں۔ ان کا سلوک ماں بہنوں سے حیوانوں کی طرح۔ مسلمان حرام زادے۔ ان کی لڑکیوں سے ہزار زنا ہو تو بھی دوشیزہ۔ ان کی شرافت شروافت۔	۱۱۶، ۱۱۵ ۱۵۶، ۱۴۷
ان کے بابا پ ہمیشہ زنا میں مصروف۔ ہر ایک سردار فجاروں۔ ادنیٰ طمع پر بد عہدی کرنے والے کچھنی اور مسلمان منکوحہ عورت برابر ہے۔ مسلمان بے حیا۔	۱۸۰، ۱۵۷ ۲۲۸، ۲۲۳
بے شرم۔ دختر فروش۔ اُمت محمد امت لوط۔ صریح دروغ گوئی میں عیب نہ جاننے والے۔ مسلمان منی خور۔ قالب اہل اسلام ناپاک و خبیث۔ ان کا منہ ناپاک ان کے اصول گندے۔ مسلمان خلقت درندے کتوں اور گیدڑوں سے بدتر۔	۲۹۵، ۳۲۲ ۳۳۱
فرشتوں کی نسبت۔ اسلامی فرشتے بد مست۔ بت پرست۔ زنا کار۔ ستمگار۔	۱۲۳، ۱۷۵
جبرئیل نے مریم سے زنا کیا۔ جبرئیل نے مریم کے پردہ عصمت کو پھاڑا۔ جبرئیل ابواش و عیاش رذیل۔ جبرئیل پرندہ ایست کہ گاہے امرد می شود و در فرج زنی	۱۷۶، ۳۵۰ ۳۷۱
(حضرت مریم صدیقہ) سیم تے نخچہ دہنے سبز پیر ہنے باد بدمد۔ و بوے دریا بد۔	
متفرق۔ فقہ مسلمانان سفاہت ہے۔ مسلمانوں کا گندہ مذہب امرد لڑکوں سے عشق بازی کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانوں کی لڑکیاں بلا خرچی لینے صحبت نہیں کر سکتیں۔ مہر اور خرچی ایک ہے۔ تقرر مہر ایک بُرا اور نامعقول طریقہ۔ بیت الحرام کہ فی الحقیقت	۱۰۶، ۱۵۴ ۱۵۵، ۱۵۶ ۳۲۳



کشت زشت است و بانیش کذب سرشت وجود عصیاں در گو عدم رود۔	
قرآن شریف کی نسبت معنیٰ باشد ضلالت سر بسر از ضلالت می دہد قرآن خبر	
از ضلالت باردار دایں شجر بہتر است اورا بریدن از تمبر	۱۳-۷
ہذیان۔ مجہول عفریت کا آراستہ کردہ کلام۔ محمد کی تراشیدہ باتیں۔ ترہات باطلہ۔	۶۰-۵۷
مزخرفات۔ تقویم پارینہ۔ قرآن وحدیث میں لواطت۔ زنا۔ قمار بازی۔	۱۱۹-
شراب خوری بھنگ نوشی کی تعلیم ہے..... بانی قرآن کذاب حالش	
مثل مست خراب کہ دمش مطابقت قدم ندارد۔ قرآنی اعمال کو مشمر نجات	۳۱۶-۳۰۸
سمجھنا اور شیطانی افعال کے ساتھ داخل بہشت ہونا برابر ہے۔ اقوال بانی	۳۶۶-۳۵۵
قرآن وحدیث بر مثال مقال مسیلمہ کذاب ومست و خراب۔ قرآن بافتہ	
نادانی ثرولیدہ بیانے سخت ہذیانے۔ کج مج زبانیے۔ ہیچ مدانیے۔	
غباوت نشانے۔ سُست تیبانیے۔ قرآن کی نقلوں میں عقل کو دخل نہیں۔	
وہ یک قلم باطل۔ اس کا ماننے والا صدق و صفا سے عاقل۔ بر سپارہ صفحہ	
قرآن فوارہ بول مے زند۔	

ستیا رتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند ۱۸۷۵ء

ماخوذ از ترجمہ ستیا رتھ پرکاش مطبع کشن چند کمپنی لاہور

اللہ تعالیٰ کی نسبت۔ ۶۸۳۔ بے رحم۔ شیطان سے بھی بڑھ کر شیطنت کرنے والا۔
 عورتوں میں غلطاں۔ ۶۸۵۔ فرشتوں کو دھوکہ دے کر بڑائی کرنے والا اس لئے ریاکار۔ لاف زن۔
 ہمہ دان نہیں۔ بے قدرت۔ جب ایک کافر شیطان نے خدا کے چھلکے چھوڑا دیئے تو کروڑوں
 کافروں کے آگے اس کی پیش کیا جائے گی۔ ۶۸۶۔ کم علم۔ کم ہمت۔ ۶۸۷۔ فریبی۔ جھوٹا۔ ۶۹۹۔
 دوالیہ۔ ۷۰۰۔ بھان متی کا تماشا کرنے والا جس کو عقلمند دور سے سلام کریں گے۔ ۷۰۱۔

عورتوں کا شائق۔ ۷۰۲۔ طرف دار۔ ۷۰۳۔ بے انصاف۔ ۷۱۰۔ مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ ۷۰۳۔ جہالت و تعصب سے پُر۔ ۷۱۲۔ شیطان تو سب کا بہکانے والا ہے۔ مگر خدا شیطان کو بہکانے والا ہے۔ گویا شیطان کا بھی شیطان خدا ہے۔ خدا میں پاکیزگی نہیں۔ سب برائیوں کا مخزن و معاون۔ کم علم بے انصاف۔ کیا تمہارا خدا بہرہ جو پیکارنے سے سنتا ہے۔ ۷۰۶۔ پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا۔ ہاں اتنا فرق کہا جا سکتا ہے کہ خدا بڑا شیطان اور عزرائیل چھوٹا شیطان ہے..... پس اس اصول سے خدا ہی شیطان ثابت ہو گیا۔ ۷۱۳۔ مکاروں کی طرح خوف دلانے والا۔ بے علم۔ ۷۲۳۔ اس میں اور شیطان میں کوئی فرق نہیں..... خدا کو کیوں دوزخ نہ ملنا چاہیے۔ ۷۲۴۔ جب شیطان کا گمراہ کرنے والا ہی خدا ہے تو وہ خود شیطان کا بڑا بھائی ہے۔ خدا معاون شیطان ہے۔ ۷۱۶۔ اندھا دھند لڑنے والا۔ انصاف رحم اور نیک اوصاف سے مبرا۔ ۷۲۷۔ خدا ہی شیطان کا سردار۔ اور سارے گناہوں کا موجب۔ ۷۳۶۔ اپنے منہ میاں مٹھو۔ قرآنی خدا نے اندر جال کا تماشا دکھا کر جنگلی لوگوں کو اپنے بس میں کر لیا۔ ۷۴۶۔ اگر اس قسم کے پیغمبروں (یعنی لوط جس نے بالفاظ ستیارتھ پر کاش بیٹیوں سے جماع کیا) کو خدا نجات دے گا تو وہ خدا بھی اپنے پیغمبر کی ہی مانند ہوگا۔ (یعنی لوط کی طرح جس نے بزعم پنڈت دیانند بیٹیوں سے زنا کیا)۔ ۷۴۸۔ شیطان کا بہکانے والا شیطان کا شیطان۔ باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے کے باعث ادھر م کرنے والا اور شیطان کا ساتھی۔ ۷۵۷۔ خدا محمد صاحب کے لئے بیویاں لانے والا حجام تھا۔ ۷۵۶۔ محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنے والا خدمتگار۔

آنحضرت صلعم کی نسبت۔ ۷۰۳۔ مطلب براری کے لئے قرآن بنانے والا۔ نبیت کا صاف نہیں۔ ۷۰۸۔ اپنی مطلب براری اور دوسروں کا کام بگاڑنے میں کامل استاد۔ ۷۱۶۔ کیا رسول اور خدا کے نام پر دنیا کو لوٹنا لٹیروں کا کام نہیں۔ کیا خدا بھی ڈاکو ہے اور لٹیروں (صحابہ آنحضرت صلعم) کا معاون پیغمبر جہان میں فساد ڈالنے والا امن عامہ کا رخنہ انداز۔ ۷۱۹۔ یہ خدا کے نام پر

مردوزن کو مطلب کے لئے لالچ دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کوئی محمد صاحب کے جال میں نہ پھنستا..... حضرت محمد صاحب! آپ نے بھی تو گوگلی گوسائیوں کی ہمسری کی جو اپنے مریدوں کا مال اڑا کر ان کو پاک کر دیتے ہیں۔ ۴۲۔ ان دونوں (اللہ تعالیٰ و آنحضرت صلعم) میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان ہو جاوے گا اور ایک کا شریک دوسرا ہو جاوے گا۔ واہ قرآنی خدا اور پیغمبر اپنی اپنی مطلب براری کے لئے کیا کیا نہیں کیا..... جنگلی آدمی بھی اپنی بہوؤں سے پرہیز کرتا ہے اور کیسا غضب ہے کہ نبی کی شہوت رانی میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہوتی..... جب بیٹے کی بہو پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے پیغمبر نہ رک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہوں گے۔ ۴۳۔ تعجب ہے کہ جو لوٹ مچاویں ڈاکہ ماریں وہ خدا، پیغمبر اور ایماندار کہلاویں۔ ۳۳۔ جیسے غدر مچانے والے خدا اور نبی بے رحم ہیں ویسا دنیا میں اور کم ہی ہوگا۔ ۵۷۔ کیا جس کی بہت بیویاں ہوں وہ خدا پرست یا پیغمبر ہو سکتا ہے جو ایک کی قدر کر کے دوسری کی بے قدری کرے وہ ادھر می ہے یا نہیں..... جو بہت سی بیویوں کے باوجود لونڈی سے ناجائز تعلق پیدا کرے اس کے نزدیک حیا عزت کا پاس اور دھرم کیونکر پھٹک سکتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے زانی آدمیوں کو نہ حیا ہوتی ہے اور نہ خوف ان سے نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کلام اللہ تو کجا کسی عالم نیکو کار کی بھی تصنیف نہیں۔

متفرق۔ ۶۸۴۔ مسلمانوں کا بہشت گوگلی گوسائیوں کے گیولوک اور مندر کی طرح ہے۔ ۶۹۴۔ مسلمان بت پرست ہیں اگر بت شکن ہیں تو انہوں نے بڑے بت یعنی مسجد کعبہ کو کیوں نہ توڑا..... محمد صاحب نے چھوٹے چھوٹے بتوں کو مسلمانوں کے گھر سے نکالا لیکن پہاڑ کی مانند مکے کا بڑا بت ان کے مذہب میں داخل کر دیا۔ ۶۹۷۔ ایسی تعلیم خدایا اس کے رسول کی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خود غرض اور جاہل کی ہو سکتی۔ ۱۱۔ بہشت کیا ہے رنڈی خانہ۔ ۷۰۳۔ جہاں اسلام نے فروغ پایا وہ وحشی اور مجہول آدمی تھے اس لئے ان میں یہ خلاف علم و عقل مذہب پھیلا۔ ۴۲۔ مذہب اسلام لچر۔ غیر مدلل خلاف عقل خلاف دھرم۔

قرآن شریف کی نسبت۔ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کلام مبہم ہے تو کیا چوری زنا کاری جھوٹ اور گناہوں کا آغاز خدا کے نام پر کیا جاوے! ۶۸۸۔ یہ سب باتیں (یعنی قرآن کی باتیں) طفلانہ ہیں..... سچی نہیں۔ ۶۹۵۔ محمد نے یہ بات (آیت قرآن شریف) اپنے مطلب کے لئے گھڑی تھی۔ ۷۰۷۔ ایسی تعلیم (تعلیم قرآن) کوئے میں پڑے۔ قرآن جیسی کتاب محمد صاحب جیسے رسول قرآنی اللہ جیسے خدا اور اسلام جیسے مذہب سے دنیا کو سراسر نقصان ہے ان کا نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ اس قسم کے بیہودہ مذہب سے کنارہ کش ہو کر داناؤں کو وید کے احکام ماننا چاہیے۔ ۷۰۹۔ اس کا مصنف ایک نہیں بلکہ بہت سے آدمی ہیں۔ ۷۱۴۔ قرآن میں کہیں اونچے کہیں دھیمے پکارنے کا حکم ہے۔ ایک دوسرے کی متضاد باتیں۔ سو دانیوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ ۷۱۵۔ یہ کلام اللہ نہیں۔ کسی مکار کا کلام ہے۔ ورنہ اس میں اس قسم کی واہیات باتیں کیوں ہیں۔ ۷۲۰۔ اس کی آیتیں محسن کشی کی تعلیم دینے والیں اس کا مصنف علوم طبعی سے ناواقف۔ ۷۲۹۔ اس میں لغو اور جاہلانہ باتیں ہیں اس کے پیرو بے علم ہیں۔ ۷۳۱۔ ایسی فحش باتیں کلام اللہ میں تو کجا کسی شائستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں۔ ۷۳۲۔ قرآن کلام اللہ تو کجا کسی سمجھدار آدمی کی بھی تصنیف نہیں۔ ۷۵۳۔ اسی تعلیم (تعلیم قرآن شریف) نے مسلمانوں کو، غدر مچانے والا، سب کو ایذا پہنچانے والا، خود غرض بے رحم بنا دیا۔ ۷۵۷۔ قرآن کلام اللہ، کلام اللہ تو کجا بلکہ کسی عالم نیکو کار کا بھی کلام نہیں۔ ۷۶۱۔ خلاف وضع فطرت گناہ عظیم کی بنا یہ (قرآنی تعلیم) ہے۔

نسخہ خط احمدیہ مصنفہ لیکھرام پشاوری مطبوعہ ۱۸۸۸ء

(اس شخص کے اصلی دل آزار فقروں کو چھوڑ کر یہاں نہایت اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ اس نے ہمارے خدا ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اسلام اور ہماری کتاب کی نسبت کیسے کیسے دلخراش الفاظ استعمال کئے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت محتاج۔ فریبی۔ کمینہ۔ حیلہ کرنے والا۔ دھوکہ باز۔ دھوکہ میں پھنسانے والا۔ سرگردان۔ ۶۸۔ مشونازاں بایں مولائے مکار و عجیب خود۔ کہ از ابلیس بالاتر با بجا د فریب خود۔ ۶۹۔ فرضی خدا قرآن وہی عرش کے بالا خانہ پر خیالی کچھری کرنے والا۔ ۹۹۔ رذیلہ تمسخر کرنے والا۔ ۱۰۱۔ گھر کی عقل یادداشت اور گیان سے خالی۔ مغلوب نسیان و سہو۔ بے علمی کا مُقَر۔ ۱۱۶۔ گر ہمیں اللہ است و ایں مخلوق۔ بہر یادداشت بایدش صندوق۔ تقریری حساب سے محض اُمّی، بے انتظام پر لے درجہ کا غافل۔ غفلت کی نیند سونے والا۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ شیاطین کا بھائی بند۔ ۱۳۱۔ اس کے اندر سے رچھ سو ر مرغ تیتز نکلے ہیں۔ ۱۶۴۔ خدا شیطان اور شیطان خدا ہے۔ گمراہ کرنے والا۔ ۲۵۵۔

ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت۔ لوٹ مار کرنے میں سرآمد عرب حقیقی عزتوں سے منزلوں دور۔ ۳۷۔ جس کا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا ہوا۔ ہوا ہوس کا مغلوب۔ قسم توڑنے والا۔ نفسانی خواہشوں کو عمل میں لانے کیلئے اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے خدا کے احکام بنانے والا۔ بیگانی عورتوں پر عاشق ہو جانے والا۔ جھوٹے الہام کا دعویٰ دار۔ ۴۱۔ ۴۲۔ بد اخلاق۔ ضد و فریب سے تعلیمات کو خراب کرنے والا۔ قتل انگیز دینی حرارت والا۔ رنج آور۔ عصب کا کمزور۔ وسواسی۔ مکر کرنے والا۔ عیار۔ جوش تعصب ملک گیری اور شہوت نفسانی کے بڑھانے کے لئے جس نے دعویٰ کیا۔ عورتوں کا بڑا عاشق۔ شہوت پرست۔ وکڈ یعنی فاسد بدکار۔ ہیو پا کر لسی والا۔ دغا باز۔ دغا بازی کی پھسلاٹ کے ہنر میں لائق۔ فراڈ کرنے والا۔ دھوکا دہ۔ ۴۶۔ ۴۷۔ بنی نوع انسان کا بدترین دشمن۔ ۴۸۔ رحمة للعالمین نہیں بلکہ زحمت للعالمین ہے۔ مسیلمہ کذاب اس سے بہتر ہے۔ ۶۲۔ ۶۳۔ فریب باز۔ لوٹ کا مال لینے کیلئے زکوٰۃ کا جھوٹا بہانہ بنانیو والا۔ مکر و فریب کرنیو والا۔ معلم دغا بازی ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔

متفرق۔ موسیٰ نے شیطان سے توحید حاصل کی۔ ۳۱۸۔ مسلمانوں کا جد امجد آدم عقل سے چاہ جہالت میں گرنے والا۔ دانائی سے فارغ خطی لینے والا ملعون۔ ۲۷۹۔ اسلام خونریزی کو شوق

دلانے والا۔ اس کی ابتدا و منتہا شہوت پرستی۔ ۴۲۔ معراج کا قصہ جھوٹا۔ لغو مکر کی بات ۶۶۔
(جمعہ کو چونکہ ایرانی نجوم میں زہرہ کہتے ہیں اس لئے روز جمعہ کو ایک بدکار طوائف کہا ہے اور
مسلمانوں کا تعظیم جمعہ کرنا گویا اس بدکار طوائف کیلئے وحشیانہ جوش جنبانی ہے۔ ۱۷۵)

قرآن شریف و احادیث کی نسبت۔ اس کی بنا فاسد ہے۔ ۲۹۔ قرآن
علم و حکمت عام عقل کے برخلاف علمی نتائج میں بدی پیدا کر نیوالا۔ ۴۲۔ ناسزا اور تعظیم۔ اس کی
تعلیمات نہایت معیوب اکثر غلط۔ اس کے پڑھتے ہی سخت مزاج اور نفسانی ہو جانا۔ ۴۳۔
قرآنی بہشت کی تعلیم عیاشوں اور بدکرداروں کو خوش کرنا ہے۔ ۴۴۔ اس کی تعلیم زشت۔ ۴۵۔
اس کی تعلیم تاریک گمراہی پھیلانے والی۔ لوگوں کو کینہ و راور بے رحم بنانے والی۔ حرص کینہ
شہوت کو جائز رکھنے والی۔ ۴۹۔ ۵۰۔ قرآن احقاق حق سے سراپا شرمناک ہے۔ ۷۱۔ قرآن
کے خاتمہ بالخیر ہونے سے ملک ایشیا اس ہیضہ سے نجات پاتا۔ ۲۷۳۔ قرآنی جنت۔ نفسانی
اور جسمانی بلکہ عشرت کدہ حیوانی۔ عقل کے خلاف۔ دور از انصاف۔ بعید از قیاس روحانیت
کی ستیاناس کرنے والی۔ شیطان کی ماواطجا۔ ۳۱۶۔

تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھر ام آریہ مسافر مطبوعہ چشمہ نور امرتسر ۱۸۹۰ء
اللہ تعالیٰ کی نسبت۔ صفحہ ۳۶۔ بے علم۔ نا فہم۔ دھوکہ باز۔ فریبی۔ حیلہ پرداز۔

داؤ کھینے والا۔ بیوقوف۔ ۳۷۔ کمرہ کرن کی نیند سے بیدار نہ ہونے والا۔ قرآنی خدا عالم
غیب نہیں وہ محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح زچہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ علم مباحثہ
سے ناواقف زودرنج تعصب والا ہے۔ ۳۸۔ اس سے شیطان زور آور ہے۔ ۳۹۔ وہ ایک
ایسا شخص ہے جو مکر و فریب سے یا اتفاق وقت سے سلطنت کو پہنچ گیا مگر علم و عقل سے عاری۔
ناواقفوں سادہ لوحوں یا اپنے جیسے پر اس کی حکومت۔ بہادری کا اس میں نشان نہیں.....
خدائی کرنے کا گیان نہیں..... دانائیں..... معاملات ملکی کا تجربہ کار نہیں۔ ۴۲۔ جن فرشتوں

نے خدا کا ڈولہ اٹھایا ہوا ہے..... وہ اگر کاندھے سر کاویں..... تو بتلائیے..... خدائے محمدیاں کسی غار میں گرا پائیں..... اور اگر گر کر مر جائے تو پھر مولا کون کہلائے۔ ۴۷۔ وہ شیطان سے مقابلہ کرنے میں ترساں ہے۔ ۵۶۔ ۵۷۔ جلا د۔ ستمگار۔ ذابح الجاندار۔ ۲۲۲۔ ظالم۔ جبار۔ غافل۔ خود غرض۔ بد فعلی اور پلیدی کا رہنما۔ بد چلنی اور فعل شنیعہ کا خدا۔ ۲۳۳۔ رشوت لینے والا۔ آدمی کی شکل والا۔ بالا خانہ پر بیٹھنے والا۔ فریب کھیلنے والا۔ شیطان سے ڈر نیوالا۔ ۲۴۰۔ موسیٰ والی آگ گویا گنی دیوتا کی پرستش ہے۔ ۲۵۴۔ خدا بڑا ہی کاذب ہے یا جو اُکھلیتا ہوگا جو جھٹ طاق کی قسم کھاتا ہے۔ ۲۵۶۔ اس کے قول و فعل قابل اعتماد نہیں۔

۲ آنحضرت صلعم کی نسبت۔ حاشیہ صفحہ ۷۵۔ اہل مکہ سے صلح کے بعد کسی سبب سے جو طبیعت آزرہ ہو گئی تو جھٹ وہ آیت منسوخ کر دی کہ وہ خدا کا کلام نہیں شیطان کا کلام ہے۔ شیطان نے میرے منہ میں ڈال دیا تھا۔ ۱۳۵۔ قتل کرانے والا۔ بُت پرست۔ علمی کتابیں جلانے والا۔ بے نکاحی عورتوں سے جماع کرنے والا۔ اپنے الزام خدا کے ذمے لگانے والا۔ ۱۴۱۔ علی نامی پہلوان کو رازدار بنانے کے لئے اپنی بیٹی نکاح کر دی۔ اور دولڑکیاں عثمان کے حوالے کر کے دوسرا رازدار بنایا۔ ذوالنورین کا خطاب دے کر ڈبل دامادی کی زنجیر میں پھنسایا۔ اسی طرح عمرو ابو بکر سے یارانہ بنایا۔ کسی کو کسی طرح کسی کو کسی داؤ سے ملایا غرضیکہ پانچ پنجے مل کیجئے کاج۔ ہاریئے جیتئے آئے نہ لاج۔ ۱۶۵۔ قتل عام اور ظلم و جور کرنے والا۔ ۲۴۴ شعبہ باز۔ ۲۵۶ قاصر البیان ناواقف انجان۔ ۲۸۰ خدائی حدود کو توڑنے والا۔

قرآن شریف کی نسبت۔ ۳۵۔ آدم کا قصہ۔ الم غلم ولا نسلم تمسخر آمیز داستان۔ ۵۸۔ ایک قمار باز یا چور بھی ایسا ک نستعین پڑھ کر مد مانگ سکتا ہے۔ ۶۰۔ آخر آیات سورہ فاتحہ سخت نقصان رساں اور خدا پر بہتان باندھنے والیں۔ قرآن میں شیر شہد شراب..... پستانوں اور رُخساروں کے سوار روحانی سرور کا نام ندارد۔

۱۰۸۔ اس کی تعلیم خیالی لائبریری۔ خون کی پیاسی۔
۱۰۹۔ پراز کذب و لاف گم از صداقت۔

متفرق۔ ۵۳۔ موسیٰ آتش پرست۔ ۱۳۵۔ سلیمان بت پرست زانی قاتل۔ موسیٰ
قتل عام اور زنا کرانے والا۔ باکرہ چھو کر یوں سے زنا بالجبر کرانے کا مرتکب۔ جھوٹا۔ ۱۳۹۔
نشان اسلام قتل عام۔ اسلام دین بالجبر ویران کنندہ عالم۔ ۱۳۶۔ آدم خدا کا پالتو طوطی۔
۱۴۰۔ اسلامی بزرگ افترا پرداز۔ مسودہ باز، مشورہ باز۔ ۲۶۴۔ اسلام و دہریت توام۔

کتاب ثبوت تناسخ مصنفہ لیکھرام مطبوعہ مفید عام لاہور ۱۸۹۵ء

۱۴۷۔ قرآنی خدا لوگوں سے تمسخر کرتا ہے۔ جعفر زلی کی طرح یا ملاد و پیازہ
کی طرح ورنہ وہ فی الحقیقت ظالم و مکار ہے۔ ۱۵۴ (اسلامی) خدا یا خود غرض ہے یا
پاگل یا ظالم۔ ۱۵۷۔ قرآنی خدا رشوت خوار حاکم سے کم نہیں۔ ویدک خدا کے آگے
خدائے محمدیان کی شامت ہے۔ ۱۶۹ آپ (ایک مسلمان) جس خاک پر ہر روز
بول و براز کرتے ہیں وہ تمہارے بزرگوں کی خاک ہے..... گور میں ان کی
خاک کو بچھو کیڑے کھاتے ہیں۔ خلق عالم جوتے پہنے ان کے سر پر گذرتی ہے
..... تمہارے بزرگوں نے کتوں کے قابلوں میں حلول کیا۔ ۱۷۱۔ غریب
بے بضاعت خدا عرش کے بالا خانہ پر ہنوز چشمہ نش نگرانست کہ ملکش پریشان است
کی طرح اوسان باختہ بیٹھا رہے گا۔ چند دنوں سے غریب بے بضاعت خدا نقش
موہوم و خیل کی طرح مداری بن۔ اپنے پیٹ سے انتڑیاں نکال۔ تماشا دکھلا۔ خدا بن
بیٹھا۔ گدھا، بلا، سور، کتا، خرس، پاخانہ خدا کو خود بننا پڑا..... ایسے مداری تماشا
گر چھلیا۔ نقش موہوم بہر و پیا بلکہ خیل کا کیا اعتبار۔

ہماری نسبت

میاں نذیر حسین دہلوی المعروف بہ شیخ الکل

وہ فتویٰ جو ہماری تکفیر میں رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۳ میں شائع ہوا اس کے راقم اور استفتا کے مجیب یہی شیخ الکل ہیں۔ راقم فتویٰ یعنی میاں صاحب اس فتوے میں ذیل کے الفاظ میری نسبت استعمال کرتے ہیں۔

اہل سنت سے خارج۔ اس کا عملی طریق لحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے۔ اس کے دعوے و اشاعت اکاذیب اور اس لحدانہ طریق سے	۱۴۰
اس کو تمہیں دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے ایک دجال کہہ	۱۴۱
سکتے ہیں۔ اس کے پیروہم مشرب ذریات دجال۔ خدا پر اتر ابا ندھنے والا۔	۱۴۵
اس کی تاویلات الحاد و تحریف۔ کذب و تدلیس سے کام لینے والا۔	۱۵۲
دجال۔ بے علم۔ نافرہم۔ اہل بدعت و ضلالت۔	۱۶۷
	۱۸۰
	۱۸۳
	۱۸۵
	//

جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتویٰ دیا وہ صحیح ہے..... اب مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز کریں۔ اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں۔ جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں۔ نہ اس کی محبت اختیار کریں۔ اور نہ اس کو ابتداءً سلام کریں اور نہ اس کو دعوت مسنون میں بلاویں۔ اور نہ اس کی دعوت قبول کریں اور نہ اس کے پیچھے اقتدا کریں اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں..... الخ

شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

اشاعۃ السنہ نمبر یکم لغایت ششم جلد شانزدهم ۱۸۹۳ھ

☆ اسلام کا چھپا دشمن - مسیلمہ ثانیہ و جمال زمانی - نجومی - ربلی - جوتشی - اٹکل باز -	۴، ۳، ۲
جفری - بھنگر - پھکڑ - اڑڑ پوپو - اُس کا موت کو نشان ٹھہرانا حماقت و سفاهت	۱۷، ۱۲، ۱۱
شیطان ہے - مگار - جھوٹا - فریبی - ملعون - شوخ گستاخ - مثیل الدجال -	۲۲، ۱۸
اعور و دجال - غدار - پُرفتنہ و مگار - کاذب - کذاب - ذلیل و خوار مردود -	۳۳، ۳۷
بے ایمان - روسیہ مثیل مسیلمہ واسود - رہبر ملاحدہ - عبدالدرہم والد نانیر -	۴۲، ۳۹
تمغات لعنت کا مستحق - مورد ہزار لعنت خدا و فرشتگان و مسلمانان - کذاب - ظلام -	۴۴، ۴۳
افاک - مفتری علی اللہ - جس کا الہام احتلام ہے - پکا کاذب - ملعون - کافر -	۴۹، ۴۷
فریبی - حیلہ ساز - اکذاب - بے ایمان - بے حیا - دھوکہ باز - حیلہ باز - بھنگیوں	۶۳، ۵۴
اور بازاری شہدوں کا (سر) گروہ - دہریہ - جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق -	۱۱۷، ۱۱۷
جس کا خدا معلم الملکوت (شیطان) - محرف - یہودی - عیسائیوں کا بھائی -	۱۱۸
خسارت مآب - ڈاکو - خونریز - بے شرم - بے ایمان - مگار - طرار -	۱۳۳، ۱۲۹
جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنة بازاری شہدوں چوہڑوں بہائم اور	۱۳۴
وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا - مکرچال - فریب کی چال والا - جس کی	۱۵۰، ۱۴۲
جماعت بدمعاش - بدکردار - جھوٹ بولنے والی - زانی - شرابی - مال	۱۷۳
مردم خور - دغا باز - مسلمانوں کو دام میں لا کر ان کا مال لوٹ کر کھانے والا -	
ایسے سوال و جواب میں یہ کہنا.....	
حرام زادگی کی نشانی ہے -	
اس کے پیر و خزان بے تمیز -	

یہ الفاظ یہاں صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر نکالے گئے ہیں اور اس رسالہ میں سے بھی اور بہت سے ملتے جلتے الفاظ چھوڑے گئے۔

غزنوی گروہ

مولوی عبدالجبار صاحب نے فتویٰ مذکورہ بالا پر صفحہ ۲۰۰ دستخط کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں۔

”ان امور کا مدعی رسول خدا کا مخالف ہے..... ان لوگوں میں سے جن کے حق میں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں دجال کذاب پیدا ہوں گے..... ان سے اپنے آپ کو بچاؤ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور بہکانہ دیں۔ اس (قادیانی) کے چوزے (اتباع) ہنود اور نصاریٰ کے مخصنٹ ہیں“۔

احمد ابن عبداللہ غزنوی۔ صفحہ ۲۰۱

”قادیانی کے حق میں میرا وہ قول ہے جو ابن تیمیہ کا قول ہے جیسے تمام لوگوں سے بہتر انبیاء علیہم السلام ہیں ویسے ہی تمام لوگوں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو نبی نہ ہوں اور نبیوں سے مشابہ بن کر نبی ہونے کا دعویٰ کرے..... یہ بدترین خلاق ہے۔ تمام لوگوں سے ذلیل تر۔ آگ میں جھوکا جائے گا“۔

عبدالصمد ابن عبداللہ غزنوی۔ صفحہ ۲۰۲

”غلام احمد قادیانی کجمر و بلید فاسد ہے۔ اور رائے کھوٹی۔ گمراہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والا۔ چھپا مرتد۔ بلکہ وہ اپنے اس شیطان سے زیادہ گمراہ جو اس کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ شخص ایسے اعتقاد پر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور نہ یہ اسلامی قبرستان میں دفن ہو۔

عبدالحق غزنوی

اشتہار ضرب النعال علی وجہ الدجال

۳ شعبان ۱۳۱۲ھ

دجال - ملحد - کاذب - روسیہ - بدکار - شیطان - لعنتی - بے ایمان - ذلیل - خوار - خستہ - خراب - کافر - شقی سرمدی ہے۔ لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار ہے۔ لعن طعن کا جوت اس کے سر پر پڑا۔ بے جاتا ویل کرنیوالا..... مارے شرمندگی کے زہر کھا کر مر جاوے گا..... بکواس کرتا ہے..... رسوا ذلیل شرمندہ ہوا۔ اللہ کی لعنت ہو..... جھوٹے اشتہارات شائع کرنے والا۔ اس کی سب باتیں بکواس ہیں۔

نام کتاب و نام مصنف	تاریخ طبع	صفحہ	الفاظ یا عبارت
تائید آسمانی مصنفہ منشی	۲۳ جولائی	۲	مرزا صاحب دھوکہ باز اور گمراہ کرنیوالا ہے۔
محمد جعفر تھانیسری	۱۸۹۲ء	۱۳	مرزا صاحب تارک جمعہ و جماعت - وعدہ خلاف - سیرت محمدی سے کوسوں دور
//	//	۲۳	مرزا صاحب عیار - جھوٹا دعویٰ دار -
//	//	۲۴	مرزا صاحب چالاک اور بٹہ باز -
//	//	۲۸	مرزا صاحب فضول خرچ - مسرف - حیلہ ساز -

اشتہار مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز لدھیانویاں مطبوعہ ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ء میں یہ لکھا ہے۔ ”خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ و جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے..... اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہے جو چاہے ان کی عورتوں سے نکاح کر لے۔“

<p>مرزا صاحب رو باہ باز۔ عیار۔ قادیانی رافضی۔ بے پیر۔ دجال۔ یزید۔ اس کے مرید یزیدی۔ خانہ خراب۔ فتنہ گر۔ ظالم۔ تباہ کار۔ روسیاء۔ بے شرم۔ احمق۔ کاذب۔ خارجی۔ بھانڈ۔ یاوہ گو۔ غبی۔ بد معاش۔ لالچی۔ جھوٹا۔ کافر۔ مفتری۔ ملحد۔ دجالی حمار۔ اخس۔ بکواسی۔ بد تہذیب اور دون ہے۔ مشرکانہ خیال کا آدمی۔ اس کا گاؤں منحوس ہے۔ اس کی دجالیاں اور مٹکاریاں اور رمالیاں اظہر من الشمس ہیں۔ اس کی کتابیں ایمان اور دین کا ازالہ کرنے والی ہیں۔</p>	<p>۳۳ صفحہ ۱ سے ۸ تک</p>	<p>// نظم حقانی مسمی بہ سرائر کادیانی مشتہرہ سعد اللہ نو مسلم لدھیانوی ۲۳ شعبان ۱۳۱۳ ھ</p>
<p>مرزا کاذب ہے۔ مفتری۔ یاوہ گو۔ تباہ کار۔ مٹکار۔ نبی۔ غوی۔ غبی۔ گمراہ۔ نادان۔ فضول۔ ڈھکوسلی۔ بیہودہ سرائے۔ کاذب۔ جھوٹا۔ دروغ گو۔ بے شرم۔ ننگ خلاق۔ کاذب۔ بانی ملت مبتدعہ۔ تلبیس کرنے والا۔ داعی ملت بدعیہ۔ سرکش طبع۔ راندہ درگاہ ازلی۔ گم کردہ صراط مستقیم۔ سوء فہم۔ باد پیمائی کرنے والا۔ اثر خایاں۔ چاہ ضلالت میں ڈوبا ہوا اور گمراہی کے تذویر میں پھنسا ہوا ہے۔ عجب و تکبر میں گرفتار۔ مزخرفات موہومہ باطلہ کا کہنے والا۔ اس کی جماعت ضلالت و گمراہی میں ہے۔ اس کی مراسلت سراسر فضول و لچر ہے۔ اس کے دلائل سب و شتم و فحش سے بھرے ہوئے ہیں۔ مرزا مقہور شکستہ بال ہے۔ اس کی باتیں ہفوات اور ہزلیات ہیں۔ وہ گمراہ غسی ہے۔ اس کی تحریرات میں خرافات ہیں۔ اس کے دہن کے ترشحات گندیدہ ہیں۔ اس کا مدعا</p>	<p>۱ //</p>	<p>بُت شکن مشتہرہ محمد رضا الشیرازی الغروی شیعہ۔ مطبوعہ قمر الہند //</p>

زور و طغیان ہے۔ شتم و فحش و بہتان لانے والا۔ افترا و کذب کے دلائل پیش کرنے والا۔ شاعت و فضیحت کے سوا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ کاذب دارالبوار میں جائے گا۔ ظلمت۔ کفر۔ طغیان ان کی وجہ سے دنیا میں ہے۔

راجندر سنگھ

ایڈیٹر و مالک اخبار خالصہ بہادر

کتاب خط قادیانی کا علاج گور و گوبند پرپریس لاہور ۱۸۹۷ء

- صفحہ ۲ واہ رے مرزا کے اسلامی خدا۔ خدا کیا ہے خدا کا خدا قمر مساق کا قمر مساق۔
- ۱۲ گور و ناک صاحب الہی دین کے خادم تو تھے لیکن مسلمانوں والے الہی دین کے ہرگز نہیں تھے جن کے دین کا خدا مرزا صاحب جیسوں کو امام کا خطاب دیتا ہے اور شرمناک الہام بھیجتا ہے۔
- ۲۸ محمد صاحب نے پھر بھی مکرو فریب کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔
- ۷۷ اسلام خدا کے پانے کا مذہب نہیں ہے بلکہ شہوت پرستی کے لئے ایک خاصہ چکلہ ہے۔
- ۷۸ (مثنوی جس میں ہمارے سید و مولیٰ صلعم کو سخت بدتہذیبی سے یاد کیا ہے)
- ۷۹ حقیقت میں زنا و فعل بیجا تمہارے ہی بزرگوں کا شیوہ الخ
- ۸۶ بلکہ شہوت پرستی تو آپ کے نبوت احمدی سے ہی آپ کے خمیر میں چلی آئی ہے۔

۹۱ محمد صاحب نے زن پرستی۔ قبر پرستی۔ مردہ پرستی۔ لونڈی پرستی۔ اور ظلم پرستی کی تخم ریزی کر کے اکثر ملکوں میں تمام جہان کی برائیوں اور بد فعلیوں کا ایک پڑا وہ بھڑکا دیا تھا۔

۹۲ کل اہل اسلام کے بزرگوں وغیرہم کو زبان پر توحید اور عمل میں زن پرست و زانی کہا ہے۔

۹۷، ۹۴ محمد صاحب نے اپنی لونڈی کے ساتھ زنا کیا پھر معافی مانگی۔ شہوت پرست تھے۔ عبادت الہی کو چھوڑ کر عورتوں کا حکم بجالاتے تھے۔

۱۰۳ محمد صاحب زن مُرید تھے۔ قرآن میں شیطانی راہ کی باتیں بھی ہیں۔

یہ نمونہ ہے اس درشت اور قابل تاسف زبان کا جو ہماری ست بچن جیسی کتاب کے مقابل پر ہمارے ہادی و مقتدا سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں استعمال کی گئی ہے۔

یہ وہ سخت الفاظ اور توہین اور تحقیر کے کلمات ہیں جو پادری صاحبان اور آریہ صاحبان نے اپنی کتابوں میں ہمارے سید و مولیٰ جناب سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی

نسبت استعمال کئے ہیں۔ اور ان کتابوں میں سے اکثر کتابیں کئی دفعہ چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں شائع کی گئی ہیں۔ اور ہمیشہ مشن سکولوں کے طالب العلموں کو پڑھنے کے

لئے دی جاتی ہیں۔ اور کوچوں اور بازاروں میں سنائی جاتی ہیں۔ اور عیسائی عورتیں جو وعظ پر مقرر ہیں مسلمانوں کے گھروں میں لے جاتی ہیں۔ ہم بیان نہیں کر سکتے کہ ہم نے ان

تمام الفاظ کو کس کراہت اور درد دل اور لرزاں بدن سے لکھا ہے۔ اگر عدالت کی کارروائی ہم کو ان کے لکھنے کے لئے مجبور نہ کرتی اور ڈاکٹر کلارک صاحب ہم پر یہ الزام دروغ نہ

لگاتے کہ گویا ہم عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہ ہر آمیز کلمات جو سلطان الصادقین اور خیر المرسلین کی شان میں لکھے گئے ہیں اور ہمیشہ عیسائی اخباروں

میں لکھے جاتے ہیں ہم ہرگز اس کتاب میں نہ لکھتے۔

ہمیں افسوس ہے کہ ان ناپاک اور دل آزار کلمات کو محض اس وجہ سے ہمیں حکام پر ظاہر کرنا پڑا کہ ڈاکٹر کلارک نے بعض معمولی اور نرم الفاظ ہمارے عدالت میں پیش کر کے یہ شکایت کی کہ ”ایسے سخت الفاظ سے ہم پر حملہ کیا جاتا ہے“۔ اور چونکہ صاحب مجسٹریٹ ضلع کو معلوم نہیں تھا کہ حضرات پادری صاحبان نے سخت الفاظ کے استعمال میں کہاں تک نوبت پہنچائی ہوئی ہے اور باعث نہ لئے جانے ہمارے جواب کے پادری صاحبوں کے سخت الفاظ پر انہیں کچھ بھی اطلاع نہ تھی اس لئے ان کو یہ دھوکہ لگا کہ گویا ہم نے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ گویا درحقیقت ہماری طرف سے سخت الفاظ استعمال میں آتے ہیں۔ اور اسی دھوکہ کی بنا پر ان کو نوٹس بھی لکھنا پڑا۔ اور اگر ہمارے جواب تک نوبت پہنچتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ صاحب بہادر پادری صاحبوں کے الفاظ کے مقابل پر ہمارے الفاظ کو سخت قرار دیتے۔ کیونکہ سختی نرمی ایک ایسی شے ہے کہ اس کی حقیقت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ خاص کر مذہبی بحثوں کی کتابوں میں تو کسی شخص کی سختی یا نرمی کی نسبت رائے قائم نہیں ہو سکتی جب تک اس کے مقابل کی کتاب نہ دیکھی جائے۔ اگر صرف مخالف خیالات کو رد کرنے کا نام سختی ہو تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ دنیا میں کوئی مذہبی مباحثات کی کتاب ایسی پائی جائے جو اس قسم کی سختی سے خالی ہو۔ بلکہ توہین اور سختی تو یہ ہے کہ کسی قوم کے مقتدا کو نہایت درجہ کی بے عزتی کے ساتھ یاد کرنا اور ناپاک افعال اور ذلیل اخلاق کی تہمتیں اس پر لگانا۔ سو یہ طریق حضرات پادری صاحبان اور آریہ صاحبوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور بے اصل تہمتیں سراسر افترا کے طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں جو کسی مستند اور مسلم الثبوت اسلامی کتاب پر مبنی نہیں ہیں۔ اس سے جس قدر مسلمانوں کا دل دکھتا ہے اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے!؟

اور ہم لوگ پادری صاحبوں کے مقابل پر کیا سختی کر سکتے ہیں کیونکہ جس طرح ان کا فرض

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی اور عزت مانیں ایسا ہی ہمارا بھی فرض ہے۔ ہم لوگ صرف خدائی کا منصب خدا تعالیٰ کے لئے خاص رکھ کر باقی امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صادق اور راستباز اور ہر ایک ایسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچے نبی کو دینی چاہیئے۔ مگر پادری صاحبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کب ایسا نیک ظن رکھتے ہیں۔ نہایت سے نہایت نرم کلمہ ان کا یہ ہوگا کہ وہ شخص نعوذ باللہ مفتری اور کذاب تھا سو کوئی مسلمان اس کلمہ کو بھی بغیر درد اور دکھ اٹھانے کے سن نہیں سکتا۔ خدا ترسی کا تقاضا یہ تھا کہ یہ لوگ مفتری اور کذاب کہنے سے بھی پرہیز کرتے۔ کیونکہ جن دلائل کے رو سے وہ ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں وہ نشان اور دلائل صدہا درجہ زیادہ اس کامل انسان میں پائے جاتے ہیں۔ اس مقدس نبی کے وعظ اور تعلیم نے ہزاروں مردوں میں توحید کی روح پھونک دی اور دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک ہزاروں انسانوں کو موحد نہ بنا لیا۔ وہ خدا ماننے کے لئے پیش کیا جس کو **قانون قدرت** پیش کر رہا ہے۔ زُہد اور تقویٰ اور عبادت اور محبت الہی کی نصیحت کی اور ہزار ہا آسمانی نشان دکھلائے جو اب تک ظہور میں آ رہے ہیں۔ ☆

﴿۱۲﴾

☆ **حاشیہ** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آجنگاب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کے رو سے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آجنگاب کی اُمت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔

مگر افسوس کہ پادری صاحبوں نے تعصب کے جوش میں آنجناب کی عزت اور مرتبہ کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا اور نہایت درجہ کے قابل شرم افتراؤں سے کام لیا ہے۔

مجھے اس جگہ بعض نادان مسلمانوں کی نکتہ چینی کا بھی اندیشہ ہے۔ شاید وہ یہ اعتراض کریں کہ ”کیا ضرور تھا کہ یہ ناپاک کلمات اس کتاب میں لکھے جاتے جن میں اس قدر شرارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے؟“ سو اس کا جواب میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس نوٹس کی وجہ سے جو مثل مقدمہ میں شامل ہے ہمارے پرفرض ہو گیا تھا کہ ہم اپنی گورنمنٹ عالیہ پر اصل حقیقت ظاہر کریں کہ سختی ہماری طرف سے ہے یا پادریوں کی طرف سے۔ اور اگر ہم اس دھوکہ دہی کا تدارک نہ کرتے تو حکام کو کیونکر معلوم ہوتا کہ پادری صاحبوں کا یہ سراسر جھوٹ ہے کہ ہماری طرف سے زیادتی اور سختی ہے۔ اور پادری صاحبوں نے نہ محض میرے لئے بلکہ تمام

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں۔ مگر یہ اُمت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بہ تازہ نشان پاتی ہے۔ لہذا اس اُمت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہیں دیکھا۔ اگر قرآن شریف گواہی نہ دیتا تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کے لئے ممکن نہ تھا کہ ان کو سچا ہی سمجھتا۔ کیونکہ جب کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہ جاتی ہیں تو اس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف ان قصوں پر نظر کر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ صد ہا برس کے گذشتہ قصے کذب کا

مسلمانوں کے لئے یہ ایک بند اور روک بنائی تھی تا آئندہ کوئی شخص ان کا مقابلہ نہ کرے۔ اور اس بات سے ڈر جایا کریں کہ ان کے الفاظ سخت الفاظ متصور ہو کر قانون کے نیچے لائے جائیں گے۔ گویا اس طور سے پادری صاحبوں کی مراد پوری ہوگی کہ وہ جس طور سے چاہیں گالیاں دیں۔ مگر دوسرا شخص نرمی کے ساتھ بھی ان کے مقابل پر سر نہ اٹھاوے۔ پس نہایت ضروری تھا کہ اپنی گورنمنٹ عالیہ کو حقیقت حال سے اطلاع دی جائے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری یہ گورنمنٹ مذہبی امور میں ہرگز پادریوں کی رعایت نہیں کرے گی اور اس بات پر اطلاع پا کر کہ مباحثات میں ہمیشہ زیادتی پادریوں کی طرف سے ہوتی رہی ہے ایسے نوٹس کو جو دھوکہ کھانے کی وجہ سے لکھا گیا ہے محض فضول اور منسوخ کی طرح سمجھے گی۔

اب ہم کچھری کی کارروائی کو سلسلہ وار بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

بھی احتمال رکھتے ہیں بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہے۔ پھر کیونکر دلی یقین سے اُن قصوں کو واقعات صحیحہ مان لیا جائے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آ نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پالیتے ہیں۔ لہذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے۔ اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہر نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صد ہا لوگ خدا بنائے

ترجمہ چٹھہ انگریزی

بعدالت اے ای مارٹینو صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر

مستغیث	جرم	مستغاث علیہ
قیصرہ ہند	زیر دفعہ ۱۰۷	میرزا غلام احمد صاحب ساکن موضع قادیاں تحصیل بٹالہ ضلع
	ضابطہ فوجداری	گورداسپورہ

بیان عبدالحمید

میں سلطان محمود کا بیٹا ہوں جو جہلم میں رہتا تھا۔ مجھے امرتسر آئے انیس بیس دن گذرے ہیں۔ میرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیاں ضلع گورداسپور نے مجھے اپنے گھر بلایا۔ اور مجھ سے گفتگو کی۔ اس نے مجھے کہا کہ امرتسر میں ڈاکٹر کلارک کے پاس جا کر اس کو کسی نہ کسی طرح قتل کروں وہ مجھے پہلے سے جانتا تھا۔ لیکن اس نے مجھے اس امر کے متعلق اُس خاص دن کہا۔ میں

﴿۱۳۰﴾

﴿۱۳۹﴾

گئے۔ اور صد ہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو! آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

بیانہ کا شیشہ

محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں محمد است فروزندہ زمین و زماں
 خدانہ گویمش از ترس حق مگر بخدا خدا نماست وجودش برائے عالمیاں
 اور میں کئی مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر

﴿۱۳۱﴾

جہاں عیسائی رہتے اور تعلیم پاتے ہیں۔ میں امرتسر میں چار پانچ دن رہا۔ اور پھر ڈاکٹر کلا راک نے مجھے ایک اور ہسپتال میں بھیج دیا جو بیاس میں ہے۔ مجھے کل ڈاکٹر کلا راک نے پوچھا کہ میں امرتسر کیوں آیا تھا۔ اور پھر میں نے اصل حقیقت کہہ دی۔ اور کہہ دیا کہ مجھے میرزا صاحب نے ڈاکٹر کلا راک کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ اور میں نے اب اپنا ارادہ بدل لیا ہے اور میں اس کے لئے پچھتا تا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ میں نے یہ بیان اپنی ہی مرضی اور آزادی سے لکھایا ہے۔ میں دو تین مہینے تک قادیان میں مرزا صاحب کا مرید رہا ہوں۔ پیش ازیں کہ اس نے امرتسر جانے کے لئے کہا۔ قادیان جانے سے پہلے میں گجرات میں رہا ہوں۔ جہاں مجھے ایک پادری تعلیم دیتا تھا وہ مجھے راولپنڈی بھیجنا چاہتا تھا۔ مگر مسلمانوں نے مجھ پر قبضہ پا کر مرزا صاحب کے پاس بھیج دیا۔ میرا باپ زمیندار اور مولوی تھا۔ وہ میرزا صاحب کا مرید نہیں تھا۔ اس کے مرنے پر میرے چچا برہان الدین نے میری پرورش کی۔ وہ جہلم میں رہتا تھا اور میرزا صاحب

﴿۱۳۱﴾

ذاتی سرگذشت اور کسی قدر اپنے دعویٰ مسیحیت اور دلائل دعویٰ کی نسبت تحریر کروں لیکن جس اختصار کی پابندی سے انہوں نے اس کام کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس لئے میں بقدر کفایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو لکھنا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ خان صاحب موصوف میری چند روزہ محنت اور تکلیف کشی کا لحاظ فرما کر بنظر قدر شناسی اس کے تمام وکمال درج کرنے سے دریغ نہیں فرمائیں گے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جب تک کسی شخص کے سوانح کا پورا نقشہ کھینچ کر نہ دکھلایا جائے تب تک چند سطریں جو اجمالی طور پر ہوں کچھ بھی فائدہ پہلک کو نہیں پہنچا سکتیں اور ان کے لکھنے سے کوئی نتیجہ معتد بہ پیدا نہیں ہوتا۔ سوانح نویسی سے اصل مطلب تو یہ ہے کہ تا اس زمانہ کے لوگ یا آنے والی نسلیں ان لوگوں کے

تہذیب و تمدن

کا مرید تھا۔ میرا ایک اور چچا لقمان تھا۔ اس نے میری والدہ سے میرے باپ کے مرنے کے بعد شادی کی۔ کوئی آدمی موجود نہ تھا جب مرزا صاحب نے مجھے امر تر جانے کی تعلیم دی۔ مجھے وہ اپنے مکان کے ایک الگ کمرے میں لے گیا۔ اور مجھ سے یہ کہا۔ میں صرف قرآن پڑھتا تھا جب میں مرزا صاحب کے پاس تھا۔ مولوی نور الدین مجھے پڑھاتا تھا۔ میرزا صاحب مجھے اس خاص دن سے پہلے جب اس نے مجھے اس کام کے لئے کہا۔ بہت محبت کرتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے اس نے مجھے کبھی ڈاکٹر کلا راک کے قتل کرنے کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی حکیم نور الدین نے۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ کوئی اور آدمی قادیان سے میرے بعد آیا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا کہ میں ڈاکٹر کلا راک کو کسی موقع پر جب میں اسے اکیلا پاؤں پتھر سے مار ڈالوں۔ میرا چچا برہان الدین پُر جوش مسلمان تھا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ڈاکٹر کلا راک کو قتل کرنے کے بعد قادیاں میں چلے آنا۔ جہاں بالکل محفوظ رہو گے۔ میں ذات کا لگھڑ ہوں۔ میں سولہ یا سترہ برس کا ہوں۔

دستخط اے ای مارٹینو مہر پڑھایا گیا اور صحیح تسلیم کیا گیا
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دستخط اور (کاپی صحیح دستخط ہیڈ ٹکڑ) حکیم اگست ۱۸۹۷ء

واقعات زندگی پر غور کر کے کچھ نمونہ ان کے اخلاق یا ہمت یا زہد و تقویٰ یا علم و معرفت یا تائید دین یا ہمدردی نوع انسان یا کسی اور قسم کی قابل تعریف ترقی کا اپنے لئے حاصل کریں اور کم سے کم یہ کہ قوم کے اولوالعزم لوگوں کے حالات معلوم کر کے اس شوکت اور شان کے قائل ہو جائیں جو اسلام کے عمائد میں ہمیشہ سے پائی جاتی رہی ہے تا اس کو حمایت قوم میں مخالفین کے سامنے پیش کر سکیں اور یا یہ کہ ان لوگوں کے مرتبت یا صدق اور کذب کی نسبت کچھ رائے قائم کر سکیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے امور کے لئے کسی قدر مفصل واقعات کے جاننے کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک نامور انسان کے

﴿۱۳۳﴾

بعدالت اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر

مستغیث قیصرہ ہند زبردفعہ ۱۰۷ مستغاث الیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیان تحصیل بٹالہ

(تمہ از انگریزی)

اظہار ڈاکٹر مارٹن کلارک

میں میڈیکل مشنری ہوں اور امرتسر میں رہتا ہوں عبدالحمید نے میرے پاس ۱۵ جولائی کو آ کر بیان کیا کہ میں بٹالہ کا برہمن ہوں۔ مجھے غلام احمد قادیانی نے مسلمان کیا تھا اور میں اس کے پاس سات سال طالب علم ہو کر رہا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ بہت بُرا آدمی ہے اور اب اس کو چھوڑ کر میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کو داخل کر لیا۔ اس کی کہانی مجھے قرین قیاس نہ معلوم ہوئی۔ میں نے اس کے متعلق تحقیق کرنی شروع کی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کہانی

واقعات پڑھنے کے وقت نہایت شوق سے اس شخص کے سوانح کو پڑھنا شروع کرتا ہے اور دل میں جوش رکھتا ہے کہ اس کے کامل حالات پر اطلاع پا کر اس سے کچھ فائدہ اٹھائے۔ تب اگر ایسا اتفاق ہو کہ سوانح نویس نے نہایت اجمال پر کفایت کی ہو اور لائف کے نقشہ کو صفائی سے نہ دکھلایا ہو تو یہ شخص نہایت ملول خاطر اور منقبض ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنے دل میں ایسے سوانح نویس پر اعتراض بھی کرتا ہے اور درحقیقت وہ اس اعتراض کا حق بھی رکھتا ہے کیونکہ اس وقت نہایت اشتیاق کی وجہ سے اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے ایک بھوکے کے آگے خوان نعمت رکھا جائے اور معاً ایک لقمہ کے اٹھانے کے ساتھ ہی اس خوان کو اٹھالیا جائے۔ اس لئے ان بزرگوں کا یہ فرض ہے جو سوانح نویسی کے لئے قلم اٹھائیں کہ اپنی کتاب کو مفید عام اور ہر دلعزیز اور مقبول نام بنانے کے لئے نامور انسانوں کے سوانح کو صبر اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اس قدر بسط سے لکھیں اور ان کی لائف کو ایسے طور سے مکمل کر کے دکھلائیں کہ اس کا پڑھنا ان کی ملاقات

﴿۱۳۳﴾

بہارِ نبوی

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالحمید جیسا اس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بٹالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ ان کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے چرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہو یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا وقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک نیتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے ☆ اور میرے بزرگوں کے

☆ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادا فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میں نے ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دیئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید

اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو ۱۸۹۳ء میں موسم گرما میں ہوا تھا۔ میں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین ہوا۔ جو مر گیا ہے۔ میں میر مجلس تھا۔ اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحثہ کے بیٹھا تھا۔ مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام کی موت کی پیش گوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر آتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں۔ اس کی موت کی مقرر کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پہرہ دن رات فیروز پور میں رکھا گیا۔ اسے امرتسر سے انبالے اور انبالے سے فیروز پور بھاگنا پڑا۔ ان کوششوں کے باعث سے جو اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اس کی موت

﴿۱۳۵﴾

پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل وعیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جولاءِ ہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس گوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا

بقیہ حاشیہ

التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنا لہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفرو اردد علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیدہ۔ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظہرہ اللہ۔ منہ

﴿۱۳۴﴾

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

کے بعد میں ہی پیش نظر رہا ہوں۔ اور کئی ایک مبہم طریقوں سے یہ پیش گوئی مرزا صاحب کی تصنیفات میں مجھے یاد دلائی گئی ہے۔ جس کے لئے سب سے بڑی وہ کوشش تھی جس کو عبدالحمید نے بیان کیا ہے۔ لاہور میں لیکھرام کی موت کے بعد جس کو تمام لوگ مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں میرے پاس اس بات کے یقین کرنے کے لئے خاص وجہ تھی۔ کہ میری جان لینے کی کوئی نہ کوئی کوشش کی جائے گی۔ میں تین ماہ کے لئے رخصت پر گیا ہوا تھا۔ میری واپسی پر میرا آنا مرزا صاحب کو فوراً معلوم ہو گیا اور عبدالحمید میرے پاس پہنچ گیا۔ عبدالحمید کے بیان پر یقین کرنے کے لئے میرے پاس کافی وجوہ ہیں اور نیز اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ مرزا صاحب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں مرزا صاحب کا یہ ایک ہمیشہ کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کی موت کی پیش گوئیاں کرتے ہیں۔

دستخط اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

پڑھ کر سنایا گیا۔ تسلیم کیا گیا۔ دستخط = = =

بیان عبدالحمید:۔ میں نے ہی یہ کاغذ جو ڈاکٹر کلارک نے پیش کیا ہے لکھا تھا اور دستخط کئے تھے۔ دستخط حاکم = =

جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیاں بن گیا۔ اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ جس کا طولانی حصہ قریباً ساٹھ کوس ہے ان دنوں میں سب کا سب ماجھہ کہلاتا تھا غالباً اس وجہ سے اس کا نام ماجھہ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بکثرت ہوتی تھیں اور ماجھ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیر داری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے۔

بہار

بعدالت اے ای مارٹینو صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر

مستغیث قیصرہ ہند زیر دفعہ ۱۰۷ بنام مرزا غلام احمد صاحب قادیاں

حکم

عبدالحمید اور ڈاکٹر کلارک کے بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عبدالحمید کو ڈاکٹر کلارک ساکن امرتسر کے قتل کرنے کی ترغیب دی۔ اس بات کے یقین کرنے کے لئے وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد مذکورہ نقض امن کا مرتکب ہوگا۔ یا کوئی قابل گرفت فعل کرے گا۔ جو باعث نقض امن اس ضلع میں ہوگا۔ اس بات کی خواہش کی گئی ہے کہ اس سے حفظ امن کے لئے ضمانت طلب کی جائے۔ واقعات اس قسم کے ہیں کہ جس سے اس کی گرفتاری کے لئے وارنٹ کا شائع کرنا زیر دفعہ ۱۱۴ ضابطہ فوجداری ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لہذا میں اس کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری

﴿۱۳۷﴾

مگر کاغذات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیان ملک میں سے تھے اور انہیں کسی قومی خصوصیت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا۔ پھر اس ملک میں آ کر بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو ملے۔ چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست ان کی ہوگئی۔

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے۔ جن کے پاس اس وقت ۱۵۰۰ گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضہ سے نکل گئے تاہم ان کی جو انمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مروت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دیئے تھے جو اب تک ان کے پاس ہیں۔ غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خود مختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانسو آدمی کے یعنی کبھی کم اور کبھی زیادہ ان کے دسترخوان پر روٹی کھاتے

﴿۱۳۷﴾

بیتلہ

کرتا ہوں۔ اور اس کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آ کر بیان کرے کہ کیوں زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری حفظ امن کے لئے ایک سال کے واسطے بیس ہزار روپیہ کا چمکھ اور بیس ہزار روپے کی دو الگ الگ ضمانتیں نہ لی جائیں۔

دستخط اے ای مارٹینو

یکم اگست ۱۹۷۷ء

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر

میں نے وارنٹ کا جاری کرنا روک دیا ہے۔ کیونکہ یہ مقدمہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ دیکھو انڈین لاء رپورٹ نمبر ۱۱ کلکتہ ۱۳۷۷ اور ۱۲ کلکتہ ۱۳۳۳ اور ۱۶ الہ آباد ۲۶۷۔
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے پاس کارروائی کے لئے بھیجا جاوے۔

دستخط اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

۱۷ اگست ۱۹۷۷ء

تھے۔ اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآن شریف کے ان کے پاس رہتے تھے جن کے کافی وظیفے مقرر تھے اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر بہت ہوتا تھا۔ اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تارک نماز ہو۔ یہاں تک کہ چکی پینے والی عورتیں بھی پنج وقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں۔ اور گرد و نواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیان کو جو اس وقت اسلام پور کہلاتا تھا مکہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس پر آشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے یہ قصبہ مبارکہ پناہ کی جگہ تھی۔ اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فتنہ اور ظلم نظر آتا تھا اور قادیان میں اسلام اور تقویٰ اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے خود اس زمانہ سے قریب زمانہ پانے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس قدر قادیان کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے کہ گویا وہ اس زمانہ میں ایک باغ تھا جس میں حامیان دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جوانمرد آدمیوں کے صد ہا پودے پائے جاتے تھے۔ اور اس نواح میں یہ واقعات نہایت مشہور ہیں کہ میرزا گل محمد صاحب مرحوم

نقل مطابق اصل



اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

۹ اگست ۱۹۷۷ء

بنام میرزا غلام احمد ولد میرزا غلام مرتضیٰ ذات مغل ساکن قادیاں پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور
ہرگاہ ہم کو صاحب مجسٹریٹ ضلع امرتسر سے اطلاع ملی ہے اور بیانات ڈاکٹر مارٹن
کلارک و عبدالحمید سے جو صاحب موصوف نے قلمبند فرمائے ہیں اور ہمارے پاس بھیجے گئے ہیں
اطلاع مذکور کی تائید ہوتی ہے کہ تم نے عبدالحمید کو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کرنے کی ترغیب دی
ہے اس لئے احتمال ہے کہ تم نقض امن کرنے والے ہو یا ایسا فعل کرنے والے ہو جس سے غالباً
نقض امن ہوگا۔ لہذا بذریعہ اس حکم کے تم کو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۷۷ء یوم منگل وار بحضور
صاحب مجسٹریٹ ضلع بٹالہ وقت کچھری حاضر ہو کر وجہ اس امر کی ظاہر کرو کہ کیوں تم سے منجملہ
تعدادی ایک ہزار روپیہ بطور تاوان باقرار حفظ امن خلاق تا میعاد ایک سال کے نہ لیا جاوے

مشائخ وقت کے بزرگ لوگوں میں سے اور صاحب خوارق اور کرامات تھے۔ جن کی
صحبت میں رہنے کے لئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیان میں جمع ہو گئے
تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہ کثیر
مخالفان دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی
دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردی مسلمانوں
کی صفت میں نہایت مشہور تھے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور
نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر

بہت

اور ضمانت نامہ نوشتہ دو ضامنان بقید مبلغ ایک ہزار روپیہ فی ضامن بطور تاوان کے داخل نہ کرایا جاوے۔

آج بتاریخ ۹ اگست ۱۹۷۷ء ہمارے دستخط اور عدالت کی مہر سے جاری کیا گیا

دستخط ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

نمبر ۴ سمن بنام مستغاث علیہ

حسب دفعہ ۱۵۲۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری

بعدالت کپتان ڈگلس صاحب مجسٹریٹ ضلع

بنام مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ ذات مغل ساکن قادیان مغلاں پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور جو کہ حاضر ہونا تمہارا بغرض جو اب یہی الزام دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ضرور ہے لہذا تم کو اس تحریر کے ذریعہ سے حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ ماہ اگست ۱۹۷۷ء اصالتاً یا بذریعہ مختار ذی اختیار یا جیسا ہو موقعہ پر بمقام بٹالہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حاضر ہو۔ اور اس باب میں تاکید جانو۔

دستخط مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

اور بارعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیاں میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے میرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دیں اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور ان کے اس مختصر دربار کو نہایت متین اور عقلمند اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پُر پایا تب وہ چشم پُر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفات ضروریہ سلطنت

بہار

﴿۱۳۰﴾

نقل بیان مشمولہ مثل باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

(مہر عدالت)

مصنفہ
عدالت

سرکار دولت مدار قیصرہ ہند بذریعہ ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب بنام میرزا غلام احمد قادیانی

مستغیث جرم ۱۰۷ اضابطہ فوجداری مستغاث علیہ

بیان ہنری مارٹن کلارک باقرار صالح

میں پندرہ سال سے ڈاکٹر مشنری ہوں۔ ہماری واقفیت مرزا صاحب سے ۱۸۹۳ء سے ہے۔ مسٹر عبداللہ آتھم اور ان کے درمیان جب مناظرہ مذہبی ہوا تھا میں اس کا موجود تھا۔ مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ مناظرہ ہو ہم نے ایک کتاب پیش کی جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھی تھی اور اس میں اہل اسلام کے پیشواؤں نے قرار دیا کہ مرزا صاحب مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر ہیں اور دجال کا چچا ہیں۔ میں عیسائیوں کی طرف سے پریزیڈنٹ کمیٹی مناظرہ تھا۔ دو مرتبہ عبداللہ آتھم کی جگہ ہم کو مناظرہ میں بیٹھنا پڑا اور مرزا غلام احمد کو سخت زک اٹھانا پڑا۔ مرزا صاحب نے اظہار کیا کہ وہ معجزات دکھلاتے ہیں۔ ہم نے انہوں، لنگٹروں کو اچھا کرنے کے واسطے کہا جو موجود کئے گئے تھے۔ مگر وہ نہ کر سکے۔ پھر مرزا صاحب نے پیش گوئی کی کہ عیسائی

﴿۱۳۱﴾

کے پائے جاتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایام کسل اور نالیاتی اور بد وضعی ملوک چغتائیہ میں اسی کو تخت دہلی پر بٹھایا جائے۔

اس جگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرے پردادا صاحب موصوف یعنی میرزا گل محمد نے بچکی کی بیماری سے جس کے ساتھ اور عوارض بھی تھے وفات پائی تھی۔ بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کے لئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہوگا مگر جرأت نہیں رکھتے تھے کہ ان کی خدمت میں

بہار
ہند
کتاب
خانہ

مخالف پندرہ ماہ کے اندر مر جاوے گا یعنی جو شخص فریقین سے راستی پر نہیں ہے پندرہ ماہ کے اندر بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ کتاب جنگ مقدس چھاپہ شدہ پیش کرتا ہوں۔ اور جس جگہ مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی لکھی ہے نشان A کر دیا ہے۔ بعد ازیں لوگوں کے خیالات عبداللہ آتھم صاحب کی طرف تھے۔ عبداللہ آتھم ضعیف آدمی تھا۔ بہت سے آدمی عبداللہ آتھم کی تیمارداری پر تھے۔ عبداللہ آتھم پر بہت حملہ کئے گئے جس سے اس کو اپنے مکان کی تبدیلی کرنی پڑی۔ وہ امرتسر سے لدہ ہانہ اور لدہ ہانہ سے فیروز پور گیا۔ پیش گوئی کے آخری دو ماہ میں عبداللہ آتھم کی خاص نگرانی بذریعہ پولس کرائی گئی۔ دن رات خاص حملہ جو کیا گیا ایک امرتسر میں ہوا تھا یعنی ایک سانپ (کوبرا) ایک برتن میں بند کر کے ایک شخص پادری عبداللہ آتھم عیسائی کے مکان میں ڈال گیا۔ گوہم نے خود نہیں دیکھا۔ مگر یہ امر سچ ہے کہ وہ سانپ مارا گیا تھا۔ اور عام لوگ کہتے تھے۔ مسٹر آتھم نے بھی ہمیں اطلاع دی ہے کہ ایسا ہوا۔ فیروز پور میں دودفعہ عبداللہ آتھم کی طرف بندوق چلائی گئی۔ اور ایک مرتبہ عبداللہ آتھم کے سونے کے کمرہ کا دروازہ توڑا گیا ☆

﴿۱۳۱﴾

بہت
حاشیہ

عرض کریں۔ آخر بعض نے ان میں سے ایک نرم تقریر میں عرض کر دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہو تو اس کی پیدا کردہ اور بھی بہت سی دوائیں ہیں میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کے قضا و قدر پر راضی ہوں آخر چند روز کے بعد

☆

اگر واقعی میعاد کے اندر تین حملے ہماری طرف سے ہوئے تھے تو کیا خیال میں آسکتا ہے کہ آتھم اور اس کے عزیز باوجود تین حملوں کے ایسے چپ رہتے کہ نہ نالاش کرتے اور نہ اخباروں میں چھپواتے اور نہ ہمیں ضمانت کے لئے طلب کرواتے بلکہ میعاد گذرنے کے بعد اس وقت شور مچایا کہ جب آتھم کے ڈر جانے کے بارے میں پانچ ہزار اشتہار ہماری طرف سے نکلاتا کوئی بہانہ ہاتھ آجائے۔ اگر ہمارے اشتہار سے پہلے آتھم کی طرف سے کوئی تحریر شائع ہوئی ہے تو وہ پیش کرنی چاہئے۔ آتھم میعاد کے اندر جب کہ اس پر حملے ہوئے تھے کیوں چپ رہا اور پھر میعاد کے بعد ہمارے اشتہارات سے پہلے کیوں اس کے منہ پر قفل لگا رہا حاضرین جانتے ہیں کہ پیش گوئی کو سنتے ہی آثار خوف اُس پر ظاہر ہو گئے تھے۔ منہ

مرزا غلام احمد دولت مند آدمی ہے وہ ہمیشہ اپنے دعاوی کے بطلان کرنے کے واسطے بڑی بڑی رقمیں شرطیہ لکھتے ہیں۔ چنانچہ اشتہار معیار الاخیار والاشرار میں پانچ ہزار انعام کا وعدہ انہوں نے لکھا ہے۔ مجھ کو علم ہوا ہے کہ وہ بہت روپیہ اپنے پیروان سے حاصل کرتا ہے۔ ڈاک خانہ کی معرفت اس کو بہت روپیہ حاصل ہوتا ہے۔ عبداللہ آتھم کی زندگی پر حملے جو ہوئے وہ عام طور پر مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے گئے۔ اخباروں میں اسی طرح درج ہوتا رہا۔ مگر مرزا صاحب نے کبھی ان کی تردید نہیں کی بلکہ ایک طرح پر خوشی منائی اور یہ اظہار کیا کہ عبداللہ آتھم

اسی مرض سے انتقال فرما گئے۔ موت تو مقدر تھی مگر یہ ان کا طریق تقویٰ ہمیشہ کے لئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا۔ موت سے بچنے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا لیکن انہوں نے معصیت کرنے سے موت کو بہتر سمجھا۔ افسوس ان بعض نوابوں اور امیروں اور رئیسوں کی حالت

☆ یہ کس قدر صریح دروغ ہے کہ میری طرف سے حملوں کی کوئی تردید نہیں ہوئی۔ میں نے تو صد ہا اشتہارات اور تین ضخیم کتابیں اسی غرض سے شائع کیں کہ اگر میری طرف سے حملے ہوئے ہیں تو آتھم میرے پر عدالت میں نالاش کرے یا قسم کھائے۔ بلکہ اسی احتیاج کے پوری کرنے کے لئے قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ دینا بھی کیا۔ سوا سے زیادہ اس بے ہودہ اور بے صلہ الزام کی اور کیا تردید کی جاتی۔ آتھم تو ایسا چپ ہوا کہ کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ میرے دوسرے الہام کے موافق فوت ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ میعاد پیشگوئی کے اندر تین حملے ہوئے ہوں اور آتھم ایسے وقت چپ رہے کہ جب شور و غوغا کرنا اس کا فرض تھا اور پھر میعاد کے بعد بھی میرے اشتہارات کے شائع ہونے تک چپ رہے۔ اور جب اس کو پیش گوئی سے ترساں اور لڑنا ہونے پر بار بار ملزم کیا جائے تو اس وقت تین حملے پیش کئے جائیں اور پھر قسم کے لئے بلانے کے وقت بھاگ جائے کہ ہمارے مذہب میں منع ہے اور نالاش کرے۔ افسوس پادری صاحبوں کی یہ دیانت ہے۔ ڈاکٹر کلارک اور وارث دین وغیرہ نے عدالت میں قسم کھا کر اس عقیدہ کو بھی حل کر دیا کہ آتھم کا قسم سے انکار کرنا صحت نیت پڑتی تھا یا فساد نیت پر۔ یہ بھی یاد رہے کہ آتھم کو ڈرتے رہنے کا تو اقرار تھا اور تنقیح طلب یہ امر تھا کہ وہ خوف پیش گوئی سے تھا یا حملوں سے۔ سو آتھم نے قسم کھانے اور نالاش نہ کرنے اور چپ رہنے سے ثابت کر دیا کہ وہ خوف محض پیش گوئی سے تھا ورنہ دشمن ایک حملہ پر بھی چپ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ تین حملے ہوں۔ پیش گوئی سے ڈرتے رہنے کا تو صریح ثبوت ہے کہ آتھم نے نالاش کی نہ قسم کھائی اور نہ میعاد کے اندر اور اشتہار سے پہلے کچھ شائع کیا لیکن تین حملوں کا کیا ثبوت ہے جن کا ثبوت اس کی گردن پر تھا۔ منہ

اندر سے مسلمان ہو گئے تھے۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ ان کا مدعا یہ ہے کہ ایک قسم کا خوف عام پیدا ہووے۔ اور مسیح موعود ہونے کے دعوے سے لوگوں کے دلوں میں رعب قائم کرے اور لوگ اس دعوے کو مان لیں۔ مرزا صاحب نے یہ حصہ بیان کیا (کتاب جنگ مقدس میں جو الہامی فقرات صفحہ ۱۶ و ۱۷ پر درج ہیں وہ میری طرف سے ہیں۔ اور اشتہار B میں جو پانچ ہزار کا وعدہ ہے وہ بھی میری طرف سے ہے اور کتاب شہادۃ میں صفحہ ۱۸۸ پر جو پیشگوئیوں کا ذکر ہے وہ قریباً میرے الفاظ ہیں) کتاب شہادۃ میں پیشگوئیاں موت کی تین مذاہب کے واسطے کی گئی ہیں۔ ایک احمد بیگ کے داماد کی نسبت مسلمانان سے۔ دوسرے لیکھرام پشاوری کی نسبت ہندوؤں سے اور تیسرے عبداللہ آتھم کی نسبت عیسائیوں سے جس سے مرزا صاحب کی مراد ڈرانے کی تھی۔ میں عبداللہ آتھم کی حفاظت کا انتظام کرتا رہا اور جب

پر کہ اس چند روزہ زندگی میں اپنے خدا اور اس کے احکام سے بگلی لاپرواہ ہو کر خدا تعالیٰ سے سارے علاقے توڑ کر دل کھول کر ارتکاب معصیت کرتے ہیں اور شراب کو پانی کی طرح پیتے ہیں اور اس طرح اپنی زندگی کو نہایت پلید اور ناپاک کر کے اور عمر طبعی سے بھی محروم رہ کر اور بعض ہولناک عوارض میں مبتلا ہو کر جلد تر مر جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے نہایت خبیث نمونہ چھوڑ جاتے ہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ

☆ ہمارا شجرہ نسب اس طرح پر ہے۔ میرا نام غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ابن مرزا عطاء محمد صاحب ابن مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد صاحب ابن مرزا محمد قائم صاحب ابن مرزا محمد اسلم صاحب ابن مرزا محمد دلاور صاحب ابن مرزا الہ دین صاحب ابن مرزا جعفر بیگ صاحب ابن مرزا محمد بیگ صاحب ابن مرزا عبدالباقی صاحب ابن مرزا محمد سلطان صاحب ابن میرزا ہادی بیگ صاحب مورث اعلیٰ۔ منہ

﴿۱۳۳﴾

عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو میں نے عام طور پر مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کی بابت مشتہر کیا اور عام جلسہ کئے گئے۔ جس سے مسلمانان نے مرزا صاحب کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھا اور ان کی بہت حقارت ہوئی۔ اور مرزا صاحب میرے سخت مخالف ہو گئے۔ ایک شخص مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے ایک اشتہار چھاپا (حرف D) جس میں مرزا صاحب کی نسبت انہوں نے لکھا کہ اس نے آریہ وغیرہ سے بزرگوں کو گالیاں دلوائی ہیں۔ پھر قرآن کا اردو ترجمہ مولوی عماد الدین صاحب نے کیا جس سے مولویوں نے مرزا صاحب کو کہا کہ کیوں مولوی عماد الدین کو ابھارا کہ اس نے ترجمہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک تعداد اشخاص کی عیسائی ہو گئی جن میں سے ایک شخص محمد یوسف خان جو ایک اچھا معزز آدمی ہے اور پرہیزگار دیندار و مجاہد سمجھا جاتا تھا اور سکریٹری و ایلیٹی ✽ مباحثہ کارہا تھا عیسائی ہو گیا۔ دوسرا آدمی میر محمد سعید تھا جو مرزا صاحب کے بہنوئی ✽ کا خالہ زاد بھائی تھا وہ بھی عیسائی ہوا اور خاص ہمارے ساتھ اس کا تعلق تھا اور جس سے اور بھی مرزا صاحب

کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے بہت تدبیریں کیں مگر جب کہ قضا و قدر ان کے ارادہ کے موافق نہ تھی اس لئے ناکام رہے اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے یہاں تک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیاں رہ گئی اور قادیاں اس وقت ایک قلعہ کی صورت پر قبضہ تھا اور اس کے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے اور چند توپیں تھیں اور فصیل بائیس فٹ کے قریب

﴿۱۳۳﴾

﴿۱۳۳﴾

☆ کیسی بددیانتی ہے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ کیا پیش گوئی میں قطعی طور پر موت کا حکم تھا؟ اور کوئی شرط نہ تھی؟ کس قدر بے انصافی ہے کہ آفتاب پر خاک ڈالتے ہیں۔ منہ ✽ یہ سفید جھوٹ ہے۔

✽ یہ غلط ہے بلکہ وہ بیوی کا خالہ زاد بھائی تھا۔

ہمارے برخلاف ہو گئے۔ جب محمد یوسف خاں عیسائی ہوا اس کو مسلمانوں نے پوچھا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی آتھم صاحب کی بابت پوری کرنے آئے ہو۔ یہ بات خلوت میں انہوں نے پوچھی تھی۔ پیشگوئی جو نسبت احمد بیگ کے داماد کے ہوئی وہ پوری نہیں ہوئی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی عزت اور آمدنی میں فرق آیا دوکان اس کی بند ہو گئی اور لوگ ٹھٹھا کرنے لگے۔ اب صرف پیشگوئی برخلاف ہندوؤں کے باقی رہی تھی کچھ عرصہ گزرا ہے کہ لیکھرام قتل کیا گیا جس کے مرنے سے عام آگ ملک میں

﴿۱۳۳﴾

اوپنی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی سے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا اول فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیاں میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے اور ان کے مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے اور جہالت اور تعصب

۱۳۳

☆ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی جس کا ایک حصہ پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کے مرنے پر اس کے عزیزوں نے نہایت درجہ خائف اور ترساں ہو کر شرط کو پورا کیا اور ضرور تھا کہ شرط کے موافق ظہور میں آتا۔ مگر یہ بھی ضرور ہے کہ دلوں کے سخت ہونے پر خدا کے اصل ارادہ کی پیشگوئی کے مطابق تکمیل ہو جائے جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی میں شرط بھی پوری ہوئی اور آخر موت کی سزا بھی ملی غرض ساری کی ساری پیش گوئی پوری ہوئی۔ منہ

☆ یہ کہنا کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی سچائی کا خون کرنا ہے۔ آتھم نے آپ اپنے قول اور فعل سے ثبوت دے دیا کہ وہ پیشگوئی کے اثر سے ڈرتا رہا۔ اس لئے ضرور تھا کہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھاتا پھر دوسرا الہام یہ تھا کہ وہ بعد احنفائے شہادت جلد فوت ہو جائے گا۔ سو وہ فوت ہو گیا۔ اب دیکھو کیسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ منہ

لگا دی۔ حالات قتل کے عجیب ہیں۔ قاتل نے اپنے آپ کو ہندو ظاہر کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا تھا اور اب پھر ہندو ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنا رسوخ اور اعتبار لیکھرام کے ساتھ پیدا کیا اور یہ واقعہ قتل اس کے چند ہفتہ بعد ظہور میں آیا یہ قتل عام طور پر نسبت مرزا غلام احمد کے قریباً منسوب کیا جاتا ہے۔ میں ایک کتاب مصنفہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش کرتا ہوں حرف E جس میں وہ مرزا صاحب کو اس قتل کا الزام لگاتے ہیں ☆ (میں نے مرزا صاحب کچھ کچھ کتاب حرف E کو دیکھا ہے) مرزا صاحب نے ۲۲ مارچ ۱۹۷۷ء کو ایک بل ضیاء الاسلام پریس قادیان شائع کیا جو اس امر پر بڑا زور دیتا ہے کہ ہم کو خبر تھی کہ لیکھرام ۶ مارچ ۱۹۷۷ء کو ۶ بجے شام کے مارا جاوے گا۔ مگر واقعہ کے بعد یہ بل شائع کیا گیا تھا اور کہ یہ امر ہماری پیشگوئی کے مطابق تھا۔ (جواب مرزا صاحب

﴿۱۳۵﴾

سے باغوں کو کاٹ دیا گیا اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے دھرم سالہ یعنی سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلا یا گیا جس میں سے پانسو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا جو نہایت بے ادبی سے جلا یا گیا اور آخر سکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مردوزن چھٹروں میں بٹھا کر نکالے گئے اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیاں میں واپس آئے اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی ریاست اپنی بنالی تھی۔ سو ہمارے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آ گئے تھے اور لاہور سے لے کر پشاور تک اور دوسری طرف لودھیانہ تک اس کی ملک داری کا سلسلہ

﴿۱۳۵﴾

☆ نوٹ:- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین نے ضرور کارک کو کہا ہوگا کہ لیکھرام کا قاتل یہی شخص ہے لعنة اللہ علی الكاذبین۔ منہ

ہم نے پہلے سے یہ تمام پیش گوئی کی ہوئی تھی اور اس کے حوالہ سے الہامی طور پر اشتہار دیا ہوگا) قاتل کبھی نہیں ملے گا۔ یہ امر مرزا صاحب نے کہا تھا ☆ عام مشہور ہے۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ لیکھرام کا قاتل بھی قتل کیا گیا ہے۔ جو کاغذات اس بارے میں ہمارے پاس تھے وہ سرکار میں ہم نے بھیج دیئے تھے۔ اور ایک اور وجہ ہم کو ایذا پہنچانے کے واسطے یہ تھی کہ جب سے مسٹر عبداللہ آتھم انتقال کر گئے صرف میں ہی اس مباحثہ کے متعلق ایک سرگروہ رہ گیا ہوں۔ اور مرزا صاحب ہر طرح سے ہم کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور ہماری نسبت و اہیات طریقہ اختیار کر رکھا ہے اپنی قلم اور زبان کو قابو میں نہیں رکھا ہوا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک کتاب انجام آتھم شائع کی جو ہر قسم کی ہزلیات سے پُر ہے اور اس کتاب میں صفحہ ۴۴ پر اس قدر جرأت کی ہے کہ ہمارے حق میں لکھا ہے کہ مقابلہ کے واسطے آؤ۔ اس کتاب پر حرف F لگایا گیا (مرزا صاحب)۔ تسلیم کیا کہ واقعی یہ کتاب ہم نے شائع کی تھی۔ ۱۴ ستمبر ۹۶ء کو شائع کی تھی) مرزا صاحب۔ مجھ کو الہامی طور پر خبر دی گئی تھی کہ دینا مندرجاوے گا اور یہ خبر قبل از وقت دی گئی تھی اور بعض آریہ لوگوں کو علم تھا میں نے بعض کو اطلاع کر دی تھی۔ لیکھرام کے مرنے سے قریب پانچ سال پہلے میں نے اس کے مرنے کی اطلاع دی تھی۔ سرسید احمد خاں کی بابت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ اس پر آفت آئے گی۔ احمد بیگ اور اس کی لڑکی کے بارے میں اور داماد کے بارے میں میں نے پیشگوئی کی تھی۔ نمبر ۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کی بابت ۴۰ یوم کے مرنے یا تکلیف کی بابت کوئی پیش گوئی نہیں کی آئینہ کمالات مشہرہ ۹۳ء صفحہ ۶۰۲۔ نمبر ۱۰ عبداللہ آتھم کی بابت۔

پھیل گیا تھا۔ غرض ہماری پرانی ریاست خاک میں مل کر آ خر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہ گئے۔ پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے گورنر جنرل کے دربار میں بزمہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے معہ پچاس

بہار

﴿۱۳۶﴾

☆ یہ بالکل جھوٹ ہے ایسا لفظ کبھی میرے منہ سے نہیں نکلا۔ منہ

﴿۱۳۶﴾

نمبر ۱۱ عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔
 نمبر ۱۲ عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ نمبر ۱۳ ایضاً تین ہزار
 ایضاً۔ نمبر ۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ نمبر ۱۵ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) نمبر ۱۶ انجام آتھم
 میں مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ ۹۴ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان
 نہیں لائیں گے تو مرجائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ نمبر ۱۷ اس پیشگوئی
 میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔
 نمبر ۱۸ گنگا بٹن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) نمبر ۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو
 مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) نمبر ۲۰ رائے جندر سنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا
 (تسلیم کیا گیا) نمبر ۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) نمبر ۲۲ نسبت

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندا ضرورت
 وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلد وے خدمات عمدہ عمدہ چھٹیاں
 خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لپیل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ ریسان
 پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دل عزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان
 کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر، کمشنر ان کے مکان پر آ کر ان کی ملاقات کرتے تھے۔
 یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں
 کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور
 ابھی ریش و بردت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے
 بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

﴿۱۳۶﴾

☆ نوٹ:- میں تو ام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال
 کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انشیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

شیخ مہر علی کے دھمکی دی گئی کہ اگر وہ بیعت نہ کرے تو عذاب اس پر نازل ہوگا (تسلیم نہیں کیا گیا) پیشگوئیاں مذکورہ بالا (دستی تحریر شدہ) کاغذ نمبر ۱ میں درج ہیں جو عدالت میں داخل کیا گیا ہے۔ لیکھرام کے قتل کے بعد ہم کو مخفی طور پر آگاہ کیا گیا کہ ہم کو خبردار رہنا چاہیے مبادا مرزا صاحب نقصان پہنچائے۔ ایک اشتہار میں مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا کہ کچھ حصہ کفر کا مٹ گیا ہے اور کچھ حصہ جلد مٹنے والا ہے۔ یہ فقرات جو ہیں ان کی بابت میرا خیال ہے کہ جو حصہ کفر کا مٹ گیا ہے وہ لیکھرام کی بابت ہے اور جو باقی ہے وہ میری نسبت ہے اور اس لئے میں نے سرکار میں اطلاع دی تھی۔ اشتہار وغیرہ جو میرے پاس آتے ہیں وہ ہمیشہ قادیان سے آتے ہیں۔ حالانکہ میں نے چندہ دیتا ہوں اور نہ کوئی تعلق ہے۔ بعد مناظرہ کے ہماری خط و کتابت چند عرصہ تک رہی اور پھر بعد ازیں ہر طرح سے ہم نے خط و کتابت وغیرہ کا مرزا صاحب سے قطع تعلق کر دیا۔ ۳ ماہ گذشتہ سے ہم نے کوئی اشتہار وغیرہ مرزا صاحب کی طرف سے وصول نہیں پایا۔ جس سے میرا خیال ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ میری طرف سے وہ غافل ہیں۔ ۱۶ جولائی ۹۷ء کو ایک شخص جوان عمر میرے پاس آیا اور اس نے عیسائی ہونے کی درخواست کی۔ اس نے اپنا نام

﴿۱۳۷﴾

کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ میں نے ان کے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا اور نہ اپنے دوسرے بزرگوں کی ریاست اور ملک داری سے کچھ حصہ پایا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جن کے ہاتھ میں صرف نام کی شہزادگی بوجہ داؤد کی نسل سے ہونے کی تھی اور ملک داری کے اسباب سب کچھ کھو بیٹھے تھے ایسا ہی میرے لئے بھی بغفتن یہ بات حاصل ہے کہ ایسے رئیسوں اور ملک داروں کی اولاد میں سے ہوں۔ شاید یہ اس لئے ہوا کہ یہ مشابہت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پوری ہو۔ اگرچہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میرے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں مگر تا ہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد کی ریاست

﴿۱۳۷﴾

عبدالحمید بتلایا اور کہا کہ میں جنم کا برہمن ہوں اور کہ میرا ہندو نام رلیارام ہے اور والد کا نام رام چند ہے اور کھجوری دروازہ بٹالہ کا رہنے والا ہوں صیغہ سال کی عمر میں مرزا نے مجھے مسلمان کیا تھا جس کو سات سال گذرے ہیں وہ ایک ہندو دوست کی ترغیب سے مسلمان ہوا تھا اور وہ دوست بھی اسی وقت مسلمان ہو گیا تھا۔ میرا دوست اروڑہ قوم کا تھا اور کرپارام اس کا نام تھا اب اس کا نام عبدالعزیز ہے اور بٹالہ میں کپوری دروازہ کے اندر تمباکو فروشی کرتا ہے۔ سات سال کے عرصہ میں مرزا صاحب کے یہاں طالب علم رہا اور قرآن کی تعلیم پاتا رہا۔ حال میں جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت الہامات باطل ثابت ہوئے تو اس کو یقین ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں اور اس نے خیال کیا کہ مرزا صاحب اچھے آدمی نہیں ہیں اور شررائگیز ہیں۔ میں سیدھے قادیان سے آیا ہوں۔ اور عام طور پر علانیہ میں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ جب میں وہاں سے چلا تھا میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا۔ خداوند مسیح کا قول ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ پیچھے چلو میں اور کچھ نہیں چاہتا صرف بپتسمہ لینا چاہتا ہوں اپنی معاش ٹوکری اٹھا کر قلی گری کر کے بسر کروں گا۔ ہم کو کوئی کافی وجہ اس نے نہ بتلائی کہ وہ امرتسر کیوں آیا ہے

اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آ کر بالکل ختم ہو گیا اور ایسا ہوا تاکہ خدا تعالیٰ نیا سلسلہ قائم کرے جیسا کہ براہین احمدیہ میں اُس سب حانہ کی طرف سے یہ الہام ہے

سُبْحَانَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى زَادَ مَجْدَكَ يَنْقُطِعُ آبَاءُكَ وَيَبْدَأُ مِنْكَ لَعْنَةُ خُذَا
 جُو بَهْت بَرَكْتُوں وَالَا اُوْر بَلَنْد اُوْر پَاك هَے اَس نَے تِیْرِی بَزْرَگِی كُو تِیْرَے خَانْدَانِ كِی نِسْبَت زِیَادَه
 كِیَا۔ اَب سَے تِیْرَے آ بَا كَا ذِكْر قَطْع كِیَا جَا ئَے كَا اُوْر خُذَا تَجْه سَے شَرُوع كَرِے كَا۔ اُوْر اِیْیَا هِی اَس
 نَے مَجْه بَشَارَت دِی كَے ”مِیْن تَجْه بَرَكْت دُوں كَا اُوْر بَهْت بَرَكْت دُوں كَا۔ یِهَاں تَك كَے بَادِشَاه
 تِیْرَے كَپْڑُوں سَے بَرَكْت ڈُھو نْڈِی سَے كَرِے۔“

پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں۔ جب ہم نے اسے پوچھا کہ تم نے کراہیہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے کچھ واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی اس نے کہا کہ قادیاں میں ایک عیسائی بٹالہ کارہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

﴿۱۳۹﴾

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد فحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

﴿۱۳۹﴾

کے حق میں بہت ہی بُرا بکتا تھا۔ دوم وہ پتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا اور سوم وہ بلا وجہ اور بلا طلبی ہمارے کوٹھی پر آ کر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ ۱۵۰ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اس نے اپنے دوست ایسرداس نام کو بجائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے ہسپتال واقع بیاس پر اسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں۔ جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا دہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم ان کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے پتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

۱۵۰ اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیاں میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کریں گے۔ پھر ہم نے اس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کے واسطے بھیجا گیا اس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم ہے۔ اس نے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالحمید کے محض جھوٹے پائے۔ ذرہ بھر بھی اس میں سچ نہ تھا۔ تب مولوی عبدالرحیم سیدھا قادیاں میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالحمید نام یہاں پر ہے۔ ایک لڑکا وہاں تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں۔ اور عبدالحمید کی بابت دریافت کیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔ پیدائشی مسلمان ہے اور اس کا پیدائشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے۔ وہ راولپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیان میں آ کر پھر مسلمان ہو گیا تھا اور چند عرصہ محنت ٹوکری اٹھا کے کرتا رہا۔ اور قریباً سات آٹھ یوم سے یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخر کار مرزا صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی طرح خاطر مدارات کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمہارے پاس رہے گا۔ پھر ہم نے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام

﴿۱۵۱﴾

ہو کر ان کے غموم و ہوموم میں شریک ہو جاؤں آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباء اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہتا رہا۔ ان کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیا داروں کی طرح مجھے روخلق بناویں

﴿۱۵۱﴾

عبدالمجید نہیں ہے اور کہ اس کا والد مر گیا ہے اس کی ماں نے اس کے ایک چچا سے نکاح کر لیا ہے۔ اور دوسرا چچا اور خاندان کا بڑا ممبر مولوی برہان الدین ہے جو مولوی برہان الدین غازی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ قوم کے لکھڑ ہیں۔ برہان الدین مع اپنے کل خاندان کے نہایت ہی پکے محمدی ہیں۔ برہان الدین مجاہدین میں سے ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جو مجاہدین سرحد سے باہر ہیں ان سے اس کا واسطہ تعلق رہا ہے اور وہ بڑا لادھڑک ہے اگرچہ اب عمر رسیدہ ہے جہاں تک سنا ہے نیک معاش ضرور ہے اور نسبت سب خاندان خاص کر کے برہان الدین مرزا صاحب پر جاں نثار ہیں۔ نوجوان آدمی کی کچھ حقیقت قریباً اللہ بیگہ اراضی ہے اور کچھ نقدی بھی ہے جو بوقت وفات والدش اس کے بچوں کے قبضہ میں آیا۔ یہ تحقیقات محمد یوسف خاں نے کی تھی جو مرزا صاحب کا مرید سابق تھا اور خود بھی مجاہدوں کی بورکھتا تھا اور برہان الدین کا دوست قدیمی تھا۔ اس کا خط ہمارے پاس ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ مکرر۔ ضرورت پیش کرنے کی نہیں ہے۔ اس نوجوان کو کبھی پتہ نہیں دیا گیا تھا اور وہ نہایت وحشیانہ اور ناشائستہ زندگی بسر کر آیا تھا۔ اور اس نے اپنے چچا کے لئے چوری کر کے شہوت پرستی میں خراب کئے تھے رات و دن وہ بد مستوں عیاشوں اور رنڈی بازیوں میں پھرتا رہتا تھا۔ پھر ہم نے اس کے عیسائی ہونے کے متلاشی ہونے کی بابت گجرات سے دریافت کیا بذات خود ہم نے دریافت کیا تھا۔

﴿۱۵۲﴾

اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزارتھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیاں میں آنا چاہا میرے والد صاحب نے بار بار مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوائی کے لئے دو تین کوس جانا چاہیے مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا اس لئے نہ جاسکا۔ پس یہ امر بھی ان کی ناراضگی کا موجب ہوا اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں

﴿۱۵۲﴾

۱۵۲

معلوم ہوا کہ وہ گجرات کے ضلع موئنگ کے ریلیف ورکس پر میٹ رہا تھا اور روز منادی کے وقت آ کر پادری صاحب یا عیسائیوں کو دق کرتا تھا اور اپنی بہن کے پاس جو کہو میں رہتی تھی سکونت رکھتا تھا اور کہا کہ ایک روز میں انجیل پڑھتا تھا ایک دن بہنوئی نے نکال دیا اور پادری صاحب کے پاس گجرات چلا آیا۔ ہماری دریافت کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ لڑکا نہایت بدچلن اور مشکوک سا آدمی گجرات میں تھا۔ اور اس لئے زنا کاری کی علت میں گجرات سے مشن والوں نے نکال دیا تھا۔ کسی صورت سے اس کو عیسائی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ نہایت ہی بُرا محمدی سمجھا جاتا تھا۔ گجرات میں اس کی دوست بازاری عورتیں تھیں یا ایک شخص میرا بخش جو لاہا تھا جو مرزا صاحب کا سخت عقیدت مند مرید ہے۔ جب ہم نے یہ باتیں سنیں تو ہمارا اشتباہ مرزا صاحب کی نسبت اور زیادہ ہوا کہ وہ قادیان میں ٹوکری اٹھاتا رہا تھا اور آخر کار گالیاں دے کر چلا آیا ہے۔ جس کا اصل مدعا یہ ہے کہ اس امر کا اشتباہ نہ ہو کہ اس نوجوان کی مرزا صاحب سے سازش ہے اور مرزا صاحب جب مجھ سے دریافت کیا گیا تو جو معلوم تھا کہہ دیا تھا۔ ہم نے جرائم کے ارتکاب کے اصول کا جو قانون ہے اس کی مطالعہ کیا ہے اور ہم کو معلوم ہے کہ بہو جب اس علم کے جو شخص زنا پر آمادہ ہو اس کو قتل پر آمادہ کرنا آسان ہے۔ نیز ایسے اشخاص جن کو حوران بہشت کی تمنا ہو اور ایسے نوجوان کو جن کو زنا کی لت ہو قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایسے

﴿۱۵۳﴾

اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا اور وہ مجھے دلی یقین سے برّہ بالوالدین جانتے تھے اور بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ ”میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف۔“ صحیح اور سچ بات یہی ہے ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔ ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جد ارہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا

﴿۱۵۳﴾

شخص کے واسطے حوران بہشت کا خیال بڑھ کر لقمہ ہے۔ جان جائے تو چلی جائے حوران بہشت تو ملیں گی۔ نیز ہم کو یہ بھی علم ہوا کہ وہ نوجوان ایک نئے مسلمان خاندان جہلمی سے تھا جن کو مرنے کا ذرا خوف نہیں ہے۔ اور اگر وہ بطور مرید مرزا صاحب کے مرتا تو مرزا صاحب کی عزت تھی۔ اور اگر وہ بطور مسلمان کے مرتا تو شہید کہلاتا اور اگر یونہی مرجاتا تو اس کے چچوں کو جائیداد سے فائدہ تھا۔ ان باتوں کو مد نظر رکھ کر ہم بیاس گئے اور روبروئے گواہان ہم نے اس نوجوان سے گفتگو کی اور میرے وعدہ پر کہ ہم تمہارا ابر انہیں چاہتے اس لڑکے نے پانچ کس گواہان کے روبروئے اقرار کیا اور خود لکھ کر (حرف H) دیا جو ہمارے روبروئے اس نے لکھا تھا اور پھر روبروئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر کے تصدیق بھی کر دیا تھا۔ علاوہ اس اقرار نامہ کے اس نوجوان نے از خود مجھے کہا کہ میں بایماء مرزا صاحب جان بوجھ کر ان کو گالیاں دیکر آیا تھا۔ اور یہ بھی اس نے ہم کو کہا کہ ریل کا کرایہ بطور مزدوری ٹوکری اٹھانے کے مرزا صاحب نے دیا ہے اور پھر یہ بھی اس نے ہم کو کہا کہ جو خط مولوی نور الدین کو بیاس سے بھیجا تھا اس سے غرض یہ تھی کہ میری سکونت کا اس کو پتہ ملے۔

﴿۱۵۴﴾

اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھامیں نے استعقادے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس تجربہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جو پورے طور پر صوم اور صلوة کے پابند ہوں اور جو ان ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں جو ابتلا کے طور پر ان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ میں ہمیشہ ان کے منہ دیکھ کر حیران رہا اور اکثر کو ایسا پایا کہ ان کی تمام دلی خواہشیں مال و متاع تک خواہ حلال کی وجہ سے ہو یا حرام کے ذریعہ سے محدود تھیں۔ اور بہتوں کی دن رات کی کوششیں صرف اسی مختصر زندگی کی دنیوی ترقی کے لئے

﴿۱۵۴﴾

اس نے یہ بھی کہا کہ مولوی نور الدین کو اس سازش کا کچھ علم نہیں ہے اور نہ اس نے کبھی کچھ اس بارے میں کہا تھا۔ پریم داس کی زبانی ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کے پیچھے دو آدمی اور پھرتے تھے اور ہمارا خیال لیکھرام کے قاتل کے نہ پائے جانے پر غور کر کے یہ تھا کہ وہ دو آدمی اس کو بھی مار ڈالیں گے بعد اس کے کہ وہ مجھے قتل کرے۔ اس لئے ہم نے بڑے خرچ و احتیاط سے اس نوجوان لڑکے کی جان کی حفاظت کی۔ ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء کو ہم اس کو پھر امرتسر لے گئے اور حکام ضلع کو اطلاع دیا۔ پھر تحقیقات ہوئی جس کا ہم کو حال معلوم نہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب کی ایما سے نقض امن ہونے کا احتمال ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ اور بھی سازشیں کرنا چاہتا ہے۔ جو پیشگوئی مرزا صاحب نے ہماری نسبت کی ہے وہ ہتک آمیز ہے اور ممکن ہے کہ ہماری طرف سے وہ نقض امن کرانا چاہتے ہیں کہ میں خود ان بے عزتی کے الفاظ کو دیکھ کر نقض امن کروں۔ ہم کو اپنی حفاظت کا اکثر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ ہم ڈاکٹر ہیں ہم کو اکثر اوقات ہر قسم کے اشخاص سے تعلق پڑتا ہے اور اگر اس قسم کا اندیشہ لاحق حال رہے تو شاید نقض امن ہو جائے۔ ہمارے خیال میں آئندہ کے لئے

﴿۱۵۵﴾

مصروف پائیں۔ میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ بلکہ بہتوں کو تکبر اور بد چلنی اور لا پرواہی دین اور طرح طرح کے اخلاق رذیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو اس لئے ہر ایک صحبت میں مجھے رہنا پڑا۔ اور بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے۔

جفت خوش حالان و بد حالان شدم

من بہر جمعیتے نالاں شدم

کوئی پیشگوئی جو میری نسبت نقصان یا موت وغیرہ کی کی جائے اس کو نقض امن تصور کیا جاوے۔ بیاس پر ایک زندہ سانپ پکڑا گیا تھا تو عبدالحمید نے بڑی منت اور زاری کی تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ جب سانپ کوئی پکڑا جائے تو ہمارے پاس لانا۔ حالانکہ ہم نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ دستخط حاکم

نقل بیان مشمولہ مقدمہ عدالت فوجداری باجلاس پکتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

عدالت

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۱۹ اگست ۹۷ء	زیر تجویز	از محکمہ	۳۳/۳

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی

جرم ۱۰۷ اضابطہ فوجداری

دستخط حاکم
15/8/97

تمتہ بیان ڈاکٹر کلارک صاحب باقرار صالح ۱۲ اگست ۹۷ء

پیشگوئی جو برخلاف سلطان محمد کے مسلمانوں سے کی گئی تھی اور عبداللہ آتھم کی بابت جو عیسائیوں

﴿۱۵۵﴾

وز درون من محضت اسرار من

ہر کسے از ظن خود شد یا رمن

اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبیر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہوم رہتے تھے۔ انہوں نے بیرونی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے اور ان کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔

۱۰۱

سے مرزا صاحب نے کی تھی وہ پوری نہ ہوئی ☆ اور صرف پیشگوئی برخلاف لیکھرام کے جو ہندوؤں کے واسطے تھی باقی تھی۔ پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے واسطے مرزا صاحب کو آمدنی میں نقصان پہنچا۔ بعد مرگ لیکھرام کے مرزا صاحب نے ایک اشتہار (حرف M) جاری کیا جس میں وہ لیکھرام کے قتل کا ذکر کرتے ہیں (اشتہار پیش کیا گیا) ایک اور اشتہار جاری ہوا تھا (حرف N) مرزا صاحب کی طرف سے جس میں مرزا صاحب ————— ایک اور اشتہار پیش کیا جاتا ہے (حرف D) جس میں عبداللہ آتھم کے مرجانے پیشگوئی بابت صفائی سے تحریر ہو جانے کا مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے۔ بسوال عدالت ایک خط امرتسر سے عبدالحمید نے قادیان کسی شخص کے نام

﴿۱۵۶﴾

اور مجھے ان حالات کو دیکھ کر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کا موقعہ حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ حضرت والد صاحب کی تلخ زندگی کا نقشہ مجھے اس بے لوث زندگی کا سبق دینا تھا جو نبوی کدورتوں سے پاک ہے۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب کے چند دیہات ملکیت باقی تھے اور سرکار انگریزی کی طرف سے کچھ انعام بھی سالانہ مقرر تھا اور ایام ملازمت کی پنشن بھی تھی۔ مگر جو کچھ وہ دیکھ چکے تھے اس لحاظ سے وہ سب کچھ بیچ تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہمیشہ مغموم اور محزون رہتے تھے۔ اور بارہا کہتے تھے کہ جس قدر میں نے اس پلید دنیا کے لئے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطب وقت یا غوث وقت ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

﴿۱۵۶﴾

☆ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں بڑی صفائی سے پوری ہو گئی ہیں۔ سلطان محمد یعنی احمد بیگ کا جو داماد ہے اس کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس میں احمد بیگ اس کا خسر بھی شامل تھا اور پیشگوئی میں شرط تو تھی۔ چنانچہ احمد بیگ نے شوخی اور تکذیب پر اصرار کیا اس لئے میعاد کے اندر فوت ہو گیا دیکھو یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔ رہا اس کا داماد سوا احمد بیگ کی موت نے ان سب پر لرزہ ڈال دیا اور لرزاں اور ترساں ہو گئے۔ اس لئے خدا نے اس کے داماد سلطان محمد کو کسی اور وقت تک مہلت دیدی اور آتھم بھی الہامی شرط کی وجہ سے اور انھانے شہادت سے بموجب ہمارے الہام کے مر گیا۔ پھر یہ کیسا ظلم ہے کہ بیچ کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ منہ

﴿۱۵۷﴾

بھیجا تھا جس کا پتہ نہیں کون تھا۔ عبدالحمید نے مجھ سے کہا تھا جب وہ امرتسر آیا تھا کہ میں سات سال ہندو سے مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے پاس رہا تھا اور تعلیم پاتا رہا تھا۔ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ برہان الدین و لقمان کے درمیان ناراضگی ہے یا نہ۔ برہان الدین جو خاندان کا سرگروہ مرزا صاحب کا مرید ہے۔ بجواب وکیل مدعا علیہ۔ عبدالحمید ۴-۵ بجے شام کے میری کوٹھی پر ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء کو مجھے آ کر ملا تھا۔ میں اپنے دفتر کے کمرے میں تھا۔ اس نے ہمارے پوچھنے پر کون ہو کیوں آئے ہو۔ اس نے اپنا نام وغیرہ سلسلہ وار بتلایا۔ آدھ گھنٹہ تک میرے پاس بیٹھا رہا تھا۔ جو کچھ اس نے مجھ سے گفتگو کی تھی وہ میں نے اپنے بیان میں لکھا دی۔ اس کے علاوہ اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ عبدالحمید کے آتے ہی شکل دیکھ کر ہم کو اس کی نسبت شک ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو مرزا صاحب نے میرے قتل کے واسطے بھیجا ہے۔ میں نے کسی کو یعنی پولیس وغیرہ کو اطلاع نہیں دی۔ مگر اپنے لوگوں کو کہا کہ اس کو رکھو اور دھیان رکھو مگر اپنا پتہ اس کو نہ دو۔ عبدالحمید کے پاس کوئی ہتھیار اور کوئی چیز نہیں تھی۔ ہم نے کسی سے یہ ذکر نہیں کیا کہ ہمارا اشتباہ اس شخص کی نسبت ہے کہ وہ ہم کو قتل کرے گا۔ باہر کمرے کے دو تین آدمی تھے مگر ہماری باتیں نہیں سنتے تھے۔ میرا حق ہے کہ اگر کوئی شخص مارنے کے واسطے بھی آوے میں اس کو تعلیم عیسوی دوں خواہ ہم کو شبہ ہو کہ وہ

﴿۱۵۷﴾

عمر بگذشت و نماں دست جز ایامے چند بہ کہ در یاد کسے صبح کم شامے چند

اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ ایک اپنا بنایا ہوا شعر رقت کے ساتھ پڑھتے تھے اور وہ یہ ہے۔
از در تو اے کس ہر بیکسے۔ نیست امیدم کہ روم نا امید۔ اور کبھی درد دل سے یہ شعر اپنا پڑھا کرتے تھے۔
بآب دیدہ عشاق و خاکپائے کسے۔ مراد لے ست کہ درخوں تپد بجائے کسے۔ حضرت عزت جلال شانہ کے سامنے خالی ہاتھ جانے کی حسرت روز بروز آخری عمر میں ان پر غلبہ کرتی گئی تھی بارہا افسوس سے کہا کرتے تھے کہ دنیا کے بے ہودہ خرخشوں کے لئے میں نے اپنی عمر ناحق ضائع کر دی۔
ایک مرتبہ حضرت والد صاحب نے یہ خواب بیان کیا کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿۱۵۷﴾

مارنے آیا ہے میں اس کو تعلیم دوں گا۔ اور دوم ہم نے اس نوجوان کو اس واسطے رکھا کہ اگر کوئی شرارت بھی کرے تو اچھا ہے کہ ان کو لینے کے دینے پڑ جاویں (سوال۔ کیا آپ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے) یہ سوال بے تعلق ہے میں جواب نہیں دیتا۔ عبدالحمید کو جلال الدین ملازم شفا خانہ ہسپتال میں بعد گفتگو لے گیا تھا۔ کیونکہ اسی جگہ ہمارے طالب علم رہتے ہیں اور جلال الدین کو بھی ہم نے کہا تھا کہ عبدالحمید پر نظر رکھنا مگر کسی بھید سے واقف نہ کرنا۔ کسی خاص بھید کا ذکر نہ تھا عام طور پر کہا تھا ۲۲ جولائی ۷۹ء کی شام تک عبدالحمید کو شفا خانہ میں رکھا گیا تھا۔ ۱۶ سے ۲۲ تاریخ تک شاید پیر کے دن ۱۹ تاریخ ۴-۵ بجے شام کے قریب ہماری کوٹھی پر آیا خواہ مخواہ آیا بلایا نہ تھا اور ادھر ادھر جھانکتا تھا۔ میں نے برآمدہ میں اس کو ڈانٹا کہ کیوں بلا بلائے چلا آیا ہے جا چلا جا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں کوئی پتھر وغیرہ نہ تھا۔ ہمارے ڈاکٹر شفا خانہ نے ہم سے کہا تھا کہ عبدالحمید کو سوزاک ہے ڈاکٹر نے اس کا علاج کیا تھا۔ بیاس میں بھی ہمارے طالب علم ہیں اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ وہاں اس کو بھیج دیا جاوے

﴿۱۵۸﴾

کو دیکھا کہ ایک بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے تو میں اُس وقت آپ کی طرف پیشوائی کے لئے دوڑا جب قریب پہنچا تو میں نے سوچا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیے۔ یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے۔ یہ دیکھ کر میں چشم پُر آب ہو گیا اور پھر آنکھ کھل گئی۔ اور پھر آپ ہی تعبیر فرمانے لگے کہ دنیا داری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت ایک کھوٹے روپیہ کی طرح ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخر حصہ زندگی کا مصیبت اور غم اور حزن میں ہی گذرا اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر نامی تھی اور اپنے والد صاحب یعنی میرے پردادا صاحب کا ایک شعر بھی سنایا کرتے تھے جس کا ایک مصرع راقم کو بھول گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ع ”کہ جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے“۔ اور یہ غم اور درد ان کا پیرانہ سالی میں

﴿۱۵۸﴾

سانوں مہتر بیاس سے آیا ہوا تھا اس کے ہمراہ یہی تھا اور ہدایت کی تھی کہ عبدالحمید کو پریم داس کے حوالہ کر دو اور یہ خط دیدو۔ پریم داس کو ہدایت کی تھی کہ دین عیسوی کی تعلیم دو اور اس سے کام لو نازک اندام نہیں ہے۔ جب وہ امرتسر میں رہا تھا اس کی ظاہراً شکل شباہت سے وہ قاتل معلوم ہوتا تھا۔ اب ویسی اس کی شکل شباہت نہیں رہی جب سے اس نے اقبال کرا ہے اسکی رگ ہائے میں ایک قسم کی حرکت معلوم ہوتی تھی اور آشوب والی آنکھیں تھیں جو بعد اقبال نہیں رہی۔ مولوی عبدالرحیم نے بھی یہ تغیر اس میں معلوم کیا تھا جب تک وہ ہسپتال میں رہا اور اس کی حالت حسب مذکورہ بالا ہم دیکھتے تھے جب سے ہمارا وہ شک جڑ پکڑ گیا اور پختہ ہوا۔ جب بیاس بھیجا تھا کسی کو نہیں کہا تھا کہ اپنا بھید نہ دینا اور اس کا دھیان رکھنا امرتسر میں سب کو کہا تھا کہ اس کا حال دریافت کرو کہ کون ہے اور اس کے حالات کیا ہیں۔ یہ اپنے حالات مختلف قسم کے بتلاتا تھا۔ خاص کر عبدالرحیم نے ہم سے کہا تھا کہ پتہ نہیں لگتا کہ کون ہے۔ ۲۲ جولائی ۱۹۷۷ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء تک عبدالحمید بیاس میں رکھا گیا تھا۔ دو تین دفعہ غالباً ہم بیاس گئے مگر خلوت میں اس کو نہیں دیکھا تھا عام طور پر دیکھتے رہے تھے اس نے کبھی

﴿۱۵۹﴾

بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی خیال سے قریباً چھ ماہ پہلے حضرت والد صاحب نے اس قبضہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی کہ جو اس جگہ کی جامع مسجد ہے۔ اور وصیت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہوتا خدائے عزّوجلّ کا نام میرے کان میں پڑتا رہے کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو۔ چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت ہمہ وجوہ مکمل ہوگئی اور شاید فرش کی چند اینٹیں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب صرف چند روز بیمار رہ کر مرض پیچش سے فوت ہو گئے اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انہوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔ اللّٰهُمَّ ارحمہ و ادخلہ الجنّۃ۔ آمین۔

قریباً اسی یا پچاسی برس کی عمر پائی۔

﴿۱۵۹﴾

ان کی یہ حسرت کی باتیں کہ میں نے کیوں دنیا کے لئے وقت عزیز کھویا اب تک میرے دل پر دردناک اثر ڈال رہی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو دنیا کا طالب ہوگا

کوئی کوشش مجھ پر حملہ کرنے کی نہیں کی تھی ۳۱ جولائی ۷۹ء کو اس نے اقبال کیا تھا۔ میں خاص اس کام کے واسطے وہاں اس روز گیا تھا اور اس کو کہا کہ سچ بتلا۔ اس نے اپنے آپ کو دو چار دفعہ رلیارام بھی بتلایا بعد میں اقبال کیا۔ بغیر کسی دباؤ اس نے اقبال کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھے کوئی خطرہ نہ ہووے تو بتلاتا ہوں اور پھر میرے وعدہ پر کہ تمہارا نقصان نہ ہوگا اقبال کیا تھا۔ پانچ آدمی موجود تھے۔ پریم داس۔ وارث دین۔ عبدالرحیم۔ دیال چند اور ایک اور آدمی نام یاد نہیں۔ وارث دین میرے ماتحت نہیں ہے وہ عیسائی نہیں ہے۔ بیاس میں ہماری کوٹھی کے کھانے والے کمرہ میں یہ گفتگو عبدالحمید سے ہوئی تھی اور اسی وقت اس کی قلم سے اقبال لکھوایا تھا۔ اس کی قلم کا لکھا ہوا بھی کاغذ ہم نے دیا تھا اول ایک اور کاغذ بطور مسودہ لکھا تھا۔ پھر اس کاغذ حرف II پر نقل کیا تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے ہم نے یا ہمارے متعلقین نے کوئی لفظ یا حرف اس کو نہیں بتلایا تھا۔ ۴ اور ۶ بجے شام کے درمیان کا یہ واقعہ ہے ۵ بجے کے بعد ۶ بجے سے پہلے لکھا گیا تھا۔ تین کس دیگر تھے ایک سب پوسٹماسٹر۔ پوسٹماسٹر و تار بابو بلائے گئے تھے اور ان کو کہا گیا تھا کہ اس نوجوان سے پوچھ لو اور انہوں نے دریافت کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ میں اپنی خوشی سے لکھتا ہوں اور یہ امر سچ ہے۔ یہ تینوں گواہ ہندو ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ آریہ ہیں یا نہ۔ چونی لال کو ہم پیش کریں گے۔ ہماری کوٹھی پر تینوں

﴿۱۶۰﴾

آخر اس حسرت کو ساتھ لے جائے گا۔ جس نے سمجھنا ہو سچھے۔ میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیاں میں پہنچا اور ان کو مرض زحیر میں مبتلا پایا۔ لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائیں گے کیونکہ مرض کی شدت کم ہو گئی تھی اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیزان کی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرہ آرام کر لو کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور

﴿۱۶۰﴾

شخص بلائے ہوئے آئے تھے ان کے آنے سے پہلے اقبال لکھا ہوا تھا اسی روز رات کی گاڑی میں ہم اس کو اپنے ساتھ لائے اور سلطان ونڈ کے شفاخانہ میں یعنی احاطہ مشن میں رات کو رکھا پہرہ بھی اس پر لگایا تھا کہ مبادا بھاگ نہ جائے اس اقبال کو جب لکھا گیا ہم نے سب سچ سمجھا گویا نہایت ہی سچ سمجھا تھا یہ بالکل ہی ناممکن ہے کہ کسی اور نے اس کو ہمارے پاس بھیجا ہو سوائے مرزا صاحب کے اور نہ یہ ہم نے سمجھا کہ کسی کی ترغیب سے وہ اقبال کر رہا ہے۔ میری رائے پہلے یہ تھی کہ مولوی نور الدین کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہے۔ جب عبدالحمید نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ جب خط مولوی نور الدین کے نام اس نوجوان نے بھیجا کچھ ہمارا شک ہوا کہ ان کا بھی تعلق ہے گو نور الدین کے تعلق کی بابت اب بھی ہم کو شک ہے۔ لیکن جو بیان مرزا صاحب کی نسبت عبدالحمید نے کیا ہے اس کی بابت ہم کو اب بھی کوئی شک نہیں ہے مطلق نہیں ہے جو بیان پہلے لکھنے سے یعنی اقبال سے عبدالحمید نے کیا تھا اس کو ہم نے جھوٹ سمجھا تھا یعنی جو بابت ہندو ہونے وغیرہ کے بیان کیا تھا وہ جھوٹا سمجھا تھا باقی بیانات کی بابت نہ ہم نے اعتبار کیا تھا اور نہ بے اعتباری تھی۔ ہندو سے مسلمان ہونے کا جو اس نے بیان کیا تھا یہ بھی جھوٹ سمجھا ہم نے یقین کیا تھا کہ وہ قادیاں سے آیا ہے۔ ہم نے یقین کیا تھا کہ وہ قلی کا کام کرتا رہا ہے اور ہم نے یقین کیا تھا کہ ایک شخص سنا تھا کہ قادیاں میں ہے

﴿۱۲۱﴾

گرمی سخت پڑتی تھی۔ میں آرام کے لئے ایک چوبارہ میں چلا گیا اور ایک نوکر پیردبانے لگا کہ اتنے میں تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا **وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ** یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا مبدء ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا اور مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا۔ سبحان اللہ کیا شان خداوند عظیم ہے کہ ایک شخص جو اپنی عمر ضائع ہونے پر حسرت کرتا ہوا فوت ہوا ہے اس کی وفات کو عزا پرسی کے طور پر بیان فرماتا ہے۔ اس بات سے اکثر لوگ تعجب کریں گے کہ خدا تعالیٰ کی عزا پرسی کیا معنی رکھتی

﴿۱۲۱﴾

اور ہم نے زیادہ یقین اس امر کا کیا تھا کہ اس کے حالات کی تحقیقات مناسب ہے باقی جملہ حالات کو یا تو سبکی تصور کیا تھا یا یقین کیا تھا قادیاں سے دریافت کرنے سے مراد پختہ حالات معلوم کرنے کی تھی مرزا صاحب کے برخلاف مقدمہ کرنے کے واسطے نہ تھی۔ ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء تک ہمارا کوئی ارادہ مقدمہ مرزا صاحب سے کرنے کا نہ تھا دریافت اس واسطے نہ کی تھی کہ مرزا صاحب پر مقدمہ بنایا جاوے گا ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء سے پہلے ۳۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو ہمیں معلوم ہو گیا تھا اور یقین ہوا تھا کہ عبدالحمید بد معاش زانی اور لہچا وغیرہ ہے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب سے عبدالحمید کی بابت حالات کی خبر ہم کو ملی تھی۔ ۳۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو حالات جہلم سے معلوم ہوئے تھے مرزا صاحب کا بیان بغیر زیادہ دریافت کے ہم نے باور نہیں کیا تھا۔ ہم کو تحقیقات سے معلوم ہوا تھا کہ عبدالحمید کبھی عیسائی نہیں ہوا تھا۔ قریب تین ماہ سے زیادہ وہ گجرات میں عیسائیوں کے پاس رہا تھا۔ فروری مارچ اور کچھ حصہ ماہ اپریل کا شاید تھا سوائے گجرات کے اور کہیں ہم نے خود ذاتی تحقیقات نہیں کی باقی شخص جنہوں نے تحقیقات کی تھی سب زندہ ہیں۔ عبدالحمید ایک جوان طاقتور ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم سے طاقتور ہے یا نہ۔ جب میں اس کو امر تسر لایا تھا صاحب مجسٹریٹ ضلع نے میرا اور اس کا بیان لکھا اور اقبال کی تصدیق کی اور عدالت کی ضمانت کا وارنٹ

﴿۱۲۲﴾

ہے۔ مگر یاد رہے کہ حضرت عزت جلال شانہ جب کسی کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو ایک دوست کی طرح ایسے معاملات اس سے کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا ہنسنا بھی جو حدیثوں میں آیا ہے ان ہی معنوں کے لحاظ سے ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح

﴿۱۲۲﴾

جاری کیا ہم نے کوئی نیا استغاثہ ضلع گورداسپور میں نہیں کیا۔ روبروئے صاحب مجسٹریٹ ضلع کے قبل ازمن بنام ملزم کے جو چٹھی مولوی نورالدین کے نام عبدالمجید نے لکھی تھی ہم نے نہیں دیکھی۔ یوسف خاں سے سنا تھا کہ برہان الدین غازی ہے۔ یوسف برہان الدین کا پرانا دوست ہے۔ برہان الدین کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا جو کچھ اس کی بابت ہم نے بیان کیا ہے یوسف خاں کی زبانی ہے اور اس سے سنا ہوا ہے ہم کو ذاتی علم نہیں ہے۔ عبدالمجید کی جائداد نقدی وغیرہ کی بابت بھی سنی سنائی بات ہے پادری دیدار سنگھ صاحب سے سنا تھا ہم لکھڑوں سے واقف ہیں ہم کو معلوم نہیں ہے کہ وہ نمک حلال گورنمنٹ کے ہیں یا نہ۔ ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء سے جو میری نسبت پیشگوئی مرزا صاحب نے کی تھی وہ حرف A جنگ مقدس میں صفحہ ۱۶ پر درج ہے اور فریق کے لفظ میں ہم اپنے آپ کو شامل سمجھتے ہیں۔ اور دوم انجام آتھم کے صفحہ ۲۲ حرف F ہماری نسبت پیشگوئی موت کی، کی ہے پہلی پیشین گوئی میں پندرہ ماہ کی میعاد تھی جو گذر چکی ہے اور دوسری پیشگوئی کی تاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۷ء تک ہے لیکن ایک اور اشتہار میں اس تاریخ کو وسعت دی گئی ہے حرف F ہماری نسبت

﴿۱۶۳﴾

میرے دل میں صُفس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ یہ ایک پہلا دن تھا جو میں نے بذریعہ خدا کے الہام کے ایسا رحمت کا نشان دیکھا۔ جس کی نسبت میں خیال نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں کبھی منقطع ہو۔ میں نے اس الہام کو ان ہی دنوں میں ایک گلیں میں کھدوا کر اس کی انکسرتی بنائی جو بڑی حفاظت سے اب تک رکھی ہوئی ہے۔ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ

﴿۱۶۳﴾

خاص طور پر پیشگوئی ہے اور ہمارا نام موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اشتہار حرف O میں عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔ میری زندگی سے مراد ہے گواہ نے از خود بیان کیا اشتہار حرف Q ستمبر ۹۳ء کے بہت عرصہ بعد قبل از مرگ مسٹر عبداللہ آتھم ^{دستخط} ہم نے جاری کیا تھا جب عبداللہ آتھم نہ مرا۔ مرزا صاحب کے برخلاف جہان اٹھ کھڑا ہوا کہ وہ جھوٹا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ عبداللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا تھا جو خوف کا نتیجہ تھا تب مرزا صاحب نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بجن نہیں ہوا تھا تو مبالغہ کرے اور قسم اٹھاوے۔ عبداللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے۔ تب ہم نے اس اشتہار حرف Q کو جاری کیا تھا کہ مرزا خوک کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے تب عبداللہ آتھم کو یہ کہنا اس کے برابر ہوگا۔ وکیل کی جرح شروع ہوئی عبدالحمید کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اور تین بھائی اس کے ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ عبدالحمید کب قادیاں میں آیا تھا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ کب تک

﴿۱۶۳﴾

میرا کون سا عمل تھا جس کی وجہ سے یہ عنایت الہی شامل حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔ میں نے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں اور نہ زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلہ کشی کی اور نہ خلاف سنت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا جس پر خدا تعالیٰ کے

﴿۱۶۴﴾

☆ ڈاکٹر کلارک نے مع اپنے تمام عیسائی گواہوں کے اس مقدمہ میں انجیل اٹھا کر قسم کھائی۔ اب اسی منہ سے آتھم کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا قسم کھانی ہمارے مذہب میں منع ہے۔ یہ عجیب بات ہے دکھانے کے دانت اور کھانے کے اور۔ اور ڈاکٹر صاحب نے آپ سخت گوئی کی شکایت کی اور مسلمانوں کے آگے خنزیر کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں کیا ایک مسلمان کو کہنا کہ خنزیر کھا یہ سخت لفظ نہیں ہے؟ منہ

وہاں رہا تھا۔ عبدالرحیم کے بیان پر ہم کہتے ہیں کہ وہ قادیاں سے آیا تھا۔ ۳۱ جولائی ۹۳ء کو پریم داس نے مجھ سے کہا تھا کہ دو آدمی اس کی بابت ذکر کرتے تھے۔ اقبال سے پہلے اس نے ہم سے کہا تھا، اس نے کہا تھا کہ بیاس میں وہ دو آدمی دیکھے تھے ہم نے خود عبدالحمید سے دو آدمیوں کی بابت پوچھا تھا جن کا پریم داس نے ذکر کیا تھا عبدالحمید نے کہا کہ مجھے ان کا کچھ علم نہیں ہے پچاس یا پچیس ہزار کے انعام کا اشتہار حال میں دیا ہے کہ جو مرزا صاحب کی طرف سے جاری شدہ دیکھا تھا مگر پیش نہیں کر سکتا، یا نہیں کب دیکھا تھا معلوم نہیں کس کی بابت وہ اشتہار تھا ان اشتہارات سے ہم نے یہ رائے قائم کی تھی کہ وہ اشتہارات کا روپیہ ادا کر سکتے ہیں مگر ادا نہیں کریں گے میں کبھی قادیاں نہیں گیا اور نہ ذاتی علم ان کی دانش مندی کا ہے میر محمد سعید بذریعہ مرزا صاحب کا رشتہ دار ہے مجھے زیادہ تشریح معلوم نہیں یوسف خاں کے عیسائی ہونے کے بعد میر محمد سعید عیسائی ہوا تھا ۹۳ء کے مباحثہ سے ہمارے سے دشمنی مرزا صاحب کی طرف سے ہوئی ہم کو ذرہ بھر بھی دشمنی ان سے نہیں ہے ۹۴ء میں جب محمد سعید عیسائی ہونے آیا ہم کو کوئی اشتباہ اس کی نسبت نہیں ہوا کہ وہ ہم کو مارے گا یوسف خان بھی ۹۴ء میں عیسائی ہوا تھا اس کی نسبت مجھے تو

کلام کو اعتراض ہو۔ بلکہ میں ہمیشہ ایسے فقیروں اور بدعت شعار لوگوں سے بیزار رہا جو انواع اقسام کے بدعات میں مبتلا ہیں۔ ہاں حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ "کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے"۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے

پہلے

﴿۱۶۵﴾

کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ لیکن اور عیسائیوں بلکہ محمدیوں کو بھی شک ہوا تھا کہ آتھم کی پیشگوئی پوری کرنے آیا ہے۔ ہم سے عیسائیوں نے کہا تھا کہ تم اچھا نہیں کرتے کہ اس کو آتھم صاحب کے پاس جانے دیتے ہو۔ ہم نے مطلق خیال نہیں کیا تھا کہ وہ آتھم کو مار ڈالے گا کیونکہ اس کو میں جانتا تھا کہ راست آدمی ہے سوائے کتاب مولوی محمد حسین کے ہم خود مرزا صاحب کے اشتہارات سے قیاس کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو علم لیکھرام کے قتل کا خوب تھا۔ میں

پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دے دیتا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گزارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حسین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان

بہارِ نبویہ

﴿۱۶۶﴾

﴿۱۶۶﴾

مولوی محمد حسین کو جانتا ہوں ۹۳ء میں جب عبدالحق کا مرزا صاحب سے مبالغہ ہوا تھا ایک یا دو دفعہ ہم سے ملے تھے یا نہیں پہلے کب ملا تھا چھ ماہ گذشتہ سے میں نے اس کو نہیں دیکھا سب سے آخری دفعہ ۹۵ء میں اس کو دیکھا تھا مولوی محمد حسین و محمد علی آج سے چھ ماہ گذشتہ کے اندر ہم نے نہیں دیکھا اور نہ ہم نے ان کو ۱۰ اگست ۹۷ء یا ۹ اگست ۹۷ء کو بمقام بٹالہ دیکھا ہے ہرگز بٹالہ میں نہیں دیکھا میں جانتا ہوں کہ مولوی محمد حسین اور مرزا صاحب کی سخت دشمنی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آریہ لوگ بھی مرزا صاحب کے مخالف ہیں کسی خاص

طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجابات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فریبی کے پہلو ان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطراب ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے

﴿۱۶۷﴾

آریہ کا نام امرتسر میں یا اور جگہ ہمیں معلوم نہیں جس نے مجھے کہا ہو کہ مرزا صاحب نے لیکھرام کو قتل کیا یا کرایا ہے۔ لالہ رام بھج دت جو ہماری طرف سے وکیل ہے اور موجود عدالت ہے آریہ ہے کوئی فیس ہم نے ان کو نہیں دی۔ اشتہار حرف P.O.N.M. ہم نے لالہ رام بھج سے لئے ہیں۔ آج سے پہلے قبل از تقرری بطور پیر و کار منجانب سرکار ہے ہم بھی آپ کو گواہ سمجھتے تھے یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ مسلمان بھی عموماً مرزا صاحب کے برخلاف ہیں۔ (اول گواہ نے جواب نہ دیا پھر اپنے وکیل سے یہ صلاح لے کر جو اب دوں یا نہ دوں کہا) کہ مرزا صاحب کی نسبت میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایک خراب فتنہ انگیز اور خطرناک آدمی ہے اچھا نہیں ہے مرزا صاحب کی اپنی تصنیفات سے ہم نے رائے مذکور قائم کی ہے۔ عیسوی مذہب کے برخلاف بھی مرزا صاحب نے

لائی نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر بیوستہ دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمران کی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ انسانوں کے دماغی قوی ایک طرز کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جن کے فطرتاً قوی ضعیف ہیں ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنی نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے اور دین العجاز اختیار رکھے۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعت غراء اسلام سے منافی نہ ہو تو اس کو بجالانا ضروری ہے لیکن آج کل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اس کو اختیار بھی کیا یہ تو سب کچھ

﴿۱۶۸﴾

بہت کچھ لکھا ہے جس سے ہم ناخوش ہیں۔ مرزا صاحب کے مرید امرتسر میں بھی ہیں معلوم نہیں کہ کس قدر ہیں۔ میں قطب الدین۔ یعقوب اخبار نویس اور ایک اور شخص مریدان سے واقف ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ عبداللہ آتھم نے سانپ فیروز پور والے کو پچشم خود دیکھا تھا یا نہ۔ میں نے دو دفعہ بندوق عبداللہ آتھم پر چلتے نہیں دیکھی رائے میا داس اسٹرا اسٹنٹ نے ہم سے ذکر کیا تھا۔ مکان میں آدمیوں کے داخل ہونے کی بابت بھی رائے میا داس نے کہا تھا۔ ان حملوں کی بابت پولیس میں معلوم نہیں کہ کوئی رپٹ دی گئی تھی یا نہ یا کوئی استغاثہ

﴿۱۶۸﴾

ہوا لیکن روحانی سختی کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاء کے دشنام اور دل آزاری سے مل گیا۔ اور جس قدر یہ حصہ بھی مجھے ملا میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لئے تکفیر کے فتوے طیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہاء نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کے سواخ میں ان کی نظیر نہیں ملی۔ سو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ الرحمن عَلَّمَ الْقُرْآنَ لِيُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاءَهُمْ وَ لِنُنذِرَ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ. قُلْ أَنِّي أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنی تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو

﴿۱۶۹﴾

کیا گیا تھا۔ اگر کوئی استغاثہ ہوتا تو ضروری نہ تھا کہ ہم کو اطلاع ہوتی۔ عبدالرحیم حکمت کا کام کرتا ہے اور پریم داس ہمارا واعظ ہے۔ عبدالرحیم آٹھ نو ماہ سے ہمارے ماتحت ہے اور پریم داس رحمۃ اللہ علیہ سال سے۔ سوال۔ کس نے آپ کو مخفی طور پر اطلاع دی تھی کہ مرزا صاحب سے خبردار رہو۔ جواب۔ ہم اس سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ سوال۔ کسی ہندو آریہ یا مسلمان یا عیسائی یا سرکاری افسر نے آپ کو خبردار کیا؟ جواب۔ اس سوال کا جواب

باعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تان مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اول المؤمنین ہوں۔ اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے جو ان ہی دنوں میں جس کو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا ہے میں نے تالیف کر کے شائع کی تھی۔ اس کتاب کے الہامات پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے مجھے اس خدمت پر مامور کیا۔ اور کیا حالت موجودہ زمانہ کی اور صدی کا سر اس بات کو چاہتا تھا یا نہیں کہ کوئی شخص ایسے غربت اسلام کے زمانہ اور کثرت بدعات اور سخت بارش بیرونی حملوں کے دنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور تجدید دین کے لئے آوے۔

اور اس جگہ یہ بات بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تک اس ملک کے اکثر علماء میرے دعویٰ مجتہد ہونے کی تصدیق کرتے تھے اور کم سے کم یہ کہ نہایت حسن ظن سے میرے الہامات پر بڑے بڑے سخت متعصبوں کو بھی کوئی جرح نہ تھی۔ اور اکثر ان میں سے بڑی خوشی سے کہتے تھے کہ خدا نے اسلام کے لئے چودھویں صدی کو مبارک کیا کہ اپنی طرف سے ایک مجتہد بھیجا اور بعض نے ان میں سے نہایت اخلاص سے براہین احمدیہ کا ریو یو بھی لکھا اور اس میں اس قدر میری تعریف کی کہ جس قدر ایک انسان کسی کامل درجہ کے راستباز اور پاک باطن اور خدا رسیدہ

﴿۱۶۹﴾

﴿۱۷۰﴾

بھی دینے سے معذور ہوں۔ لیکھرام عیسوی مذہب کے خلاف تھا۔ اس کی تحریریں برخلاف عیسائی مذہب کے ہم نے دیکھی ہیں شاید ایک دیکھی ہے وہ اچھا آدمی تھا گو اس کی اور میری رائے کا خلاف تھا۔ لیکھرام عیسائی مذہب پر حملہ کیا کرتا تھا۔ جہاں تک مجھ کو علم ہے لیکھرام کی ذات کے برخلاف کوئی عیسائی نہ تھا۔ سوال۔ آپ کو معلوم ہے کہ بعض آریہ جس فریق کا لیکھرام نہ تھا اور پرانے عقائد کے ہندو اور مسلمان لوگ لیکھرام کے برخلاف تھے۔ جواب۔ میں نہیں بتلا سکتا میں اخبار عام۔ سماچار۔ ٹریبون۔ پاپونیر اخبارات کو نہیں دیکھا کرتا۔ ستیا رتھ پرکاش کتاب ہم نے دیکھی ہے مگر پڑھی نہیں۔ ہم کو علم نہیں ہے کہ لیکھرام کے برخلاف دہلی

﴿۱۷۰﴾

اور ہمدرد اسلام کی تعریف کر سکتا ہے۔ حالانکہ اُس مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم تھا کہ براہین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں جن میں خدا تعالیٰ ☆ میرا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا ہے۔ غرض اس وقت تک کہ تصریح کے ساتھ میری طرف سے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہیں ہوا تھا اور صرف مجہّد چودھویں صدی ہونا عام لوگوں میں مشہور تھا کوئی بڑی مخالفت علماء کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ اکثر ان میں مصدق اور مطیع رہے۔ مگر اس دعویٰ مسیحیت کے وقت میں عجب طور کا شور علماء میں پھیلا اور ان میں سے اکثر لوگوں نے انواع اقسام کی خیانت سے عوام کو دھوکہ دیا اور بعض نے ان میں سے میری تکفیر کے بارے میں استفتاء طیار کیا اور بڑی کوشش کر کے صدہا کم فہم اور موٹی عقل والے لوگوں کے اُس پر دستخط کرائے۔ مگر جیسا کہ پہلے آثار نبویہ میں لکھا گیا تھا کہ ”اُس آنے والے امام موعود کی تکفیر ہوگی“ اس پیشگوئی کو پورا کیا کیونکہ ان پاک نوشتوں کا پورا ہونا ضروری تھا۔ اور تعجب کہ مسیح موعود ہونے کے دعوے میں کوئی ایسی نئی بات نہیں تھی کہ جو براہین احمدیہ میں اس وقت سے اٹھارہ برس پہلے درج نہیں ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی نادان مولویوں نے اس دعوے پر بڑا شور برپا کیا۔ آخر ان کی فتنہ انگیزیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ گھر گھر میں عداوت پڑ گئی مسلمانوں کا ایک گروہ

بمبئی۔ ملتان۔ پشاور میں نالشات ہوئی تھیں یا نہ۔ عبداللہ آتھم کی بابت پیشگوئی اس کی درخواست پر نہیں کی گئی تھی۔ مرزا صاحب نے زبردستی یہ پیشگوئی کی تھی۔ عبداللہ آتھم کی تحریر کو ہم پہچانتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اور لوگوں کے برخلاف درخواست یا بلا درخواست پیشگوئیاں مرزا صاحب نے کی تھیں۔ میں اپنے اصلی باپ کا نام نہیں جانتا۔ میں ہمیشہ سے عیسائی ہوں۔ ہم نے کبھی عبدالحمید سے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کا ایک مرید قادیاں سے آیا ہے اس سے حال تمہارا دریافت کرتے ہیں۔ (بسوال لالہ رام بھج وکیل استغاثہ) ہسپتال میں اور بھی متلاشی بھیجے جاتے ہیں۔ عبدالحمید اپنا حال جہلم کا پیشی سے پہلے مقبل ہو گیا تھا اور اس نے اقبال لکھ دیا تھا۔ مولوی نور الدین مرزا صاحب کے ساتھ مل کر قتل کے مشورہ میں شامل ہے۔ میں لالہ رام بھج کو ۸۱ بجے رات کے کل ملا تھا۔ اور فقط مقدمہ کا حال پوچھتے رہے تھے۔ سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

میرے ساتھ ہو گیا اور ایک گروہ کج فہم مولویوں کے پیچھے لگا اور ایک گروہ ایسا رہا کہ نہ موافق اور نہ مخالف۔ اور اگرچہ ہمارا گروہ ابھی بکثرت دنیا میں نہیں پھیلا لیکن پشاور سے لیکر بمبئی اور کلکتہ اور حیدرآباد کن اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دنیا میں پھیل گئے۔ پہلے یہ گروہ پنجاب میں بڑھتا پھولتا گیا اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔ جو ڈپٹی کلکٹر اور اسٹرا اسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے۔ بی اے۔ اور ایم اے اور بڑے بڑے تاجراں جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقہ دار اور نوابوں کی اولاد تھے

﴿۱۷۲﴾

نقل تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر

مرجمہ فیصلہ نمبر بستہ نمبر مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور
۹ اگست ۱۹۷۷ء متدائرہ از محکمہ ۳/۳ مہر عدالت

دستخط حاکم
15/8/97

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام میرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷۷ اضابطہ فوجداری

تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک باقر اصلاح - ۱۳ اگست ۱۹۷۷ء

ہمارے والد کلارک صاحب نے ہم کو اطلاع دی تھی کہ خبردار ہومرز صاحب نقصان پہنچائیں گے۔
کل ہم نے جواب مصلحتاً نہیں دیا تھا۔ ڈاکٹر کلارک سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

اور یا ہندوستان کے قصبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے
ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔
غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت نے مولویوں کو ان کے ارادوں سے نامراد رکھ کر ہماری
جماعت کو فوق العادت ترقی دی ہے اور دے رہا ہے۔ وہ لوگ جو درحقیقت پارساطح اور
خدا ترس اور نوع انسان سے ہمدردی کرنے والے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش
کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھانے والے اور عقلمند اور ذی فہم اور اولوالعزم اور
خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ میں
دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھاوے اور برکت دے
اور زمین کے کناروں تک سعادت مند انسانوں کو کھینچ کر اس میں داخل کرے۔

اس جگہ اس بات کا لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرا یہ دعویٰ کہ میں مسیح موعود ہوں ایک
ایسا دعویٰ ہے جس کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور احادیث
نبویہ کی متواتر پیشگوئیوں کو پڑھ کر ہر ایک شخص اس بات کا منتظر تھا کہ کب وہ بشارتیں ظہور میں آتی
ہیں۔ بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی

﴿۱۷۲﴾

نقل بیان عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

دستخط حاکم
15/8/97

(معدالت)

نمبر مقدمہ
۳/۳

نمبر بستہ
از محکمہ

فیصلہ
زیر تجویز

مرجوعہ
۱۹ اگست ۹۷ء

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۷۰۷ اضابطہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۳ اگست ۹۷ء

ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مرجائیں گے۔ ہرگز ہمارا منشا کسی لفظ سے یہ نہ تھا کہ صاحب موصوف مرجاویں گے۔ عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مرجاوے گا۔ عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکچرار کی درخواست پر اس کے واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی۔

سنایا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے۔ دستخط حاکم

کے سر پر ظہور کرے گا۔ اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے۔ مگر احادیث کے رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔ اگر تواتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلیں کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تواتر پر ہو جیسا کہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تواتر کے رو سے اس پیشگوئی سے بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس تواتر کے ہمارے زمانہ فوج اعوج کے علماء نے اس پیشگوئی کے صحیح معنی سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور باعث سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابل شرم تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لا کر اور احادیث صحیحہ

﴿۱۴۳﴾

﴿۱۴۳﴾

﴿۱۷۴﴾

نقل بیان گواہ مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

(مہر عدالت) دستخط حاکم مصلدقہ عدالت

سرکار بذریعہ ہنری مارٹن کلارک ڈاکٹر مشنری امرتسر بنام مرزا غلام احمد سکند قادیاں

مستغیث جرم ۱۰۷ اضابطہ فوجداری مستغاث علیہ

بیان گواہ استغاثہ باقرارصلاح

عبدالحمید ولد سلطان محمود ساکن جہلم ذات لکھڑ عمر ۱۱ سال بیان کیا:-

میں اب متلاشی عیسائی ہوں پہلے محمدی تھا۔ میں عیسائی لوگوں کے پاس گجرات میں گیا تھا چار ماہ ہوئے ہیں۔ اس وقت مرزا صاحب سے میری واقفیت نہ تھی۔ مونگ رسول رلیف ورکس پر جان محمد بابو کے تحت میٹ تھا۔ دو تین ماہ عیسائیوں کے پاس گجرات میں رہا تھا۔ وہاں محمدی لوگوں نے مجھے بدلا لیا تھا۔ اس لئے گجرات میں چلا آیا تھا۔ مرزا صاحب کے بہت مرید گجرات میں ہیں۔ انہوں نے مجھے قادیاں میں بھیجا۔ جب میں وہاں گیا میرا بچا برہان الدین اس وقت قادیاں میں نہ تھا۔ مجھے صلاح دی گئی تھی کہ جو شکوک تمہارے ہیں قادیاں جا کر رفع کر لو۔ مجھے مولوی نور الدین

﴿۱۷۴﴾

کو تسلیم کر کے ان کو یہ ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی انہوں نے رکھا کہ کسی زمانہ میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں فوت نہیں ہوئے۔ اور پھر ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء قرار دیا اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی رکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک نبی آنے والا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ نبی ہیں۔ اور ایک طرف یہ عقیدہ رکھا کہ مسیح موعود دجال کے وقت آئے گا اور دجال کا تمام روئے زمین پر بجز حرمین شریفین تسلط ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف بموجب حدیث صحیح مرفوع متصل صحیح بخاری اس بات کو بھی انہیں ماننا پڑا کہ مسیح موعود صلیب کے غلبہ کے وقت آئے گا یعنی اس وقت جبکہ عیسائی مذہب دنیا میں زور کے ساتھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور مرزا صاحب نے سکھلایا تھا۔ قرآن کی تعلیم نہیں دی تھی۔ گجرات سے آ کر صرف چار روز قادیاں میں مظہر رہا تھا۔ میں جہلم واپس چلا گیا تھا۔ اور چچا القمان کے گھر میں جا کر رہا تھا۔ برہان الدین کے گھر نہیں گیا تھا۔ وہاں میرا چچا مولوی برہان الدین غازی ہے اور وہ مرزا صاحب کا مرید ہے دوسرا چچا میرا القمان ہے مگر وہ مرید مرزا صاحب کا نہیں ہے۔ میری ماں نے بعد میرے والد کے مرجانے کے القمان سے نکاح کر لیا ہوا ہے اور اس سے اولاد بھی ہے۔ میرے دونوں چچوں نے میری پرورش کی۔ دو تین دن جہلم رہ کر پھر میں قادیاں میں چلا آیا۔ مرزا صاحب مجھ سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک علیحدہ مکان میں مجھے لے گئے اور کہا کہ جاؤ امرتسر میں اور ڈاکٹر کلارک صاحب کو پتھر مار کر مار دے۔ میں نے کہا کہ میں کیوں یہ کام کروں۔ تو مرزا صاحب نے کہا کہ اگر دین محمدی پر ہو کر تم یہ قتل کرو گے تو تم مقبول ہو جاؤ گے۔ پہلے مجھے پڑھایا کرتے تھے پھر جب مجھے قتل کرنے کے واسطے مرزا صاحب نے کہا تو مجھے یہ کہا کہ اب تم چار پانچ روز مزدوری کرو تاکہ لوگ یہ کہیں کہ مزدوری کرتا آیا ہے اور پھر یہ کہا کہ جب تو جانے لگے تو ہم کو گالیاں نکال کر جاؤ۔ میں امرتسر چلا گیا اور ڈاکٹر صاحب مستغیث مقدمہ ہذا کے پاس گیا اور کہا کہ میں عیسائی ہونے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے میری بڑی خاطر تواضع کی اور مجھے ہسپتال میں بھیج دیا۔ مجھے مرزا صاحب نے کہا تھا کہ پہلے اپنا نام رلارام بتلانا پھر عبدالحمید بتلانا کہ مسلمان ہو کر

﴿۱۷۵﴾

پھیلا ہوا ہوگا اور عیسائی طاقت اور دولت سب طاقتوں اور دولتوں سے بڑھی ہوئی ہوگی۔ اور پھر ایک طرف یہ عقیدہ رکھنا پڑا کہ مسیح اپنے وقت کا حاکم اور امام اور مہدی ہوگا۔ اور پھر دوسری طرف یہ عقیدہ رکھا کہ مسیح مہدی اور امام نہیں بلکہ مہدی کوئی اور ہوگا جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ غرض اس قسم کے بہت سے تناقضات جمع کر کے اس پیشگوئی کی صحت کی نسبت لوگوں کو تذبذب اور شک میں ڈال دیا۔ کیونکہ جو امر کئی تناقضات کا مجموعہ ہو ممکن نہیں کہ وہ صحیح ہو۔ پھر اہل عقل لوگ کیونکر اس کو قبول کر سکیں اور کیونکر اپنے جو ہر عقل کو پیروں کے نیچے کچل کر اس ٹیڑھے طریق پر قدم ماریں۔ اسی وجہ سے حال کے ان نو تعلیم یافتہ لوگوں کو جو نیچر اور قانون

﴿۱۷۵﴾

یہ نام حاصل کیا ہے۔ قریب ایک ماہ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس امرتسر میں رہا۔ پہلے پانچ چھ روز امرتسر رہا۔ پھر بیاس پر رہا۔ کاغذ حرف H مشمولہ مثل میری قلم کا لکھا ہوا ہے جو بطور اقبال کے میں نے ڈاکٹر صاحب کو لکھ کر دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت موجود تھے جب میں نے لکھ کر دیا تھا۔ بیاس سے ایک خط میں نے مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا کہ میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ یہ سچا دین ہے محمدی دین سچا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ایک مرید مرزا صاحب کا ہمارے پاس آیا ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اس کو عیسائی بنائیں یا نہ۔ جب مولوی نور الدین صاحب کو خط لکھا ڈاکٹر صاحب کو علم نہ تھا اور عیسائیوں کو بتلایا تھا۔ کاغذ حرف H کے لکھنے سے پہلے خط مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا۔ بھگت رام اور ایک اور منشی جس کا نام یاد نہیں موجود تھے۔ جب میں نے خط مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا وہ دیکھ رہے تھے۔ قریب ایک ماہ کے ہوا ہے کہ میں قادیاں سے روانہ ہو کر امرتسر مرزا صاحب کے پاس سے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا۔ مولوی نور الدین کی طرف خط بھیجنے سے یہ مطلب تھا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں بیاس میں ہوں۔ جب قادیاں سے امرتسر گیا تھا ۰۴/۱۲/۱۲ میں ٹوکری اٹھانے کی اجرت میں ۱۲ مرزا صاحب نے مجھے دیئے تھے۔ میں نے عبداللہ آتھم کی بابت سنا ہوا ہے ان کو

قدرت اور عقلی نظام کو واقعات کی صحت یا عدم صحت کے لئے ایک معیار قرار دیتے ہیں اس پیشگوئی سے باوجود اعلیٰ درجہ کے تو اتر کے جو اس میں ہے انکار کرنا پڑا اور درحقیقت اگر اس پیشگوئی کے یہی معنی کئے جائیں کہ جو اس قدر تناقضات کو اپنے اندر رکھتے ہیں تو انسانی عقل ان تناقضات کی تطبیق سے عاجز آ کر آخر اس پریشانی سے رہائی اسی میں دیکھتی ہے کہ اس پیشگوئی کی صحت سے بھی انکار کرے۔ سو یہی سبب تھا کہ نیچر اور عقل کے دلدادہ باوجود پیشگوئی کے اس قدر تو اتر کے اس عظیم الشان پیشگوئی سے انکاری ہو گئے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے بھی انکار کرنے میں بڑی شتاب کاری سے کام لیا ہے کیونکہ اخبار متواترہ سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا اور جو خبر تو اتر کے درجہ پر پہنچ جائے ممکن نہیں کہ اس میں کذب کا شائبہ ہو۔ پس

پیشگوئی

دیکھا نہیں۔ ان پر حملہ کئے جانے کی بابت مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ کب حملہ ہوئے اور کیا کیا حملے ہوئے اور کس نے حملہ کئے۔ جب میں پہلے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو میرا ارادہ مارنے کا تھا۔ بعد میں ارادہ بدل گیا۔ مجھے لقمان نے مرزا صاحب کے پاس نہیں بھیجا تھا اور نہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجا ہے۔ ہمارے خاندان میں کوئی رنج مولوی برہان الدین کے مرزا صاحب کا مرید ہو جانے سے نہیں ہے۔ لقمان اس وقت جہلم میں ہے اور برہان الدین کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے۔ (بسوال مستغیث کہا) کہ بھگت رام سے میری مراد بھگت پریم داس سے ہے۔ جس کی موجودگی میں خط مولوی نور الدین کو لکھا تھا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جب موقعہ لگے ڈاکٹر صاحب (مستغیث) کو مار دینا اور ہمارے پاس چلے آنا پھر تمہیں کوئی نہ مارے گا۔ امرتسر جا کر ملاقات ڈاکٹر صاحب سے کرنے پر میرا ارادہ بدل گیا تھا۔ امرتسر جانے سے پہلے کبھی ڈاکٹر صاحب کو آگے نہیں دیکھا تھا اور نہ جان پہچان تھا۔ (بسوال مرزا صاحب) جب میں مرزا صاحب کا مرید ہوا تھا تو مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ کہو میں احمد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کہا کہ پچھلے گناہوں کی معافی خدا سے چاہو اور آئندہ نماز پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ (نوٹ) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم کو یاد نہیں ہے کہ گواہ ہمارا دست بیچ ہوا تھا یا نہ) چھاپہ شدہ شرائط بیعت کی شرط چہارم مجھ کو وقت بیعت کے مرزا صاحب نے نہیں سنائی اور نہ سمجھائی تھی۔ حرف K

طریق انصاف اور حق پرستی یہ تھا کہ خبر متواتر کو رد نہ کرتے۔ ہاں ان معنوں کو رد کر دیتے جو نادان مولویوں نے کئے جن سے کئی قسم کے تناقض لازم آئے اور کئی تناقض جمع بھی کر لئے اور درحقیقت یہ ناقص الفہم مولویوں کا قصور ہے جو انہوں نے ایک سیدھی اور صاف پیشگوئی کے ایسے معنی کر کے جو تناقضات کا مجموعہ تھے محقق طبع لوگوں کو بڑی پریشانی اور سرگردانی میں ڈال دیا۔ اب خدا تعالیٰ نے اس کے سچے اور صحیح معنی کھول کر جو تناقضات اور نامعقولیت سے بالکل پاک ہیں ہر ایک انصاف پسند محقق کو یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اس خبر متواتر کو مان کر اس کے مصداق کی تلاش میں لگ جائے اور خدا تعالیٰ

شامل مثل کیا گیا۔ سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ عبد الحمید بقلم خود

گواہ نے بعد بیان کرنے کے عرض کی کہ چونکہ اس نے صاف صاف حالات بیان کر دیئے ہیں اس کو جان کا اندیشہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ اپنی حفاظت میں اس کو رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ گواہ کو اجازت ڈاکٹر صاحب کے پاس رہنے کی دی گئی۔ دستخط حاکم

نقل تتمہ بیان مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ

مرجوعہ فیصلہ نمبر بستہ نمبر مقدمہ (مہر عدالت) دستخط حاکم 10/8/97

۱۵ اگست ۱۹۷۷ء زیر تجویز

سرکار دوہتمدار مستغیث جرم ۷۰۷ اضابطہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد سکنتہ قادیاں مستغاث علیہ
تتمہ بیان عبد الحمید باقر اصالح

قادیاں سے جہلم لقمان کے پاس صرف ملنے ملاقات کے واسطے مظہر گیا تھا اور کوئی کام نہ تھا۔

کی صریح پیشگوئی سے انکار کر کے مکذبین میں داخل نہ ہو۔

اس بیان کی تفصیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرما کر اس پیشگوئی کی معقولیت کو کھول دیا اور ظاہر فرما دیا کہ مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا اسی رنگ اور طریق سے مقدر تھا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا گیا تھا۔ کیونکہ صحیفہ ملاکی میں اس بات کا بہ تصریح ذکر تھا کہ وہ مسیح موعود جس کا یہودیوں کو انتظار تھا وہ دنیا میں نہیں آئے گا جب تک کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آئے۔ اگر ہمارے مخالفین میں سعادت اور حق جوئی کا مادہ ہوتا تو وہ ملاکی نبی کی اس پیشگوئی سے جس پر یہود اور نصاریٰ دونوں کا اتفاق ہے بہت فائدہ اٹھاتے۔ کیونکہ صحیفہ ملاکی کی ظاہر نص کے لحاظ سے ضرور کہنا پڑتا ہے کہ ایلیا اب تک دنیا میں واپس نہیں آیا۔ حالانکہ حضرت مسیح کو دنیا میں آئے ہوئے قریباً انیس سو برس کے ہو گیا۔ پس اگر جیسا کہ ملاکی کے ظاہر الفاظ سے نکلتا ہے جس پر علماء یہود آج تک بڑے زور سے جتے بیٹھے ہیں یہی صحیح ہے کہ ضرور مسیح سے پہلے ایلیا نبی کا بذاتہ

دو تین روز وہاں رہا تھا۔ چالیس روپیہ چچا القمان کے گھر سے پہلی دفعہ لے آیا تھا۔

سنایا گیا درست ہے۔ عبد الحمید دستخط حاکم

نقل تتمہ بیان عبد الحمید مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

﴿۱۷۹﴾

دستخط حاکم
15/8/97

مجموعات

مرجوعہ فیصلہ نمبر بستہ نمبر مقدمہ
۱۹ اگست ۱۹۷۷ء زیر تجویز از محکمہ ۳۲/۴

سرکار بڈریج ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۱۰۷ اضابطہ فوجداری بنام میرزا غلام احمد قادیانی

تتمہ بیان عبد الحمید باقر اصرار صالح بسوال عدالت

۲ بجے دن نماز ظہر کے وقت مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جاؤ کلارک صاحب کو مارو۔ مسجد کے

دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں ٹھہر سکتے اور سچے اسی حالت میں ٹھہر سکتے ہیں کہ جب ایلیا نبی کے واپس آنے کی کوئی تاویل کی جائے۔ یعنی یہ کہ ایلیا کے دوبارہ آنے سے کسی مثیل ایلیا کا آنا مراد لیا جائے اور وہ مثیل یوحنا تھا یعنی یحییٰ زکریا کا بیٹا۔ جیسا کہ یہی تاویل یہودیوں کے مطالبہ کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کی اور اس تاویل سے جو ایک نبی کے منہ سے ثابت ہوئی صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ مسیح کا دنیا میں دوبارہ آنا بھی ایلیا کے دوبارہ آنے کی مانند ہے۔ اور ایک نظیر جو قائم ہو چکی ہے اس سے منہ پھیرنا اور ظاہری معنی کر کے کئی تناقضات کو اپنے عقیدہ میں جمع کر لینا یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کو عقل اور فہم سے بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ پیشگوئیوں پر اکثر مجازات اور استعارات غالب ہوتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کوئی حماقت نہیں ہوگی کہ پیشگوئی کے کسی لفظ کو اس حالت میں بھی ظاہر پر حمل کیا جائے کہ جبکہ ظاہر پر حمل کرنے سے کئی تناقضات جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی عادت سے تو یہود ہلاک ہوئے۔

اور مسیح کے بارے میں ایسی ہی ایک اور پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور کافروں سے لڑے گا۔ سو یہودیوں نے اس سے بھی ٹھوکر کھائی کیونکہ حضرت مسیح کو ظاہری بادشاہت نہیں ملی۔ اسی واسطے اب تک یہودی کہتے ہیں کہ جو مسیح کے حق میں پیشگوئیاں تھیں آج تک

﴿۱۷۹﴾

﴿۱۸۰﴾

ساتھ کمرہ میں مرزا صاحب مجھے لے گئے اور کہا کہ ایک بات کہتا ہوں میں نے کہا دل و جان سے مانوں گا۔ مرزا صاحب کے مکان میں وہ کمرہ ہے۔ امرتسر میں ایک شخص قطب الدین مرید مرزا صاحب کا ہے۔ مرزا صاحب نے بتلایا تھا کہ تم اس کے پاس جانا۔ میں سیدھا اس کے پاس گیا تھا۔ امرتسر کرموں کی ڈیوڑھی میں برتنوں کا کام کرتا ہے۔ آدھ گھنٹہ اس کے پاس ٹھہرا تھا۔ میں نے اس کو کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے کلارک صاحب کے قتل کے واسطے بھیجا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اچھا جب تم یہ کام

﴿۱۸۰﴾

ایک حرف بھی ان میں سے پورا نہیں ہوا۔ یہی حجت یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آگے پیش کی تھی اور بار بار یہ جملایا تھا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے نہ یہ کہ کوئی اس کا مثیل آوے کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب میں ایلیا نبی کا بذاتہ واپس آنا لکھا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ”اس کا کوئی مثیل آوے گا“۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو یہ جواب دیا کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے مراد ان کے مثیل کا آنا ہے جو ان کی خُو اور طبیعت پر ہو۔ اور بیان کیا کہ وہ شخص یوحنا زکریا کا بیٹا یعنی یحییٰ ہے۔ اور بادشاہی کی نسبت انہوں نے یہ تاویل کی تھی کہ ”میری آسمانی بادشاہت ہے زمین نہیں ہے“۔ اور ان تاویلوں کو یہودیوں نے نہایت بعید اور تکلفات رکیکہ سمجھا تھا اور اب تک یہی سمجھ رہے ہیں کیونکہ وہ اپنی کتابوں کے ظاہر الفاظ پر زور مارتے تھے اور بظاہر یہودی لوگ سچ پر معلوم ہوتے تھے اس لئے کہ وہ لوگ کتب مقدسہ کے نصوص صریح پیش کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تاویلات سے کام لیتے تھے جو رکیک اور خفیف معلوم ہوتی تھیں۔

ہمارے علماء بڑے خوش قسمت ہوتے اگر وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصے کو یاد کر کے اس سے نصیحت پکڑتے اور حضرت عیسیٰ کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کے وہی معنی کرتے جو خود حضرت عیسیٰ نے ایلیا نبی کے دوبارہ نازل ہونے کے معنی کئے ہیں۔ کاش وہ اس بات کو سوچتے کہ یہ راقم جو نزول مسیح کے معنی کرتا ہے وہ نئے معنی نہیں ہیں بلکہ وہی معنی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے پہلے نکل چکے ہیں کیونکہ نزول مسیح ابن مریم کا مقدمہ نزول ایلیا نبی کے مقدمہ سے بالکل ہم شکل ہے۔ پس

﴿۱۸۱﴾

کر چکے میرے پاس آنا میں قادیان میں پہنچا دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب کو مل کر آسی روز شام کو میں پھر واپس قطب الدین کے پاس گیا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب سے مل آیا ہوں۔ اس نے مجھے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا نشان و پتہ دیا تھا۔ مرزا صاحب مجھ سے بہت پیار کرتے تھے اور مجھ سے مٹھیاں بھروایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہماری بات (قتل) یاد ہے۔ میں کہا کرتا تھا کہ ہاں یاد ہے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ کلارک صاحب رحم دل ہیں جب تم جاؤ گے وہ پاس رکھ لیں گے۔ تم ان کے سونے اٹھنے بیٹھنے کے حالات دریافت کر کے جب موقع ملے پتھر مار کر یا اور طرح سے ہلاک

جس حالت میں آج تک یہودیوں کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی کہ ایلیا نبی آسمان سے اترتا اور اسی وجہ سے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منکر رہے تو ان مولویوں کی تمنا کیونکر پوری ہو سکتی ہے کہ کسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود آسمان سے نازل ہوگا۔ عقلمند وہ ہے جو دوسرے کے ٹھوکر کھانے سے عبرت پکڑے۔ یہودی جو حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے سے بے نصیب رہے اس کی یہی وجہ وہ آج تک بیان کرتے ہیں کہ ان کو وہی ملا کی نبی کی پیشگوئی تا کید اُسنائی گئی تھی کہ جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آئے وہ مسیح نہیں آئے گا جس کا ان کو وعدہ دیا گیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ وہ مسیح بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ مگر یہ دونوں پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہ آئیں۔ اسی لئے یہودی آج تک اسی بات کو روتے ہیں کہ ہم کیونکر یسوع بن مریم کو مان لیں۔ حالانکہ نہ ایلیا نبی اس سے پہلے آیا اور نہ وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور بظاہر یہودی حق پر معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کی کتابوں کے نصوص صریح سے یہی نکلتا ہے کہ درحقیقت مسیح سے پہلے ایلیا نبی آئے گا اور آخر مسیح بادشاہ ہو کر آئے گا۔

غرض یہ ایک ایسا مقدمہ تھا کہ مسیح موعود کے نزول اور دوسری علامات کو اس مقدمہ نے صاف کر دیا تھا اور منصفوں کے لئے ایلیا نبی کے نزول کی طرز مسیح کے نزول کے لئے ایک تشفی بخش نظیر تھی۔ مگر تعصب انسان کو نابینا کر دیتا ہے۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں صاف لکھا تھا کہ **اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** یعنی وہ مسیح موعود

﴿۱۸۲﴾

کر دینا۔ میرے باپ کا نام لقمان ہے۔ سلطان محمود غلطی سے لکھایا تھا۔ سلطان محمود کے ساتھ شادی مکر میری ماں نے کی تھی۔ پہلے غلطی سے لکھایا ہے کہ لقمان سے شادی ہوئی تھی۔ سلطان محمود کی ایک لڑکی ہے۔ لقمان کا اور بیٹا ہے جو میرا بھائی ہے۔ ہم تین بھائی ہیں۔ میں نے پتسمہ کبھی نہیں لیا متلاشی رہا تھا۔ مالا کنڈ میں فوج کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ بوجہ کام نہ ہو سکنے کے مجھے برخاست کیا گیا تھا۔ جب واپس مالا کنڈ سے آیا متلاشی نہ تھا۔ محمدی تھا۔ دو سال کے قریب اس بات کو ہوئے ہیں۔ قادیان آنے سے پہلے سلطان محمود مجھ سے ناراض ہوا تھا۔

﴿۱۸۲﴾

اسی امت میں سے ہوگا۔ اور اسی طرح صحیح مسلم میں فَاَمَّاكُمْ مِنْكُمْ لکھا تھا یعنی مسیح تم میں سے ایک امتی آدمی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ کیا یہ باتیں تسلی پانے کے لئے کافی نہ تھیں؟ کیا یہ امر تسلی بخش نہ تھا کہ قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا بیان فرمایا؟ حدیثوں میں ان کی عمر ایک سو بیس برس لکھ کر یہ اشارہ فرمایا کہ وہ ۱۲۰۰ عیسوی میں ضرور فوت ہو گئے ہیں۔ توقفی کے معنی مارنا بیان فرمایا گیا اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي نے صاف طور پر خبر دے دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور وہ جھگڑا جو اس سے پہلے ہو چکا ہے جو یہود اور حضرت عیسیٰ میں ایلیا نبی کے نزول کے بارے میں تھا کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ اس میں یہود کو سچا قرار دے۔ سو دنیا میں دوبارہ آنے کے معنی جو ایک نبی نے کئے وہی معنی ہم حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں کرتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالف مولوی جو معنی کرتے ہیں ان کے پاس ان معنوں کی کوئی سند موجود نہیں۔

اب سوچنا چاہیے کہ ہم تو اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جس کی پہلی کتابوں میں نظیر موجود ہے اور جس کا قرآن مصدق ہے۔ اور ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جس کی تمام انبیاء کے سلسلہ میں کوئی نظیر موجود نہیں اور قرآن اس کا مذہب ہے۔ پھر ہمارے مخالف جبکہ اس بحث میں عاجز آجاتے ہیں تو افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں۔ ہمارا ایمان ہے

اس نے نکالنا تھا۔ وہاں سے نہر پر چلا گیا تھا۔ بوجہ نہ کام کرنے کے سلطان محمود ناراض ہوا تھا۔ برہان الدین اور سلطان محمود کا مذہبی تفرقہ ہے۔ برہان الدین مرزا صاحب کا مرید ہے۔ سلطان محمود نہیں ہے۔ اس بات سے ایک دوسرے کو برا سمجھتے ہیں۔ قادیاں میں جوہلی کے موقع پر میں نہ تھا۔ بعد میں آیا تھا۔ برہان الدین کو میں نے جب گیا وہاں دیکھا تھا۔ تین چار دفعہ مرزا صاحب نے قتل کی بابت مجھ سے ذکر کیا تھا کہ دین محمدی پر ہو کر قتل کرو گے تو مقبول ہو گے کیونکہ کلا رک صاحب مخالف مذہب ہے۔ پانچوں وقت مرزا صاحب جب مسجد میں نماز کے واسطے آیا

کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں۔ صرف یہ فرق ہے کہ ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں اور ہم بروزی طور پر جیسا کہ تمام متصوفین کا مذہب ہے اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

رہی یہ بات کہ میرے اس دعویٰ مسیح ہونے پر دلیل کیا ہے تو واضح ہو کہ آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسیٰ پرستی کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہوگا اسی مجدد کا نام مسیح ہے۔ پھر بعد اس کے احادیث کی غلط فہمی سے عوام نے یوں سمجھ لیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر صدی کا مجدد ہوگا اور صدی کے سر پر آئے گا اور اکثر علماء کی یہی رائے قائم ہوئی کہ وہ چودھویں صدی ہوگی۔ لیکن اس خیال میں غلطی یہ ہوئی کہ اصل منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ جس مجدد کو اس امت کے مجددوں میں سے عیسائی حملوں کی مدافعت میں اسلام کی نصرت کرنی پڑے گی اس کا نام بلحاظ عیسائیت کی اصلاح کے مسیح ہوگا۔ مگر ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ خود مسیح کسی زمانہ میں آسمان سے اتر آئے گا حالانکہ یہ صریح غلطی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فصیح اور پُر حکمت بیان میں یہ غیر موزوں اور بے تعلق اور

﴿۱۸۴﴾

کرتے تھے میں مٹھیاں بھرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے پیار کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ۳۰، ۲۰ ٹارکا پتھر اٹھا کر سوتے وقت یا اور موقعہ پا کر کلارک صاحب کو مارنا اور مار دینا۔ میں نے یہ سب حال قطب الدین کو بتلایا تھا۔ اور اس نے کہا تھا کہ بیشک تو یہ کام کرو اور میرے پاس چلا آ۔ (سوال عدالت) اس وقت برہان الدین اور سلطان محمود مجھ سے ناراض ہیں کہ میرا روپیہ و جان داد ان کے پاس ہے اور وہ دینا نہیں چاہتے۔ مولوی نور الدین کے پاس اس واسطے خط بھیجا تھا کہ مرزا صاحب اور وہ ایک ہی ہیں۔ جب میں امرتسر ہسپتال میں تھا میرا کوئی تعلق قطب الدین سے نہیں رہا تھا اور نہ کسی کے پاس میں نے کوئی خط لکھا تھا۔ خط **ب** میں نے بیاس میں

﴿۱۸۴﴾

غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کر کے عادی اللہ کے موافق خدا تعالیٰ اور نعیم آخرت کی طرف بلایا گیا پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا جائے گا اور وہ نبوت جس پر مہر لگ چکی ہے اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فضیلت ختمیت سے محروم رہ جائے گی۔ بلکہ نہایت لطیف استعارہ کے طور پر یہ پیشگوئی کی گئی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب عیسائی لوگ اپنی مخلوق پرستی اور صلیب کے باطل خیالات میں انتہا درجہ کے تعصب تک پہنچ جائیں گے اور اپنی کمال تحریف اور دجل کی وجہ سے مسیح دجال ہو جائیں گے تب خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی اصلاح کے لئے ایک آسمانی مسیح پیدا کرے گا جو دلائل شافیہ سے ان کی صلیب کو توڑ دے گا۔

اس پیشگوئی کے سمجھنے میں اہل عقل اور تدبر کرنے والوں کے لئے کچھ بھی دقت نہ تھی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں نبی اسرائیلی کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث **لَا نَبِيَّ بَعْدِي** ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ

﴿۱۸۵﴾ ڈاکٹر صاحب کو لکھا تھا۔ (بسوال وکیل ملزم) لقمان جب میں چھ سال کی عمر کا تھا مر گیا تھا۔ میں نے لکھا روپیہ بغیر علم سلطان محمود کے گھر سے لئے تھے۔ گھر والی عورتوں کو اطلاع کر دی تھی اور نہر پر چلا گیا تھا۔ میرے دو بھائی اور محمد کامل و محمد عالم گھر پر ہیں۔ میں نے محمد عالم کا زیور نہیں لیا۔ اس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ اس کے پاس میرا روپیہ تھا۔ پانچ چھ سال کی بات ہے۔ باپ کی زمین پر دوسرے بھائی میرے قابض ہیں۔ حصہ پیداوار لیتا ہوں وہ میری طرف سے کاشت کرتے ہیں۔ جائداد کی وجہ سے اور سوتیلے بھائی ہونے کی وجہ سے مجھ سے خفا رہتے ہیں۔ سات ماہ سے جہلم سے نکلا ہوا ہوں۔ برہان الدین کا لڑکا محمد کامل کی لڑکی سے منسوب ہے

﴿۱۸۵﴾ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّۦنَ ۗ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ نبی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اس سے تو تمام تار و پود اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ”حضرت عیسیٰ نبوت سے معطل ہو کر آئے گا“۔ نہایت بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کون سا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لَانَبِيَّ بَعْدِي فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ اور صحیح مسلم کی حدیث فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ !!!

پھر دوسرا فیصلہ کہ جو اس بارے میں قرآن اور حدیث نے کر دیا یہ موجود تھا کہ

﴿۱۸۶﴾

برہان الدین بھی میرے سے دشمنی کرتا ہے۔ برہان الدین اور سلطان محمود الگ الگ مسجدوں میں ہیں۔ جہلم سے پہلے پہل مونگ رسول گیا تھا۔ پادری ڈال گئی صاحب کے پاس گجرات میں رہا تھا۔ گجرات میں پادری صاحب کے پاس تین چار ماہ رہا تھا۔ وہاں بائبل پڑھی تھی۔ اس وقت مذہب عیسائی پسند آیا تھا۔ چال چلن کی وجہ سے پتہ نہ ملا تھا۔ کیونکہ میں محمدی لوگوں کو پسند کرتا تھا۔ پادری صاحب نے ایک آدمی اللہ دتا عیسائی میرے ساتھ کیا تھا اور کہا تھا کہ پنڈی کا اس کو ٹکٹ لے دو۔ اور پنڈی جاوے۔ میں یوسف کو جانتا ہوں۔ اس کے پاس جانا تھا۔ اس لئے جاتا تھا۔ اللہ دتا میرے ہمراہ اسٹیشن پر نہیں آیا تھا۔ امیر الدین مرزا صاحب کا مرید مجھے

﴿۱۸۶﴾

قرآن شریف نے صاف صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ دیکھو آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي**۔ صاف ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور نیز حدیث نبوی سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ اس جگہ توفیٰ کے معنی ماردینے کے ہیں۔ اور یہ کہنا بجا ہے کہ ”یہ لفظ توفیٰ جوامضی کے صیغہ میں آیا ہے دراصل اس جگہ مضارع کے معنی دیتا ہے یعنی ابھی نہیں مرے بلکہ آخری زمانہ میں جا کر مریں گے۔“ کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب الہی میں عرض کرتے ہیں کہ میری امت کے لوگ میری زندگی میں نہیں بگڑے بلکہ میری موت کے بعد بگڑے ہیں۔ پس اگر فرض کیا جائے کہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اب تک نصاریٰ بھی نہیں بگڑے۔ کیونکہ آیت میں صاف طور پر بتلایا گیا کہ نصاریٰ کا بگڑنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ہے اور اس سے زیادہ اور کوئی سخت بے ایمانی نہیں ہوگی کہ ایسی نص صریح سے انکار کیا جائے۔ اب جس حالت میں قرآن شریف کے صاف لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہی ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین

☆ حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اور حلیہ تھا اور آنے والے مسیح موعود کا اور حلیہ۔ سو یہ دو مختلف حلیے بتلا رہے ہیں کہ وہ مسیح اور تھا یہ اور ہے۔ دیکھو صحیح بخاری۔ منہ

مل گیا اور اس کے ہاتھ میں مظہر آ گیا۔ اس نے مجھے قادیاں میں بھیج دیا۔ اور کہا کہ اول لاہور شیخ رحمت اللہ کے پاس جاؤ۔ پھر قادیاں جانا۔ دوسرے تیسرے روز گجرات جانے کے بعد واقف ہوئے تھے۔ مجھے عیسائیوں نے نکال دیا تھا کراہیہ راولپنڈی کا مجھے نہیں دیا۔ امیر الدین مجھے روز روز سمجھایا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس جاؤ۔ وہ پڑھا ہوا ہے۔ جہلم اور گجرات میں اچھے اچھے مولوی ہیں۔ مگر کسی سے میں نے اپنے شکوک کی بابت نہیں پوچھا۔ مہینہ ڈیڑھ ماہ سے سوزاک ہو گیا۔ زیادہ آم کھانے سے۔ کنجری بازی سے سوزاک نہیں ہوا۔ ڈنگہ میں عیسائی مذہب کی بابت لوگوں کو میں مسائل بتایا کرتا تھا۔ پہلے پہل قادیاں میں جو بلی سے ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے گیا تھا۔ پانچ چھ دن وہاں رہا تھا۔ پھر لاہور اور وہاں سے جہلم گیا تھا۔ راستہ میں گجرات بھی ٹھہرا تھا۔ پادری صاحب کے پاس گیا تھا اور کہا تھا کہ قادیاں مرزا صاحب کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔ مجھ سے محبت پیار کرتے تھے۔ پہلی دفعہ مرزا صاحب نے قتل کی بابت کچھ نہیں کہا تھا۔ گجرات کے پادری صاحب ناراض ہوئے تھے کہ کیوں قادیاں گئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں بھول گیا معاف کرو۔

رکھتا ہے اور حدیث ان دونوں باتوں کی مصدق ہے۔ اور ساتھ ہی حدیث نبوی یہ بھی بتلا رہی ہے کہ آنے والا مسیح اس امت میں سے ہوگا گو کسی قوم کا ہو۔ تو اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ایسی نصوص صریح کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور آنے والے مسیح کے امتی ہونے پر دلالت کرتی تھیں پھر کیوں اس بات پر اجماع ہو گیا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے اتر آئیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر میں جو شخص اجماع کا دعویٰ کرتا ہے وہ سخت نادان یا سخت خیانت پیشہ اور دروغ گو ہے۔ کیونکہ صحابہ کو اس پیشگوئی کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی وہ بلاشبہ بموجب آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي اس بات پر ایمان لاتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ تبھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اس بات کا احساس کر کے کہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں شک رکھتے ہیں زور سے یہ بیان کیا کہ

لے گئے تھے کہ شاید کوئی آدمی آ جاوے۔ روز روز کہتے تھے کہ وہ کام یاد ہے کہ نہ۔ اور تیار ہو کہ نہ۔ میں کہتا تھا کہ یاد ہے اور تیار ہوں۔ یہ اس وقت پوچھتے تھے جب میں مٹھیاں بھرا کرتا تھا۔ محبت بہت کرتے تھے جیسے باپ بیٹے سے۔ سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ پانچوں وقت مٹھیاں بھرتا تھا۔ لوگ بھی بھرا کرتے تھے۔ مسجد میں مٹھیاں بھرتے تھے۔ غسل خانہ میں مٹھیاں نہیں بھرا کرتا تھا۔ وہ غسل خانہ نہانے اور پیشاب کرنے کی جگہ ہے۔ جس کمرہ بالا خانہ میں مجھے مرزا صاحب لے گئے تھے وہ بھی غسل خانہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ قریب ۱۲x۱۸ فٹ کا کمرہ ہے۔ ہر ایک کونہ میں غسل کرنے کی جگہ بنائی ہوئی ہے۔ پکی جگہ نہیں ہے تختے لگائے ہوئے ہیں۔ اقبال حرف H میں نے خود لکھا تھا۔ کسی نے مسودہ نہیں بنایا تھا۔ پہلے ایک دفعہ لکھا صحیح نہ تھا۔ پھر دوبارہ صاف کر کے لکھا تھا۔ (نوٹ۔ گواہ سے ایک پرچہ پر نقل اقبال کرائی گئی۔ تین جگہ تحریر میں جہوں میں غلطی کی۔ جن پر نشان X کیا گیا ہے اور نشان حرف H لگایا گیا ہے)۔ گواہ۔ میں نے اس کمرہ کو غسل خانہ سمجھا تھا۔ روبروئے

﴿۱۸۹﴾

امام بیہ مذہب رکھتے ہیں۔ پھر کس قدر افترا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا اجماعی عقیدہ قرار دیا جائے۔ بلکہ یہ اس زمانہ کے عوام الناس کے خیالات ہیں جبکہ ہزار ہا بدعات دین میں پیدا ہو گئی تھیں اور یہ وسط کا زمانہ تھا جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فُجِ اعوج رکھا ہے۔ اور فُجِ اعوج کے لوگوں کی نسبت فرمایا ہے کہ لَيْسُوا مِنِّيْ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ ان لوگوں نے اس عقیدہ کو اختیار کرنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے اور وہاں قریباً انیس سو برس سے زندہ بحکم غرضی موجود ہیں اور پھر کسی وقت زمین پر واپس آئیں گے قرآن شریف کی چارجہ مخالفت کی ہے۔ اول یہ کہ قرآن شریف صریح لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ بیان ہوا اور یہ لوگ ان کے زندہ ہونے کے قائل

﴿۱۸۹﴾

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر غسل خانہ کا لفظ نہیں لکھوایا تھا۔ صبح کی نماز پڑھ کر تھوڑا سا دن نکل آیا تھا جب قادیاں سے آیا تھا اسماعیل بیگ کے سالے کا یکہ شاید تھا۔ اسی روز ریل پر چڑھ کر امرتسر چلا گیا تھا۔ ۱۱ بجے وہاں پہنچا۔ سیدہ قطب الدین کے پاس گیا۔ آدھ گھنٹہ اس کے پاس ٹھہرا۔ تاریخ نہیں بتلا سکتا۔ قطب الدین نے پتہ ڈاکٹر صاحب کے مکان کا دیا۔ کوٹھی پر میں جا ملا۔ ہال بازار مسجد میں سو رہا تھا۔ قریب تین بجے کے کوٹھی پر گیا تھا۔ دو آدمی میرے ساتھ نہ تھے۔ دس بارہ منٹ میں کوٹھی پر پہنچ گیا۔ اپنے دفتر کے کمرہ میں ڈاکٹر صاحب تھے۔ اول خانساماں کو ملا پھر بیرہ کو۔ اس نے صاحب کو اطلاع دی۔ مجھے اندر بلایا گیا۔ ایک سردار کسی کام کے واسطے وہاں کھڑا تھا۔ چٹھی لیکر چلا گیا تھا۔ اندر جاتے ہی میں نے کہا کہ میں متلاشی ہوں عیسائی ہونے آیا ہوں۔ صاحب نے پوچھا کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ قادیاں سے۔ پھر میں نے اپنا ہندو نام رلارام بیان کیا اور سب حالات بیان کئے جو پہلے بیان کر چکا ہوں۔ مگر وہ سارا بیان جھوٹ تھا۔ میرے دل میں تھوڑا خیال ہوا تھا کہ میں قتل نہیں کروں گا۔ تین چار روز

ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کوئی انسان بجز زمین کے کسی اور جگہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ **فِيهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيهَا تَمُوتُونَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُونَ**۔ یعنی تم زمین میں ہی زندہ رہو گے اور زمین میں ہی مرو گے اور زمین سے ہی نکالے جاؤ گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ”نہیں اس زمین اور کرہ ہوا سے باہر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ اب تک جو قریباً انیسویں صدی گذرتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔“ حالانکہ زمین پر جو قرآن کے رو سے انسانوں کے زندہ رہنے کی جگہ ہے باوجود زندگی کے قائم رکھنے کے سامانوں کے کوئی شخص انیس سو برس تک ابتدا سے آج تک کبھی زندہ نہیں رہا تو پھر آسمان پر انیس سو برس تک زندگی بسر کرنا باوجود اس امر کے کہ قرآن کے رو سے ایک قدر قلیل بھی بغیر زمین کے انسان زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

۱۹۰

کے بعد جب میں بیاس گیا تو میرا ارادہ قتل کا بدل گیا تھا۔ پانچ چھ روز میں امرتسر رہا تھا۔ امرتسر ہسپتال کے ڈاکٹر کے ماتحت میں کام کرتا تھا اور تعلیم پاتا تھا۔ زخموں کو دھویا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب سوائے ایک روز کے روز بروز ملا کرتے تھے۔ دو دفعہ کوٹھی پر میں گیا تھا۔ اسی دفتر والے کمرہ میں مظہر ملا تھا۔ اسی طرح اکیلا ملا تھا جیسے کہ پہلے روز ملا تھا۔ ہر دفعہ ڈاکٹر صاحب پوچھتے تھے کہ تم کون تھے اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے پہلا بیان کر دیا تھا۔ کوئی خاص ارادہ سوائے اس کے کہ بائبل صاحب سے لینی تھی اور نہ تھا۔ پہلی دفعہ کتاب مجھ کو دی گئی تھی مگر دوسری کی سی دوسری دفعہ کتاب مجھ کو دی گئی تھی۔ بیاس تعلیم کے واسطے ڈاکٹر صاحب نے بھیج دیا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ مولوی عبدالرحیم ڈرتا ہے کہ تم اس کو مار نہ ڈالو۔ اس لئے بیاس چلے جاؤ اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ تم خون کرنے آئے ہو۔ سوائے قطب الدین کے میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا کہ میں قتل کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں۔ سانوں سنگھ بیاس میرے ساتھ گیا تھا۔ ایک ہفتہ اس جگہ رہا تھا۔ تین چار روز کے بعد میں نے مولوی نور الدین کو چٹھی لکھی تھی۔ ایک کوٹھی

﴿۱۹۱﴾

کس قدر خلاف نصوص صریح قرآن ہے جس پر ہمارے مخالف ناحق اصرار کر رہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ کسی انسان کا آسمان پر چڑھ جانا عادت اللہ کے مخالف ہے جیسا کہ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا۔ لیکن ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کو ان کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟ نبی ہونے

﴿۱۹۱﴾

نئی بن رہی تھی وہاں میں نے چٹھی لکھی تھی۔ بھگت رام کے سامنے لکھی تھی۔ دو راج دو تین مزدور بھی وہاں تھے۔ بھگت سے پیسہ یا ٹکٹ خط روانہ کرنے کے واسطے نہیں مانگے تھے۔ اقبال ۵۰ کے قریب لکھا تھا بیٹھنے کے کمرہ میں خط لکھا تھا۔ کھانے والے کمرے کے پاس ہے۔ (پھر کہا کہ) پتہ نہیں کھانے والا کمرہ کون ہے۔ میرے اقبال لکھنے کے وقت اسٹیشن ماسٹر، تار بابا اور ڈاک بابا موجود تھے (پھر کہا کہ) لکھ چکا تھا۔ دستخط کر رہا تھا جب وہ آئے تھے۔ دو تین آدمی اور تھے جن کے روبرو لکھا تھا۔ وہ عبدالرحیم، بھگت رام۔ شیخ وارث تھے اور ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ بیاس میں مظہر نے کسی سے

﴿۱۹۲﴾

کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں!؟

غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت

﴿۱۹۲﴾

کی ہے۔ اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اترتا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی

بہارِ نبویہ

نہیں کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب کو مارنے آیا ہوں۔ بھگت پریم داس سے بھی نہیں کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مجھ کو ہمراہ امرتسر لے آئے تھے اور مجھے انہوں نے معافی دے دی تھی کہ نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ بیاس سے چل کر اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے امرتسر پہنچ گئے تھے۔ رات کو ڈاکٹر صاحب نے سلطان پنڈ میں جو امرتسر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دیا اور وارث اور پریم داس و عبدالرحیم میرے ساتھ رہے تھے۔

﴿۱۹۳﴾

کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح علماء صرف نزول کا لفظ احادیث میں دیکھ کر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ نخواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس آئیں گے اور وہ دن ایک بڑے تماشے اور نظارہ کا دن ہوگا کہ ان کے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہوں گے جو ان کو آسمان سے اٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں مگر آنکھ بند کر کے۔ فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب حدیث صحیح کے طالب العلوم پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اٹھائیں تو کیوں نرالے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالیٰ اٹھائے پھرتا ہے **حَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ**۔ مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں۔ مگر ایک یہ توقف فرقہ چاہتا ہے کہ ان کو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر حدیثوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسیح جو آسمان پر گیا تھا واپس آئے گا تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بے محل تھا۔ ایسے موقعہ پر یعنی جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اس افسح الفصحاء اور اعراف الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سردار ہے۔

۱۹۳

﴿۱۹۳﴾

ایک دیسی عیسائی کے گھر ہم سارے رہے تھے۔ جب قادیاں سے بٹالہ آیا تھا مولوی غلام مصطفیٰ چھاپہ والے کے مکان پر نہیں گیا تھا۔ مرزا صاحب نے بوجہ بدچلنی مجھے قادیاں سے نہیں نکلوایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب پیارا اور خلق سے جب پہلے میں گیا پیش آئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب میرے سے مضبوط ہیں۔ لیکن حملہ کرنیوالا جو بھیجا جائے اس کو اپنا کام کرنا پڑتا ہے۔ اپنی زندگی کے

ایک بڑا دھوکہ ان کم فہم علماء کو یہ لگا ہوا ہے کہ جب قرآن شریف میں یہ لوگ یہ آیت پڑھتے ہیں کہ مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ اور نیز یہ آیت کہ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۗ تو اپنی غایت درجہ کی نادانی سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ نفی قتل اور نفی صلیب اور لفظ رفع اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھ سے بچ کر اپنے جسم غضری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔ گویا بجز آسمان کے اور کوئی جگہ ان کے پوشیدہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو زمین پر نہیں ملتی تھی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے ہاتھ سے محفوظ رکھنے کے لئے تو ایک وحشت ناک اور سانپوں سے بھری ہوئی غار کفایت ہوگئی مگر مسیح کے دشمن زمین پر اس کو نہیں چھوڑ سکتے تھے خواہ اللہ تعالیٰ ان کو بچانے کے لئے زمین پر کیسی ہی تدبیر کرتا اس لئے مجبوراً یہودیوں سے اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ عاجز آ کر ان کے لئے آسمان تجویز کیا۔ قرآن میں تو رفع الی السماء کا ذکر بھی نہیں بلکہ رفع الی اللہ کا ذکر ہے جو ہر ایک مومن کے لئے ہوتا ہے۔

یہ لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر یہی قصہ صحیح ہے تو قرآن شریف نے جو اس قصہ کو لکھا تو ان آیات کی شان نزول کیا تھی اور کون سا جھگڑا یہود اور نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ کے آسمان پر معہ جسم غضری کے جانے کے متعلق تھا جس جھگڑے کو قرآن شریف نے ان آیات کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے اختلافات کو حق اور راستی کے ساتھ فیصلہ کرے۔ سو یاد رہے کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلے کبھی ایسا ارادہ میں نے نہیں کیا اور نہ کبھی مارنے پر مامور ہوا تھا۔ جب میں مسلمان تھا میں قتل کرنا جرم اور گناہ سمجھتا تھا مگر جب مرزا صاحب نے کہا کہ تم مقبول ہو جاؤ گے تو میرے خیال میں تبدیلی ہوئی اور پکا یقین ہو گیا کہ میں بہشت میں جاؤں گا اس سے پہلے کہ میں مرزا صاحب سے ملوں میرا اپنا خیال یہ تھا کہ قتل کرنا گناہ ہے۔ گو محمدی مذہب کے رو سے کسی کافر کو مارنا ثواب ہے۔ یہ بات قرآن میں درج ہے۔ میں نے خود پڑھا ہے۔ ترجمہ لکھا ہوا دیکھ کر پڑھ

﴿۱۹۴﴾

یہود اور نصاریٰ میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اختلاف تھا اور اب بھی ہے وہ اختلاف ان کے رفع روحانی کے بارے میں ہے۔ یہود نے صلیب دیئے جانے سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت عیسیٰ کا رفع روحانی نہیں ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہیں۔ کیونکہ ان کے مذہب کے رو سے ہر ایک مومن کا مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے لیکن جو شخص صلیب کے ذریعہ سے مارا جائے اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا یعنی وہ شخص لعنتی ہوتا ہے۔ پس یہودیوں کی یہی حجت تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو گئے اس لئے ان کا رفع روحانی نہیں ہوا اور وہ لعنتی ہیں اور نالائق عیسائیوں نے بھی تین دن کے لئے حضرت عیسیٰ کو رفع سے محروم سمجھا اور لعنتی ٹھہرایا۔ اب قرآن شریف کا اس ذکر سے مدعا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے روحانی رفع پر گواہی دے۔ سوا اللہ تعالیٰ نے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَّوْهُ کہہ کر نفی صلیب کی اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکالا کہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور اس طرح پر جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔

﴿۱۹۵﴾

اب انصافاً دیکھو کہ اس جگہ رفع جسمانی کا تعلق اور واسطہ کیا ہے۔ یہودیوں میں سے اب تک لاکھوں تک زندہ موجود ہیں۔ ان کے عالموں فاضلوں کو پوچھ لو کہ کیا آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ان کا رفع روحانی نہیں ہوا یا یہ کہ ان کا رفع جسمانی نہیں ہوا۔ ایسا ہی یہود یہ کہتے تھے کہ سچا مسیح اس وقت آئے گا کہ جب ایلیا نبی ملاکی کی پیشگوئی کے موافق دوبارہ دنیا میں آجائے گا۔ پھر جبکہ

﴿۱۹۵﴾

لیتا ہوں۔ میرے چچے نے پڑھایا تھا۔ اور ایک مُلا نے بھی پڑھایا تھا۔ میں بلا معنی کے قرآن پڑھتا رہا ہوں۔ ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء کو وعدہ معافی مجھے دیا گیا تھا اس لئے میں نے اقبال لکھ دیا تھا اگر کوئی شخص کسی کو مارنے جائے اور ماریوں سے تو مجرم ہے ورنہ نہیں۔ تاریخ تحریر اقبال سے برابر ڈاکٹر صاحب کے پاس میں رہا ہوں۔ تین چار روز ہوئے انارکلی میں مولوی محمد حسین کو دیکھا تھا۔ پہلے اس سے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کوئی خط مرزا صاحب کو نہیں لکھا۔ بائبل میں لکھا ہے کہ تو خون نہ کراس لئے میرا ارادہ بدل گیا کہ کیوں ایسے نیک آدمی کو جیسے کہ ڈاکٹر کلارک ہے قتل کروں۔ ہمارے خاندان سے کسی نے کبھی قتل نہیں کیا۔ غازی کا مطلب مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہے۔ بیاس میں بھگت پریم داس نے ایک سانپ سیاہ رنگ کا پکڑا تھا۔ مار کر ڈاکٹر صاحب کے پاس میں لایا تھا۔ دوسرا سانپ جو پکڑا تھا وہ بھاگ گیا تھا۔ یعنی پہلے دن دو سانپ پکڑے گئے تھے ایک مر گیا اور دوسرا بھاگ گیا تھا۔ تیسرے روز ایک اور سانپ پکڑا گیا تھا۔ اس کو بھی مار ڈالا تھا۔ صرف ڈاکٹر صاحب کو دکھلانے کے واسطے سانپ لے جانا چاہتا تھا۔ (بسوال عدالت) بھگت پریم داس نے روک دیا تھا۔ (وکیل) قطب الدین کو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ مرزا صاحب نے کوئی خط اس کی طرف نہیں دیا تھا۔ قطب الدین نے کہا تھا کہ تم کوٹھی دیکھ آؤ۔ پتھر میں بتلاؤں گا اٹھا لے جانا اور اسے مار دینا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ

﴿۱۹۶﴾

﴿۱۹۶﴾

خدا تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے جس کی حقیقت انسانوں پر نہیں کھل سکتی یہود کو اس امتحان میں ڈالا کہ ایلیا نبی جس کا ان کو انتظار تھا آسمان سے نازل نہ ہوا اور حضرت ابن مریم نے مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا تو یہ دعویٰ یہودیوں کو خلاف نصوص صریحہ معلوم ہوا اور انہوں نے کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر نعوذ باللہ تو ریت باطل ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کی کتابیں باطل ہوں۔ پس تمام جڑا نکار کی یہی تھی۔ اسی وجہ سے یہودی حضرت مسیح کے سخت دشمن ہو گئے اور ان کو کافر اور مرتد اور دجال اور ملحد کہنے لگے اور تمام علماء کا فتویٰ ان کے کفر پر ہو گیا

بیت

ہم مرزا صاحب کو چٹھی لکھتے ہیں کہ یہ شخص عیسائی ہونے کو آیا ہے میں نے منع کیا تھا۔ اس لئے کہ جب ہپتسمہ ہو جاوے تب چٹھی لکھنا۔ آج میں قادیان گیا تھا۔ عبدالرحیم اور دو سپاہی اور وارث دین۔ دو سپاہی اور بھی ساتھ گئے۔ (بسوال پیروکار) ایک دفعہ پہلے پہل بھی مرزا صاحب مجھے اُس اوپر والے کمرہ میں لے گئے تھے۔ خیر الدین کی مسجد واقعہ امرتسر میں میں سو گیا تھا۔ اس لئے ٹھہر گیا۔ مجھ سے پوچھا نہ گیا اس لئے میں نے پہلے اقبال نہیں کیا تھا۔ سلطان محمود نے مجھے قرآن پڑھایا تھا۔ چچا برہان الدین مالا کھنڈ نہیں گیا تھا۔ دونوں دفعہ جب میں امرتسر کوٹھی پر ملا تھا ڈاکٹر صاحب خوشی سے ملے تھے دونوں دفعہ از خود گیا تھا۔ بلایا نہ گیا تھا۔ بیاس جاتے وقت طلب کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے جھڑکی برانڈہ میں نکل کر نہیں دی تھی کہ کیوں بے بلائے آئے ہو۔ عبد الحمید (دستخط حاکم)

سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

اور ان میں زاہد اور راہب اور ربانی بھی تھے وہ سب ان کے کفر پر متفق ہو گئے کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ یہ شخص ظاہر نصوص کو چھوڑتا ہے۔ یہ تمام فتنہ صرف اس بات سے پڑا کہ حضرت مسیح نے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے بارے میں یہ تاویل پیش کی تھی کہ اس سے مراد 'ایسا شخص ہے جو اس کی خُو اور طبیعت پر ہو۔ اور وہ یوحنا یعنی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے، مگر یہ تاویل یہودیوں کو پسند نہ آئی۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے انہوں نے ان کو طحڑا قرار دیا کہ جو نصوص کو ان کے ظاہر سے پھیرتا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت سچا نبی تھا اور ان کی تاویل بھی گویا ہر کیسی ہی بعید از قیاس تھی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک درست تھی اس لئے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ بھی خیال تھا کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو راستبازی کے انوار کیوں اس میں پائے جاتے ہیں اور کیوں سچے رسولوں کی طرح اس سے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ پس اس خیال کے دور کرنے کے لئے یہودیوں کے مولوی ہر وقت

﴿۱۹۷﴾

نقل تحریر مشمولہ مثل فوجداری اجلاسی کیتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

دستخط حاکم
15/8/97

مہ عدالت

نمبر مقدمہ
۳
۳

نمبر بستہ
از محکمہ

فیصلہ
مندائرہ

مرجوعہ
۱۹ اگست ۹۷ء

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۷ ضابطہ فوجداری منکہ عبد الحمید ولد سلطان محمود سنکنہ جہلم کا ہوں حال وارد بیاس۔ جو کہ میں موضع قادیاں میں سے مرزا صاحب غلام احمد قادیانی سے روانہ کیا گیا تھا کہ تم ڈاکٹر کلارک صاحب نقیضان کر دیں یعنی مار ڈالا۔ اور مجھ کو اس کام کے واسطے میں چلا آیا ہوں۔ یہ قادیاں میں زبانی غسل خانہ میں کہی۔

دستخط حاکم.....

نوٹ۔ یہ پرچہ عبد الحمید گواہ سے لکھوایا گیا۔ دستخط 13/8/97

اسی تدبیر میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح عوام کو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ شخص نعوذ باللہ کاذب اور ملعون ہے آخر ان کو یہ بات سوچھی کہ اگر اس کو صلیب دی جائے تو البتہ ہر ایک پر صاف طور پر ثابت ہو جائے گا کہ یہ شخص نعوذ باللہ لعنتی اور اس رنج سے بے نصیب ہے جو راستبازوں کا خدا تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے اور اس سے اس کا کاذب ہونا ثابت ہوگا۔ کیونکہ تو ریت میں یہ لکھا تھا کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رنج نہیں ہوتا۔ سوانہوں نے اپنی دانست میں ایسا ہی کیا یعنی صلیب دیا۔ اور یہ امر نصاریٰ پر بھی مشتبه ہو گیا اور انہوں نے بھی گمان کیا کہ حضرت مسیح حقیقت میں مصلوب ہو گئے ہیں۔ اور پھر اس اعتقاد سے یہ دوسرا عقیدہ بھی انہیں اختیار کرنا پڑا کہ وہ لعنتی بھی ہیں۔ مگر لعنت کے چھپانے کے لئے اور اس کا کلنگ دور کرنے کے لئے یہ تجویز سوچی گئی کہ ان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا بنایا جائے۔ ایسا بیٹا جس نے دنیا کے تمام گنہگاروں کی لعنتیں اپنے سر پر اٹھالیں اور بجائے دوسرے ملعونوں کے آپ ملعون بن گیا اور پھر

﴿۱۹۸﴾

﴿۱۹۸﴾

نقل بیان مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ

سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیاں جرم ۱۰۷ اضابطہ فوجداری (معاملات) ۱۰ اگست ۱۹۷۷ء بیان عبدالرحیم باقرار صالح
 دستخط حاکم
 10/8/97

ولد جے سنگھ ذات عیسائی ساکن حال امرتسر عمر ۷۰ سال بیان کیا کہ مجھے ڈاکٹر صاحب مستغیث نے عبدالحمید گواہ کے حالات دریافت کرنے کے واسطے تعینات کیا تھا۔ ۲۰ یوم کے قریب اس بات کو ہوئے ہیں۔ بٹالہ میں میں نے دریافت کیا تو جو بیانات عبدالحمید نے کئے تھے سب جھوٹ پائے گئے۔ دوسرے روز قادیاں میں مظہر گیا۔ وہاں سیدھا

﴿۱۹۹﴾

ملعونوں کی موت سے مراد یعنی مصلوب ہوا۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں قدیم سے یہ رسم تھی کہ جرائم پیشہ اور قتل کے مجرموں کو بذریعہ صلیب ہی ہلاک کیا کرتے تھے۔ اس مناسبت سے صلیبی موت لعنتی موت شمار کی گئی تھی مگر عیسائیوں کو یہ بڑا دھوکہ لگا کہ انہوں نے اپنے پیرومرشد اور نبی کو ملعون ٹھہرایا۔ وہ بہت ہی شرمندہ ہوں گے جب وہ اس بات میں غور کریں گے کہ لعنت کا مفہوم لغت کی رو سے اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص ملعون درحقیقت خدا سے مرتد ہو گیا ہو۔ کیونکہ لعنت ایک خدا کا فعل ہے اور یہ فعل انسان کے اس فعل کے بعد ظہور میں آتا ہے کہ جب انسان عمداً بے ایمان ہو کر خدا تعالیٰ سے تمام تعلقات توڑ دے اور خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس سے بیزار ہو جائے۔ سو جب ایسے شخص سے خدا بھی بیزار ہو جائے اور اس کو اپنی درگاہ سے رد کر دے اور اس کو دشمن پکڑے تو اس صورت میں اس مردود کا نام ملعون ہوتا ہے اور یہ امر ضروری ہوتا ہے کہ یہ شخص ملعون خدا سے بیزار ہو اور خدا تعالیٰ اس سے بیزار ہو اور شخص ملعون خدا تعالیٰ کا دشمن ہو جائے اور خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہو جائے۔ اور شخص ملعون خدا تعالیٰ کی معرفت سے ہلکی بے نصیب ہو جائے اور اندھا اور گمراہ ہو جائے

مرزا صاحب کے مکان حجرہ میں جہاں وہ رہتے ہیں چلا گیا۔ اور کسی شخص سے بات چیت نہیں کی ان سے کہا کہ ایک شخص رلارام نام تھا جو مسلمان ہوا عبدالمجید کے نام سے اب اپنے آپ کو بتلاتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ ہندو سے مسلمان نہیں ہوا بلکہ پیدائشی مسلمان ہے جہلم کا رہنے والا ہے۔ برہان الدین کا بھتیجا ہے۔ راولپنڈی میں اس

﴿۲۰۰﴾

اور ایک ذرہ خدا کی محبت اس کے دل میں نہ رہے۔ اسی لئے لغت کے رو سے لعین شیطان کا نام ہے۔

﴿۱۹۹﴾

پس ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالکل اس تہمت سے پاک ہیں کہ نعوذ باللہ ان کو ملعون کہا جائے اور رفع الی اللہ سے ان کو بے نصیب سمجھا جائے۔ لیکن عیسائیوں نے اپنی حماقت سے اور یہودیوں نے اپنی شرارت سے ان کو ملعون قرار دیا اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں لعنت کا لفظ رفع کے لفظ کی نفیض ہے۔ پس اس سے یہ لازم آیا کہ وہ نعوذ باللہ موت کے بعد خدا کی طرف نہیں بلکہ جہنم کی طرف گئے کیونکہ لعنتی یعنی وہ شخص جس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہ ہوا وہ جہنم کی طرف جاتا ہے۔ یہ متفق علیہ اہل اسلام اور یہود کا عقیدہ ہے اسی لئے نصاریٰ کو یہ عقیدہ رکھنا پڑا کہ حضرت عیسیٰ مرنے کے بعد تین دن تک جہنم میں رہے۔ بہر حال ایک سچے نبی کی ان دونوں قوموں نے بڑی بے ادبی کی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کرے۔ پس اول تو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ فرمایا کہ مسیح ابن مریم درحقیقت سچا نبی اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے مقربوں میں سے تھا۔ اور پھر یہود اور نصاریٰ کے اس وسوسہ کو بھی دور کیا کہ وہ مصلوب ہو کر لعنتی ہوا۔ اور فرمایا وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ اُور یہ بھی فرمادیا کہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ پس اس طرح پر وہ لعنت اور عدم رفع کی تہمت جو چھ سو برس سے یہود اور نصاریٰ کی طرف سے ان پر وارد کی گئی تھی اس کو دور فرمایا۔

پہلے

لڑکے نے پتسمہ پایا تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ اب قریباً آٹھ یوم سے چلا گیا ہے۔ تم اس کو اگر اچھا کھانا اور اچھے کپڑے دو گے تو تمہارے پاس ٹھہر جاوے گا۔ پھر میں نیچے مکان کے اتر آیا۔ تو ایک شخص جوان عمر سابق عیسائی نے جس کا نام سائیداس ہے اور ایک لڑکے نے کہا کہ عبدالحمید مرزا صاحب کو علانیہ گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ مرزا صاحب

سوان آیات کی شان نزول یہی ہے کہ اس وقت کے یہود اور نصاریٰ حضرت مسیح کو ملعون خیال کرتے تھے اور نہایت ضروری تھا کہ ان شریروں اور احمقوں کی غلطی ظاہر کر کے ان کے جھوٹے الزام سے حضرت مسیح کو بری کر دیا جائے۔ پس اس ضرورت کے لئے قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا اور جبکہ مصلوب نہ ہوا تو یہ اعتراض سراسر غلط ٹھہرا کہ خدا کی طرف اس کا رفع نہیں ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہوا بلکہ خدا تعالیٰ نے اور مقربوں کی طرح اس کو بھی رفع کی خلعت سے ممتاز کیا اور خدا تعالیٰ نے اس فیصلہ میں حضرت عیسیٰ کے ملعون اور غیر مرفوع ہونے کے بارے میں عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کو جھوٹا ٹھہرایا۔

اب اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بریت اور ان کا صادق اور غیر کاذب ہونا جسمانی رفع پر موقوف نہ تھا۔ اور جسمانی رفع کے نہ ہونے سے ان کا کاذب اور ملعون ہونا لازم نہ آتا تھا۔ کیونکہ اگر صادق اور مقرب الہی ہونے کے لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے تو بموجب عقیدہ ان نادان علماء کے لازم آتا ہے کہ صرف حضرت عیسیٰ ہی خدا کے مقرب ہوں اور باقی تمام نبی جن کا جسمانی رفع جسم عنصری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف نہیں ہوا وہ نعوذ باللہ قرب الہی سے بے نصیب ہوں۔ اور جبکہ جسمانی رفع کچھ شے نہ تھا اور کسی نبی کے صادق اور مقرب الہی ہونے کے لئے جسمانی طور پر اس کا آسمان پر جانا ضروری نہ تھا تو کیونکر ممکن تھا کہ خدا کی

نے یہ بھی کہا تھا کہ عبد الحمید قلی یعنی ٹوکری اٹھانے کا کام بھی کرتا ہے۔

گواہ کو سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

عبدالرحیم بقلم خود

نقل تتمہ بیان عبدالرحیم باقر صالح بصیغہ فوجداری اجلائی کپتان ایم ڈ بلیوڈنگس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور
سرکار بڈریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۷ اضابطہ فوجداری

مہ عداوت
دستخط حاکم
15/8/97

تتمہ بیان عبدالرحیم باقر صالح

۱۳ اگست ۱۹۷۰ء میں پہلے ہندو تھانائی۔ پھر مسلمان ہوا۔ ۷۷ سال مسلمان رہا۔

۱۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو عیسائی ہوا۔ یکم فروری ۱۹۷۰ء سے ڈاکٹر صاحب کے ماتحت ہوں۔

کلام میں جو پُر حکمت ہے یہ فضول اور لغو اور بے تعلق جھگڑا شروع کیا جاتا۔ حالانکہ یہود کا یہ مدعا اور مقصود نہ تھا کہ حضرت مسیح کے رفع جسمانی میں بحثیں کریں اور ایسی بحث سے ان کو کچھ حاصل نہ تھا۔ ان کا تمام مقصد جس کے لئے ان کی قوم میں معاندانہ جوش پیدا ہوا تھا اور اب تک ہے صرف یہ تھا کہ وہ ان کے مصلوب ہونے سے یہ نتیجہ نکالیں کہ ان کا روحانی رفع نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی دانست میں ان کو صلیب دیا۔ اور توریت میں اس بات کی صاف تصریح ہے کہ جو شخص لکڑی پر لٹکا یا جائے یعنی صلیب دیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب اس کو میسر نہیں ہوتا دوسرے لفظوں میں یہ کہ رفع الی اللہ نہیں ہوتا بلکہ اسفل السافلین میں گرایا جاتا ہے۔ پس یہ صلیب کا لفظ اور جو اس کا نتیجہ لعنت بیان کیا گیا ہے یہی پکار پکار گواہی دے رہا ہے کہ یہود کا تمام شور و غوغا اس وقت بھی تھا کہ صلیب ملنے سے مسیح کا لعنتی ہونا ثابت ہے اور لعنتی ہونے سے عدم رفع ثابت۔ پس جو جھوٹا الزام لگایا گیا تھا خدا نے اسی کا فیصلہ کرنا تھا۔ ہاں اگر مصلوب ہونے کا نتیجہ توریت کے رو سے یہ بیان کیا جاتا کہ جو شخص مصلوب ہو اس کا جسمانی رفع نہیں ہوتا تو ممکن تھا کہ خدا تعالیٰ مسیح کو جسمانی طور پر آسمان پر پہنچاتا اور کچھ بھی شبہ نہ رہنے دیتا مگر اب تو یہ خیال سرا سر بے تعلق

بے تعلق

﴿۲۰۲﴾

عناہ تنخواہ پاتا ہوں۔ جب مرزا صاحب سے دریافت کیا تو جو کچھ مرزا صاحب نے عبد الحمید کی بابت بیان کیا سچ معلوم ہوا۔ عبد الحمید کا بیان جھوٹ پایا گیا۔ ۲۳ جولائی ۱۹ء کو قادیان گیا تھا۔ اتوار کو واپس آ کر صاحب کو اطلاع دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو لڑکے پر شبہ ہوا۔ مجھ سے رائے پوچھی۔ میں نے کہا کہ میں رائے نہیں دے سکتا کہ اس کو عیسائی کیا جائے یا نہ۔ پھر لڑکے کو بیاس بھیجا گیا اور میں ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ بیاس گیا۔ عبد الحمید سے ڈاکٹر صاحب کے

﴿۲۰۲﴾

اور اصل جھگڑے اور اس کے فیصلہ سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا اور خدا تعالیٰ کی شان اس سے منزہ ہے کہ اس بیہودہ اور لغو اور بے تعلق امر کی بحث میں اپنے تئیں ڈالے۔ خدا کی تعلیمیں نجات اور قرب الہی کی راہیں بتلاتی ہیں اور ان الزاموں کا نیوں پر سے ذب اور دفع کرتی ہیں جن کی رو سے ان کے مقرب اور ناجی ہونے پر حرف آتا ہے۔ مگر آسمان پر اس جسم کے ساتھ چڑھ جانا نجات اور قرب الہی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ بجز حضرت مسیح کے نعوذ باللہ باقی تمام نبی نجات اور قرب الہی سے محروم ہیں اور یہ خیال صریح کفر ہے۔

ہمارے نادان مولوی اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تمام جھگڑا رفع اور عدم رفع کا صلیب کے مقدمہ سے شروع ہوا ہے یعنی توریت نے صلیب پر مرنے والوں کو روحانی رفع سے محروم ٹھہرایا ہے۔ پھر اگر توریت کے معنی یہ کئے جائیں کہ صلیب پر مرنے والا رفع جسمانی سے بے نصیب رہتا ہے تو ایسے عدم رفع سے نبیوں اور تمام مومنوں کا کیا حرج ہے۔ ہاں اگر یہ فرض کر لیں کہ نجات کے لئے رفع جسمانی شرط ہے تو نعوذ باللہ ماننا پڑتا ہے کہ بجز مسیح تمام انبیاء نجات سے محروم ہیں۔ اور اگر رفع جسمانی کو نجات اور ایمان اور نیک بختی اور مراتب قرب سے کچھ بھی تعلق نہیں جیسا کہ فی الواقع یہی سچ ہے تو قرآن کے لفظ رفع کو اصل مقصد اور مراد سے پھیر کر اور اس کی شان نزول سے لاپرواہ ہو کر خود بخود رفع جسمانی مراد لے لینا کس قدر گمراہی ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے بلعم کا رفع

﴿۲۰۳﴾

روبروئے دریافت کیا کہ تم نے جو بیان کیا درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ منہ چھوٹا اور بڑی بات ہے۔ صاحب نے معافی دی اور اس نے سچ سچ بتلادیا کہ ڈاکٹر صاحب کو مارنے کے واسطے آیا ہوں۔ جب میں امرتسر میں قادیاں سے واپس آ کر پہنچا تھا اس سے دوسرے یا تیسرے روز امرتسر سے بیاس ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ گیا تھا۔ بیاس میں شاید بیٹھنے کے کمرہ میں صاحب نے اور میں نے لڑکے سے پوچھا تھا۔ وارث دین۔ پریم داس ایک اور عیسائی موجود تھا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اس کو کہا کہ لکھ دو۔ عبد الحمید نے میرے روبروئے لکھا ۶ بجے شام سے پہلے لکھا تھا۔ لکھ کر مجھے ☆ اور گواہ حاشیہ بلائے گئے تھے۔ پھر اسی روز ۶ بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر امرتسر چلے آئے تھے۔ ریل سے اتر کر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس لڑکے کی حفاظت کرو۔ میں پریم داس اور وارث ہمراہ ہو کر لڑکے کو سلطان ونڈ لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کوٹھی پر شاید عبد الحمید کو لے گئے تھے یا نہ ہم سیدھا اس کو سلطان ونڈ لے گئے تھے۔ **بِسْوَاعِ عَدَالَتٍ**۔ جب لڑکا پہلے پہل آیا تو اس کی شکل و شبہت خون کی معلوم ہوتی تھی۔ بازار سے روٹی لا کر کھائی تھی۔ عبد الرحیم بقلم خود سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

﴿۲۰۳﴾

کرنا چاہتا تھا لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا۔ تو کیا اس جگہ بھی یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ بلعم کو بحسب عنصری آسمان پر اٹھاوے۔ سو ہر ایک شخص یاد رکھے اور بے ایمانی کی راہ کو اختیار نہ کرے کہ قرآن شریف میں ہر ایک جگہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے کہ **رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا** اور اس پر خود تراشیدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ادریس تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مع جسم آسمان پر اٹھالیا تھا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ قصہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصے کی طرح ہمارے کم فہم علماء کی غلطی ہے اور اصل حال یہ ہے کہ اس جگہ بھی رفع روحانی ہی مراد ہے۔ تمام مومنوں اور رسولوں اور نبیوں کا مرنے کے بعد رفع روحانی ہوتا ہے اور کافر کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ چنانچہ آیت **لَا تَفْتَحْ لَهُمُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ** کا اسی کی

نقل بیان مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور
سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد سکنتہ قادیاں جرم ۷۰۷ اضابطہ فوجداری
۱۰ اگست ۱۹۷۷ء بیان پریم داس باقر اصالح

مہ عداوت
دستخط حاکم
10/8/77

ولد ہیرا ذات عیسائی ساکن حال امرتسر عمر لفظہ سال بیان کیا کہ اقبال حرف H میرے
رو بروئے عبد الحمید نے لکھا تھا۔ ایک اور خط بھی اس نے میرے رو بروئے مولوی نور الدین
صاحب کی طرف لکھا تھا۔ یہ دونوں خط و اقبال بمقام بیاس لکھے گئے تھے۔ خط میں عبد الحمید
نے مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا کہ دین محمدی جھوٹا ہے اور دین عیسوی سچا ہے۔ میں
عیسائی ہونے لگا ہوں۔ میں اس وقت بیاس میں ہوں۔ اگر اب مجھے سمجھانا چاہتے ہیں
تو آ کر سمجھا دیوں۔ اور مجھ سے ٹکٹ کے واسطے پیسے مانگے۔ میں نے کہا تھا کہ تم
مولوی صاحب کو اتنا پیار کرتے ہو تو بیرنگ خط بھیج دو۔ اس نے بھیج دیا۔ پھر جواب کوئی اس
خط کا نہ آیا۔ ڈاکٹر صاحب بیاس گئے تھے ان کے رو بروئے عبد الحمید نے کہا تھا کہ پہلے
وہ برہمن تھا رلارام نام تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ اب مسلمان ہوں اور عبد الحمید نام ہے۔

طرف اشارہ ہے۔ اور اگر حضرت ادریس معہ جسم غضری آسمان پر گئے ہوتے تو بموجب نصّ صریح
آیت **فِيهَا تَحْيَوْنَ** ۱ جیسا کہ حضرت مسیح کا آسمانوں پر سکونت اختیار کر لینا ممنوع تھا ایسا ہی
ان کا بھی آسمان پر ٹھہرنا ممنوع ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس آیت میں قطعی فیصلہ دے چکا ہے کہ کوئی
شخص آسمان پر زندگی بسر نہیں کر سکتا بلکہ تمام انسانوں کے لئے زندہ رہنے کی جگہ زمین ہے۔

علاوہ اس کے اس آیت کے دوسرے فقرہ میں جو **فِيهَا تَمُوتُونَ** ہے یعنی زمین پر ہی مرو
گے صاف فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک شخص کی موت زمین پر ہوگی۔ پس اس سے ہمارے مخالفوں کو یہ عقیدہ رکھنا
بھی لازم آیا کہ کسی وقت حضرت ادریس بھی آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ حالانکہ دنیا میں یہ کسی کا عقیدہ
نہیں اور طرفہ یہ کہ زمین پر حضرت ادریس کی قبر بھی موجود ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی قبر موجود ہے۔

بعض علماء ان پختہ ثبوتوں سے تنگ آ کر یہ کہتے ہیں کہ فرض کیا کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام مر گئے مگر کیا اللہ تعالیٰ قادر نہیں کہ آخری زمانہ میں ان کو پھر زندہ کرے

﴿۲۰۵﴾

عبدالحمید کے آنے کے ۸ روز بعد میں ریل پر پرچہ مسیحی دین کے تقسیم کرنے کے واسطے گیا تھا جب واپس آیا تو کھوے کے پاس ایک شخص تھا اور ایک اور فاصلہ پر تھا۔ ایک نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو میں نے کہا کہ گھر جاتا ہوں۔ اس نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی لڑکا عبدالحمید ہے میں نے کہا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ وہ لڑکا پہلے ہندو تھا۔ رلارام اس کا نام ہے۔ بٹالہ اس کے گھر ہیں پہلے بے ایمانی اس نے کی کہ مسلمان ہو اور اب عیسائی ہونے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ جو تارکی اس کے دل میں تھی دور ہو جائے گی اور تم کو تکلیف پھر نہیں دے گا۔ پھر وہ دونوں شخص وہیں رہے اور میں اپنے ہسپتال کو چلا گیا۔ سفید پوش آدمی تھے۔ ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ ہندو تھے یا مسلمان تھے۔ داہڑھی منڈی ہوئی تھی۔ پنجابی بولی تھی۔ سرحدی بولی نہ تھی۔ پھر ان آدمیوں کو نہیں دیکھا۔ اس شخص نے اسٹیشن ماسٹر سے بھی ذکر کیا تھا کہ یہ لڑکا ہندوؤں کا ہے۔ مجھے سٹیشن ماسٹر نے کہا تھا۔ میں نے عبدالحمید سے ان دو آدمیوں کی بابت ذکر کیا تھا کہ وہ تمہارے پنڈ کے ہیں یا کیا۔ اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پریم داس سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

شہادت استغاثہ ہو چکی ہے مستغاث علیہ کی طرف سے وکیل نے پرسوں آنا ہے پرسوں پیش ہووے۔ دستخط حاکم

﴿۲۰۵﴾

مگر ہم کہتے ہیں کہ قطع نظر اس بات کے کہ قرآن شریف کے رو سے مردہ کا زندہ ہو کر دنیا میں آ کر آباد ہونا بالکل ممنوع ہے اور آیت **فَيَمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا المَوْتَ** اس دوبارہ روح کے آنے سے مانع ہے پھر اگر بطور فرض محال مان بھی لیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہو کر آئیں گے تو ہمیں کسی حدیث یا اثر صحابی سے نشان بتلانا چاہئے کہ کونسی قبر پھٹے گی جس سے وہ زندہ ہو کر نکل آئیں گے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ایک جھوٹے عقیدہ میں پھنس کر ناحق گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ایسے بیہودہ اور لغو عقائد سے دین کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور مخالفوں کو اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو نیچر اور قانون قدرت کا عاشق ہو رہا ہے وہ ان ہی لوگوں کی نہایت غیر معقول تقریروں سے مسیح کے دوبارہ آنے

﴿۲۰۶﴾

نقل بیان پریم داس مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ سرکار بڈریچر ڈاکٹر صاحب ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی۔ جرم ۷۰۷ اضابطہ فوجداری بیان پریم داس باقر اصلاح واقعہ ۱۳ اگست ۱۸۹۷ء (مصرعہ) 75/8/97

میں قریب ۱۶ سال یا کم و بیش سے عیسائی ہوں ڈاکٹر صاحب کے ماتحت ۱۷ سال ہو گئے ہیں۔ اس وقت بیاس پر تعینات ہوں۔ عبدالمحمید ۲۱-۲۲ جولائی ۷۹ کو میرے پاس بھیجا گیا

﴿۲۰۶﴾

کی پیشگوئیوں سے منکر ہو گیا جو اسلامی تواریخ میں اعلیٰ درجہ کے تواریخ پر ہے کیونکہ جب کہ ان لوگوں نے جو نئے تعلیم یافتہ اور محققانہ طرز پر خیالات رکھتے تھے ان لوگوں کی یہ تقریریں سنیں کہ ”آخری زمانہ میں ایک دجال پیدا ہوگا جس کا گدھا قریباً تین سو ہاتھ لمبا ہوگا اور وہ دجال اپنے اختیار سے مینہ برسائے گا اور آفتاب نکالے گا اور مردے زندہ کرے گا اور ہمیشہ اور دوزخ اس کے ساتھ ہوں گے اور خدا کی تمام چیزوں اور دریاؤں اور ہواؤں اور آگ اور خاک اور چاند اور سورج وغیرہ مخلوقات پر اس کی حکومت ہوگی اور ایک آنکھ سے کانا اور ایک آنکھ میں پھولا ہوگا اور خدا کے پرستار اس کے وقت میں تنگی اور امساک ہوں گے۔ ان کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی اور دجال کے پرستار بڑے مزے میں ہوں گے۔ عین وقتوں پر دجال ان کی کھیتوں میں مینہ برسا دے گا اور پھر آسمان سے مسیح بڑی شان سے اترے گا۔ دائیں بائیں اس کے فرشتے ہوں گے جہاں تک اس کا سانس پہنچے گا کافر لوگ اس سے مریں گے مگر دجال کو اپنے سانس سے مار نہیں سکے گا۔ آخر بڑی جدوجہد اور جاں کا ہی سے حربہ کے ساتھ اس کا کام تمام کرے گا۔“ ان تقریروں سے نئے تعلیم یافتہ لوگ بہت گھبرائے اور درحقیقت گھبرانے کا محل تھا۔ کیونکہ اگر دجال ایسا ہی ذوالاقتدار ہے تو جس حالت میں کہ مخلوق پرست لوگ بغیر اس کے کہ اپنے معبودوں سے کوئی خدائی کار کشمہ دیکھیں ناحق مخلوق پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور کروڑ ہا تک ان کی نوبت پہنچ گئی

﴿۲۰۷﴾

تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے چٹھی میں لکھا تھا کہ اس عزیز کو دین عیسائی سکھلاؤ اور کام لو۔ ٹوکری اٹھا سکتا ہے نازک اندام نہیں ہے۔ ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء تک جب تک اقبال لکھا گیا عبدالحمید نے نہیں کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر کلارک کو مارنے آیا ہے۔ بیاس میں ایک نیا کمرہ ڈاکٹر صاحب کا بنتا ہے وہاں عبدالحمید نے روبروئے یوسف خان اور میرے مولوی نور الدین کو خط لکھا تھا۔ میرے دل میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء تک کوئی شک عبدالحمید کی نسبت نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دو آدمیوں نے اس کی بابت کہا تھا کہ یہ ہندوؤں کا لڑکا ہے اور مجھ کو اس سے ہمدردی ہے۔ ایک روز دو سانپ پکڑے گئے تھے۔ پریم داس بقلم خود سنایا گیا درست ہے۔ (دستخط حاکم)

﴿۲۰۷﴾

ہے تو پھر ایسا شخص کہ جو درحقیقت خدائی کی قدرتیں دکھلائے گا اس کے پرستاروں کا کہاں تک شمار پہنچے گا اور ایسے لوگوں کو کیوں معذور نہ سمجھا جائے جنہوں نے اس کی پوری خدائی دیکھ لی ہوگی۔ دیکھو مسیح ابن مریم دنیا میں آ کر ایک چوہا بھی پیدا نہ کر سکا تب بھی چالیس کروڑ کے قریب مخلوق پرست لوگ اس کی پوجا کر رہے ہیں۔ پھر ایسا شخص جس کے ہاتھ میں خدائی قدرت کا تمام نظام ہوگا وہ کس قدر دنیا میں فتنہ ڈال سکتا ہے اور خدائے کریم و رحیم کی سنت اور عادت سے بالکل بعید ہے کہ ایسے ایمان سوز فتنہ میں لوگوں کو مبتلا کرے۔ اس سے تو نعوذ باللہ قرآن شریف کی ساری توحید خاک میں ملتی ہے اور تمام فرقانی تعلیم درہم برہم ہو جاتی ہے۔ پھر کیونکر ایسا دجال اہل عقل اور بصیرت کو سمجھ آ سکتا۔ اسی طرح مسیح ابن مریم کا برخلاف نصوص صریحہ کتاب اللہ کے صد ہا برس آسمان پر زندگی بسر کر کے اور پھر ملائکہ کے گروہ میں ایک مجمع عظیم میں نازل ہونا اور سانس سے تمام کافروں کو مارنا اور یہ نظارہ دنیا کے لوگوں کو دکھائی دینا جو ایمان بالغیب کے بھی منافی ہے درحقیقت ایسا ہی امر تھا جو نیچر اور قانون قدرت کے ماننے والے اس سے انکار کرتے۔ کیونکہ اس قسم کے معجزات کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں اور قرآن اس کا مذب ہے جیسا کہ آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ اَعْلَىٰ سے ظاہر ہے۔

نقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۷۰۷ اضابطہ فوج داری بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مولوی نور الدین گواہ استغاثہ باقر اصالح..... ۱۳ اگست ۱۹۷۷ء
 ولد غلام رسول ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور قوم قریشی عمر ۷۷ سال۔ بیان کیا۔
 میں مرزا صاحب کا مرید ہوں۔ بہت عرصہ سالہا سال سے۔ مجھے کبھی دائیں ہاتھ کے فرشتے کا لقب نہیں ملا۔ اور نہ خلیفہ کا لقب ملا ہے۔ مجھے سب سے بزرگ نہیں کہا جاتا۔ عبدالحمید ہماری برادری سے نہیں ہے۔ ہم قریشی ہیں اور عبدالحمید لگھڑ ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے کوئی خط عبدالحمید کا بیرنگ نہیں آیا۔ میں تین قسم کا خط بیرنگ لیتا ہوں۔ گھر سے آئے ہوئے یا اگر کوئی ٹکٹ لگا کر بھیجے اور بیرنگ اتفاق ہو جائے تو میں اس کا محصول دے دیتا ہوں یا کتابوں کی بلیٹیوں والے خط بیرنگ لیتا ہوں باقی میں بیرنگ خط واپس کرتا ہوں۔ عبدالحمید سے میں واقف ہوں دو دفعہ قادیاں میں آیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی بیعت کرا دو۔ میں نے مرزا صاحب سے

سو یہ تمام گناہ ہمارے علماء کی گردن پر ہے کہ دجال کو خدائی کا پورا جامہ پہنا کر اور مسیح کو ایسی طرز پر آسمان سے اتار کر جس کی نظیر تمام سلسلہ معجزات اور قانون قدرت میں پائی نہیں جاتی محققوں کو نہایت توحش اور حیرانی میں ڈال دیا۔ آخر وہ بے چارے ان دونوں پیشگوئیوں سے منکر ہو گئے۔ حالانکہ یہ دونوں پیشگوئیاں اسلامی تواریخ اور احادیث اور آثار صحابہ میں اس درجہ تو اتر پر ہیں کہ یہ تو اتر کسی دوسری پیشگوئی میں پایا نہیں جاتا اور کوئی عقلمند اخبار متواترہ سے انکار نہیں کر سکتا۔ پس اگر یہ نا فہم علماء ان پیشگوئیوں کے سیدھے اور صحیح معنی کرتے تو یہ فرقہ لائق رحم اس بلاء انکار میں نہ پڑتا۔ اور ان عقلمندوں پر ہرگز امید نہ تھی کہ اگر وہ سیدھے اور صاف اور قریب قیاس معنی پاتے تو اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی کو جس پر اسلام کے تمام فرقوں کا اتفاق ہے بلکہ نصاریٰ کی انجیل بھی اس پر گواہ ہے رد کر دیتے۔ کیونکہ دجال کے یہ سیدھے

﴿۲۰۹﴾

عرض کی انہوں نے کہا کہ ہم اس قدر جلدی بیعت نہیں کرتے اور نہ ایسی بیعت کو ہم پسند کرتے ہیں کہ بیعت کر نیوالے کا حال اچھی طرح معلوم نہ ہووے۔ عبدالحمید دو چار روز رہ کر چلا گیا۔ یاد نہیں کہ کب آیا تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ کس عرصہ کے بعد دوبارہ آیا تھا مگر زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ دوسری دفعہ کی بابت یاد نہیں کہ کتنے روز رہا تھا۔ مرزا صاحب عبدالحمید سے نہ سختی اور نہ پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اجنبی لوگوں کو زیادہ مت رہنے دیا کرو تا وقتیکہ شرافت کا حال معلوم نہ ہو۔ بنگال میں معلوم نہیں کہ کوئی مرید مرزا صاحب کا ہے یا نہ۔ حیدرآباد میں دو مرید ہیں۔ بمبئی میں ایک شخص۔ کراچی میں کوئی نہیں۔ کابل میں کوئی نہیں۔ لکھنؤ میں کوئی نہیں۔ دہلی میں ایک ہے۔ پنجاب میں مرید ہیں تعداد یاد نہیں۔ مرزا صاحب کتابیں تصنیف کرتے ہیں۔ بعض ان کے مرید مفت کتابیں لے جاتے ہیں اور بعض قیمت دے جاتے ہیں اور نذر بھی دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں

﴿۲۰۹﴾

معنی ہیں جو خود دجال کے لفظ سے ہی معلوم ہو رہے ہیں یعنی یہ کہ جو فروش گندم نما کے طور پر دھوکہ دہی کے پیشہ کو کمال کی حد تک پہنچانا یہی معنی پیشگوئی میں مقصود ہیں جو کوئی معقول پسند ان کے ماننے میں تاامل نہیں کر سکتا اور اسی دجالیت کے لحاظ سے حدیثوں میں دو قسم کے صفات دجال معبود کے بیان فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اور دوسرے یہ کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ ان دونوں باتوں کو اگر حقیقت پر حمل کیا جائے تو کسی طرح تطبیق ممکن نہیں کیونکہ نبوت کا دعویٰ اس بات کو مستلزم ہے کہ شخص مدعی خدا تعالیٰ کا قائل ہو۔ اور خدائی کا دعویٰ اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص مدعی آپ ہی خدا بن بیٹھے اور کسی دوسرے خدا کا قائل نہ ہو۔ پس یہ دونوں دعویٰ ایک شخص سے کیونکر ہو سکتے ہیں۔

پس اصل بات یہ ہے کہ دجال ایک شخص کا نام نہیں ہے۔ لغت عرب کے

کہ مرزا صاحب منہ روپیہ تک انعام دے سکتے ہیں۔ یوسف خان جب تک قادیاں میں رہا ہم سے الگ رہا مگر اس کی خرابی کوئی نہیں دیکھی۔ مرزا صاحب نے عبد الحمید کو کرایہ نہیں دیا تھا حکم دیا تھا۔ کہ نکال دو نئے آدمیوں کو وہ نہیں رہنے دیتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اور یاد ہے میں نے ۲/۱ اس کو دیئے تھے۔ مرزا صاحب نے اس کو کچھ نہیں دیا تھا۔ عبد الحمید کو چھاپہ خانہ میں کام کرتے میں نے خود نہیں دیکھا۔ سنا تھا کہ کام کرتا تھا۔ گالیوں کی بابت سنا تھا کہ مرزا صاحب کو گالیاں اس نے دی ہیں۔ میرے روبروئے گالیاں مرزا صاحب کو اس نے نہیں دی تھیں۔ جو بلی کے دن عبد الحمید کی بابت نہیں کہہ سکتا کہ وہاں تھا یا نہیں۔ جو بلی پر برہان الدین آیا تھا اس نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ لڑکا اچھا نہیں ہے تم اس سے خطا کھاؤ گے۔ یعنی تم کو تکلیف دے گا۔ خبر نہیں کس نے عبد الحمید کو کہا تھا کہ چلے جاؤ۔ میں نے نہیں کہا تھا۔ بس سوال و کیل ملزم۔ جب پہلی دفعہ عبد الحمید قادیاں آیا

﴿۲۱۰﴾

رو سے دجال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں امین اور متدین ظاہر کرے مگر دراصل نہ امین ہو اور نہ متدین ہو بلکہ اس کی ہر ایک بات میں دھوکہ دہی اور فریب دہی ہو۔ سو یہ صفت عیسائیوں کے اس گروہ میں ہے جو پادری کہلاتے ہیں۔ اور وہ گروہ جو طرح طرح کی کلوں اور صنعتوں اور خدائی کاموں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں جو یورپ کے فلاسفر ہیں وہ اس وجہ سے دجال ہیں کہ خدا کے بندوں کو اپنے کاموں سے اور نیز اپنے بلند دعووں سے اس دھوکہ میں ڈالتے ہیں کہ گویا کارخانہ خدائی میں ان کو دخل ہے۔ اور پادریوں کا گروہ اس وجہ سے نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ لوگ اصل آسمانی انجیل کو گم کر کے محسوف اور مغشوش مضمون بنام نہاد ترجمہ انجیل کے دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ اور اگر اس اصل انجیل کا مطالبہ کیا جائے جو حضرت عیسیٰ کی تین برس کی الہامی کلام تھی جس کی نسبت وہ بیان کرتے ہیں کہ ”میں کچھ نہیں کہتا مگر وہی جو خدا نے مجھ کو کہا“۔ تو اس کا کچھ بھی پتہ نہیں بتلا سکتے کہ وہ کتاب کہاں غائب ہو گئی۔ اور یہ ترجمہ جو پیش کرتے ہیں تو

﴿۲۱۰﴾

میں اس سے واقف ہوا تھا۔ جہاں عام لوگ ملاقاتی یا فقیر وغیرہ رہتے ہیں وہاں وہ رہتا تھا۔ مرزا صاحب کے گھر سے سو گز دور جگہ ہے۔ مرزا صاحب وہاں نہیں آیا کرتے۔ چار سال سے برابر مرزا صاحب کے پاس رہتا ہوں۔ وہ خلوت میں رہتے ہیں۔ صرف پانچ وقت نماز کے واسطے باہر نکلتے ہیں اور کبھی کبھی ہوا خوری کے واسطے باہر جاتے ہیں۔ صبح۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کے وقت باہر آتے ہیں اس وقت عام مجمع ہوتا ہے۔ ہر ایک آدمی وہاں موجود ہوتا ہے۔ کوئی شخص اندر مکان مرزا صاحب کے نہیں جاتا۔ میں خود کبھی نہیں گیا۔ عام طور پر مرزا صاحب نے حکم دیا تھا کہ جو اجنبی لوگ ہیں سوائے مخلصوں کے باقی لوگوں کو نکال دیا جائے۔ جب برہان الدین نے کہا تھا کہ یہ لڑکا اچھا نہیں ہے میں نے مرزا صاحب سے اس کی بابت ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ برہان الدین سے کہا تھا کہ بُرے اچھے ہو جاتے ہیں آپ کیوں ایسی بدظنی اس پر رکھتے ہیں۔ اس نے کہا تھا میں زیادہ تجربہ اس کی بابت رکھتا ہوں۔ عبدالحمید میرے درس میں کبھی نہیں بیٹھا اور مرزا صاحب سے تو ملا ہی نہیں۔ اس کو سوزاک کی بیماری ہے۔ میں نے

بلاشبہ یہ ان کی اپنی طبع زاد انجیلیں ہیں جن کی صحت کا وہ کچھ بھی ثبوت نہیں دے سکتے۔ پس جس گستاخی اور دلیری سے وہ ان بے اصل تراجم کو شائع کر رہے ہیں یہی فعل ان کا دوسرے لفظوں میں گویا نبوت کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ انہوں نے جعل سازی سے نبوت کے منصب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جو چاہتے ہیں ترجمہ کے بہانہ سے لکھ دیتے ہیں اور پھر اس کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پس یہ طریق ان کا نبوت کے دعوے سے مشابہ ہے اور اس دام میں گرفتار اکثر عوام عیسائی ہیں۔ اور یہ جعل پادریوں کا منصب ہے۔

اور دجال کی دوسری جزو جن کے افعال خدائی کے دعوے سے مشابہ ہیں وہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یورپ کے فلاسفروں اور کلوں کے ایجاد کرنے والوں کا گروہ ہے۔ جنہوں نے اسباب اور عمل کے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا ہے

اُس کا علاج کیا تھا۔ دوبارہ جب وہ قادیاں آیا میں اسی جگہ تھا۔ دوبارہ آنے پر نکالا گیا تھا۔ شاید برہان الدین اس وقت اس جگہ نہ تھا یہ غالب امید ہے۔ محمد یوسف کے نکالے جانے کی بابت اب میں نے لفظ سنا ہے کہ وہ نکالا گیا تھا۔ دراصل وہ خود چلا گیا تھا۔ حرف F صفحہ ۴۴ میں جو عبارت درج ہے وہ راستی اور جھوٹ کی بابت ہے کہ کوئی شخص جو راستی پر نہ ہووے اس کو خدا ضائع کرے گا خواہ کوئی ہووے۔ اس میں مرزا صاحب بھی شامل ہیں یہ عبارت پیشگوئی نہیں ہے۔ کوئی شخص ہو شریر اور جھوٹے کا انجام اچھا نہیں ہے۔ عبارت کے آخر میں لفظ جھوٹ کا درج ہے جھوٹے کا نہیں ہے۔ محمد سعید کو جو عیسائی ہو گیا ہے،

﴿۲۱۲﴾

اور بہت سی کامیابیوں کی وجہ سے آخر اس رڈی اعتقاد تک پہنچ گئے ہیں کہ خدا کی قدرت اور اُس پر ایمان رکھنا کچھ چیز نہیں ہے۔ اور اس گروہ کے تابع اکثر یورپ کے خواص عیسائی ہیں اور وہ دن رات ان تلاشوں میں لگے ہوئے ہیں کہ ہم خود ہی کسی طرح پر اس راز کے مالک ہو جائیں کہ جب چاہیں بارش برسا دیں اور جب چاہیں کسی کے گھر میں لٹکا یا لٹکی پیدا کر دیں اور جب چاہیں کسی کو عقیم بنا دیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ یہ طریق دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ ہے۔ غرض دجال کی نبوت اور الوہیت کے دعوے کے یہ ایک ایسے معنی ہیں کہ کوئی دانشمند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور بلاشبہ پادریوں نے نبوت کی امانت میں جو الہام اور وحی الہی ہے ایسی بے جاد دست اندازی کی ہے کہ ایک مدعی کے طور پر منصب نبوت میں ہاتھ ڈالا ہے۔ اور ہر ایک ترجمہ جو انجیل کے نام سے یہ لوگ شائع کرتے ہیں وہ گویا ایک نئی انجیل ہوتی ہے جو اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا تو جس قدر ترجمے شائع کئے گئے ہیں ساتھ ان کے اصل کو بھی شائع کرتے جیسا کہ قرآن شریف کے شائع کرنے میں مسلمانوں کا طریق ہے۔ مگر ان لوگوں نے اصل کو چھپایا اور ان ترجموں کو

﴿۲۱۲﴾

کے محمد یوں نے اس کو نہیں بھیجا تھا۔ امیر الدین نے میرے پاس نہیں بھیجا تھا۔ ٹھیک تاریخ یاد نہیں۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں برہان الدین کا بھتیجا ہوں عیسائی ہو گیا تھا۔ مگر اب میرا عقیدہ پھر گیا ہے مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی سنا ہوا تھا کہ ایک بھتیجا برہان الدین کا عیسائی ہے۔ معلوم نہیں کس نے کہا تھا۔ دو یا تین روز میرے مردانہ مکان پر رہا تھا۔ اس نے قادیاں آنے کا ارادہ کیا اور مجھ سے کرایہ مانگا۔ میں نے ۸ کے پیسے اس کو دیئے تھے۔ مجھے کوئی اطلاع نہیں آئی تھی کہ وہ پہنچ گیا ہے۔ کسی آئے گئے سے معلوم ہوا تھا کہ پہنچ گیا ہے۔ چوتھے پانچویں روز بعد پھر واپس آیا۔ مگر میں وہاں نہ تھا۔ میرے آدمیوں نے کہا کہ آیا تھا اور جہلم گیا ہے۔ اس کے بعد پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ میں عموماً قادیاں میں جاتا ہوں اور بفضل خدا مالدار ہوں **ماہ** ٹیکس ادا کرتا ہوں۔ قادیاں میں مہمان خانہ میں رہتا ہوں جو مرزا صاحب کے مکان سے الگ ہے۔ مرزا صاحب کا خلوت خانہ نہیں ہے۔ مسجد میں عوام الناس سے عام لوگوں سے

﴿۲۱۲﴾

الہی نظام کے کاموں کو اپنے طور پر بھی ادا کرنے لگتا ہے یہ تمام کامیاں اس میں وہ متکبرانہ صفات پیدا کر دیتی ہیں جو خاصہ حضرت کبریائی ہے۔ اور اس غرور کے نشے میں ایسے ایسے طور سے انانیت کا رنگ اس کے نفس رذیل پر چڑھ جاتا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔ بالخصوص جبکہ ایسا متکبر فلسفی کسی اپنی عملی حکمت سے مثلاً کسی طوفان ہوایا طوفان آب کے پیدا کرنے پر قادر ہو جاتا ہے یا مینہ برسائے پر قدرت پاتا ہے تو اس قسم کی کامیاں تقاضا کرتی ہیں کہ وہ ایک الوہیت کا نشان اپنے اندر ملاحظہ کرے اور حضرت عزت جلّ شانہ کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ پس ایسے انسان کے دل سے وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کی عظمت گھٹتی جاتی ہے اور اس کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ شاید اسی طرح سلسلہ علل و معلول کی ناسمجھی کی وجہ سے لوگ خدا کے وجود کے قائل ہو گئے ہیں۔ پس وہ ان منحوس کامیابیوں کی شامت سے جو آب و ہوا اور دریاؤں اور سمندر اور نباتات اور حیوانات اور

﴿۲۱۳﴾

ملتے ہیں۔ میرے علم میں کوئی خاص جگہ نہیں ہے جہاں وہ مشورے کرتے ہوں۔ اگر میری طاقت ہو اور اسلام کی خاطر روپیہ کی ضرورت ہو تو میں مرزا صاحب کو امداد دینے کو حاضر ہوں۔ ۱۶/ اور ۲۲ جولائی ۹۷ کے درمیان میں گجرات گیا تھا۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ عبدالحمید نے میرے پاس کیا نام ظاہر کیا تھا۔ یوسف خان کو جانتا ہوں۔ میرے سامنے کبھی امامت نہیں کی اور نہ وہ اس قابل ہے کہ امام مقرر ہو۔ (سوال وکیل ملزم) عبدالحمید کو میں بد معاش جانتا ہوں۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ کچھ شکوک ہیں جو مٹانے کے واسطے قادیاں جاتا ہوں۔ مسجد کے ساتھ ایک غسل خانہ ہے اس میں پیشاب کرتے اور نہاتے ہیں۔ بیٹھنے کی جگہ وہاں نہیں ہے۔ حجرہ کوئی نہیں ہے۔ چھ سال کے عرصہ میں مجھے کبھی مرزا صاحب سے مکان کے اندر خلوت میں ملنے کا موقعہ نہیں ہوا۔ اگر کبھی تین چار سو آدمی جمع ہوں کسی جلسہ کے موقعہ پر تو زنانہ مکان خالی کر دیا جاتا ہے اور سب لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں ورنہ کوئی اُس جگہ نہیں جاتا۔ سوائے پانچ وقت کی نمازوں کے کسی سے وہ نہیں ملتے۔ سوال۔ رات کو قادیاں یکے با کلا رک صاحب نے بھیجے تھے۔ جواب۔ تین یکے صاحب موصوف نے بھیجے تھے۔ سوال۔ گردھاری لعل آریہ کو آپ جانتے ہیں۔ جواب

﴿۲۱۵﴾

جمادات اور طرح طرح کے کاموں اور طرح طرح کی ایجادوں اور اجرام فلکی اور نظام شمسی کے متعلق فلسفہ جدیدہ اور کیمسٹری وغیرہ کے ذریعہ سے اس کو حاصل ہو جاتی ہیں اور دور بینوں کے ذریعہ سے آفتاب اور چاند اور ستاروں کی کیفیتوں کو دریافت کرتا ہے اور نہ صرف یہ کہ ان چیزوں کے طبعی نظام پر اس کو علم ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرح عملی طور پر کئی امور کر کے بھی دکھا دیتا ہے تو اس صورت میں یہ ضروری امر ہے کہ جو طبعاً پیش آ سکتا ہے کہ اس ناقص العقل کو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ تمام امور جو لوگ اپنی نادانی سے دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے یہ طریق تو کچھ چیز نہیں ہے بلکہ انسان خود اپنی حکمت عملیوں سے یہ تمام امور پیدا کر سکتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہی خدائی کا دعویٰ ہے کہ جو اس زمانہ میں یورپ کے لوگوں کے

﴿۲۱۵﴾

دیکھا ہے ذاتی واقفیت نہیں ہے رات کے وقت قادیاں گیا تھا۔ عبدالحمید صبح قادیاں گیا ہے گنگارام کو جانتا ہوں۔ وہ مدرس تھا قادیاں میں اور وہ بھی قادیاں عبدالحمید کے ساتھ گیا ہے۔ گنگارام کو میں جانتا ہوں کہ آریہ ہے۔ بسوال پیروکار۔ غسلخانہ کا ایک دروازہ ہے جو بند ہو جاتا ہے۔ اس کے اوپر ایک منزل ہے۔ صاف میدان اور عام طور پر نماز میں استعمال آتا ہے اور اس جگہ مرزا صاحب بھی آتے ہیں۔ مسجد میں سے ایک دروازہ مرزا صاحب کے مکان کو جاتا ہے اور ایک سیڑھیوں میں سے۔ دستخط بحظ انگریزی۔ سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

نقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈ بلیوڈگلکس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷۱۰۷ اضابطہ فوجداری ۱۳/ اگست ۱۹۷۷ء
مولوی محمد حسین گواہ استغاثہ باقر اصالح

ولد شیخ رحیم بخش ذات شیخ ساکن بٹالہ عمر طے سال بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کو بہت دیر سے جانتا ہوں۔ انہوں نے بہت پیشگوئیاں کی ہیں۔ ۲۰-۲۵ پیشگوئیاں کی ہیں۔ انجام آتھم میں

دلوں میں بھرا ہوا ہے اور وہ تو وہ دوسرے لاکھوں انسان ان کی تعجب انگیز طبعی تحقیقاتوں اور عجیب در عجیب ایجادوں اور حکمت عملیوں سے اس عظمت کی نظر سے ان کو دیکھتے ہیں کہ گویا ایک حصہ خدائی کا ان میں ثابت کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہ ہمارا ایک چشم دید ماجرا ہے کہ ایک ہندو جو ایک معزز عہدہ پر تھا اس کے روبروئے کچھ ذکر خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا ہوا تو اس نے بڑے غیظ اور غضب میں آ کر کہا کہ ”لوگ جب گنہ اشیاء کے سمجھنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو خدا کی قدرت بیان کرنے لگتے ہیں۔ انگریزوں نے وہ خدائی دکھائی ہے کہ قدرتوں کا پردہ کھول دیا ہے اور طبعی تحقیقاتیں انسان کو خدائی کا مرتبہ دیتی جاتی ہیں“۔ سو اس ہندو نے جو انگریزوں کو خدا ٹھہرا دیا اس کی یہی وجہ تھی کہ ان کی عجائب صنعتیں اس کے خیال میں ایسی عظیم الشان معلوم ہوئیں جو اس نے خدا کے وجود کو غیر ضروری سمجھا اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ اثر مسلمانوں خاص کر نو تعلیم یافتہ لوگوں میں

صفحہ ۴۴ پر جو عبارت آخر صفحہ کے درج ہے کہ جھوٹ کی بیخ کنی خدا کرے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ ضائع ہوگا۔ اس عبارت سے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خاص ذاتی دشمنی مرزا صاحب کی کلارک صاحب سے ہے۔ مباحثہ مذہبی ہے۔ مذہبی معاملات میں میرا مرزا صاحب سے اتفاق نہیں ہے اس بارے میں انہوں نے کہ مسلمانان و عیسائیوں وغیرہ میں پھوٹ پیدا کرائی ہے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں یہ ان کی تعلیم کا اثر ہے۔ وہ فتنہ انگیز آدمی ہے۔ محمدیوں کے خیالات مذہبی سے میں واقف ہوں۔ اگر کلارک صاحب مرجائیں تو مرزا صاحب کو اپنے تابعین سے بہت عزت ہوگی اور ان کی شراکت ثابت ہوگی۔

عبداللہ آتھم بعد میعاد فوت ہوا اور انجام آتھم میں مرزا صاحب نے لکھا کہ اس کی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوا ہے۔ ۹۵ء میں مظہر کلارک صاحب سے ملا تھا۔ پھر اس کے بعد کبھی نہیں ملا بلکہ ان سے شکایت ہے اور رنج ہے کہ ایک خاص امر کے واسطے ان کو ملا تھا اور انہوں نے ہمدردی نہ کی۔ میرے بھائی سے وہ کبھی نہیں ملے۔ میں نے ایک کتاب ۸۰ صفحہ کی لکھی ہے لیکھرام کے قتل کی بابت۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل کی نشاندہی

﴿۲۱۷﴾

بہت پھیلا ہوا ہے اور یورپین فلاسفوں کی ایک ایسی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے کہ اگر جھوٹ کے طور پر بھی کوئی شخص مثلاً یہ بیان کرے کہ ”یورپ کے فلاں ملک میں یہ نئی ایجاد ہوئی ہے کہ وہ ایک حکمت عملی سے آم کے بیج کو زمین میں بو کر اور بعض چیزوں کی قوت اس کو پہنچا کر ایک ہی دن میں اس کو ایسا نشوونما دے دیتے ہیں کہ پھل بھی لگ جاتا ہے اور شام تک خوب کھانے کے لائق ہو جاتا ہے تو تو تعلیم یافتہ لوگوں میں سے شاید کوئی بھی انکار نہ کرے۔ بہترے نادان کہتے ہیں کہ یورپوں سے کوئی بات انہوں نے نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ آئندہ زمانہ میں کسی حکمت عملی سے آسمان تک بھی پہنچ جائیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ چند تجربوں سے کسی شخص کی قوت اور قدرت ایسی مان لیتا ہے کہ مبالغہ کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی حال اس ملک کے اکثر لوگوں کا ہو رہا ہے۔ مثلاً اگر چند کس جو معتبر ہوں محض ہنسی کے طور پر ہندوستان کے ایک مشہور رئیس اور معزز نامور

﴿۲۱۷﴾

کے مرزا صاحب ذمہ وار ہیں۔ کیونکہ بقول ان کے خدا ان کو ہر بات کی خبر دیتا ہے۔ قاتل کا کیوں پتہ نہیں دیتا۔ سو اس کے جو صفحہ ۴۴ حرف F پر پیشگوئی ہے اور کوئی پیشگوئی کلا راک صاحب کی بابت مرزا صاحب نے نہیں کی۔ سوال۔ میں اہل حدیث ہوں جن کو پہلے غلطی سے وہابی کہتے تھے۔ (اہل حدیث کے برخلاف دیگر مذہب کے مسلمان یعنی حنفی شیعہ وغیرہ ہیں یا نہ۔ عدالت نے یہ سوال نامنظور کیا۔) خون کا پیاسا ہونے سے میرا مطلب ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے برخلاف ہوں ان کو ان کے پیرو کاٹ ڈالیں یعنی کاٹنے والے سمجھیں۔ بیان کی تعلیم ہے۔ گواہ نے کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۱ پیش کر کے بیان کیا کہ صفحہ ۶۰۰ پر جو

﴿۲۱۸﴾

مثلاً سرسید احمد خاں صاحب بالقابہ کے پاس یہ ذکر کریں کہ یورپیوں نے ایک ایسا مادہ جاذبہ نباتات کا پیدا کیا ہے کہ اس مادہ کو ایک درخت کے مقابل رکھنے سے فی الفور وہ درخت معنیخ و بن اُکھڑ کر اس مادہ کے پاس حرکت کرتا ہوا آ جاتا ہے تو کیا ممکن ہے کہ سید صاحب ذرہ بھی انکار کریں۔ لیکن اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ پیش کیا جائے کہ کئی مرتبہ آپ کے پاس آپ کے اشارے سے بعض درخت حرکت کر کے آگئے تھے تو سید صاحب ضرور اس معجزہ سے انکار کریں گے اور معاً اس فکر میں لگ جائیں گے کہ کسی طرح اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا جائے!!!

اب سوچنا چاہئے کہ اس زمانہ کی حالت کس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی عظمت اس قدر بھی لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی جس قدر ان لوگوں کی عظمت ہے جن کو کافر کہا جاتا ہے۔ اس تمام تقریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ دراصل یہی لوگ دجال ہیں جن کو پادری یا یوروپین فلاسفر کہا جاتا ہے۔ یہ پادری اور یوروپین فلاسفر دجال معبود کے دو جڑے ہیں جن سے وہ ایک اثر دہا کی طرح لوگوں کے ایمان کو کھاتا جاتا ہے۔ اول تو احمق اور نادان لوگ پادریوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں اور

بَرِّیَّةٌ

﴿۲۱۸﴾

سوال حرف S ہے وہ میں نے لکھا ہے اور جواب حرف R ہے وہ مرزا صاحب کا ہے۔ براہین احمدیہ پر ریویو میں نے تصنیف کیا تھا۔ حرف T صفحہ ۱۷۶ لغایت ۱۸۸۔ اس وقت مرزا صاحب کے حالات اچھے تھے اور میں نے ایسا ہی لکھا تھا اور لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے والد نے خدر میں امداد دی تھی۔ کتاب اشاعة السنہ جلد ۱۳ حرف U میں میں نے مرزا صاحب کی نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا مرزا صاحب کو میں مسلمان نہیں سمجھتا دہریہ ہے۔ مولوی غلام قادر خنی مجھ کو فتنہ انگیز نہیں کہتا اور نہ اہل حدیث کو کافر کہتا ہے۔ ہماری تحریرات اور تعلیمات کی وجہ سے بھی لوگوں میں تنازعات ہیں مگر ایسے نہیں ہیں جس سے خون ہوں۔ عدالت میں بھی مقدمات ہوئے ہیں۔ میں نے سلطان روم

﴿ ۲۱۹ ﴾

اگر کوئی شخص ان کے ذلیل اور جھوٹے خیالات سے کراہت کر کے ان کے بچے سے بچا رہتا ہے تو وہ یورپین فلاسفوں کے بچے میں ضرور آ جاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ عوام کو پادریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفوں کے دجل کا زیادہ خطرہ۔

اب یقیناً سمجھو کہ یہی دجال ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ یہ تو ہرگز ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر کسی میں خدائی کی طاقتیں پیدا ہو جائیں۔ تمام قرآن شریف اول سے آخر تک اس کا مخالف ہے۔ پس دجال کی خدائی سے مراد یہی امور اور اس کے عجائبات ہیں جو آج کل یورپ کے فلاسفوں سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہی پیشگوئی کا منشا تھا جو ظہور میں آ گیا۔ دجال کا لفظ بھی بیان کر رہا ہے کہ دجال میں کوئی حقیقی قدرت نہیں ہوگی صرف دجل ہی دجل ہوگا۔ اب اگر کوئی سعید ہے تو اس بات کو قبول کرے۔ درحقیقت یہ فتنہ جو پادریوں اور یورپین فلاسفوں سے ظہور میں آیا ہے ایسا فتنہ ہے کہ آدم کے وقت سے آج تک اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس فتنہ سے لوگوں کے ایمان کو ضرر عظیم پہنچا ہے اور لاکھوں انسانوں کے دلوں سے خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ بعض دلوں پر تو یہ فتنہ پورا محیط

﴿ ۲۱۹ ﴾

کی تائید اور ہمدردی میں ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ مرزا صاحب نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے۔
(اس موقع پر انگریزی چٹھی میں جو عدالت نے نوٹ دیا ہے وہ ہم ذیل میں درج کر دیتے ہیں)

"I consider sufficient evidence has been recorded regarding the hostility of the witness to the Mirza and there is no necessity to stray further from the main lines of the case"

ترجمہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کافی شہادت لکھی جا چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اور اب زیادہ ضرورت نہیں کہ مقدمہ کے خاص امر سے ہم دوسری طرف چلے جاویں۔
(بقیہ بیان گواہ) لیکھرام کے قتل کی بابت جو کچھ ہم نے کہا ہے کہ مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا ہے وہ خود مرزا صاحب کی تحریروں سے اخذ ہے۔ (مکرر کہا کہ) مرزا صاحب اس قتل کے ذمہ وار ہیں ان کو قاتل نہیں کہتا نہ سازش ہے وہ ذمہ وار ہے نشاندہی کا اپنی تحریروں سے۔

﴿۲۲۰﴾

ہو گیا ہے۔ اور بعض پر کچھ نہ کچھ اس کا اثر پڑ گیا ہے۔ اے بندگان خدا سوچو کہ سچ یہی ہے۔
میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو نیچر اور صحیفہ قدرت کے پیرو بننا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہایت عمدہ موقعہ دیا ہے کہ وہ میرے دعوے کو قبول کریں کیونکہ وہ لوگ ان مشکلات میں گرفتار نہیں ہیں جن میں ہمارے دوسرے مخالف گرفتار ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور پھر ساتھ اس کے انہیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی نسبت جو پیشگوئی احادیث میں موجود ہے وہ ان متواترات میں سے ہے جن سے انکار کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ پس اس صورت میں یہ بات ضروری طور پر انہیں قبول کرنی پڑتی ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ البتہ یہ سوال کرنا ان کا حق ہے کہ ہم کیونکر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا قبول کریں؟ اور اس پر دلیل کیا ہے کہ

﴿۲۲۰﴾

جو لوگ مرزا صاحب کے پیرو ہیں ان کی تعداد بموجب ایک فہرست کے بقدر ماہیۃ یا اس کے قریب ہے۔ سوال۔ سوائے ان مریدان کے اور مسلمان لوگ مرزا صاحب کے ہندوستان میں برخلاف ہیں۔ (عدالت نے سوال نام منظور کیا) عبدالحمید کو ۸ یا ۹ اگست ۱۹۰۷ء کو دیکھا تھا ایک عیسائی اس کو ساتھ لئے جاتا تھا۔ بٹالہ میں میں ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر نہیں گیا۔ پیشگوئی ہو یا نہ ہو کلارک صاحب کے مرنے سے مرزا صاحب فائدہ اٹھائیں گے۔ میرے مرنے سے بھی مرزا صاحب کو فائدہ ہوگا۔ میں عیسائیت کے بڑا برخلاف ہوں۔ بقلم محمد حسین سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

وہ مسیح موعود تم ہی ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ اور جس ملک اور جس قصبہ میں مسیح موعود کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن افعال خاصہ کو مسیح کے وجود کی علت غائی ٹھہرایا گیا ہے اور جن حوادث ارضی اور سماوی کو مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات بیان فرمایا گیا ہے اور جن علوم اور معارف کو مسیح موعود کا خاصہ ٹھہرایا گیا ہے، وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانہ میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں اور پھر زیادہ تر اطمینان کے لئے آسمانی تائیدات میرے شامل حال کی ہیں۔

مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

چوں مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند

ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

آسمان بار و نشان الوقت میگوید ز میں

اب تفصیل اس کی یہ ہے کہ اشارات نص قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اور آپ کا سلسلہ خلافت حضرت موسیٰ کے سلسلہ خلافت سے بالکل مشابہ ہے۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ کو وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں یعنی جبکہ سلسلہ اسرائیلی نبوت کا انتہا تک پہنچ جائے گا اور بنی اسرائیل کئی فرقے ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کی تکذیب کرے گا یہاں تک کہ بعض بعض کو کافر

نقل بیان پر بھدیال گواہ استغاثہ مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈ بلیوڈنگس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

(مہر عدالت)

دستخط حاکم

سرکار بڈریو ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰ اضابطہ فوجداری

پر بھدیال گواہ استغاثہ باقر اصرار ص ۱۳ / ۱۳ اگست ۱۹۷۷ء

ولد رام چند ذات برہمن ساکن قادیاں عمر ۷۵ سال۔ بیان کیا کہ میں حلوائی کی دوکان کرتا ہوں۔ میری دوکان سے شیرینی خرید کرتا تھا یہ یاد نہیں ہے کہ کس کس تاریخ کو مٹھائی خریدی تھی۔ قریب ایک ماہ کے ہوا ہے کہ وہاں اُس کو دیکھا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہے۔ اُس وقت اور کپڑے تھے۔ سر پر پگڑی لال اور بوٹ پاؤں میں تھے۔ پاجامہ بھی پہنا ہوا تھا۔ کپڑے اتار کر ننگا ٹوکری اٹھانے کا کام کرتا تھا۔ مرزا صاحب کو ہم رئیس مانتے ہیں۔ محل ماڑیاں زمینات کے مالک ہیں۔ (بسوال وکیل ملزم) ہندو لوگ بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ آج سپاہی لایا ہے۔

پر بھدیال سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

کہیں گے تب اللہ تعالیٰ ایک خلیفہ حامی دین موسیٰ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرے گا۔ اور وہ بنی اسرائیل کی مختلف بھیڑوں کو اپنے پاس اکٹھی کرے گا اور بھیڑیے اور بکری کو ایک جگہ جمع کر دے گا اور سب قوموں کے لئے ایک حَکَم بن کر اندرونی اختلاف کو درمیان سے اٹھادے گا۔ اور بَعْض اور کینوں کو دور کر دے گا۔

یہی وعدہ قرآن میں بھی دیا گیا تھا جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهٖمْ ۗ اور حدیثوں میں اس کی بہت تفصیل ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہ اُمّت بھی اسی قدر فرقتے ہو جائیں گے جس قدر کہ یہود کے فرقتے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے کی تکذیب اور تکفیر کرے گا اور یہ سب لوگ عناد اور بغض باہمی میں ترقی کریں گے۔ اس وقت تک کہ مسیح موعود حَکَم ہو کر دنیا میں آوے۔ اور جب وہ حَکَم ہو کر آئے گا تو بغض اور شتاء کو دور کر دے گا اور اس کے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ

﴿۲۲۲﴾

نقل بیان عبدالحمید بصیغہ فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

مجموعات
دیکھو گام
21/8/97

مرجوعہ فیصلہ نمبر مقدمہ نمبر بستہ
۹ اگست ۹۷ء متدائرہ ۳/۳ از محکمہ

سرکار بذریعہ مسٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۷ تقریرات ہند
یہ عبارت انگریزی چٹھی سے ترجمہ کی گئی ہے۔

{ اس بیان کی بنا پر جو عبدالحمید نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کے آگے
بیان کیا ہے عبدالحمید کو بطور ایک سرکاری گواہ کے پھر شہادت کے لئے بلایا گیا اور اس کا بیان لیا گیا }

بیان عبدالحمید گواہ باقرار صالح ۲۰ اگست ۹۷ء سوال عدالت

میں نے کپتان صاحب پولیس کے روبروئے بٹالہ میں ایک بیان کیا تھا۔ ایک تھانہ دار مجھ کو
صاحب کے پاس لایا تھا۔ نام نہیں جانتا۔ اس وقت میں انارکلی (بٹالہ) میں تھا۔ ہم تین
آدمی گاڑی میں تھے۔ ایک میں ایک تھانہ دار اور ایک سائیس۔ اس وقت میں وارث دین
عیسائی بھگت پریم داس اور دو پولیس سپاہیوں کی حفاظت میں تھا۔ تھانہ دار سیدھا صاحب کے
پاس مجھے لے گیا تھا۔ میں سب سے پہلے امرتسر ہال دروازہ میں نور الدین عیسائی کے پاس

﴿۲۲۲﴾

بات تمام تاریخ جاننے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی وقت میں آئے تھے
کہ جب اسرائیلی قوموں میں بڑا تفرقہ پیدا ہو گیا تھا اور ایک دوسرے کے مکفر اور کذب ہو گئے
تھے۔ اسی طرح یہ عاجز بھی ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب اندرونی اختلافات انتہا تک پہنچ گئے
اور ایک فرقہ دوسرے کو کافر بنانے لگا۔ اس تفرقہ کے وقت میں امت محمدیہ کو ایک حکم کی
ضرورت تھی سو خدا نے مجھے حکم کر کے بھیجا ہے۔

اور یہ ایک عجیب اتفاق ہو گیا ہے جس کی طرف نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا
اشارہ پایا جاتا ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ سے تیرہ سو برس

گیا تھا۔ قادیاں سے آ کر دو روز چھاپہ خانہ غلام مصطفیٰ میں مظہر رہا تھا۔ ملازمت چھاپہ خانہ کے واسطے وہاں ٹھہرا تھا مگر وہاں کام نہ تھا۔ پھر میں امرتسر نور دین کے پاس گیا۔ نور دین نے پادری گرے صاحب کے نام مجھے چٹھی دی تھی۔ نور دین کے پاس بطور متلاشی عیسائیت گیا تھا۔ میں قطب الدین کے پاس ہرگز نہیں گیا تھا۔ میرا پہلا بیان کہ اس کے پاس گیا تھا سچ نہیں ہے۔ اس سے مظہر واقف تک بھی نہیں ہے۔ پادری گرے صاحب سے میں نے عرض کی تھی کہ مجھے عیسائی کرو۔ انہوں نے مجھے نور دین کے پاس واپس بھیج دیا اور کہا کہ اپنا خرچ کھاؤ تو عیسائیت سکھلائیں گے۔ میں نے یہ شرط منظور کی اور نور دین کے پاس واپس گیا۔ اس نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر کلارک صاحب کے پاس جاؤ وہ روٹی بھی دیں گے اور عیسائیت بھی سکھلائیں گے۔ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ ہندو سے مسلمان ہوا ہوں۔ یہ بھی بات نور دین سے بھی کہی تھی اور میں نے کہا کہ قادیاں سے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اچھا ہم دریافت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب پتسمہ ہو جائے تب دریافت کرنا۔ تب ڈاکٹر صاحب نے مجھے ہسپتال میں بھیج دیا وہاں عبد الرحیم عیسائی تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا میں نے اس سے بھی کہا کہ قادیاں سے آیا ہوں۔ دوسرے تیسرے روز وہ مجھے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر لے گیا۔ مجھے ڈاکٹر صاحب نے بلایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مولوی عبد الرحیم کہتا ہے کہ تو خون کرنے

بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح یہ عاجز بھی چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی لحاظ سے بڑے بڑے اہل کشف اسی بات کی طرف گئے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی میں مبعوث ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس نام میں تیرہ سو کا عدد پورا کیا گیا ہے۔ غرض قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا اور وہ تفرقہ مذاہب اسلام اور غلبہ باہمی عناد کے وقت میں آئے گا۔

آیا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ بچہ ہے یہ ایسا کام کس طرح کر سکتا ہے۔ پھر مجھے بیاس میں بھیج دیا۔ عبدالرحیم نے مجھے دو تین دفعہ یہ بات کہی کہ مجھے پتہ مل گیا ہے کہ تم کس کام کے واسطے آئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں صرف عیسائی ہونے آیا ہوں اور کسی کام کے واسطے نہیں آیا۔ پھر میں بیاس چلا گیا۔ وہاں عبدالرحیم دو روز کے بعد آیا۔ چار بجے دن کے وقت آیا تھا۔ مجھ سے ملا۔ ہسپتال میں جہاں میں پڑھ رہا تھا۔ مجھے کہا کہ بتلاؤ تم کس طرح آئے ہو کہ ہم کو پتہ لگ گیا ہے۔ سچ بتلاؤ ورنہ کپتان صاحب پولیس کے حوالہ کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ عیسائی ہونے آیا ہوں اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تم خون کرنے آئے ہو۔ مگر یہ نہیں کہا تھا کہ کس کو مارنے کے واسطے۔ پھر وہ چلا گیا۔ دوسرے تیسرے روز ڈاکٹر صاحب معہ یوسف خان اور ایک اور بوڑھا سا آدمی کے آئے۔ اور میرا فوٹو ڈاکٹر صاحب نے اتارا اور امرتسر چلے آئے۔ اس وقت اور نوکروں کی بھی تصویریں لیں۔ اس وقت تک کوئی ذکر ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے نہیں کیا۔ اس کے بعد دو روز گزر کر تارائی کہ ڈاکٹر صاحب مجھے امرتسر بلاتے ہیں۔ ایک سانپ مارا۔ بھگت پریم داس نے مارا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ یہ سانپ مرا ہوا ساتھ لے جاؤ صاحب کو دکھلانا۔ اسٹیشن پر سے محمد یوسف مجھے کوٹھی پر لے گیا اور وہاں میرا فوٹو لیا گیا۔ خراب نکلا۔ پھر مجھے ڈاکٹر صاحب نے محمد یوسف کے ہمراہ بازار میں بھیجا اور وہاں میری

علاوہ ان سب امور کے ایک عظیم الشان علامت مسیح موعود کی احادیث صحیحہ میں یہ لکھی گئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا کہ جبکہ صلیبی مذہب زمین پر بڑے جوش سے پھیلا ہوا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث یکسور الصلیب جو صحیح بخاری میں ہے اسی پر دلالت کرتی ہے۔ سو ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں یہ عاجز آیا ہے۔

اور دوسری علامت اشارات احادیث سے مسیح موعود کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ممالک مشرقیہ میں مبعوث ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا پتہ و نشان مشرق ہی بتلایا تھا۔ جیسا کہ حدیث وَأَوْسَىٰ إِلَى الْمَشْرِقِ سے ظاہر ہے

تصویر اتاری گئی۔ پھر میں کھانا کھانے بازار گیا اور بعد کھانا کھانے کے محمد یوسف مجھے کوٹھی پر لے گیا۔ اسی بازار میں دوکان تھی جہاں یوسف تھا۔ دام کھانے کا یوسف نے دیا تھا۔ جب کوٹھی گیا وہاں سے بیاس پر مجھے بھیجا گیا۔ بیاس جانے سے پہلے مجھے ہسپتال میں بھیجا گیا تھا اور وہاں سے پرچہ جات سٹیشن پر لانے کے واسطے اکیلا بھیجا گیا۔ عبدالرحیم وہاں تھا۔ اس نے کہا کہ تو سچ سچ بتلا دے جس بات کے واسطے آیا ہے مجھ کو معلوم ہو گیا ہے۔ ورنہ قید ہو جاوے گا۔ اس کے بعد میری فوٹو لی گئی اور کوٹھی پر گیا اور پھر یوسف نے مجھے ٹکٹ لے دیا اور میں بیاس چلا گیا۔ دو روز کے بعد ڈاکٹر صاحب۔ عبدالرحیم۔ وارث دین۔ بھگت پریم داس اور ایک اور جوان عیسائی وہاں آئے۔ اور وارث دین، عبدالرحیم نے سب کے روبرو مجھے کہا کہ اب بتلاؤ جس کام کے واسطے تو آیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں عیسائی ہونے کو آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تجھ کو مرزا نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں اس نے مجھے کچھ نہیں کہا ہے۔ عبدالرحیم میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے مجھے کہا کہ تو یہ بات کہہ کہ مرزا غلام احمد نے مجھے بھیجا ہے کہ ڈاکٹر کلارک کو پتھر سے مار دے۔ مجھے تصویر دکھلائی اور کہا کہ جہاں جاؤ گے پکڑے جاؤ گے ورنہ یہ بات کہہ دو۔ میں نے اس کے کہنے کے بموجب ویسا ہی کہہ دیا۔ تب ڈاکٹر صاحب نے اور دوسروں نے کہا کہ ہم کو ایسا تحریر کر دو میں نے تحریر کر دیا۔ اور لکھا ”نقصان کر“ تو مجھے عبدالرحیم

﴿ ۲۲۵ ﴾

پس اس صورت میں اس حدیث سے صاف طور پر یہ اشارہ نکلتا ہے کہ مسیح موعود مشرق سے پیدا ہوگا۔ کیونکہ جبکہ دجال کا متقرر اور مقام مشرق ہوا تو مسیح جو دجالی کا روائیوں کو نابود کرنے کے لئے آئے گا ضرور ہے کہ وہ بھی مشرق میں ظہور کرے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہمارا ملک ہند خاص کر پنجاب کا حصہ مکہ معظمہ سے بجانب مشرق واقع ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ دمشق حدیث میں بھی جو مسلم میں ہے منارہ مشرقی کا ذکر کر کے مسیح موعود کے ظہور کے لئے مشرق کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے۔

﴿ ۲۲۵ ﴾

ایسا ہی احادیث میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبہ کا رہنے

نے کہا کہ لفظ ”مارڈال“ کا بھی لکھ دو۔ کان میں یہ بات کہی تھی۔ میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وقت تحریر اقبال وہ میرے پہلو بہ پہلو بیٹھا ہوا تھا۔ دو دفعہ اقبال لکھا تھا۔ بار اول لفظ صرف نقصان لکھا تھا۔ دوسری دفعہ جب لکھنے لگا تو بموجب اس کے کہنے کے مارڈال کا لفظ بھی لکھ دیا۔ پھر جب دستخط کرتا تھا۔ پوسٹماسٹر وغیرہ کو انہوں نے بلایا انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ مارے ڈر کے میں نے کہا کہ ہاں رضامندی سے لکھ دیتا ہوں۔ جب میں نے لکھ دیا تو ڈاکٹر صاحب اور سب نے کہا کہ ٹھیک تو ہمارے دل کی مراد پوری ہو گئی ہے۔ پھر ۶ بجے کی ٹرین میں مجھے امرتسر لے کر ڈاکٹر صاحب وغیرہ آئے اور کوٹھی پر لے گئے۔ وارث دین، عبدالرحیم، بھگت پریم داس ساتھ تھے جس روز اقبال لکھا اس روز سوائے عبدالرحیم کے بھگت پریم داس و وارث دین بھی مجھے کہتے تھے کہ تو اس طرح بیان کر دے مرزا کو پھنسا دے۔ تجھ کو کچھ نہیں ہوگا کہ تم کو ڈاکٹر صاحب نے معافی دے دی ہے۔ رات کو مجھے سلطان ونڈ لے گئے۔ خیر الدین ڈاکٹر کے مکان پر مجھے رکھا اور مجھے سکھلاتے رہے کہ تم یہ بات کہہ دینا کہ مرزا نے بھیجا ہے کہ ڈاکٹر کو پتھر سے مار دو۔ میں نے ڈر کے مارے کہا کہ ایسا ہی کہوں گا۔ رات کو میں بڑا بے چین رہا اور بے خواب رہا کہ مجھ سے جھوٹ کہلواتے ہیں۔ صبح مجھے گاڑی میں بٹھلا کر کوٹھی پر لائے اور کہتے رہے کہ تم کو کچھ بھی نہیں کہا جائے گا یہ ہی بیان کرنا۔ ڈپٹی کمشنر کے روبرو میرے اظہار ہوئے۔ میں نے رلیارام اپنا نام از خود بتلایا تھا۔

والا ہوگا جس کا نام کدعہ یا کدہ یہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے۔ اور بعض روایات میں یہ جو آیا ہے کہ ”وہ کدعہ یمن کی بستیوں میں سے ایک گاؤں ہے“۔ یہ حدیث کے لفظ نہیں ہیں۔ بلکہ کسی شخص نے اجتہادی طور پر یہ خیال کیا ہے۔ شاید اس نام کے مشابہ کوئی گاؤں یمن میں دیکھ کر کسی کو خیال آ گیا ہے کہ شاید وہ یہی گاؤں ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب ایسا کوئی گاؤں ملک یمن میں آباد نہیں ہے اور نہ اس سرزمین میں کسی نے ایسا دعویٰ کیا۔ مگر قادیاں اس وقت موجود ہے اور نیز مسیحیت اور مہدویت کا مدعی بھی موجود۔

نور دین کے پاس ایک شخص ہندو تھا یا مسلمان کے کہنے پر کہا تھا کہ وہ عیسائی کرتا ہے۔ سب سے پہلے جب میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو میں نے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے بھیجا ہے۔ اپنا پتہ کھجوری دروازے کا بھی میں نے خود بخود بتلایا تھا۔ یہ باتیں اس واسطے میں نے کی تھیں کہ پہلے میں سکاچ مشن گجرات میں تھا۔ اور بوجہ بدچلنی مجھے نکالا گیا تھا اس غرض سے میں نے اپنے آپ کو ہندو ظاہر کیا تھا کہ پہلا حال معلوم نہ ہووے۔ مولوی نور دین کو چٹھی میں نے بیاس سے ضرور لکھی تھی کہ میں عیسائی دین کو اچھا سمجھتا ہوں۔ وارث دین، بھگت پریم داس و عبدالرحیم نے مجھے کہا تھا کہ تو اس چٹھی کی بابت یہ کہنا کہ مرزا صاحب اور مولوی نور الدین ایک ہی ہیں۔ اس لئے ان کو چٹھی لکھی تھی کہ میرے حالات کی ان کو خبر ہو جائے۔ عبدالرحیم۔ پریم داس اور وارث دین نے انارکلی میں مجھے سکھلایا تھا کہ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا آیا تھا۔ مرزا صاحب کے دواؤں سے بوجہ ان کے نصیحت دینے کے میرا تکرار ضرور ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو میں نے کوئی گالی برا نہیں کہا۔ مجھے کوئی علم دواؤں سے جو بیاس میں دیکھے جانے بیان کئے گئے ہیں نہیں ہے۔ سلطان ونڈ میں عبدالرحیم وغیرہ نے مجھے کہا تھا کہ تم یہ بات کہنا کہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھ کر میری نیت قتل کرنے کی بدل گئی ہے۔ جب میرا اظہار ہو چکا تھا۔ مجھے کٹھی امرتسر میں لے جا کر بند کر دیا تھا اور عبدالرحیم و وارث دین و پریم داس کہتے تھے کہ تم کو مرزا صاحب کا کوئی آدمی مار دے گا۔

﴿۲۲﴾

ایسا ہی مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔ میں نے خدا تعالیٰ سے بصیرت کاملہ پا کر ثابت کر دیا کہ وہ لعنتی موت کہ جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راستباز پر صادق نہیں آ سکتا۔ چنانچہ فرقہ پادریان اس جدید طرز

﴿۲۳﴾

دو ہتر میرے ساتھ مکان میں بند کئے گئے تھے۔ وہ بھی سکھلاتے رہتے تھے۔ قطب دین کی بابت مجھے وارث دین عبدالرحیم و پریم داس نے کہا تھا کہ اس کا نام لو۔ وکیل صاحب (لالہ رام بھج) نے انارکلی میں مجھ سے پوچھا تھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا یا نہ۔ جب تک کسی اور آدمی کا ذکر نہ ہووے تم پر نہ تھے کہ مار کراڑ جاتے عدالت باور نہیں کرے گی۔ اس پر وارث دین وغیرہ نے قطب دین کی شمولیت کی بابت مجھے سکھلایا تھا☆۔ میں نے وکیل صاحب کو پتہ قطب الدین کا نہیں بتلایا تھا۔ میرے ہاتھ پر پریم داس نے کرموٹی ڈیوڑھی اور قطب الدین کا پتہ لکھ دیا تھا کہ جب اظہار دو گے یاد رکھنا۔ پنسل سے لکھا تھا۔ پنسل وارث دین کی تھی۔ یہی پنسل ہے جو اس وقت وکیل کے ہاتھ میں ہے اور اسی سے لکھا تھا۔ نوٹ۔ (تسلیم کیا گیا کہ پنسل وارث دین کی ہے)۔ اور بھی بہت پنسلیں سکول میں تھیں۔ وارث دین وغیرہ قطب دین کا حلیہ بیان کرتے تھے مگر میں اس کو مطلق نہیں جانتا۔ رات کو انہوں نے مجھ سے حلیہ وغیرہ قطب دین کا ذکر کیا تھا۔ وکیل سے میں نے حلیہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بھگت پریم داس، وارث دین اور عبدالرحیم کے سکھلانے پر میں نے بیان کیا تھا کہ مرزا صاحب کو مٹھیاں بھرا کرتا تھا۔ میں مرزا صاحب کے مکان پر کبھی نہیں گیا تھا صرف ایک دفعہ ان کو مسجد میں دیکھا تھا۔ صرف ان لوگوں کے کہنے سے سب بیان

﴿۲۲۸﴾

﴿۲۲۸﴾

کے سوال سے جو حقیقت میں ان کے مذہب کو پاش پاش کرتا ہے ایسے لاجواب ہو گئے کہ جن جن لوگوں نے اس تحقیق پر اطلاع پائی ہے وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق نے صلیبی مذہب کو توڑ دیا ہے۔ بعض پادریوں کے خطوط سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس فیصلہ کرنے والی تحقیق سے نہایت درجہ ڈر گئے ہیں اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس سے ضرور صلیبی مذہب کی بنیاد گرے گی۔ اور اس کا گرنا نہایت ہولناک ہوگا۔ اور وہ لوگ درحقیقت اس مثل کے مصداق ہیں کہ یُرْجى براءٌ مِّنْ جرحه السنان. ولا یرجى براءٌ مِّنْ مزقہ

☆ اس جگہ سے ظاہر ہے کہ دیسی عیسائی کس چلن کے آدمی ہیں اور جھوٹ کو کیسا شیر مادرتجتے ہیں اور کیسے جھوٹے منصوبے ظلم کرنے کے لئے باندھتے ہیں۔ منہ

کیا ہے۔ ان ہی کے کہنے سے بیان کیا تھا کہ امرتسر مسجد خیر الدین میں مظہر سویا رہا تھا۔ یہ بات بھی بٹالہ میں مجھے سکھائی گئی تھی۔ مارے ڈر کے پہلے میرا بیان جھوٹا لکھواتے رہے ہیں۔ جب تھانہ دار بلانے گیا تھا وہ اندر تھا باہر وارث دین نے مجھے کہا کہ خبردار پہلا بیان مت بدلنا تم کو ڈاکٹر صاحب نے وعدہ معافی دیا ہوا ہے۔ دو سپاہی پولیس کے سکھ تھے۔ انہوں نے بھی مجھے کہا تھا کہ خبردار اظہار مت بدلنا۔ ایک مدرس نہال چند نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ آج صبح عبدالغنی عیسائی میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ شیخ وارث دین اور یوسف کہتے ہیں کہ تم کو ڈاکٹر صاحب سے معافی دلوا دیں گے اور تم بچ رہو گے اگر پہلا اظہار دو گے۔ کپتان صاحب کو میں نے اس امر کی اطلاع دے دی تھی۔ صاحب بہادر غسل کر رہے تھے خانسا ماں خاکروب وغیرہ سب احاطہ والوں کو خبر ہے کہ انہوں نے اس کو دیکھا تھا۔ میں نے کوئی کمرہ مرزا صاحب کا نہیں دیکھا ہوا اور نہ غسل خانہ کا کوئی علم ہے صرف ان لوگوں کے کہنے سے میں نے ایک کمرہ کا جو مسجد کے اوپر لے حصہ سے ملا ہوا ہے نام لے دیا تھا۔ ڈر کے مارے میں سب بیان کرتا رہا تھا۔ نور الدین عیسائی نے مجھے کہا تھا کہ تمہارا گذارہ میرے پاس نہیں ہو سکے گا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس جاؤ۔ اس لئے میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا ورنہ پہلے کوئی واقفیت ڈاکٹر صاحب سے نہ تھی۔ اقبال کا مطلب مجھے عبدالرحیم نے بتلایا تھا اور میں نے لکھ دیا تھا۔ لفظ بھی مجھے اس نے بتلائے تھے۔ پہلے جو

﴿ ۲۲۹ ﴾

البرہان۔ یعنی جو شخص نیزہ سے زخمی کیا جائے اس کا اچھا ہونا امید کی جاتی ہے لیکن جو شخص برہان سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اس کا اچھا ہونا امید نہیں کی جاتی۔

﴿ ۲۲۹ ﴾

ایسا ہی میں نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر ثابت کر دیا کہ مسیح کا رفع جسمانی بالکل جھوٹ ہے۔ عیسائی تواریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت تک عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور ان کا رفع روحانی ہوا ہے۔ پھر بعد میں جب عیسائی لوگ یہودیوں کے مقابل پر رفع روحانی کا کوئی ثبوت نہ دے سکے کیونکہ روح نظر نہیں آتی تو یہ بات بنائی گئی کہ یسوع کو آسمان کی طرف جاتے فلاں شخص نے دیکھا تھا۔ اور

تحریر میں نے کی تھی وہ مجھ سے لے کر انہوں نے چاک کر دی تھی۔ جو بیان میں نے اب لکھایا ہے یہ بالکل درست اور سچ ہے۔ پہلا بیان مارے خوف اور ترغیب کے لکھایا تھا۔ میں نے خود بخود یہ بیان جواب لکھوایا ہے کسی کی ترغیب یا تحریص سے نہیں لکھوایا۔ (بسوال وکیل استغاثہ) میں اس وقت تک محمدیوں سے نہیں رلا۔ یعنی نہ محمد صاحب کو سچا جانتا ہوں اور قرآن کو۔ متلاشی عیسائی ہوں۔ میں لاہور سے قادیاں مولوی نور الدین کے ساتھ کبھی نہیں آیا اور نہ امرتسر میں۔ پہلے پہل جب قادیاں گیا تھا سالم یکہ بٹالہ سے لیا تھا۔ شیخ رحمت اللہ کو دفعہ میں نے لاہور میں دیکھا تھا یعنی ملا تھا۔ پہلی دفعہ اس نے ۸ مجھے دیئے تھے۔ ڈاکٹر نبی بخش کو لاہور دیکھا تھا۔ لاہور سے بٹالہ تک آیا وہ اول درجہ کی گاڑی میں تھا اور میں سوم درجہ میں تھا۔ بٹالہ اس کے پاس میں نہیں ٹھہرا تھا۔ صرف رات رہا اور صبح قادیاں چلا گیا تھا۔ قادیاں جانے کے وقت سے مولوی نور الدین سے واقف ہوا ہوں۔ میری سفارش کسی نے مولوی نور الدین سے نہیں کی تھی۔ میرا بخش گجراتی نے مجھے کہا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس قادیاں جاؤ اور تعلیم پاؤ۔ دوسری دفعہ گجرات نوکری کے واسطے مظہر گیا تھا۔ میرے پاس دو روپیہ تھے جب قادیاں گیا تھا۔ مولوی نور الدین کی میرے چچا برہان الدین سے خبر نہیں کہ دوستی ہے یا نہ۔ جب میں پہلی دفعہ قادیاں آیا برہان الدین وہاں نہ تھا۔ دوسری دفعہ میرے آنے سے پہلے وہ وہاں تھا۔ وہ اور میں اکٹھے

پھر رویت کے لحاظ سے دلوں میں یہ بات سماگنی کہ جسم عنصری کے ساتھ یسوع آسمان پر چلا گیا۔ آسمان پر چڑھانے سے اصل غرض تو یہ تھی کہ تا یہودیوں کے اس الزام سے یسوع کو بری کریں کہ وہ نعوذ باللہ لعنتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا نہیں گیا۔ مگر جن لوگوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے یسوع کے جسم کو آسمان پر چڑھا دیا انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ لعنت جس پر یہودزور مارتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مصلوب ہونے سے کسی کا جسم آسمان پر نہیں جاتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ملعون کی روح خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی نہیں جاتی۔ یہودیوں کا یہ خیال نہ تھا کہ ملعون کا جسم آسمان پر نہیں جاتا اور نہ ان کا

ب
ر
ہ
ا
ن
ہ

نہ رہتے تھے۔ برہان الدین سے میری پہلے بھی صلح تھی تب بھی تھی۔ جب بٹالہ میں یہ مقدمہ ہو رہا تھا خبر نہیں برہان الدین تھا۔ اب بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ کیونکہ میں پہرہ میں تھا۔ میں نے ٹوکری اٹھانے کا کام از خود کیا تھا کسی کے کہنے سے نہیں کیا تھا۔ چھاپہ خانہ میں علیحدہ کام کیا تھا۔ میں نے برہان الدین کو وہاں تب نہیں دیکھا تھا۔ صرف ایک جوڑا کپڑوں کا میرے پاس تھا جب میں قادیاں گیا تھا۔ مجھے وارث دین وغیرہ کہتے تھے کہ تم کہو کہ دو تین جوڑے تھے جب گیا تھا۔ غلام مصطفیٰ میرا پہلے واقف نہ تھا۔ مسلمان جان کر کھانا اس نے دو روز دیا تھا۔ بٹالہ میں دریافت کر کے اس کے چھاپہ خانہ میں گیا تھا۔ ۹ بجے دن کے گاڑی میں سوار ہو کر امرتسر گیا تھا۔ جاتے ہی حال بازار سے نور الدین کا پتہ مجھے ملا تھا کہ وہ عیسائی متاد ہے۔ کھانا کھا کر بٹالہ سے چلا تھا۔ دو تین بجے دن کے گرے صاحب کے پاس گیا تھا اور اسی روز ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے نائکے وغیرہ کا حال پوچھا تھا اور میں جواب کافی نہ دے سکا تھا۔ ٹم ٹم میں تھانہ دار مجھے چڑھا لایا تھا۔ سائیکس کے سامنے مجھے پیچھے بٹھایا تھا۔ شام کو پریم داس و وارث دین وغیرہ کپتان صاحب کے بنگلہ پر آئے تھے کہ لڑکا ہم کو مل جاوے۔ راستہ میں تھانہ دار نے مجھ سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیوں مجھے کپتان صاحب نے بلایا ہے اس نے کہا

یہ خیال تھا کہ جو لوگ ملعون نہیں ہوتے وہ معہ جسم آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ توریت سے ثابت ہے کہ حضرت یوسف کی ہڈیاں چار سو برس بعد فوت کے حضرت موسیٰ کنعان کی طرف لے گئے۔ اگر وہ ہڈیاں آسمان پر چلی جاتیں تو زمین سے کیونکر دستیاب ہوتیں۔ توریت سے یہ بھی ثابت ہے کہ انسان مرنے کے بعد خاک میں جائے گا کیونکہ وہ خاک سے پیدا کیا گیا ہے۔ غرض اس میں کسی کو کلام نہیں کہ مرنے کے بعد تمام نبی زمین میں ہی دفن ہوتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ تمام نبی خدا کے مقرب تھے نہ ملعون۔ پھر اگر ملعون کی یہ علامت ہے کہ وہ معہ جسم آسمان پر نہیں اٹھایا جاتا تو نعوذ باللہ تمام نبی ملعون ہوں گے۔ اور ایسا خیال

☆ اگر ملعون معہ جسم آسمان پر نہیں جاتا تو ماننا پڑے گا کہ جو لوگ ملعون نہیں وہ ضرور معہ جسم آسمان پر جاتے ہیں اور یہ صریح باطل ہے۔ منہ

﴿۲۳۲﴾

تھا کہ خبر نہیں۔ سیدھا بنگلہ پر تھانہ دار لے گیا۔ بموجب حکم پکتان صاحب کے تھانہ دار نے مجھ سے دریافت کیا۔ وہ دوسرا تھانہ دار تھا۔ درخت کے نیچے جو احاطہ بنگلہ میں ہے تھانہ دار مجھے لے گئے اور مجھ سے دریافت کیا۔ قریب پچیس گز کے درخت دُور تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ سچ نہیں بولتا۔ میں نے جواب دیا کہ میں سچ کہتا ہوں جو لکھایا ہے سچ ہے۔ پھر انہوں نے پکتان صاحب سے کہا کہ یہ لڑکا سچ نہیں بتلاتا ہے۔ صاحب نے حکم دیا کہ میرے روبرو لائو۔ محمد بخش پوچھنے والوں میں نہ تھا۔ صرف ایک آدمی پوچھتا تھا جو دوسرا تھانہ دار ہے نام نہیں جانتا۔ وہ تھانہ دار نہیں پوچھتا تھا جو گاڑی میں لایا تھا۔ محمد بخش نے کوئی بات مجھ سے نہیں پوچھی تھی۔ محمد بخش اور دوسرا تھانہ دار اور ایک اور سپاہی یا منشی وہاں تھے۔ وہ منشی ہندو تھا۔ وہ منشی کسی مقدمہ کے فیصلہ ہونے کا ذکر کرتا تھا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ وہ منشی ہے۔ مجھے محمد بخش نے نہیں کہا تھا کہ تم نے مرزا صاحب کے برخلاف لکھوانے میں گناہ کیا ہے۔ مجھے کوئی آدمی مرزا صاحب کا نہیں ملا۔ صرف چار پانچ منٹ درخت کے نیچے گفتگو ہوئی تھی۔ تین چار قدم کے فاصلہ پر چار پائی تھی اُس پر پھر میں لمبا پڑا رہا تھا۔ ایک دو گھنٹے کے بعد نوکر اُٹھا اور مظہر کو پکتان صاحب کے روبرو حاضر کیا گیا۔ میرے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ اور نہ کسی نے تھانہ دار سے گفتگو کی تھی۔

﴿۲۳۲﴾

صریح باطل ہے۔ لہذا قطعی طور پر یہ ماننا پڑا کہ ملعون سے مراد وہ شخص ہے جس کی روح کو خدا کے قرب میں جگہ نہ ملے اور خدا کی طرف نہ اٹھایا جائے۔

اور میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ توریت کے رو سے جو شخص لکڑی پر لٹکا یا جائے یعنی مصلوب ہو وہ لعنتی ہے۔ اور اسی سے یہود نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لعنتی ہیں۔ اور اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ لعنت کو جسم سے کچھ تعلق نہیں اور نہ عدم لعنت سے جسم کا آسمان پر جانا مانا گیا ہے۔ لہذا یہود کا اعتراض حضرت مسیح کی نسبت صرف یہ تھا کہ وہ ان کو ملعون ٹھہرا کر اس مقام قرب اور رحمت سے بے نصیب ٹھہراتے تھے جہاں ابراہیم اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿۲۳۳﴾ جب کپتان صاحب نے مجھ سے اوّل دریافت کیا تو میں نے وہی حالات بیان کیا جو پہلے لکھوایا تھا۔ صاحب نے کہا کہ جھوٹ بولتے ہو اب تم کو انا رکلی میں نہیں بھیجا جاوے گا۔ گورداسپور لے جاویں گے۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے سچ بولا ہے۔ صاحب نے کہا کہ نہیں تم جھوٹ بولتے ہو جب تمہارے شک رفع ہو گئے تھے تو کیوں پھر عیسائیوں کے پاس گئے تھے۔ میں نے کہا تھا کہ نوکری کے واسطے گجرات گیا تھا۔ صاحب نے کہا تھا کہ مرزا صاحب کے تم کو بھیجنے کی بابت جھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ سچ سچ بتلاؤ۔ میں نے خدا کے خوف سے ڈر کر پھر سب حال سچ سچ بتلادیا جو لکھوایا گیا ہے۔ انسپکٹر صاحب اور محمد بخش تھانہ دار اور ایک اور منشی اُس وقت موجود تھے جب کپتان صاحب نے میرا بیان لکھا تھا۔ صاحب سوال کرتے رہے تھے اور میں مسلسل بیان لکھواتا رہا تھا۔ اُسی روز مجھے گورداسپور لے آئے تھے۔ جب اقبال لکھا گیا تھا ڈاکٹر صاحب پانچ چار قدم کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالرحیم کہتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب تم کو بچالیں گے اور دھمکی بھی دی گئی تھی کہ تمہاری تصویر ہمارے پاس ہے جہاں جاؤ گے پکڑے جاؤ گے۔ لفظ ”مارڈال“ کا میرے کان میں عبدالرحیم نے کہا تھا کہ لکھو۔ جس رات لالہ رام بھج نے مجھ سے پوچھا تھا اُس سے دوسرے دن میری شہادت دوبارہ ہوئی تھی اور پیشی عدالت سے پہلے عبدالرحیم وغیرہ نے قطب الدین وغیرہ کی بابت سکھلایا تھا۔ پہلی دفعہ

اسرائیل اور یعقوب وغیرہ نبیوں کی روئیں گئی ہیں۔ پس اس مقام میں یہ خیال پیش کرنا کہ حضرت مسیح معہ جسم آسمان پر چلے گئے ہیں پھر اس سے ان کی خدائی نکالنا یہ ایک ایسا امر ہے جو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے گذرنے کے بعد یہ دعویٰ کہ یسوع آسمان پر چلا گیا ہے اس غرض سے کیا گیا تھا کہ تا یہودیوں کے اعتراض لعنت کو دفع کیا جائے اور اس وقت تک عیسائیوں کا یہی خیال تھا کہ خدا کی طرف مسیح کی روح اٹھائی گئی۔ کیونکہ خدا کی طرف روح جاتی ہے نہ کہ جسم اور پھر دوسرے زمانہ میں اصل بات بگڑ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ مسیح کا جسم آسمان پر چلا گیا ہے اور وہ خدا ہے۔ حالانکہ اصل مدعا یہ تھا کہ مسیح کو

﴿۲۳۵﴾ دفعہ عدالت میں پیش ہونے سے پہلے پریمداس نے پتہ قطب دین کا لکھا تھا۔ (بسوال وکیل ملزم) جب دوبارہ شہادت بٹالہ میں ہوئی اُسکے بعد ڈاکٹر صاحب کے پاس رہا تھا۔ دو سپاہی اور دو چوہڑے اور تین عیسائی میری حفاظت پر تھے یعنی اُنکے پہرہ میں مظہر تھا۔ مرزا صاحب کا کوئی آدمی مجھے نہیں ملا اور نہ اُس بیان کو میں نے کسی کی ترغیب اور تحریص سے لکھایا جو پولیس والے صاحب کے روبرو لکھایا گیا ہے۔ صرف صاحب نے کہا تھا کہ ہم سچ دریافت کرنا چاہتے ہیں اور میں نے خدا کے خوف سے سچ لکھا دیا۔ تھانہ داروں نے مجھے کوئی خوف یا ترغیب نہیں دی تھی۔ مرزا صاحب نے ہرگز مجھے نہیں کہا تھا کہ تم جا کر ڈاکٹر صاحب کو مار ڈالو۔ مسجد کے ساتھ والے کمرے میں کوئی شخص نہیں جاسکتا۔ وہ زنان خانہ صاحب مکان کا ہے۔ مجھے اُس کے دروازے کا بھی حال معلوم نہیں ہے۔ شیخ وارث دین، بھگت پریمداس اور ایک اور عیسائی بوڑھا اور عبدالرحیم مجھے سکھلاتے رہے تھے۔ اُس رات کو جس کے دوسرے دن میری دوبارہ شہادت ہوئی ہے تالا باہر سے مکان کو لگا کر مجھے اندر مکان کے بند رکھتے تھے۔ انارکلی میں مجھے سکھلاتے رہے تھے کہ تم بیان کرنا کہ مرزا صاحب نے مجھے مارنے کے واسطے بھیجا تھا۔ وکیل نے جب شام کے وقت مجھ سے پوچھا تھا اُسوقت ڈاکٹر صاحب ذرا فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وکیل نے کہا تھا کہ جو سوال ملزم کی طرف سے وکیل کرے اُس کا جواب

﴿۲۳۵﴾ جیسا کہ لغت کی رو سے مفہوم لعنت کا ہے وہ تین دن تک کیوں محدود ہوگئی۔ کیا توریت کا مطلب صرف تین دن ہیں یا بادی لعنت ہے؟ اس خود تراشیدہ عقیدہ سے تو توریت باطل ہوتی ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا نوشتہ باطل ہو۔

علاوہ اس کے توریت کا مطلب تو یہ تھا کہ صلیب پر مارے جانے سے خدا کی طرف روح اٹھائی نہیں جاتی بلکہ جہنم کی طرف جاتی ہے۔ چنانچہ یہ مؤخر الذکر جزو عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے اسی وجہ سے وہ لوگ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تین دن تک جو لعنت کے دن تھے وہ نعوذ باللہ جہنم میں رہے اور

﴿۲۳۶﴾

آٹھ دینا۔ میں یہ بات سچ اور ایمان سے کہتا ہوں کہ وکیل رام بھج نے مجھ کو حسب مذکورہ بالا کہا تھا۔ میرے ساتھ ایک سپاہی آریہ قادیاں گیا تھا۔ آریوں کے ہاں ٹھہرا تھا اور آریوں نے گواہ بنا دیئے تھے۔ نہال چند مدرس عیسائی ہے۔
عبدالحمید بقلم خود
سُنایا گیا درست ہے تسلیم کیا گیا
دستخط حاکم

نقل ترجمہ بیان ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب باجلاس کپتان ایم ڈ بلیوڈگلز صاحب بہادر سٹریٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

دستخط حاکم

سرکار بذرعیہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ اضابطہ فوجداری

ترجمہ بیان ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب باقرار صالح ۲۰ اگست ۱۸۹۷ء

ہم کو عبدالحمید کے اس دوسرے بیان کی نسبت کچھ معلوم نہیں ہے۔ عبدالرحیم ۳ بجے اور چھ بجے کے درمیان بیاس جا کر امرتسر واپس آ سکتا تھا۔ جب ہم سب بیاس گئے تو کسی شخص کو عبدالحمید کے ساتھ علیحدہ بات کرنے کا موقعہ نہیں تھا۔ عبدالحمید کے اقبال کے وقت عبدالرحیم ذرا فاصلے پر موجود تھا اور کان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے ہمارے پاس اقبال کیا۔ عبدالرحیم اقبال کرنے کے وقت نہیں بولا۔ اقبال میں لفظ نقصان اول عبدالحمید نے لکھا تھا اور پھر لفظ مارڈالنا اُس نے از خود لکھا تھا۔ ہم نے لڑکے کو مسٹر اہل ساپ صاحب

﴿۲۳۶﴾

جب لعنت کے دن ختم ہو چکے تو وہ اسی جسم کے ساتھ جو لعنتی صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور بذرعیہ سزا جہنم صاف نہیں کیا گیا تھا خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے گئے۔ سو عیسائی لوگ اس بات کو خود مانتے ہیں کہ لعنت کے دنوں نے تقاضا کیا کہ تا حضرت یسوع کی روح جہنم میں جائے اور پھر جو لعنت سے پاک ہونے کے دن تھے ان دنوں نے تقاضا کیا کہ تا ان کی روح خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی جائے۔ اب چونکہ وہ لعنت کے دنوں کی نسبت اقرار کر چکے ہیں کہ یسوع کی محض روح ہی جہنم میں گئی تھی اس لئے انھیں اس دوسرے پہلو میں بھی یہی اقرار کرنا پڑے گا کہ

﴿۲۳۷﴾

ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر کی درخواست اور اُس کی اپنی درخواست پر رکھا تھا۔ ہم نے مسٹر گرے اور اُس کے اُن کے پاس جانے کی نسبت بعد میں سنا۔ (بسوال وکیل ملزم) ہم ڈاکٹر مشنری ہیں۔ ہم نے اپنے وکیل کا سفر خرچہ اور مختنانہ نہیں دیا۔ ہم کو یاد نہیں ہے کہ آیا ہم نے رام بھج دت کو وکیل مقرر کیا یا وہ از خود آیا۔ ہم لوگ ایک شخص جو سب کا دشمن ہے کے بارے میں مل کر کارروائی کرتے ہیں۔ (بسوال عدالت) عبدالرحیم ۳۲ سال ملازمت مشن میں رہا۔ جب لڑکا آیا۔ عبدالرحیم ایک بڑی خوف زدہ حالت میں تھا اور اقبال کیا کہ وہ اُس کو مار ڈالنے آیا ہے۔ لڑکے کی روانگی کے دن ہم عبدالرحیم کو اُس کے ظاہر ارادوں کے بارے میں ناراض ہوئے۔ ہم کو سوچھ گئی تھی کہ اشارہ نادرست نہیں تھا۔ اور لڑکے کے چہرے پر ظاہراً ایک رنگ آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا 20-8-97 کوئی سوال نہیں ہوا۔ دستخط حاکم

نقل بیان مسٹر لیما رچنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور بعدالت فوجداری اجلاسی
 مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور (بہر عدالت)
 سرکار بڈریو ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰ اضابطہ فوجداری دستخط حاکم
 ۲۰ اگست کے ۹ بیان مسٹر لیما رچنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس باقر صالح۔
 ۱۳ تاریخ کو صاحب مجسٹریٹ ضلع نے ہم سے فرمایا تھا کہ عبدالحمید کے بیان سے پوری تسلی ان کی نہیں

﴿۲۳۷﴾

خدا کی طرف بھی محض ان کی روح ہی گئی تھی اور اس کے ساتھ وہ جسم نہیں تھا جو نعوذ باللہ لعنتی صلیب سے ناپاک ہو چکا تھا۔ کیونکہ جس حالت میں لعنت کے دنوں میں جسم تین دن تک قبر میں رہا اور جہنم میں لعنت کا نتیجہ بھگتنے کے لئے محض روح گئی تو پھر خدا جو بوجہ قول ان کے روح ہے کیونکہ اس کی طرف جسم اٹھایا گیا۔ حالانکہ جسم کا جہنم میں جانا ضروری تھا کیونکہ گولعنت یسوع کے دل پر پڑی مگر جسم بھی دل کے ساتھ شریک تھا بالخصوص اس وجہ سے کہ عیسائیوں کا جہنم محض ایک جسمانی آتش خانہ ہے کوئی روحانی عذاب اس میں نہیں۔ غرض

﴿۲۳۸﴾

ہوئی اور زیادہ حال دریافت کرنا ضروری ہے۔ ہم نے ڈاکٹر کلارک صاحب سے قبل اس کے کہ وہ جائیں دریافت کیا کہ کس طرح عبدالحمید کو ہم بلائیں۔ انہوں نے نہال چند نشی کا پتہ دیا کہ اُس کو لکھ کر بلا لیں۔ ۱۴ اتر تاریخ کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ مسائیاں سے واپس بٹالہ آیا اور ہم نے اس کو نہال چند کے پاس معہ ایک چٹھی کے بھیجا۔ جب وہ عبدالحمید کو لایا ہمارے پاس بہت کام تھا۔ ہم نے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو باہر درخت کے نیچے اپنے زیر نگرانی رکھو۔ انسپکٹر صاحب جلال الدین کو بھی حکم دیا تھا کہ حفاظت رکھو۔ ہم کو علم ہے کہ یہ دونوں افسر قادیاں والے مرزا صاحب کے ہرگز مرید نہیں ہیں۔ جب کام سے ہم فارغ ہوئے۔ ہم نے عبدالحمید کو بلوایا۔ درخت کے نیچے جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دیکھ سکتے تھے۔ قریب دو گھنٹہ کے بعد ہم نے صرف عبدالحمید کو بلوایا تھا۔ دونوں افسر اس کو لائے تھے۔ قبل اس کے کہ عبدالحمید کو لائیں انسپکٹر صاحب نے ہم سے کہا کہ اگر فرصت نہیں ہے تو عبدالحمید کو واپس انا رکلی بھیج دیا جاوے کیونکہ وہ جانا چاہتا ہے اور مقدمہ کی بابت کچھ اصلیت ظاہر نہیں کرتا۔ ہم نے تب کہا کہ اس کو ہمارے روبروئے حاضر کرو۔ جب وہ آیا تو وہی کہانی اس نے بیان کی جو پہلے مرزا صاحب کے اس کو امرتسر برائے قتل ڈاکٹر کلارک صاحب بھیجنے کی نسبت بیان کی تھی۔ ہم نے دو صفحے لکھے اور اس کو کہا کہ ہم اصلیت صرف دریافت کرنا چاہتے ہیں ناحق وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ اس

﴿۲۳۸﴾

اس تمام تحقیق سے ثابت ہوا کہ عیسائیوں نے یسوع کا معہ جسم اٹھایا جانا قرار دے کر اپنے عقیدہ کو غلطیوں اور تناقضوں سے پُر کر دیا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ اس کی فقط روح خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی گئی اور وہ بھی صلیب سے ایک مدت دراز کے بعد۔

اور اس تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یسوع کا خدا کی طرف اٹھائے جانا جو اس کے خدا ہونے کی دلیل ٹھہرائی گئی ہے یہ سراسر بیہودگی اور حماقت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب یہودی لوگ اپنے زعم میں حضرت مسیح کو مصلوب کر چکے تو انہوں نے ہر روز عیسائیوں کو

﴿۲۳۹﴾ بات کے کہنے پر عبدالحمید ہمارے پاؤں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگا۔ بڑا پشیمان معلوم ہوتا تھا اور کہا کہ میں اب سچ سچ بیان کرتا ہوں جو اصل واقعہ ہے اور تب اس نے وہ بیان ہمارے روبرو کئے کہا جو ہم نے حرف بحرف اس کی زبان سے لکھا اور عدالت میں پیش ہے۔ ہم نے تب ڈپٹی کمشنر بہادر کوتاردی اور گواہ گوگورد اسپور لائے۔ وہ جب سے بیان لکھا ہے ہمارے احاطہ میں رہتا ہے اور اپنی مرضی سے جہاں جی چاہتا ہے آتا جاتا ہے۔ آج صبح عبدالحمید نے ہم سے کہا تھا کہ ایک شخص نے (عبدالغنی) یاد دلانے پر گواہ نے نام کی بابت کہا کہ یہی نام ہے (اس کو کہا ہے کہ پہلے بیان کے مطابق پھر بیان لکھوانا ورنہ قید ہو جاؤ گے۔ ہمارے خدمتگاروں نے اس شخص کو دیکھا تھا جب عبدالحمید ہم کو کہنے آیا تو معلوم ہوا کہ عبدالغنی احاطہ سے چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر گروے صاحب نے ہم سے دریافت کیا تھا اور انہوں نے ہم کو چٹھی لکھی ہے جو پیش کی جاتی ہے۔

حرف ۷۔ دستخط بجز انگریزی۔ سنایا گیا درست ہے، تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

نقل بیان وارث دین گواہ بحلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹرا ایم ڈبلیو ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گورد اسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷۰ اضافہ فوجداری (مہر عدالت) دستخط حاکم ۲۰ اگست ۱۹۰۶۔ بیان وارث دین گواہ بحلف۔

ولدا حسن علی ذات عیسائی ساکن جنڈیالہ عمر ۳۹ سال بیان کیا کہ جب محمد بخش تھانہ دار عبدالحمید کو

تنگ کرنا شروع کیا کہ یسوع نعوذ باللہ لعنتی اور خدا سے دور اور مجبور تھا تھی تو مصلوب ہو گیا۔ اور یسوع گوزندہ بچ گیا تھا مگر اس کا پھر ظالم یہودیوں کے سامنے جانا مصلحت نہ تھی اس لئے عیسائیوں نے یہ بات کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ فلاں عورت یا مرد کے روبرو یسوع لعنت کے دنوں کے بعد آسمان پر چلا گیا ہے۔ مگر یہ بات یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مرقی عورت کا وہم تھا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہوتا کہ یسوع کو جسم کے سمیت آسمان پر پہنچادے اور اس طرح پر مشاہدہ کرا کر لعنت کے داغ سے پاک کرے تو ضروری تھا کہ دس

﴿۲۳۰﴾

لینے کے واسطے انارکلی گیا تو بہادر سنگھ سپاہی گاڑی میں ساتھ بیٹھنے لگا تھا تو تھانہ دار نے کہا کہ سائیس مہتر ہے ساتھ نہ بیٹھو۔ پھر شام کے وقت میں گیا تو تھانہ دار نے کہا کہ اب لڑکا نہیں مل سکتا۔ جب اقبال عبدالحمید نے بیاس میں لکھا تھا اس وقت ڈاکٹر صاحب میز کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے کہ مجسٹریٹ عدالت میں اس وقت بیٹھا ہوا ہے اور عبدالحمید سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ عبدالرحیم۔ پریمداس و دیال چند بیٹھے ہوئے تھے اور بائیں ہاتھ مظہر تھا۔ دائیں طرف اول پریمداس دوم دیال چند اور سوم عبدالرحیم تھے۔ میں نے سنا تھا کہ لڑکے نے وکیل صاحب کو بتلایا ہے کہ وہ امرتسر میں ایک آدمی کو ملا تھا جب وہ پہلے امرتسر گیا تھا۔ بمقام انارکلی بٹالہ نہال چند کی زبانی مجھے معلوم ہوا تھا کہ ایک اور شخص بھی قتل کرنے کے مشورہ میں امرتسر شامل ہے۔ تب میں نے عبدالحمید سے دریافت کیا تو اُس نے نام قطب الدین اور پتہ دوکان کا بتلایا۔ شاید ۱۲ راتر تین ماہ حال تھی شام کا وقت تھا۔ حلیہ کسی کو اس نے نہیں بتلایا تھا۔ (بسوال وکیل ملزم) میں پہلے مسلمان تھا۔ ۱۸۷۴ء میں عیسائی ہوا تھا ڈاکٹر صاحب سے صرف صاحب سلامت ہے اور کوئی تعلق نہیں ہے۔ مشن کی طرف سے مدارس کا ملاحظہ کیا کرتا ہوں۔ لڑکے نے پہلے مسودہ لکھا تھا اور پھر نقل دوبارہ کیا تھا۔ دیال چند نے قلم دوات اور کاغذ لا دیا تھا۔ عبدالحمید نے جو مسودہ لکھا تھا وہ پڑھا نہیں گیا تھا

﴿۲۳۰﴾

بیس یہودیوں کے رئیسوں اور سردار کاہنوں اور مولویوں کے روبرو یسوع کو آسمان پر معہ جسم اٹھایا جاتا تا ان پر حجت پوری ہوتی نہ یہ کہ کوئی ایسی جمہول الحال عورت عیسائیوں میں سے دیکھتی یا ایسا ہی کوئی اور عیسائی مشاہدہ کرتا جن کے بیان پر لوگ ٹھٹھا کرتے اور ان کو مصداق مثل مشہور ”پیراں نئے پرند مریداں مے پرانند“ کا ٹھہراتے۔ آخر اس بیہودہ صعود سے فائدہ کیا ہوا جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں اور عیسائی اس قول سے خود جھوٹے ٹھہرتے ہیں کہ جبکہ جہنم کی طرف لے جانے کے وقت جسم کو ساتھ نہیں کرتے۔

بیس یہودیوں کے رئیسوں اور سردار کاہنوں اور مولویوں کے روبرو یسوع کو آسمان پر معہ جسم اٹھایا جاتا تا ان پر حجت پوری ہوتی نہ یہ کہ کوئی ایسی جمہول الحال عورت عیسائیوں میں سے دیکھتی یا ایسا ہی کوئی اور عیسائی مشاہدہ کرتا جن کے بیان پر لوگ ٹھٹھا کرتے اور ان کو مصداق مثل مشہور ”پیراں نئے پرند مریداں مے پرانند“ کا ٹھہراتے۔ آخر اس بیہودہ صعود سے فائدہ کیا ہوا جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں اور عیسائی اس قول سے خود جھوٹے ٹھہرتے ہیں کہ جبکہ جہنم کی طرف لے جانے کے وقت جسم کو ساتھ نہیں کرتے۔

﴿۲۴۱﴾

میرے سامنے لکھا گیا اور نقل بھی کیا گیا تھا۔ پہلے غلطی ہو گئی تھی اس لئے دوبارہ نقل کیا تھا۔ لفظ ”نقصان“ اور ”مارڈال“ خود عبدالحمید نے لکھے تھے۔ میرا دستخط اس اقبال پر نہیں ہے۔ عبدالحمید نقل کر رہا تھا جب پوسٹ ماسٹر وغیرہ آئے تھے قریباً ختم ہونے والا تھا۔ کھانے والے کمرہ میں درمی پر ہم سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ صرف ڈاکٹر صاحب درمی پر نہ تھے، وہ کرسی پر تھے ڈاکٹر صاحب میز کے ایک پہلو کے ساتھ بیٹھے ہوئے اور ہم لوگ ان کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالحمید کو ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ جو کچھ کہتے ہو لکھ کر دے دو اور اس نے بلا حیل و حجت لکھ دیا تھا۔ میں دوران مقدمہ میں بٹالہ آیا تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب چلے گئے تو میں پیچھے رہا تھا۔ رات کو یہاں آیا ہوں۔ خرچ آمد و رفت کا اپنے پاس سے کیا ہے۔ بیاس سے امرتسر آتے ہوئے لڑکے کو رائے و نڈ رکھا تھا اور میں وہاں ساتھ رہا تھا۔ اول ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر گئے تھے اور پھر سلطان و نڈ گئے تھے۔ کوٹھی پر ساتھ میں گیا تھا اور جب صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبروئے امرتسر بیان ہوا تب بھی ساتھ گیا تھا۔ وارث دین سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

﴿۲۴۱﴾

یہ کیسا صاف مسئلہ ہے کہ جبکہ جنم کی طرف روح لعنت کے اثر سے گئی تھی تو وہی روح پاک ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف جانی چاہیے تھی جسم کا کیا دخل تھا۔ اور اثر لعنت سے جسم ناپاک بھی تھا۔ مگر یاد رہے کہ ہم تو اس بات کو نہیں مانتے کہ نعوذ باللہ کسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون بھی ہو گئے تھے اور جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے خدا سے بیزار اور خدا کے دشمن اور شیطان کی راہ کو پسند کرنے والے ہو گئے تھے۔ ہاں اگر مصلوب ہو گئے تھے تو یہ سب کچھ ماننا پڑے گا۔ اس وقت تو ہماری بحث یہ ہے کہ ہماری اس جدید تحقیق سے جو کسر صلیب کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو عطا ہوئی ہے یہ دو باتیں خوب صفائی سے ثابت ہو گئی ہیں یعنی ایک یہ کہ مسیح علیہ السلام کا ہرگز رفع جسمانی

﴿۲۳۲﴾

نقل بیان یوسف خان بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹرا ایم ڈ بیوڈگلز صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور

سرکار بڈ ریجڈ اکر ہنری مارٹن کلارک بنا مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۷ اضابطہ فوجداری (مہر عدالت) دستخط حاکم

۲۰ اگست ۱۹۷۷ء یوسف خان گواہ باقرار صالحہ

ولد اخوند احمد شاہ خاں ذات افغان عیسائی ساکن گجرات تحصیل مردان عمر ۳۷ سال۔ بیان کیا کہ

میں زمینداری کرتا ہوں۔ میں پہلے محمدی تھا۔ ۳۰ سال کی عمر تک محمدی رہا۔ میں مرزا صاحب

کا مرید ہوا تھا اور محمد سعید کا میں مددگار تھا جو کتب خانہ کے چارج میں تھا۔ بعد محمد سعید کے

چلے جانے کے میں انچارج ہوا تھا۔ میں جنڈیالہ میں قبل از مناظرہ ۱۹۳۷ء گیا تھا کہ مسلمان

لوگ مرزا صاحب کو مباحثہ کے واسطے منتخب کریں۔ اختتام مباحثہ پر ۱۵ جون ۱۹۳۷ء کو

مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ جو حرف A پر درج ہے اور انہوں نے کہا کہ جو فریق ناسخ پر ہے

وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ نوٹ۔ گواہ نے پیشگوئی کو

پڑھ کر کہا کہ جو فریق غلطی پر ہے شکست کھائے گا یعنی برباد ہوگا۔ اس وقت میں نے یہ ہی

سمجھا تھا کہ عبد اللہ آتھم کے واسطے یہ پیشگوئی ہے۔ مگر بعد میں مرزا صاحب نے زبانی

تشریح کی تھی کہ جو شخص فریق مخالف کا ہے ہر ایک کے واسطے یہ پیشگوئی ہے۔ قادیان آٹھ

نوروز بعد پہنچ کر دریافت کیا تھا۔ جب ڈاکٹر کلارک صاحب بیمار ہوئے تھے تو مرزا صاحب

﴿۲۳۲﴾

نہیں ہوا نہ اس رفع کا کچھ ثبوت ہے اور نہ اس کی کچھ ضرورت تھی۔ ہاں ایک سو بیس برس کے

بعد رفع روحانی ہوا ہے جس کی قرآن شریف نے شہادت دی ہے۔ مگر صلیب کے دنوں میں

رفع روحانی بھی نہیں ہوا بلکہ وہ اس کے بعد ستاسی برس اور زندہ رہے ہیں۔ ہمارے علماء کی یہ

غلطی ہے کہ معاً صلیب کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی مانتے ہیں حالانکہ دوسری

طرف یہ اقرار بھی رکھتے ہیں کہ ان کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی۔ اب ان سے کوئی

پوچھے کہ جبکہ یہود اور نصاریٰ کی تاریخ متواتر سے جس پر یونانی اور رومی کتب تاریخ بھی

۱۷۷

نے کہا تھا کہ ضرور اس کو بھی سزا ملنی چاہیے یعنی سزائے موت۔ اشتہار مورخہ ۱۵ اکتوبر ۹۴ء حرف W گواہ نے پیش کیا نیز اشتہار مورخہ ۱۵ ستمبر ۹۴ء حرف X گواہ نے پیش کیا۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب سے مرزا صاحب سخت ناراض تھے۔ جولائی ۹۳ء میں مرزا صاحب نے ایک روز بہت لوگوں کے روبرو اپنی خواب بیان کی کہ ایک سانپ نے مجھے دہنے ہاتھ پر کاٹا اور میں اپنے والد کے پاس گیا۔ میرے والد نے اس زخم کو استرے سے کاٹنا شروع کر دیا اور سینہ تک کاٹ دیا۔ اور اس سے مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ آتھم کو سانپ کاٹے گا۔ اس کی بابت سیالکوٹ وغیرہ میں لوگوں کو بذریعہ خط اطلاع دی گئی تھی۔ ایک سال بعد مناظرہ کے میں عیسائی ہوا تھا۔ مارچ ۹۴ء میں مرزا صاحب سے جدا ہوا تھا۔ مولوی برہان الدین کو ۶۹ء سے جانتا ہوں۔ نوٹ۔ پیشگوئی حرف A گواہ نے پڑھی اور اس کا مطلب اس طرح ادا کیا جیسے ڈاکٹر کلارک صاحب نے۔ (بسوال وکیل ملزم) میں نے کوئی امتحان عربی، فارسی، انگریزی کا پاس نہیں کیا۔ یرد الی النصرای کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اللہ دیا اس کو طرف عیسائیوں کے۔ مرزا صاحب عبد اللہ آتھم کی طرف معنی اس پیشگوئی کے نکالتے ہیں میں نہیں نکالتا۔ میں عیسائی تھا جب پیشگوئی کی میعاد گزری۔ محمد سعید اور میں قادیاں میں اکٹھے رہتے تھے میرے سے پیچھے محمد سعید قادیاں سے چلا گیا تھا وہ بھی عیسائی ہے۔ میں مرزا صاحب کی باتوں کو اچھا نہیں سمجھتا۔ یوسف خاں بقلم خود۔ سنایا گیا درست ہے تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

شہادت دیتی ہیں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس برس کی عمر میں مصلوب ہوئے اور یہی چاروں انجیلوں کی نصوص صریحہ سے سمجھا جاتا ہے تو پھر ایک سو بیس برس کی عمر میں کس حساب سے وہ اٹھائے گئے۔ حالانکہ حدیث ایک سو بیس برس کی محدثین کے نزدیک صحیح اور رجال اس کے ثقات ہیں اور ایک سو بیس برس کی حد لگا دینا یہ امر بھی دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد ان کی موت ہوئی۔

﴿۲۳۳﴾

نقل بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلا حلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹرایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

مہر عدالت

سرکار بڈریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۷ ضابطہ فوجداری

دستخط حاکم

۲۰ اگست ۱۹۰۷ء بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلا حلف

جب مباحثہ ۱۹۰۳ء کا ختم ہوا آخر پر ہم نے حسب درخواست عبداللہ آتھم کے اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیشگوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیشگوئی میں شامل تھا۔ فریق سے مراد آتھم ہی ہے۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ فریق اور شخص کے ایک ہی معنی ہیں اور اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ کوئی حملہ آتھم کے اوپر نہیں کیا گیا تھا اگر ہوتا تو وہ خود کوئی استغاثہ کرتا یا رپورٹ دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ پندرہ ماہ کے عرصہ کے بعد عبداللہ آتھم فوت ہوئے تھے۔ پندرہ ماہ گزرنے کے بعد عبداللہ آتھم سے ہم نے سنا تھا کہ اپنے دوستوں کے پاس بیان کیا تھا کہ اس پر تین بار حملے ہوئے۔ اس پر بھی ہم نے اس کو متنبہ کیا کہ میں ایسا سنتا ہوں کہ آپ میرے پر الزام لگاتے ہیں کہ میرے پر تین حملے ہوئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو چاہیے کہ آپ قسم کھائیں یا عدالت میں نالاش کریں یا خانگی طور پر باضابطہ اس کا ثبوت دیں۔ مگر کوئی جواب مجھے نہیں ملا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی بیان نہیں کیا تھا نہ کسی اخبار میں نہ اور طرح پر۔ میں نے کوئی پیشگوئی سانپ کی بابت نہیں کی تھی۔ عبدالحمید کو ایک دفعہ میں نے مسجد میں دیکھا تھا کسی

﴿۲۳۴﴾

اب خلاصہ کلام یہ کہ مسیح کا مصلوب ہونا تو ریت کے رو سے صرف اس بات کا مانع تھا کہ اور تمام صلحا اور راستبازوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہو۔ اور یہی بار بار یہود کا اعتراض بھی تھا۔ پس نصاریٰ کا اس پہلو کو اختیار کر لینا کہ حضرت مسیح درحقیقت مصلوب ہو گئے ہیں اور پھر یہ بات بنانا کہ گویا وہ بعض عیسائیوں کے روبروئے صلیب سے نجات پا کر تین دن بعد مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے یہ نہایت لغو اور بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ جبکہ انہوں نے تو ریت کے موافق اس بات کو مان لیا کہ یسوع مصلوب ہو کر درحقیقت مورد لعنت ہو گیا تھا۔

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳

شخص نے ذکر کیا تھا کہ یہ شخص عیسائی ہو گیا تھا اب یہاں آیا ہے۔ میرے ساتھ اس کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کس نے اس کو مزدوری وغیرہ کا کوئی کام دیا تھا۔ میں نے کوئی کام نہیں دیا تھا۔ میں نے کوئی پیشگوئی نہ اشارتاً اور نہ کنایتاً ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت کی۔ میں نے سنا تھا کہ عبدالحمید اچھے چال چلن کا لڑکا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے گھر سے ایک رقعہ لکھ کر بھیج دیا تھا کہ اس کو نکال دینا چاہیے۔ مجھے پھر خبر نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا۔ میں نے ایک پیسہ تک اس کو جاتے ہوئے نہیں دیا۔ نہ امر ترس بھیجا۔ جھوٹ کی بیخ کنی سے مراد ہے کہ جھوٹ ضائع ہو جاوے گا۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ جب تک کوئی شخص رضا مندی ظاہر نہ کرے پیشگوئی نہیں کی جاتی۔ خط مورخہ ۵ مئی ۹۳ء دستخطی عبداللہ آسٹھم پیش کرتا ہوں جس میں وہ نشان معجزہ یا دلیل قاطع مانگتے ہیں۔ (حرف Y) حرف O میں دوبارہ روشنی ڈالنے سے مراد ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے نے یقین کو زیادہ کیا۔ دستخط مرزا غلام احمد سنایا گیا سب بیان صحیح اور درست مندرج ہے درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

☆ ضمیمہ کتاب البریۃ

(ذیل کی دو شہادتیں جو بروز فیصلہ مقدمہ شامل مثل ہوئیں وہ سہواً درج کتاب نہیں ہوئیں اب ذیل میں لکھی جاتی ہیں اس کو اخیر حکم سے پہلے شامل کتاب سمجھنا چاہیے)

تو اب بلاشبہ تو ریت اس کو آسمان پر چڑھنے سے روکتی ہے ورنہ تو ریت خود باطل ہوتی ہے۔ یہ کیونکر مان لیا جائے کہ تو ریت کے لعنت کا حکم اوروں کے لئے ابدی اور یسوع کے لئے صرف تین دن تک محدود تھا۔ تو ریت میں کوئی ایسی تخصیص نہیں۔ بلکہ اس لعنت سے ابدی لعنت مراد ہے کہ جو کبھی بھی گلے سے نہیں اترے گی۔ اگر موسیٰ کی کتاب تو ریت میں کہیں تین دن کا ذکر بھی ہے تو حضرات عیسائیاں ہم کو

☆ ایڈیشن اول میں یہ ضمیمہ کتاب کے شروع میں شامل کیا گیا ہے اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں یہاں لایا گیا ہے۔ (ناشر)

❀ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۳ پر ملاحظہ کریں۔ (ناشر)

نقل چٹھی مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۷۹ء منجانب پادری ایچ۔ جی۔ گرے امرتسر بنام ڈبلیو لیما رچنڈ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور۔ قیصرہ ہند بنام۔ مرزا غلام احمد قادیان بعدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

”میں ڈرتا ہوں کہ میں اس معاملہ پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ عبدالحمد یا جو کچھ اس کا نام ہے میرے پاس آیا تھا اور اس نے بیان کیا کہ وہ اصلی ہندو ہے اور کچھ دنوں مرزا قادیانی کا مرید رہا ہے لیکن اب وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ مجھے وہ کوئی سچا متلاشی نہ معلوم ہوا بلکہ میں نے ایک معمولی سمجھا۔ میں نے اسے کہا کہ میں اسے تعلیم دوں گا اگر وہ روزانہ یا ہفتہ میں ایک دو دفعہ میرے پاس آنا چاہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ اس کا گزارہ کیسے ہوگا۔ میں نے جواب دیا کہ اس امر میں میں اسے ایک پیسہ بھی گزارہ کے لئے نہ دوں گا۔ جو کچھ میرے دل پر اس کی طرف سے خیال پیدا ہوا وہ یہ ہے کہ وہ ایک کنما اور مفتزی آدمی ہے۔ جو مجھ سے روپیہ یا خوراک کا گزارہ چاہتا ہے۔ سو میں اس امر سے حیران نہ ہوا کہ وہ پھر کبھی میرے پاس نہیں آیا۔ مجھے یاد نہیں کہ آیا وہ میرے پاس کوئی چٹھی لایا یا نہیں۔ لیکن نور الدین نے اتفاقاً مجھ سے ذکر کیا تھا کہ وہ نوجوان اس کے پاس بھی گیا تھا ☆“

نقل بیان نور الدین عیسائی گواہ استغاثہ مشمولہ مثل عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور۔ واقعہ ۲۲ اگست ۱۸۹۷ء مرجوعہ فیصلہ

۱۹ اگست ۱۸۹۷ء ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

سرکار بذر لیچ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلا راک مستغیث بنام مرزا غلام احمد قادیانی
استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ اضابطہ فوجداری
بیان نور الدین عیسائی گواہ استغاثہ بہ حلف۔ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

میں امرتسر میں مشن کی طرف سے واعظ ہوں اور ہال بازار میں میرا مقام صدر ہے۔ عبدالحمد میرے پاس امرتسر آیا تھا۔ اپنا پہلا نام رلیارام بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اب میں مسلمان ہوں۔ اور عبدالحمد یا عبدالمجید نام ظاہر کیا تھا۔ کہتا تھا کہ پہلے میں ہندو تھا۔ میں نے پادری گرے صاحب کے پاس اس کو

☆ پادری ایچ۔ جی۔ گرے اور نور الدین عیسائی کا بیان صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ عبدالحمد محض اپنے گزارہ کے لئے پادریوں کے دروازہ پر گیا تھا۔ پادری صاحب کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر پادری گرے صاحب اس کو گزارہ دیتے تو وہ اسی جگہ ٹھہر جاتا ڈاکٹر کلا راک کے پاس نہ جاتا۔ منہ

بھیج دیا تھا۔ صاحب موصوف نے واپس بھیج دیا تھا کہ اس کو تعلیم دو۔ جب طیار ہو جاوے عیسائی کیا جاوے گا۔ مگر وہ لڑکا پھر چلا گیا اور میں نے اس کو پھر کبھی نہیں دیکھا۔ شاید اس واسطے چلا گیا ہوگا کہ ہمارے ہاں روٹی کپڑا اس کو نہیں ملتا تھا۔ عبدالحمید نے اور مشنوں کی بابت بھی مجھ سے پوچھا تھا۔ شاید ڈاکٹر کلارک صاحب کے مشن کا بھی ذکر ہوا ہو۔ مگر ڈاکٹر کلارک صاحب کا صریح ذکر نہیں ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہوں۔ مگر کہا کہ عبدالحمید نے کہا تھا کہ میں مرزا صاحب کا شاگرد ہوں۔

سنایا گیا درست ہے۔ العبد نور الدین

دستخط حاکم

ذیل کا فقرہ فارسی مثل میں تھا انگریزی چٹھی میں ہے کل شہادۃ کے ختم ہونے پر اخیر حکم سے پہلے یہ فقرہ درج ہے

Dr. Clark states he wishes to resign the post of prosecutor.

Adjourned to 23rd August

Sd/- M. Douglas District magistrate.

ترجمہ ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ وہ مستعفی ہونے سے دست بردار ہوتا ہے۔

تینیس اگست پر ملتوی کیا گیا

دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

بعدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

ملکہ قیصرہ ہند بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور جرم زیر دفعہ ۷۰ اضابطہ فوجداری

(ترجمہ از انگریزی)

حکم

کارروائی تحقیقات ہذا اس اطلاع سے پیدا ہوئی جو ڈاکٹر مارٹن کلارک سی ایم ایس کی جانب سے

﴿۲۳۶﴾

روبروئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر بدیں مضمون دی گئی کہ ایک نوجوان بھمراٹھارہ سال عبدالحمید نامی نے بیان کیا ہے کہ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے (ڈاکٹر مارٹن کلاک) قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے غلام احمد کی گرفتاری کے لئے ایک وارنٹ جاری کیا اور نوٹس دیا کہ وہ ان کو وجہ بتلائیں کہ کیوں اس سے حفظ امن کے لئے چمک نہ لیا جائے مگر بعد ازاں معلوم کر کے کہ اس کو اختیار قانونی حاصل نہیں ہے اس نے مثل کو ضلع ہڈا میں بھیج دیا کیونکہ غلام احمد کی سکونت اس ضلع میں واقع ہے۔ بادی النظر میں یہ مقدمہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں پولیس کی جانب سے مزید تحقیقات کی جائے اور پھریشن سپرد کیا جائے۔ مگر ڈاکٹر کلاک بوجہ بیماری پہاڑ پر جانا چاہتا تھا اور اس کو ڈرتھا کہ شاید اس کا سب سے بڑا گواہ ورغلا یا جائے۔ اسی واسطے اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ جہاں تک جلد ممکن ہو عدالتی تحقیقات کی جائے۔ یہ معلوم ہوا کہ بطور تمہیدی کارروائی تحقیقات زیر دفعہ ۱۰۰ اضابطہ مذکور جوان حالات کی رو سے قائم ہوا اور جو اصل حقیقت پر پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے کی جائے لہذا جدید نوٹس غلام احمد کے نام جاری کیا گیا تا کہ وہ آن کر وجہ بیان کرے کہ کیوں اس سے ضمانت نہ لی جائے۔ شہادت ڈاکٹر مارٹن کلاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۳ء میں اس نے مابین عبداللہ اکھتم عیسائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مباحثہ کر لیا تھا جس میں ڈاکٹر کلاک موجود تھا اور دو موقعوں پر خود ڈاکٹر کلاک نے عیسائیوں کی

﴿۲۳۶﴾

وہ مقام دکھلاویں۔ ہم محض ثالث کے طور پر یہ گواہی دیتے ہیں کہ اگر حضرت یسوع درحقیقت مصلوب ہو گئے ہیں تو اس صورت میں یہود ان کو لعنت ابدی اور جہنمی ہونے کا مصداق ٹھہرانے میں بلاشبہ حق پر ہیں اور توریت میں ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جو تین دن کی لعنت کے بارے میں عیسائیوں کی تائید کر سکے۔ صلیب کے قبول کرنے کے بعد عیسائیوں کو کوئی بھی گریز کی جگہ

بقیہ
حاشیہ صفحہ ۲۸۰

☆ یسوع کا جہنم میں جانا ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ انجیل متی کی تفسیر خزائن الاسرار تالیف پادری عماد الدین صفحہ ۴۹۸ سطر میں ۲ خدا کا سارا غضب جو گناہ کے سبب سے ہے اس پر آگیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ غضب وہی چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جہنم کہتے ہیں۔ پھر اسی خزائن الاسرار کی بائیسویں سطر میں مسیح کی نسبت زبور ۸۸-۶ سے یہ پیشگوئی نقل کی ہے۔ ”تو نے مجھے گڑھے کے اسفل میں ڈالا اندھیرے مکانوں میں گہراؤوں میں۔“ اب ظاہر ہے

حاشیہ
درجہ ۲

طرف سے کارروائی کی تھی۔ مباحثہ کے اختتام پر مرزا غلام احمد نے پیشگوئی کی کہ عیسائی جو مباحثہ میں شامل ہیں پندرہ مہینے کے اندر مرجائیں گے۔ اور ڈاکٹر کلا راک بیان کرتا ہے کہ اس عرصہ کے دوران میں چار صاف حملے آتھم کی جان پر کئے گئے پیشگوئی بالآخر پوری نہیں ہوئی ☆ اور ڈاکٹر کلا راک نے غلام احمد کو پبلک میں جھوٹا پیغمبر بنا کر کیا۔ مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کے دو مرید محمد یوسف خان جو مباحثہ میں اس کا سرکریٹری تھا اور محمد سعید جو بروئے نکاح رشتہ دار تھا عیسائی ہو گئے اور یہ امر بمعہ اس نقصان شعبہ بازی کے جو اس کی پیشگوئیوں کے خطا جانے کے پیدا ہوا مرزا صاحب کے لیے باعث رنج عظیم ہوا۔ ڈاکٹر کلا راک نے ایک انتخاب شہادۃ القرآن

نہیں رہی اور اقرار صلیب کے بعد یہ عذر کہ فلاں عورت یا فلاں مرد نے ان کو آسمان پر چڑھتے دیکھا تھا نہایت نکما اور فضول اور لغو عذر ہے۔ کاش یہ چڑھنا یہود کے علماء اور فقیہوں کو دکھلایا ہوتا اور اگر وہ دیکھتے بھی تو اس کا یہی نتیجہ ہوتا کہ وہ سمجھ لیتے کہ تو ریت منجانب اللہ نہیں ہے مگر اب تو عیسائیوں نے خود یہود کا ہاتھ بلند کر دیا کیونکہ جب یسوع کو مصلوب مان لیا تو اب

کہ یہ اندھیرے کے مکان عیسائیوں کے نزدیک جہنم ہے۔ پھر کتاب جامعۃ الفرائض مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۶۳ سطر ۱۶-۱۷ میں مسیح کی نسبت یہ عبارت ہے۔ ”کیونکہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کو اس کا خون صاف نہ کر سکے اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا اس نے بدلہ نہ دیا ہو اور کوئی سزا ایسی نہیں جو اس نے نہ اٹھائی ہو۔“ اور ظاہر ہے کہ گنہگاروں کی خاص سزا جہنم ہے جس کا اٹھانا پوری سزا اٹھانے کیلئے ضروری ہے۔

☆ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر کلا راک کا یہ بیان صحیح نہیں ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ پیشگوئی دو پہلو رکھتی تھی۔ ایک یہ کہ آتھم میعاد کے اندر عیسائیت پر استقلال دکھلا کر یعنی پیشگوئی سے خوف زدہ نہ ہونے کی حالت میں ضرور پندرہ مہینے تک فوت ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ خوف زدہ ہونے کی حالت میں جبکہ پیشگوئی کی عظمت سے خوف ہو کر میعاد کے اندر فوت نہ ہوگا۔ سو چونکہ آتھم ڈاکٹر اس لئے دوسرے پہلو کے موافق پیشگوئی پوری ہو گئی اور پھر اٹھائے شہادت سے دوسرے الہام کے موافق فوت بھی ہو گیا اور ہم لکھ چکے ہیں کہ عیسائی فریق کا سرگروہ صرف آتھم ٹھہرایا گیا تھا۔ اور یہ امر بھی صحیح نہیں کہ مباحثہ کے اثر سے دو مرید ہمارے عیسائی ہو گئے تھے بلکہ یہ دونوں سخت نادان دنیا پرست جاہل تھے جن کو ہم نے اپنی جماعت سے نکال دیا تھا۔ یہ بھی کس قدر جھوٹ ہے کہ احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ احمد بیگ پیشگوئی کی میعاد میں فوت ہو گیا اور بڑی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ منہ

سے جو ایک رسالہ مصنفہ مرزا صاحب ہے جس میں مرزا صاحب نے تین مختلف مذاہب کے تین نامی آدمیوں عبداللہ آتھم بیگ اور لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی پیش کیا۔ آتھم اور احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی لیکن لیکھرام حال ہی میں میعاد مقررہ کے اندر بری طرح سے کسی نامعلوم شخص کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر کلارک نے بیان کیا کہ غلام احمد کی یہ پالیسی ہے کہ اپنے مخالفوں کے دلوں میں ان کی ہلاکت کی پیشگوئی کر کے خوف بٹھانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اس کا سلوک اس کے یعنی ڈاکٹر کلارک کی نسبت مابعد مباحثہ لگاتار کینہ ور رہا ہے۔ زیادہ تر خاص کر کے آتھم کی وفات کے روز سے ڈاکٹر کلارک بجائے اس کے عیسائی سرگروہ سمجھا جاتا ہے۔

ایک انتخاب اس رسالہ سے پیش کیا گیا ہے جس کو انجام آتھم کہتے ہیں اور جس کو غلام احمد نے شائع کیا ہے جس میں بموجب تصریح ڈاکٹر کلارک یہ بیان ہے کہ وہ ایک سال کے اندر مر جائے گا اور

﴿۲۳۸﴾

﴿۲۳۸﴾

ابدی لعنت کو ماننا انہیں لازم آگیا۔ اور یہ کہنا کہ ابدی لعنت یسوع پر نہیں پڑ سکتی۔ یہ ایک نیا دعویٰ ہے جس کا ثبوت اب تک عیسائیوں نے تو ریت کے رو سے نہیں دیا۔ درحقیقت عیسائی لوگ بڑی مصیبت میں ہیں۔ کیونکہ اگر فرض محال کے طور پر بلا دلیل یہ بھی مان لیا جائے کہ اوروں پر تو ابدی لعنت صلیب سے پڑتی ہے مگر یسوع پر صرف تین دن تک پڑی تو اس سے بھی عیسائی جھوٹے ٹھہرتے ہیں

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ سطر ۱۴-۱۵ میں سزا کی تصریح یہ لکھی ہے۔ ”دبندار لوگ مرتے وقت ہی آرام کی جگہ میں داخل ہوتے ہیں اور بے دین اسی وقت دوزخ میں گرتے ہیں“ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے سب گناہ اپنے پر لے کر ضرور جہنم کی سزا اٹھائی۔ اور رسالہ معمولیہ البالغین کے صفحہ ۲۹۱ سطر ۲۰ میں یسوع کی نسبت عیسائیوں کا عقیدہ یہ لکھا ہے ”صُلب و مات و قُبر و نزل الی الجحیم“ یعنی یسوع مصلوب ہوا اور مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور جہنم میں اتر۔ اب ان تمام عبارتوں سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح جہنم میں گیا اور اس نے ساری سزائیں اٹھائیں۔ عیسائی اس بات کے بھی قائل

☆ حال کی بعض عیسائی کتابوں میں بجائے جہنم ہاؤں لکھا ہے جو ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہاویہ ہے جس کو عبرانی میں ہاؤت کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ دونوں لفظ ہاؤں اور ہاؤت عربی کے لفظ ہاویہ سے لئے گئے ہیں۔ منہ

یہ میعاد ۱۴ ستمبر ۱۹۷۹ء کو ختم ہوگی۔ ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ ۱۸۹۴ء سے اس نے غلام احمد سے خط و کتابت بند کر دی ہے اور یہ کہ اکثر رسالجات جن میں اس کا ذکر ہوتا ہے قادیان سے اس کے پاس آتے رہے ہیں۔ لیکن تھوڑے عرصہ سے وہ لگاتار سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ جس سے وہ استدلال کرتا ہے کہ تا وہ حفاظت سے بے فکر ہو جائے ڈاکٹر کلارک نے پیشگوئیوں کی ایک فہرست پیش کی ہے جو وقتاً فوقتاً منجانب مرزا غلام احمد شائع ہوتی رہیں جن میں بہت سے اشخاص کی نسبت موت اور نقصان کی پیش از وقت اطلاع دی گئی ہے۔ ۱۶ جولائی ۱۹۷۹ء کو ایک اٹھارہ سالہ نوجوان ڈاکٹر کلارک کے پاس امرتسر میں آیا اور کہا کہ اس کا نام عبدالحمید ہے اور وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے وہ جنم سے برہمن تھا اس کا نام رلیارام ولد رام چند سکنتہ کھجوری دروازہ شہر بٹالہ ہے۔ وہ غلام احمد کے ہاتھ سے مذہب اسلام میں داخل ہوا۔ جب وہ پندرہ برس کا تھا۔ وہ سات برس تک قادیان میں رہا اور غلام احمد کو برا آدمی سمجھ کر چلا آیا اور اب وہ عیسائی مذہب میں اصطباغ لینا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر کلارک کو شبہات فوراً پیدا ہوئے اس کو تعجب ہوا کہ اس قصہ کی مشابہت اس قصے سے ہے جو لیکچر ام کے قاتل نے بیان کیا تھا۔ اس نے نوجوان

﴿۲۴۹﴾

کیونکہ لغت کے رو سے خود لعنت ایک ایسا لفظ ہے جو دل سے متعلق ہے اور لعین اس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ جب شیطان کی تمام خصالتیں اس کے اندر آ جاتی ہیں اور وہ مردود اور دشمن خدا ہو جاتا ہے تو کیا ایک دم کے لئے بھی یہ حالتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تجویز کر سکتے ہیں۔

﴿۲۴۹﴾

ہیں کہ صلیب کی سزا تو صرف چند گھنٹے تھی لیکن لعنت موت کے بعد تین دن تک رہی۔ اب ظاہر ہے کہ لعنت کے ایام میں کسی قسم کا عذاب یسوع کے شامل حال ہوگا اور وہ عذاب بجز دوزخ کے اور کوئی نہیں اور نیز جبکہ یسوع کا فرض تھا کہ وہ آپ سزا اٹھا کر خدا تعالیٰ کا عدل پورا کرے تو پھر اگر صرف دنیا کا چند گھنٹوں کا دکھ اس نے دیکھا اور جہنم میں نہیں گیا تو اس صورت میں خدا کا عدل کیونکر پورا ہوگا۔ حالانکہ انجیل متی کی تفسیر میں پادری عماد الدین لکھتے ہیں کہ ”خدا مسیح کے دل کے سامنے سے ہٹ گیا تاکہ اپنی عدالت خوب پوری کرے۔“ یعنی باعث لعنت یسوع کا دل تاریک ہو گیا۔ اور تفسیر کتاب اعمال ملقب بہ تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۷۹ء امریکن مشن پریس لودھیانہ میں مسیح کی نسبت یہ عبارت ہے ”مسیح خداوند کا شکر ہو کہ اس نے شریعت کی

پہلے پڑھو

کی حفاظت کی اس نے اس سے گفتگو کی اور اس کی نسبت تحقیقات کرائی اس سے معلوم ہوا کہ عبد الحمید (عرف عبد الحمید) کسی قدر عیسائیت سے واقف ہے۔ مؤخر الذکر نے بیان کیا کہ ایک سابق عیسائی سائیاں نامی سے بمقام قادیاں سیکھتا رہا تھا چند روز کے وقفے کے بعد ڈاکٹر کلارک نے اس نوجوان کو بیاس پر اپنے شفاخانے میں بھیج دیا۔ جب وہ وہاں تھا تو اس نوجوان نے ایک چٹھی قادیاں کو بنام نور الدین بھیروی بھیجی جو فی الحال غلام احمد کے مریدوں کا سرگروہ ہے جس میں اس نے مولوی مذکور کو اطلاع دی کہ وہ عیسائی ہونے کے لئے فیصلہ کر چکا ہے۔ چٹھی مذکور بلا علم ڈاکٹر کلارک بھیجی گئی مگر اس کے اور عیسائی ماتحتوں کو جو بیاس میں رہتے ہیں علم تھا۔ اس اثناء میں ڈاکٹر کلارک کی تحقیقات دربارہ نوجوان جاری رہی عبد الرحیم ایک کرسٹن نو مہینے سے عیسائی ہے اور وہ غلام احمد سے نا آشنا ہے قادیاں کو گیا اس وقت مرزا صاحب نے اسے کہا کہ نوجوان مذکور قادیاں میں رہتا رہا اس کو یقین ہے کہ وہ عیسائی تھا وہ قادیاں سے اپنی ناپسندیدہ چال چلن کی وجہ سے نکال دیا گیا ہے اور یہ کہا کہ اگر اس کو کھانا اور کپڑا دیا جائے تو وہ غالباً (عبد الرحیم) کے ساتھ ٹھہر جائیگا۔ عبد الرحیم نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا صاحب کے ایک مرید نے اسے کہا تھا کہ

﴿۲۵۰﴾

تو پھر وہ لعنت جو صلیب کا نتیجہ تھا کیونکر یسوع پر پڑ سکتی ہے۔ اور اگر نہیں پڑی تو یسوع مصلوب بھی نہیں ہوا۔ اس نے سچ کہا تھا کہ ”میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہوں گا“ اور وہ خوب جانتا تھا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے منہ کی مثال غلط نکلے۔

﴿۲۵۰﴾

ساری لعنت کو اپنی صلیبی موت میں اپنے اوپر اٹھا کے ہمیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں شریعت کی لعنت سے آزاد کر دیا کہ وہ آپ ہمارے بدلے لعنتی ہوا۔ ہم سب حقیقت میں لعنتی تھے اور یہ لعنت ابد تک ہمارے اوپر تھی۔ کبھی ہم اس کے نیچے سے نکل نہ سکتے کیونکہ لاچار اور کمزور تھے پر وہ ہمارے لئے لعنتی ہوا کہ ہماری لعنت اس نے اپنے اوپر اٹھالی اور ہمیں اس سے مخلصی دی اور آپ بھی اس لعنت کے نیچے سے تیسرے دن نکل آیا۔ اب اس جگہ عیسائیوں کے عدل کی حقیقت بھی کھل گئی کہ اوروں کے لئے ابدی لعنت اور بیٹے کے لئے صرف تین دن۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایک منٹ کی لعنت بھی شیطان سیرت بنا دیتی ہے۔ چنانچہ کتاب جامعۃ المفرائض صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ ”اس بے ایمانوں کے لشکر کے ساتھ شیطان ہوینگے“ بہر حال عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے

اس نوجوان نے جانے سے پہلے غلام احمد کو علانیہ گالیاں نکالی تھیں۔ اور تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ نوجوان ایک مشہور خاندان مولویاں سکنہ جہلم سے ہے اس کا ایک چچا جو برہان الدین غازی کے نام سے مشہور ہے مرزا صاحب کا مرید ہے۔ یہ پایا گیا کہ وہ گجرات اور پنڈی میں بطور متلاشی عیسائی کے رہتا رہا ہے مگر گجرات مشن سے زنا کاری اور دروغ گوئی کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اس کا یہ بیان کہ وہ جنم سے برہمن ہے جھوٹا ہے اس کا اصلی نام عبدالحمید ہے۔ وہ قادیان میں سات برس تک نہیں رہا بلکہ صرف چند روز رہا۔ عبدالرحیم قاصد نے جو قادیان بھیجا گیا تھا ڈاکٹر کلارک کی توجہ کو اس امر واقعہ کی طرف منتقل کیا کہ نوجوان کی آنکھ خون سے معلوم ہوتی ہے اور چونکہ ڈاکٹر کلارک مجرمانہ علم قیافہ کا عالم ہے اس نے اس کی وضع قطع میں وہ خط وخال معلوم کئے جو اس کے قاتلانہ میلان کے شاہد تھے۔ مزید برآں وہ ایک متعصب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس نے خیال کیا کہ چونکہ قادیان میں عام طور سے گالیاں دی گئیں اور نیز اس خیال سے کہ عبدالحمید کو باوجود مولویوں کا رشتہ دار ہونے کے مکینہ کام کرنے کو دیا گیا ہے یہ مرزا صاحب کی طرف سے اس واسطے پیش بندی کے

﴿ ۲۵۱ ﴾

غرض اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ یسوع کا آسمان پر معہ جسم جانا ایک جھوٹا مسئلہ ہے جو عیسائیوں نے بنایا ہے۔ جس حالت میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ یسوع جہنم میں جسم کے ساتھ نہیں گیا بلکہ محض روح گئی تھی تو وہ جسم جو جہنم کی سزا پا کر لعنت سے ابھی پاک نہیں کیا گیا وہ آسمان پر کیونکر چڑھ گیا۔

﴿ ۲۵۱ ﴾

کہ تین دن جو لعنت کے دن تھے یسوع جہنم کا عذاب بھگتتا رہا۔ اور کتاب راہ زندگی مطبوعہ آلہ آباد ۱۸۵۲ء صفحہ ۶۹-۸۰ میں لکھا ہے کہ ”یہ سزا (یعنی گنہگار کی سزا) اکثر موت کے لفظ سے مذکور ہوتی ہے موت نہ صرف جسم کی بلکہ روح کی بھی نہ صرف دنیاوی بلکہ ابدی“۔ اور اسی کتاب راہ زندگی میں جو تالیف ڈاکٹر ہاج ڈی ڈی ہاشندہ امریکہ ہے لکھا ہے کہ ”لعنت اور موت اور غضب اور وہ سزا جو گنہگاروں کو ملے گی سب ایک ہی چیز ہیں“ اور پھر یہی اس عقیدہ کی تائید میں لکھتا ہے کہ ”مسیح نے کہا ہے کہ گنہگار جہنم کی اس آگ میں جو کبھی نہیں بجھے گی ڈالے جائیں گے“ (مرقس ۹ باب ۴) منہ

پتہ پتہ پتہ پتہ

☆ بعض نادان عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع ہاں یعنی جہنم میں تحت الشریٰ کے قیدیوں کو منادی کرنے گیا تھا مگر ایک داناسوچ سکتا ہے کہ لعنت کے دنوں کا کیا تقاضا تھا۔ کیا سزا اٹھانے کے لئے جانا یا نصیحت کے لئے۔ ایک ملعون دوسرے کو کیا نصیحت کر سکتا ہے اور پھر دوزخیوں کو نصیحت کیا فائدہ کرے گی مگر تو ہر ایک شخص راہ راست کو سمجھ جاتا ہے اور اگر اس وقت کا سمجھنا کچھ چیز ہے تو پھر ایک بھی دوزخ میں نہیں رہ سکتا۔ منہ

طور پر انتظام کیا گیا کہ شبہ عائد نہ ہو۔ عبدالرحیم کا یہ خیال تھا کہ وہ نوجوان قادیاں سے اس کو قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے مگر ڈاکٹر کلارک نے صورت حالات سے مطلع ہو کر یہ نتیجہ نکالا کہ میں ہی مقصود قربانی ہوں لہذا وہ بیاس کو گیا اور روبروئے عبدالرحیم و پریمداس و وارث الدین و نہالچند اور خود ڈاکٹر کلارک کے نوجوان عبدالحمید نے بعد انکار و عذرات اور نیز ڈاکٹر کلارک کے اس وعدہ کے بعد کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہ اقبال کیا کہ مرزا غلام احمد نے اس سے کہا تھا کہ جاؤ اور ڈاکٹر کلارک کو کسی مناسب موقع پر نقصان پہنچاؤ یعنی قتل کرو۔ اس نے آخر کار بموجودگی اشخاص مذکورہ بالا یہ اقبال تحریر کیا۔ بعد ازاں اس نے بیان کیا کہ اس نے قادیان کو مولوی نور الدین کے نام اس غرض سے خط لکھا ہے کہ ان کو پتہ معلوم ہو جائے کہ میں کہاں ہوں۔ اس نے علانیہ مرزا صاحب کو لعنت بھیجی تاکہ مؤخر الذکر شخص کی طرف سے شبہ پیدا نہ ہو۔ اس پر ڈاکٹر کلارک عبدالحمید کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے پاس لے گیا اور بعد اس کے اس کا بیان قلمبند ہوا۔ بدرخواست ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈاکٹر مذکور نے نوجوان کو اپنی حفاظت میں لیا تا وقتیکہ اس کا آخری اظہار عدالت میں قلمبند نہ ہوا۔ ایک گواہ پریمداس نامی نے بیان کیا کہ اس نے بیاس پر دو آدمی دیکھے تھے جو عبدالحمید کو پوچھتے پھرتے تھے اور ڈاکٹر کلارک اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اندیشہ تھا کہ مبادا اسے کچھ ضرر پہنچایا جائے۔

﴿۲۵۲﴾

عبدالحمید کی شہادت سے جو اس نے عدالت میں دی یہ ظاہر ہوا کہ وہ قادیاں میں دو دفعہ گیا ہے ایک دفعہ ماہ مئی میں پانچ روز کے لئے اور پھر ماہ جون میں قریب دس دن کے لئے۔ وہ مرزا صاحب کو پہلے کبھی نہیں جانتا تھا اس کے دو چچوں میں سے ایک چچا برہان الدین مرزا صاحب

اور یہ کیسا ظلم ہے کہ جہنم میں تو محض روح جائے اور خدا کے پاس جسم اور روح دونوں جائیں۔ کیا عیسائیوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ جہنم ایک جسمانی آتش خانہ ہے جس میں گندھک کے بڑے بڑے پتھر ہیں پھر اس آتش خانہ میں ایسا جسم کیوں نہیں جلایا گیا جس پر تمام دنیا کی لعنتیں ڈالی گئی تھیں۔ اگر باپ نے عدل سے انحراف کر کے بیٹے کی یہ رعایتیں کیں کہ بجائے ابدی لعنت کے تین دن رکھے اور بجائے جسمانی جہنم کے صرف روح کو جہنم میں بھیج دیا تو کاش یہ رعایتیں مخلوق سے کی جاتیں کیونکہ اگر بیٹے

کا مرید ہے اور دوسرا سلطان محمود مخالف ہے۔ اس کا گھر جہلم ہے مگر وہ وہاں بہت ہی کم جاتا ہے کیونکہ اس کے خاندان کے لوگ اس کی قدر نہیں کرتے اس نے بیان کیا کہ اس کے ارادے و نیت ڈاکٹر کلارک کے متعلق بدل گئے کیونکہ وہ اس کو نیک آدمی معلوم ہوا اس کو گجرات مشن کے نکالے جانے کے بعد ایک شخص میراں بخش نامی نے جو مرزا صاحب کا معتقد ہے قادیاں میں جانے کی ہدایت کی تھی۔ اس کی شہادت نے عموماً اس بیان کی تائید کی جو ڈاکٹر کلارک نے دیا ہے۔

تحقیقات ۱۰ اگست کو شروع ہوئی اور جس شہادت کا یہاں تک ذکر آچکا ہے وہ ۱۳ اگست تک جاری رہی۔ عبد الحمید اس وقت تک بالکل بعض ماتحت عیسائیوں کی نگرانی میں رہا جو سکاچ مشن کے ملازم ہیں۔ خاص کر عبد الرحیم، وارث الدین، پریمداس۔ ڈاکٹر کلارک کی یہ رائے کہ وہ اس سے زیادہ جانتا ہے جتنا کہ اس نے افشا کیا ہے۔ ہم نے بذات خود اس کے بیان کو جیسا کہ ہے نہایت ہی بعید العقول خیال کیا۔ اس کے اس بیان میں جو اس نے امرتسر میں لکھایا بمقابلہ اس بیان کے جو میرے سامنے لکھایا اختلافات ہیں اور ہم اس کی وضع قطع سے جبکہ وہ شہادت دے رہا تھا مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ علاوہ اس کے ہم نے یہ معلوم کیا کہ جتنی دیر تک بٹالہ میں مشن کے ملازموں کی نگرانی میں رہا اتنا ہی اس کی شہادت مفصل اور طویل ہوتی گئی۔ اس کے پہلے بیان میں جو اس نے ۱۲ تاریخ کو میرے سامنے لکھایا بہت سی باتیں تھیں۔ اس بیان میں نہیں تھیں جو اس نے اول ڈاکٹر کلارک کے سامنے کیا۔ یا جب اس کا اظہار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے لیا۔ اور جب اس نے دوبارہ ہمارے سامنے ۱۳ اگست کو اظہار دیا تو اس نے بہت سی باتیں زائد بڑھادیں۔ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ یا تو کوئی شخص اس کو یا اشخاص سکھلاتے پڑھاتے ہیں یا یہ کہ اس کو اس سے اور زیادہ علم ہے جتنا کہ وہ اب تک ظاہر کر چکا ہے

﴿۲۵۳﴾

کے ساتھ عدل سے انحراف کرنا جائز ہے تو اوروں کے ساتھ کیوں جائز نہیں؟ یہی تمام غلطیاں ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا تا میں گمراہوں کو متنبہ کروں اور ان کو جو تارکی میں رہتے ہیں روشنی میں لاؤں۔ اور میں نے نہ صرف یہ کیا کہ معقول بیان کے ساتھ عیسائیوں کی غلطیاں ان پر کھول دوں بلکہ آسمانی نشانوں کے ساتھ بھی ان کو ملزم کیا۔ اور ایسا ہی ان مسلمانوں کو بھی جو ان ہی خیالات

ب
ہ
د
ہ

﴿۲۵۳﴾

لہذا میں نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو کہا کہ آپ اس کو اپنی ذمہ داری میں لیں اور آزادانہ طور سے اس سے پوچھیں ۱۲ اگست کو مسٹر لیما رچنڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر ٹالہ کو بھیجا کہ وہ عبدالحمید کو سی ایم ایس کوارٹرانارکلی میں جا کر حفاظت کی جگہ سے یہاں لے آؤ۔ اس کو محمد بخش سیدھا مسٹر لیما رچنڈ کے پاس گاڑی میں لے گیا۔ اول الذکر شخص اس وقت پہلے سے کسی کام میں مصروف تھا اور کچھ عرصہ کے لئے اس کو جلال الدین انسپکٹر کے سپرد کیا۔ موخر الذکر نے کھلے میدان میں محمد بخش و دیگر اشخاص کی موجودگی میں اس سے پوچھا کچھ دیر کے بعد انسپکٹر مذکور نے مسٹر لیما رچنڈ کے پاس آ کر بیان کیا کہ وہ لڑکا اپنے سابقہ بیان پر قائم ہے اور کچھ ایذا نہیں کرتا اور وہ انارکلی واپس جانے کو چاہتا ہے۔ انسپکٹر مذکور نے مسٹر لیما رچنڈ کو اطلاع دی کہ اس کو واپس بھیج دیں۔ موخر الذکر نے اس امر کو اپنا فرض سمجھا کہ جو کچھ نوجوان بیان کرے لکھ لیا جائے اس لئے اس کو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کے دو تختے کم و بیش اسی شہادت کے مطابق لکھے جو سابق میں عدالت کے سامنے دی گئی تھی کہ ناگہاں نوجوان زار زار رونے لگا اور مسٹر لیما رچنڈ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں اس مقدمہ میں عبدالرحیم اور وارث الدین اور پریمداس ملازمان مشن کی سازش سے جن کی تحویل میں وہ رہا رہا جھوٹ بولتا رہا۔ وہ کئی روز تک پہرے میں رکھا گیا۔ وہ سخت مصیبت میں گرفتار رہا اور فی الحقیقت اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا۔ لہذا اس نے مسٹر لیما رچنڈ کے سامنے پورا پورا بیان کر دیا۔ لیما رچنڈ صاحب نے شہادت میں بیان کیا کہ اس کے خیال میں جس طرز سے یہ دوسرا بیان ہوا ہے اس سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس نے نوجوان کو نہ تو دھمکایا اور نہ اسے کوئی معافی کا وعدہ دیا۔ نوجوان کی صورت حال اور وضع قطع سے

﴿۲۵۴﴾

میں مقید تھے اور ایک ایسے فرضی دجال اور فرضی مسیح کے منتظر تھے جن کے ماننے سے نئے سرے اس شرک کی بنیاد پڑتی ہے جس کی قرآن شریف بیخ کنی کر چکا ہے اور مسئلہ ختم نبوت بھی ہاتھ سے سوخدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا۔ اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر

﴿۲۵۴﴾

ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فی الحقیقت مصیبت اور تکلیف میں تھا۔ عبدالحمید کو عدالت نے بیس اگست پر دوبارہ طلب کیا اس نے کہا کہ جو بیان وہ اب کرنے لگا ہے صحیح ہے اور اس بیان کے کرنے میں اس کو کسی نے نہیں سکھلایا۔ یہ بات سچ ہے کہ وہ قادیاں میں گیا تھا اور کل دو ہفتے رہا اس کو بوجہ اس کے مشتبہ چال چلن کے نکال دیا گیا۔ اس نے مرزا صاحب کو کبھی گالیاں نہیں دیں مگر وہاں سے چلنے سے پیشتر اس کے مریدوں میں سے ایک کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ امرتسر چلا گیا۔ اور کسی شخص سے کسی عیسائی واعظ کے مکان کا پتہ دریافت کیا۔ وہ اتفاقاً ایک شخص نور الدین امریکن مشن کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے نور الدین کے آگے بیان کیا کہ وہ قادیاں سے آیا ہے۔ وہ فی الاصل ایک ہندو لیاریا نامی تھا پھر مسلمان ہو گیا اب وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ نور الدین نے اسے مسٹر گرے کے پاس بھیجا جس نے صرف اس شرط پر اسے لینا منظور کیا کہ وہ اپنا گزارہ آپ کرے اور کچھ گفتگو کے بعد اس کو نور الدین کے پاس واپس بھیج دیا مگر وہ اپنے ہی خرچ پر عیسائی ہونے پر طیار نہیں تھا نور الدین نے اس کو صلاح دی کہ وہ ڈاکٹر کلارک کے پاس جائے کیونکہ وہ اچھا آدمی ہے (ان میں سے اکثر بیانات کی تائید بعد ازاں ڈاکٹر گرے کی چٹھی کے مضمون اور نور الدین عیسائی کی شہادت سے ہوتی ہے) وہ ڈاکٹر کلارک کے پاس چلا گیا جس نے اس کو عبدالرحیم کے حوالہ کر دیا۔ اور شہر کے شفاخانہ میں اسے کام کرنے کو دیا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ عبدالرحیم نے اس پر شبہ کیا کیونکہ اس نے اس سے اصرار اور تاکید سے پوچھا کہ وہ قادیاں سے مشن میں کس واسطے آیا ہے اور اس نے ڈاکٹر کلارک کو بھی اس کے سامنے کہا کہ اس کا یقین ہے کہ عبدالحمید کسی شخص کو قتل کرنے آیا ہے

ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود

﴿۲۵۵﴾

جس بات کے متعلق ڈاکٹر کلا راک عبدالرحیم کے سامنے اس کے ساتھ ہنسی کرتا رہا بعد ازاں ڈاکٹر کلا راک نے اس کا فوٹو اتروایا۔ پھر اسی مطلب کے لئے بیاس سے جہاں پر وہ بھیجا گیا تھا امرتسر لایا گیا وہ اس موقع پر کتابیں لانے کے لئے ہسپتال میں بھیجا گیا اور عبدالرحیم نے پھر اسے تنگ کرنا شروع کیا اور یاد دلایا کہ اس کا فوٹو لیا جا چکا ہے وہ بھاگ نہیں سکتا اس کی رپورٹ پولیس میں کی جائے گی ورنہ بہتر ہے کہ وہ سچ سچ بیان کر دے کہ وہ قتل کرنے کے ارادے پر آیا ہے کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر کلا راک و عبدالرحیم و وارث الدین اور پریمداس سب کے سب بیاس میں آئے اس سے تاکید سے پوچھا گیا۔ عبدالحمید معہ دیگر اشخاص کی جماعت میں فرش کے اوپر بیٹھا ہوا تھا اور ڈاکٹر کلا راک کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر بیٹھا تھا وہ استقلال سے اٹکارتا رہا کہ وہ کسی بُرے ارادے سے یہاں پر نہیں آیا مگر عبدالرحیم نے اس کے کان میں کہا کہ بہتر ہے کہ وہ تسلیم کر لے کہ وہ ڈاکٹر کلا راک کو مرزا صاحب کے کہنے پر ایک پتھر سے مار ڈالنے کے لئے آیا ہے ورنہ اس کے لئے زیادہ خرابی کا باعث ہوگا اور ڈاکٹر کلا راک اس بات کا ذمہ وار ہوگا کہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اُس نے اس کو مان لیا اور اقبال لکھ دیا پہلے اس نے لفظ نقصان لکھا اور عبدالرحیم نے اسے کہا کہ بجائے اس کے لفظ مار ڈالنا درج کرو (الفاظ یہ ہیں۔ ”نقصان یعنی مار ڈالنا“) بعد ازاں انہوں نے کہا ہم تمہارا شکر یہ ادا کرتے ہیں ہماری مراد پوری ہوگئی۔ عبدالرحیم و پریمداس اور وارث الدین بعد ازاں مفصل جھوٹی شہادت تیار کرتے رہے جو مجبوراً ان کے کہنے سے اسے عدالت میں دینی پڑی۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ اس نے اپنا نام عبدالحمید بجائے عبدالحمید کے بنایا تھا اور نیز اپنا ہندو جنم محض اسی خیال سے بنایا تھا کہ وہ پہلے گجرات مشن سے نکالا جا چکا تھا اور چاہتا تھا کہ امرتسر میں گرفت نہ ہو۔ اس نے خیال کیا تھا کہ اغلب ہے کہ مشن کے لوگ اس کی بابت تفتیش کر

کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہوگئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تاسپانی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا۔ بعد اس کے کہ

پہلے

﴿۲۵۶﴾

بیٹھیں۔ اس نے نور الدین مولوی کو قادیان میں اس غرض سے چٹھی لکھی تھی تاکہ ان کو معلوم ہو کہ اس کا ارادہ عیسائی بننے کا ہے۔ نور الدین نے اسے قادیاں تعلیم دی تھی اور اس کی بیماری کا علاج کیا تھا (یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس نے بیرنگ چٹھی بھیجی تھی۔ نور الدین کہتا ہے کہ میں نے ایسی چٹھی کبھی نہیں لی) عبدالرحیم نے اسے بٹالہ میں کہا تھا کہ وہ اس چٹھی بھیجنے کو کسی اور امر کی طرف منسوب کر دے یعنی یہ کہ اس نے نور الدین کو اس لئے چٹھی لکھی تھی کہ مرزا صاحب کو اس کا پتہ معلوم ہو جائے۔ عبدالرحیم نے بٹالہ میں اسے یہ بھی کہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو جانے سے پہلے گالیاں دی تھیں حالانکہ اس نے کوئی گالی نہیں دی تھی۔ امرتسر میں اس کو کہا گیا کہ تو یہ کہہ دینا کہ میرا دل اس واسطے بدل گیا کہ میں نے ڈاکٹر کلارک کو اچھا آدمی پایا۔ ۱۳ تاریخ کو بوقت جرح عبدالحمید نے پہلی ہی بار مرزا غلام احمد صاحب کے ایک مرید قطب دین نام کا ذکر کیا جو امرتسر میں رہتا ہے اور کہا کہ میں سب سے پہلے قادیاں سے امرتسر میں پہنچتے ہی اسی کے پاس گیا تھا اور قطب الدین نے ایک پتھر زنی تمیں سیر جس کے ساتھ ڈاکٹر کلارک کو مار ڈالنا تھا مہیا کرنے کا ذمہ لیا تھا اور بعد اس کام کے ختم ہونے کے اس نے قطب الدین ہی کے پاس پناہ لینی تھی۔ عبدالحمید نے بیان کیا کہ یہ تمام تفصیل وارث الدین نے بٹالہ میں بتائی تھی اور اس نے قطب الدین کو اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ عبدالحمید نے یہ بھی بیان کیا کہ ڈاکٹر کلارک کے وکیل رام بھج دت نامی نے اس سے کئی دفعہ بٹالہ میں سوالات کئے اور اس کے ایک ریمارک سے ہی قطب الدین کے ذکر کرنے کی ضرورت پڑی۔ وکیل نے اسے کہا تھا کہ تو پرندہ نہیں ہے تو نے کس طرح امرتسر سے بھاگ کر جانے کا ارادہ کیا تھا تمہارا ضرور اس جرم میں کوئی ساتھی ہوگا اور وہ کون ہے۔ عبدالحمید نے اس امر سے انکار کیا اس کے بعد وارث الدین

بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علتِ غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔ اور یہ طریق ایمان کی تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اول قرآن شریف کی

اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم قطب الدین کا نام لے لو اور اس کی رہائش کی جگہ کا پتہ بتلایا۔ جب وکیل واپس آیا تو اس نے ایسا ہی بیان کر دیا اور یہ واقعہ ۱۳ اگست کو جرح میں ٹھیک ٹھیک ظاہر ہو گیا۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ پیشتر اس کے کہ وہ عدالت میں گیا پر بعد اس نے قطب الدین کا نام اس کی یعنی عبدالحمید کے ہاتھ کی ہتھیلی پر اس واسطے لکھ دیا کہ وہ اسے بھول نہ جائے۔ مزید سوالات کرنے پر اس نے کہا کہ اس پنسل سے جو وکیل ڈاکٹر کلارک کے ہاتھ میں ہے اور پنسل مذکور کی طرف اشارہ کر کے کہا یہی ہے اور یہ وارث الدین کی ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ ایسا ہی ہے۔ شہادت میں اول دفعہ تو بمقام بٹالہ بیان کیا گیا تھا کہ عبدالحمید مرزا صاحب کے پاؤں پبلک میں دبایا کرتا تھا۔ عبدالحمید نے بیان کیا کہ یہ بات بھی وارث الدین کی ایجاد ہے۔ ڈاکٹر کلارک کا دوبارہ اظہار اسی کی درخواست پر لیا گیا۔ اس نے ان ترغیبوں کی بابت جو عبدالحمید کو بیاس کے مقام پر اظہار لکھانے سے پیشتر دی گئی ہیں بیان کیا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ ایسی ترغیبیں میرے علم کے بغیر دی گئی ہوں اور میں نے ہرگز نہیں دیکھا کہ کوئی اس قسم کی بات کی گئی ہو۔ خواہ عبدالحمید کا پہلا بیان سچا ہے یا دوسرا۔ تاہم یہ بات ظاہر ہے کہ اس میں وجوہات کافی نہیں ہیں کہ مقدمہ ہذا میں مرزا غلام احمد کے برخلاف کارروائی کی جائے۔ عبدالحمید جو بڑا گواہ ہے وہی شریک جرم ہے اور اس نے دو مختلف بیان لکھوائے ہیں۔ ہمارا میلان اس خیال کی طرف ہے کہ فی الجملہ دوسرا بیان غالباً سچا ہے اور یہ کہ مرزا غلام احمد نے عبدالحمید کو ڈاکٹر کلارک کے پاس نہیں بھیجا اور نہ اس نے اس کو ڈاکٹر کلارک کے مار ڈالنے کو سکھلایا ہے۔ وجوہات حسب ذیل ہیں۔ (۱) خود عبدالحمید ایسی جانبازی اور ذمہ واری کے کام کے لائق نہیں وہ ایک لمبا بڑھا ہوا کمزور دل کا نوجوان ہے۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اسی کے خیالات بدکاری

بقیہ
حاشیہ

تعلیم کی خوبیاں بیان کرنی اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں

کی طرف مائل ہیں اور نہ وہ ذرا بھی جھٹی ہے۔ فی الواقع اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اپنا وقت عیسائیت اور اسلام میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر کاٹا ہے۔ جہاں کہیں اس کو روٹی کپڑے کے ملنے کا یقین ہو تو وہ اپنی قسمت کو اسی طرح اختیار کرنے کو مستعد ہو گیا۔ مسٹر گرے بیان کرتا ہے کہ وہ اسے معاً ایک مفتری معلوم ہوا۔ جہاں تک کہ وہ اپنے معلومات عیسائیت کے متعلق ظاہر کرتا ہے۔ (۲) یہ تسلیم کیا گیا کہ غلام احمد نے صرف اس کو قریب دو ہفتہ کے دیکھا بڑے سے بڑا وقت یہی ہے وہ ایسے تھوڑے عرصہ میں کافی طور سے ایسی واقفیت پیدا نہیں کر سکتے تھے کہ ایسے نازک کام کیلئے اس پر بھروسہ کرتے۔ نہ یہ بات ہے کہ وہ اس پر کوئی بڑا اثر پیدا کر سکے ہوں۔ (۳) جس طریق سے عبدالحمید نے اس کام کو بیان کیا ہے اس کی تدبیر بھی بالکل بھونڈی اور احمقانہ معلوم ہوئی ہے۔ یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ عبدالحمید کو اس بات کے کہنے کی تعلیم دی گئی ہو کہ وہ بیٹالہ کا ایک ہندو تھا۔ اور یہ ایسا بیان ہے جس کی تکذیب ڈاکٹر کلارک دو ایک گھنٹے میں کر سکتا۔ غلام احمد کے پچیس جولائی کے اس اقبال کے بعد کہ وہ نوجوان قادیان میں آیا تھا۔ اگر ڈاکٹر کلارک پر کوئی حادثہ پڑتا تو یہ یقینی امر تھا کہ مرزا صاحب کے خلاف اس کی جان کے بدلے میں کوئی عدالتی کارروائی کی جاتی۔ اور اس امر کی نسبت خود مرزا صاحب بھی قبل از وقت پیش بینی کر سکتے تھے۔ یہ بات کسی طرح بھی باور نہیں ہو سکتی کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ایسے خطرہ میں ڈالا ہو۔ (۴) یہ ثابت ہے کہ وہ نوجوان اول ڈاکٹر گرے کے پاس امرتسر میں گیا اور اگر وہ اس کو کھانے پینے اور مکان کا وعدہ کرتے تو وہ اس کے پاس رہتا۔ اگر فی الاصل ڈاکٹر کلارک کے پاس بھیجا گیا تھا تو پھر اس امر کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسٹر گرے امریکن مشن کے عیسائی کے پاس وہ کیوں چلا گیا۔ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ محض اتفاق سے ڈاکٹر کلارک کی طرف رستہ بتلایا گیا۔ (۵) اس نے

﴿۲۵۸﴾

اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جس قدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا۔ اور دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تا سیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور

﴿۲۵۸﴾

﴿۲۵۸﴾

نور الدین عیسائی امریکن مشن کو کہا تھا کہ وہ قادیان سے آیا ہے اور کہ وہ فی الاصل ہندو تھا اور ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا یہ بیان کرنا نہ تو مرزا صاحب کی سازش سے ہے اور نہ لیکھرام کے قاتل کے فعل سے مشابہت کیلئے ہے بلکہ بقول اس کے بیان کے اس واسطے ہے کہ مشنریوں سے اس امر واقعہ کو پوشیدہ رکھے کہ وہ گجرات مشن سے نکالا گیا تھا اسی وجہ سے اس نے عبد الحمید کی بجائے جھوٹا نام عبد الحمید بیان کیا (۶) اگر عبد الحمید کا بیان جو بمقام بیاس اس نے کیا ہے سچا ہوتا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں اس نے بعد تسلیم کر لینے اس ضروری امر کے کہ وہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مارنے کے لئے آیا ہے تفصیلات کے بیان کرنے سے رکا رہا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بہت سی تفصیلات اس وقت ظاہر ہوئیں جبکہ وہ نوجوان وارث الدین اور پریمداس اور عبد الرحیم کی حفاظت میں بٹالہ تھا۔ لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ عبد الرحیم اور وارث الدین اور پریمداس ہی صرف اس پہلی کہانی کے جو ابدہ ہیں اور غالباً وہی اس کو تمام وقت ورغلا تے رہے۔ یہ تو طبعی امر ہے کہ اس نوجوان کے آنے پر مشن کے کبوتر خانہ میں بہت چرچا ہوا ہوگا خصوصاً جبکہ اس نے بیان کیا کہ وہ کسی اور جگہ سے نہیں بلکہ قادیان ہی سے آیا ہے اور عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ اس کی شکل و شباهت بعض عیسائی ماتحت ملازموں کے پاس اس کی سفارش نہ کر سکی اور اس نے کہہ دیا کہ وہ ہندو تھا ایسا ہی لیکھرام کے قاتل نے کیا تھا انہوں نے دونوں کو اکٹھے کر لیا اور یہ یقینی بات ہے کہ عبد الرحیم سے اکثر اس بارے میں پوچھا گیا کہ اس کے آنے کے کیا وجوہ ہیں۔ ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ عبد الرحیم کو خود اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا تھا۔ یہ یاد رہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اول ہی اول ڈاکٹر کلارک کو کہا تھا کہ نوجوان قاتلانہ ارادہ سے آیا ہے اور جس نے

نشانیوں کا ظاہر ہونا ہے۔ چنانچہ اب تک جو نشان ظاہر ہو چکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کے قبول کرنے سے کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جو نادان عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار کرتے تھے اور آج وہ زمانہ ہے جو تمام پادری ہمارے سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کی خونی آنکھ کی طرف توجہ دلائی تھی یہ ممکن ہے کہ اس نے اور وارث الدین اور پریمداس نے فی الحقیقت ایسا یقین کر لیا ہو کہ نوجوان قتل کرنے کے ارادے سے آیا ہے اور اس سے اس امر کو تسلیم کرانے میں ان کو خیال آیا ہو کہ وہ زبردستی صداقت کو نکال رہے ہیں بعد ازاں اپنی غلطی پا کر انہوں نے اس جھوٹے قصہ کو اور تفصیلات سے ارادہ کر لیا ہے کہ اس معاملہ کو برابر چلائیں گے درباب ان ترغیبات کے جو ڈاکٹر کلارک کی موجودگی میں ہوئیں جن کی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ نہیں ہو سکتی ہیں یہ ممکن ہے کہ وہ اس وقت وقوع میں آئے ہوں جبکہ اس کی توجہ اور طرف مصروف تھی وہ غالباً نوجوان کی نگرانی غور سے کر رہا تھا جس کو اردگرد سے عبدالرحیم وارث دین اور پریمداس گھیرے ہوئے تھے۔ اور ان تینوں میں سے میرا خیال ہے کوئی نہ کوئی عبدالحمید کے کانوں میں پھونک دیتا تھا اور اس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ خواہ کچھ ہی حقیقت ہو ہمیں بالکل یقین ہے کہ اگر عبدالحمید کو فی الحقیقت عبدالرحیم نے اپنے پہلے بیان کے کرنے میں ورغلا یا۔ ڈاکٹر کلارک کو دوران کارروائی میں کامل طور سے دھوکا دیا گیا ہے اور اسے ان کی ان مصنوعی کارروائی سے بالکل اطلاع نہیں ہے۔ یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہے کہ مرزا غلام احمد نے اس امر کو کشادہ پیشانی سے مان لیا ہے اور عدالت میں ڈاکٹر کلارک کو ہر ایک قسم کی شمولیت سے مبرا قرار دیا ہے۔ شہادت میں بہت سی تحریری شہادت پیش کی گئی ہے جس میں سے کسی قدر متعلق سمجھی جاتی اگر اصل بیان جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ثابت ہو جاتا۔ مرزا غلام احمد زور سے اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس نے کبھی ڈاکٹر کلارک کے ضرر دہی کے لئے صریحاً یا کنایاً کبھی کوئی پیشگوئی کی ہو وہ اسے ۱۸۹۳ء کی پیشگوئی میں جو مباحثہ

﴿۲۶۰﴾

پیشگوئیاں ظہور میں آ رہی ہیں اور خوارق لوگوں کو حیرت میں ڈال رہے ہیں۔ پس کیا ہی وہ انسان نیک قسمت ہے کہ اب ان انوار اور برکات سے فائدہ اٹھائے اور ٹھوکر نہ کھائے!!!
اور وہ حوادث ارضی اور سماوی جو مسیح موعود کے ظہور کی علامات ہیں وہ سب میرے وقت میں ظہور پذیر ہو گئی ہیں۔ مدت ہوئی کہ خسوف کسوف رمضان کے مہینے میں ہو چکا ہے اور ستارہ ذوالسنین بھی نکل چکا اور زلزله بھی آئے اور مری بھی پڑی اور عیسائی

ب
ہ
د
ن

﴿۲۶۰﴾

کے بعد کی گئی تھی داخل نہیں سمجھتا اور نہ اس کا اس پیشگوئی میں کچھ اشارہ ہے جو اب بیان کی جاتی ہے کہ وہ ابھی باقی ہے اور جس کا انجام آتھم سے حوالہ دیا گیا۔ ۱۸۹۳ء کی ابتدائی پیشگوئی اس طرح ہے (وہ فریق جو دانستہ جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور ضعیف انسان کو خدا بنا رہا ہے ہلاک ہوگا وغیرہ وغیرہ) اور وہ شخص جو سچے خدا کو مان رہا ہے بڑی عزت پائے گا۔ لفظ ”ضعیف آدمی کو خدا بنانا“ صاف طور سے فریق کا تعلق عیسائی گروہ سے ظاہر کرتے ہیں جس فریق میں سے ڈاکٹر کلارک بھی ہے اور قیاساً ”وہ شخص“ جس کا بعد ازاں ذکر ہے مرزا صاحب ہے۔ مرزا صاحب اس سے انکار کرتے ہیں کہ الفاظ فریق اور شخص کا اطلاق کسی خاص شخص پر تھا اور بیان کرتے ہیں کہ ہر صورت میں صرف ان کا اشارہ عبد اللہ آتھم سے تھا نہ ڈاکٹر کلارک سے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ الفاظ جو ان کی طرف سے استعمال کئے گئے ہیں اس بات کی تائید نہیں کرتے

مذہب بڑے زور شور سے دنیا میں پھیل گیا اور جیسا کہ آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا، بڑے تشدد سے میری تکفیر بھی ہوئی۔ غرض تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور وہ علوم اور معارف ظاہر ہو چکے ہیں جو دلوں کو حق کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کی رو سے کوئی دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا اکل اور اتم طور پر اس صورت میں ثابت ہو سکتا ہے کہ جبکہ تین پہلو سے اس کا ثبوت

☆ یہ ضرور نہیں کہ الہامی پیشگوئیوں کے پہلو یکدفعہ معلوم ہو جائیں اسی لئے ہمارے خیال میں ابتدا سے یہی رہا کہ یہ پیشگوئی خاص آتھم کے متعلق ہے اور آتھم کے نام ہی بار بار اشتہار جاری ہوئے اور اسی کو قسم کے لئے بلایا گیا۔ ہاں جبکہ بعض اور عیسائی شریک بحث پر بھی اس پیشگوئی کا اثر پڑا تو یہ سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی اس میں داخل ہوں گے مگر دراصل ابتدا سے ہمارا علم یہی تھا کہ اس پیشگوئی کا مصداق صرف آتھم ہے ہماری نیت میں کبھی کوئی اور نہ تھا۔ ہاں دوسروں پر ہم نے اثر دیکھا۔ ورنہ ہم نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ جیسا کہ عبد اللہ آتھم اس پیشگوئی میں شریک ہے ایسا ہی دوسرے بھی شریک ہیں اسی لئے ہماری پوری اور اصلی توجہ صرف آتھم کی طرف رہی اور اب تک اسی کو اصلی مصداق پیشگوئی کا سمجھتے ہیں اور اسی کے قسم نہ کھانے اور آخر پیشگوئی کے موافق اسی کے فوت ہو جانے سے ہم نے فائدہ اٹھایا نہ کہ دوسروں سے۔ منہ

مگر میعاد متعینہ گذر چکی ہے اور اب پیشگوئی غیر متعلق ہے۔ ایک اور پیشگوئی میں جس کی میعاد ستمبر ۱۸۹۷ء میں منقضی ہوگی غلام احمد (موٹے حروف میں) ڈاکٹر کلارک یا دیگر کسی پادری کو مباہلہ کے لئے طلب کرتے ہیں۔ وہ اپنے دل سے امید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک منتخب ہوں اور وہ اسے ذلیل سا بزدل آدمی کہتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر کلارک شیطانی تدابیر کو اختیار کر کے بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ خود اپنے طور سے جھوٹ کی بیخ کنی کر دیگا۔ ڈاکٹر کلارک کہتا ہے کہ جھوٹ سے اس کی ہی ذات کی طرف اشارہ ہے اور یہاں جو جھوٹ کا لفظ ہے وہ اس جھوٹ سے ملتا ہے جو ۱۸۹۳ء کی پیشگوئی میں درج ہے۔ مگر مرزا صاحب اس اتہام سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئیاں ڈیفنک الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ۔ اور اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے معنی ٹھیک ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیشگوئی نہیں کی اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم منجملہ اس کے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہو۔ غلام احمد نے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے کہ ان کو ان حملات کا کچھ بھی علم نہیں ہے جو آتھم کی جان پر کئے گئے۔ مگر کہا کہ لیکچرارم کی نسبت اس کو علم تھا کہ وہ مرجائے گا اور نیز اس نے دن اور گھنٹہ کی پیش از وقت اطلاع دے دی تھی۔ جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ

﴿۲۶۱﴾

ظاہر ہو۔ اول یہ کہ نصوص صریحہ اس کی صحت پر گواہی دیں یعنی وہ دعویٰ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ عقلی دلائل اس کے مؤید اور مصدق ہوں۔ تیسرے یہ کہ آسمانی نشان اس مدعی کی تصدیق کریں۔ سوان تینوں وجوہ استدلال کے رو سے میرا دعویٰ ثابت ہے۔ نصوص حدیثیہ جو طالب حق کو بصیرت کامل تک پہنچاتی ہیں اور میرے دعوے کی نسبت اطمینان کامل بخشتی ہیں ان میں سے مسیح موعود اور مسیح بنی اسرائیلی کا اختلاف حلیہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۸۷ و ۱۰۵۵ وغیرہ میں جو

ظاہر ہو۔ اول یہ کہ نصوص صریحہ اس کی صحت پر گواہی دیں یعنی وہ دعویٰ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ عقلی دلائل اس کے مؤید اور مصدق ہوں۔ تیسرے یہ کہ آسمانی نشان اس مدعی کی تصدیق کریں۔ سوان تینوں وجوہ استدلال کے رو سے میرا دعویٰ ثابت ہے۔ نصوص حدیثیہ جو طالب حق کو بصیرت کامل تک پہنچاتی ہیں اور میرے دعوے کی نسبت اطمینان کامل بخشتی ہیں ان میں سے مسیح موعود اور مسیح بنی اسرائیلی کا اختلاف حلیہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۸۷ و ۱۰۵۵ وغیرہ میں جو

سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے۔ لہذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔

﴿۲۲۲﴾

مسیح موعود کے بارے میں حدیث ہے جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عالم کشف میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اس میں اس کا حلیہ یہ لکھا ہے کہ وہ گندم گوں تھا اور اس کے بال گھونگر والے نہیں تھے بلکہ صاف تھے۔ اور پھر اصل مسیح علیہ السلام جو اسرائیلی نبی تھا اس کا حلیہ یہ لکھا ہے کہ وہ سرخ رنگ تھا جس کے گھونگر والے بال تھے۔ اور صحیح بخاری میں جا بجا یہ التزام کیا گیا ہے کہ آنے والے مسیح موعود کے حلیہ میں گندم گوں اور سیدھے بال لکھدیا ہے اور حضرت عیسیٰ کے حلیہ میں جا بجا سرخ رنگ اور گھونگر والے بال لکھتا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو ایک علیحدہ انسان قرار دیا ہے اور اس کی صفت میں اماسمکم منکم بیان فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علیحدہ انسان قرار دیا ہے۔ اور بعض مناسبات کے لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کا نام دونوں پر اطلاق کر دیا ہے۔ اور ایک اور بات غور کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

☆ یہ حکم بری کرنے کا جو ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو مجسٹریٹ ضلع کی قلم سے نکلا اور یہ نوٹس جو بطور تہدید لکھا گیا یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن سے ہماری جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ ان کو ایک مدت پہلے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ان دونوں باتوں کی خبر دی گئی تھی۔ اب انہیں سوچنا چاہیے کہ کیونکر ہمارے خدا نے یہ دونوں غیب کی باتیں پیش از وقت اپنے بندہ پر ظاہر کر دیں۔ جن لوگوں نے یہ نشان چشم خود دیکھ لیا چاہیے کہ وہ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کریں اور خدا کے نشانوں کو دیکھ کر پھر غفلت میں زندگی بسر نہ کریں۔ منہ

جو اثر کہ اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کے رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اس کی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوردا سپور ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

یہ تمام مقدمہ جو معہ رائے حاکم لکھا گیا ہے اس میں غور کرنے سے ظاہر ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے

﴿۲۶۲﴾

جہاں مسیح موعود کا ذکر کیا ہے اس جگہ صرف اسی پر کفایت نہیں کی کہ اس کا حلیہ گندم گوں اور صاف بال لکھا ہے بلکہ اس کے ساتھ دجال کا بھی جا بجا ذکر کیا ہے مگر جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی کا ذکر کیا ہے وہاں دجال کا ساتھ ذکر نہیں کیا۔ پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں عیسیٰ بن مریم دو تھے ایک وہ جو گندم گوں اور صاف بالوں والا ظاہر ہونے والا تھا جس کے ساتھ دجال ہے اور دوسرا وہ جو سرخ رنگ اور گھونگر یا لے بالوں والا ہے اور بنی اسرائیلی ہے جس کے ساتھ دجال نہیں اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامی تھے اور شامیوں کو آدم یعنی گندم گوں ہرگز نہیں کہا جاتا مگر ہندیوں کو آدم یعنی گندم گوں کہا جاتا ہے۔ اس دلیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ گندم گوں مسیح موعود جو آنے والا بیان کیا گیا ہے وہ ہرگز شامی نہیں ہے بلکہ ہندی ہے۔

﴿۲۶۳﴾

اس جگہ یاد رہے کہ نصاریٰ کی تواریخ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ گندم گوں نہیں تھے بلکہ عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے۔ مگر آنے والے مسیح موعود کا حلیہ ہرگز شامیوں کا حلیہ نہیں ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اور منجملہ ان دلائل کے جو نصوص حدیثیہ سے صحت و صدق دعویٰ اس راقم پر قائم ہوئے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجتہدوں کے ظہور کے بارے میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے یعنی یہ کہ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجتہد پیدا ہوگا اور ان کی ضرورتوں

یہ ایک بناوٹ تھی جس کو صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بخوبی دریافت کر لیا اور ہر ایک شخص جو اس تحریر پر غور کرے گا اور اس مقدمہ کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑھے گا وہ دلی یقین سے سمجھ لے گا کہ ان لوگوں نے جو مسیح کے خون سے پاک ہو جانے کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکر ایک ناحق کے خون کیلئے پختہ سازش کی تھی۔ یہ ظاہر ہے اور ڈاکٹر کلارک کو اس بات کا اقرار ہے کہ جب انہوں نے ایک عیسائی

کے موافق تجدید دین کرے گا اور فقرہ **یجحد دلہا** جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجذّب آئے گا جو مفسد موجودہ کی تجدید کرے گا۔ اب جب ایک منصف غور سے دیکھے کہ چودھویں صدی کے سر پر کون سے سخت خطرناک مفسد موجود تھے جن کی تجدید کے لئے مجذّب میں لیا تئیں چاہئیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتنہ جس سے لاکھوں انسان ہلاک ہو گئے پادریوں کا فتنہ ہے۔ اور اس سے کوئی عقلمند اور درخواہ اسلام کا انکار نہیں کرے گا کہ اس صدی کے مجذّب کا بڑا فرض یہی ہونا چاہئے کہ وہ کس صلیب کرے اور عیسائیوں کی جنتوں کو نابود کر دیوے اور جبکہ چودھویں صدی کے مجذّب کا کس صلیب فرض (کام) ہوا تو اس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہے کیونکہ حدیثوں کی رو سے مسیح موعود کی بھی یہی علامت ہے کہ ”وہ صدی کا مجذّب ہوگا اور اس کا کام یہ ہوگا کہ کس صلیب کرے“۔ بہر حال اس وقت کے مولوی اگر دیانت اور دین پر قائم ہو کر سوچیں تو انہیں ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ چودھویں صدی کے مجذّب کا کام کس صلیب ہے۔ اور چونکہ یہ وہی کام ہے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے اس لئے بالضرورت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چودھویں صدی کا مجذّب مسیح موعود چاہئے اور اگرچہ چودھویں صدی میں اور فسق و فجور بھی مثل شراب خوری و زنا کاری وغیرہ بہت پھیلے ہوئے ہیں مگر بغور نظر معلوم ہوگا کہ ان سب کا سبب ایسی تعلیمیں ہیں جن کا یہ مدعا ہے کہ ایک انسان کے خون نے گناہوں کی باز پُرس سے کفایت کر دی ہے۔ اسی وجہ سے ایسے جرائم کے ارتکاب میں یورپ سب سے

بہت

عبدالرحیم نام کو عبدالحمید کا حال دریافت کرنے کے لئے میرے پاس بھیجا تو میں نے اس کی نسبت کچھ بھی انخفا نہیں کیا بلکہ ظاہر کر دیا کہ وہ اچھا آدمی نہیں اور جو اپنا نام رلیا رام بیان کرتا ہے یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ اب عقلمند اسی بات سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر میں نے درحقیقت عبدالحمید کو خون کرنے کے لئے بھیجا تھا تو پھر میں اس کی چال چلن سے کیونکر ڈاکٹر کلا رک کو متنبہ کرتا۔ ماسوا

﴿۲۶۳﴾

بڑھا ہوا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی مجاورت کے اثر سے عموماً ہر ایک قوم میں بے قیدی اور آزادی بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ لوگ بیماریوں سے ہلاک ہو جائیں اور اگرچہ وہ بان کو کھا جائے مگر کسی کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ تمام عذاب شامت اعمال سے ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی تو ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو گئی ہے اور اس ذوالجلال کی عظمت دلوں پر سے گھٹ گئی ہے۔ غرض جیسا کہ کفارہ کی بے قیدی نے یورپ کی قوموں کو شراب خواری اور ہر ایک فسق و فجور پر دلیر کیا ایسا ہی ان کا نظارہ دوسری قوموں پر اثر انداز ہوا۔ اس میں کیا شک ہے کہ فسق و فجور بھی ایک بیماری متعدی ہے ایک شریف عورت کچھریوں کی دن رات صحبت میں رہ کر اگر صریح بدکاری تک نہیں پہنچے گی تو کسی قدر گندے حالات کے مشاہدہ سے دل اس کا ضرور خراب ہوگا۔ غرض صلیبی عقیدہ ہی تمام بے قیدیوں اور آزادیوں کی جڑ ہے اور اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ وہ عقیدہ ان ملکوں میں نہایت خطرناک طور پر پھیل رہا ہے اور کئی لاکھ تک ان لوگوں کا شمار پہنچ گیا ہے کہ جو پادریوں کے دام میں آ کر جو ہر ایمان کھو بیٹھے ہیں اور یا پوشیدہ مرتد ہو کر متلاشیوں کے رنگ میں پھرتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدے کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاوے اور جس دجالت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے اس دجالت کے پردے کھول دیوے اور چونکہ چودھویں صدی کے شروع تک یہ بلا کمال تک پہنچ گئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے چاہا کہ چودھویں صدی کا مجدد

﴿۲۶۵﴾

﴿۲۱۵﴾

اس کے عدالت میں یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ عبد الحمید براہ راست ڈاکٹر کلارک کے پاس نہیں گیا تھا بلکہ اول نور الدین عیسائی کی چٹھی لے کر پادری گرے کے پاس گیا تھا۔ اگر اصل مقصد اس کا ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنا ہوتا تو پادری گرے کے ساتھ اس کا کیا کام تھا۔ عدالت میں

کسر صلیب کرنے والا ہو کیونکہ مجدد بطور طبیب کے ہے اور طبیب کا کام یہی ہے کہ جس بیماری کا غلبہ ہو اس بیماری کی قلع قمع کی طرف توجہ کرے۔ پس اگر یہ بات صحیح ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہے تو یہ دوسری بات بھی صحیح ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد جس کا فرض کسر صلیب ہے مسیح موعود ہے۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہیے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا ان کے حال پر رحم کرے۔) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اس کا منصب یہ ہے کہ حجج العقلیہ اور آیات سماویہ اور دعائے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتدا میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہا میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئے گا۔

بعض نادان مولوی کہتے ہیں کہ ”اب تک تم نے کونسی کسر صلیب کی؟“ پس ان کو یاد رہے

یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبدالحمید نے جو اپنا نام بدلایا یہ صرف اس غرض سے تھا کہ گجرات کے مشن سے وہ بوجہ بد چلنی نکالا گیا تھا اور اس کو اندیشہ تھا کہ اگر میں اصل نام بیان کروں تو پھر مجھے نہیں لیں گے اور اس کا عیسائی ہونا محض کھانے پینے کے لئے تھا اور عدالت میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ

کہ نشان ظاہر ہوئے اور پیشگوئیاں ظہور میں آئیں اور پادریوں کا منہ بند کیا گیا۔ اور اگر وہ حیا سے کام لیں تو آئندہ اعتراض کی ان کو جگہ نہ رہے۔ اور قرآن کی اعلیٰ تعلیم نے جو میری طرف سے بیان کی گئی بڑے بڑے جلسوں میں لوگوں کا سر جھکا دیا اور عیسائی مذہب کے اصول کو ایسے طور سے توڑا گیا کہ کبھی کسی کو پہلے اس سے میسر نہ آیا۔ بھلا اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ہمارے مخالف مولوی پادری صاحبوں کی طرف سے وکیل بن کر کوئی ایک سوال ان کا تو ایسا پیش کریں جس کو ہم نے براہین قطعیہ سے کالعدم نہیں کر دیا یا یہی دکھائیں کہ ہم سے پہلے اس تحقیقی طور سے کبھی کسی نے جواب دیا تھا۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے شرم کرنی چاہیے۔ کہاں تک اور کب تک سچائی سے لڑیں گے!!؟

از آنجملہ نصوص حدیثیہ میں ایک دلیل مسیح موعود کے زمانہ کی یہ لکھی ہے کہ اس کے ظہور سے پہلے زمین ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی اور پھر وہ مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پر کرے گا اور وہ روشن پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا۔ کذا فی المشکوٰۃ رواہ ابو داؤد والحاکم ایضاً اب ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کے ظلم یعنی معصیت اور افراط اور تفریط اور فسق اور فجور سے زمین بھری ہوئی ہے اور زمین کی تمام تاریکیاں زور کے ساتھ جوش مار رہی ہیں اکثر دلوں پر دنیا اور دنیا کی خواہشیں اس درجہ پر غالب ہیں کہ گویا ان میں خدا تعالیٰ کی جگہ کچھ بھی باقی نہیں رہی نہ زبانوں میں تقویٰ باقی

☆ دانشمند لوگ اس مضمون کو پڑھیں جو مہوتسو کے جلسہ میں میری طرف سے پڑھا گیا تھا جو تمام قوموں کی تقریروں کے ساتھ کتاب کے طور پر شائع ہو چکا ہے تا معلوم ہو کہ کیسے کیسے معارف قرآنی و نکات فرقانی اس میں لکھے گئے ہیں جو بطور اعجاز مانے گئے۔ معنہ

اس کے بیان میں بہت تناقض تھا اور یقینی طور پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر روز اس کو سکھلایا جاتا ہے۔ ان ہی تمام وجوہات اور خود اس کے اقرار سے مقدمہ کی اصلیت یہ ثابت ہوئی کہ عبدالرحیم اور وارث دین وغیرہ عیسائیوں کی تعلیم سے یہ مقدمہ کھڑا کیا گیا تھا۔ لیکن اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اس نے اس کی

﴿۲۶۷﴾

ہے نہ آنکھوں میں نہ کانوں میں اور نفسانی جذبات کا سیلاب زور سے بہ رہا ہے نہ ایمانی حالتیں درست ہیں نہ عملی۔ اخلاقی بصیرتیں گم ہیں۔ فراستیں مفقود ہیں۔ وہ محبت الہی اور وہ انس اور وہ ذوق اور وہ غربت اور انکسار اور تقویٰ اور خوف اور خشوع اور صدق اور راستبازی جو قرآن نے سکھلانی تھی معدوم کی طرح ہو گئی ہے۔ مخلوق پرست شرک پھیلانے میں سرگرم ہیں اور فاسق لوگ جا بجا فسق کی دوکانیں کھولے بیٹھے ہیں اور ایمان ایک ایسی چیز ہو گئی ہے جو صرف زبانوں میں اس کا دعویٰ رہ گیا ہے۔ **الْاَقِلِلِ مِنَ الْعِبَادِ**۔ سودر حقیقت یہ وہی زمانہ ہے جو حدیث کے منشاء کے موافق ہے یعنی جس میں ہر ایک قسم کا گناہ اور ہر ایک قسم کی بدکاری اور ہر ایک قسم کی بد اعتقادی پھیل گئی ہے اور شرک جو ظلم عظیم ہے اس کا جھنڈا نہایت زور سے کھڑا کیا گیا ہے اور یہ حدیث نہایت وضاحت سے بیان کر رہی ہے کہ حالت موجودہ کا ظلم اور جور جس طرز کا ہوگا اسی کی اصلاح کے لئے وہ مہدی موعود آئے گا۔ اور یہ جو روشن پیشانی **☆** اور اونچی ناک والا اس کو لکھا ہے یہ علامت صرف ظاہری حلیہ تک محدود نہیں کیونکہ اس ظاہری حلیہ میں تو ہزاروں انسان شریک ہیں بلکہ اس جگہ علاوہ اس ظاہری علامت کے ایک باطنی حقیقت بھی مراد ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ اس کی پیشانی میں ایک نور صدق رکھ دے گا جو دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا اور اس کی ناک میں کبریائی کی ایک علامت ہوگی جو بلندی ناک سے مشابہ ہے اور کبریائی یہ ہے کہ اس کا رعب اور اس کی عظمت دلوں میں خدائی سیاست ڈالے گی۔ اور اگرچہ یہ دونوں علامتیں خدا تعالیٰ کے ہر ایک خاص بندے میں ہوتی ہیں مگر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی موعود میں نہایت قوت سے اور نمایاں طور پر پائی جائیں گی۔ اس کی پیشانی کا نور کثرت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گا۔ یہاں تک کہ نادان خیال کریں گے کہ شاید یہ شخص ساحر ہے ایسا ہی اس کا رعب بشتت مخالفوں پر پڑے گا۔ اور کبریائی کی علامت جس کا مظہر ناک ہے نہایت

﴿۲۶۷﴾

☆ یہ دونوں علامتیں ظاہری طور پر بھی میرے ہادی جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جمال پر انوار کی رونق اور حسن کو دو بالا کر رہی ہیں۔ **فَدَاؤُهُ أُمِّي وَ أَيْبِي**۔ خاکسار کا تب۔

﴿۲۶۸﴾

اصلیت حکام پر کھول دی اور مجھے پہلے سے بذریعہ الہام اطلاع دے دی تھی کہ ایسا مقدمہ ہوگا اور آخر تمہیں بری کیا جائے گا اور وہ الہامات اس وقت میں نے اپنی جماعت میں شائع کئے جبکہ

جلال سے ظاہر ہوگی۔ وہ اپنی کبریائی کے استغناء کے سبب سے بلند مزاجی دکھلائے گا اور شریروں کے آگے تذلل نہیں کرے گا اور آخر شریروں کو تذلل ظاہر کریں گے۔

اس جگہ یاد رہے کہ آج سے اٹھارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں ان دونوں علامتوں کی طرف الہام الہی میں اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام یہ ہے کہ اَلْقِيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مَنِيَّيْنِ یعنی میں نے اپنی طرف سے کشش محبت کا نشان تجھ میں رکھ دیا ہے کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر تجھے دیکھے گا وہ بالطبع تجھ سے محبت کرے گا اور تیری طرف کھینچا جائے گا۔ اور دوسرے یہ الہام ہے کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ یعنی تجھ میں ایک علامت رعب بھی رکھ دی ہے۔ اور سوچنے والے اور موجودہ حالات کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ دونوں علامتیں اس بندہ حضرت عزت میں پوری ہوتی جاتی ہیں۔ اکثر نیک دل آدمی کھینچے جا رہے ہیں اور مخالفوں پر دن بدن رعب زیادہ ہو رہا ہے وہ اپنے ارادوں سے نومید ہوتے جاتے ہیں اور بعض تو بہ کرتے جاتے ہیں۔

اور منجملہ نصوص حدیثیہ کے ایک وہ دلیل ہے جو مسلم نے لکھی ہے یعنی یہ کہ **لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثَّرِيَاءِ لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ** یعنی اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوتا بھی ایک مرد فارس میں سے اس کو لے آئے گا۔ یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب دین اور علم اور ایمان میں ضعف آجائے گا اور جو راولیوں پر پھیل جائے گا اور اس وقت ایک شخص فارسی الاصل پیدا ہوگا جو اس کو پھر زمین پر واپس لائے گا۔ اور ابھی گذشتہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہر ایک قسم کے ظلم اور فتنے زوال پذیر ہوں گے وہی مہدی موعود ہے اور حدیث لا مہدی الا عیسیٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح موعود ہے۔ اور اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿۲۶۸﴾

﴿۲۶۹﴾

مقدمہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا۔ ہماری جماعت کا غالباً دو تہ کے قریب ایسا آدمی ہوگا جن کو پیش از وقت ان الہامات کی خبر مل گئی تھی۔ سو وہ مقدمہ اور وہ ابتلا تو ختم ہو گیا اور اس کا نتیجہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور نصرت الہی کا نشان رہ گیا جو ہمیشہ بطور یادگار رہے گا۔ اس جگہ ہمیں اپنی

بیتہ حاشیہ

وہ مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا۔ سو غور کرنے والے کے لئے اس مقام میں نہایت بصیرت حاصل ہوتی ہے اور تمام حدیثیں ہر ایک قسم کے تناقض سے صاف ہو کر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص جو پھر آسمان سے ایمان اور دین اور علم کو واپس لائے گا یعنی دوبارہ دنیا کو طرح طرح کے نشانیوں سے خدا پر سچا یقین بخشے گا اور ایمانوں کو قوی کرے گا اور عقائد کی تصحیح کرے گا اور قرآن کے حقائق و معارف سمجھائے گا وہ فارسی الاصل ہوگا اور وہی مسیح موعود ہوگا۔ اور حدیث بخاری اور ابوداؤد سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس کا زمانہ وہ ہوگا کہ جب دنیا میں سب سے زیادہ نصاریٰ کی سلطنت کی شوکت و شان بڑھی ہوئی ہوگی اور اکثر ملک ان کے تصرف میں ہوں گے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم میں یہ حدیث بھی ہے کہ وہ نہ ہتھیارا اٹھائے گا اور نہ لڑائی کرے گا بلکہ حجج سماویہ یعنی نشان اور براہین عقلیہ سے غیر ملتوں کو ہلاک کر دے گا اور اس کا حربہ آسمانی ہوگا نہ زمینی۔ سو شکر کرو کہ تمہارے وقت میں اور تمہارے ملک میں خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ ان لوگوں کو کیا ایمان نفع دے گا جو پوری روشنی کے بعد آئیں گے۔ حدیث میں اسی فارسی الاصل کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر آج سے اٹھارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے الہام نے کر دیا ہے اور وہ یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا. فَتَحَ الْوَلِيُّ فَتْحًا وَقَرَّبَنَا نَجِيًّا. اشجع الناس. و لو كان الايمان معلقا بالثريا لنالها، انار الله برهانه.

يا احمد فاضت الرحمة على شفتيك..... انى رافعك الی والقیت علیک
 محبة منى..... خذوا التوحيد التوحيد يا ابناء الفارس. و بشر الذين آمنوا ان
 لهم قدم صدق عند ربهم. واتل عليهم ما اوحى اليك من ربك و لا تصعر
 لخلق الله و لا تسئم من الناس. اصحاب الصفة و ما ادراك ما اصحاب

﴿۲۶۹﴾

﴿۲۷۰﴾

محسن گورنمنٹ کا شکر آدا کرنا ضروری ہے کہ باوجودیکہ مقدمہ پادریوں کی طرف سے تھا مگر مجسٹریٹ ضلع نے جو ایک انگریز تھا ہرگز روانہ رکھا کہ ایک ذرہ پادریوں کی رعایت کی جائے اور جو کچھ انصاف کا تقاضا تھا وہی کیا اور اس کی بصیرت اور فراست نے فی الفور دریافت کر لیا کہ

الصفة. ترى اعينهم تفيض من الدمع. يصلون عليك. ربنا اننا سمعنا مناديا ينادى للايمان و داعيا الى الله و سراجا منيرا - املوا - دیکھو صفحہ ۲۴۱-۲۴۲ - براہین احمدیہ - ترجمہ - ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی دیں گے - ولی کی فتح ایک بزرگ فتح ہے اور ہم نے اسے اپنا مقرب اور رازدار بنایا ہے وہ سب سے زیادہ بہادر ہے - اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہاں سے لے آتا - خدا اس کے برہان کو روشن کرے گا - اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے - میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور اپنی محبت تیرے پر ڈالوں گا - یعنی لوگ ایک روحانی کشش سے تجھ سے محبت کریں گے اور تیری طرف کھینچے جائیں گے - توحید کو پکڑو - توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو - اور ان کو خوش خبری دے جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کے نزدیک صادق ٹھہر گئے اور ان کا صدق قدم ثابت ہوا تو ان کو میرے الہامات سنا اور مخلوق اللہ سے منہ مت پھیر اور ان کی ملاقات سے مت ملول ہو - یعنی وہ وقت آتا ہے کہ وہ کثرت سے اور فوج در فوج تیرے پاس آئیں گے سو غلظت اور برداشت سے ان کی ملاقات کرنا - اور پھر فرمایا کہ ان میں سے ایک گروہ ہوگا (جو اکثر حاضر رہیں گے) جن کا نام خدا تعالیٰ کے نزدیک اصحاب الصفا ہے اور تو کیا جانتا ہے کہ اصحاب الصفا کیا چیز ہیں یعنی ان کی شان بہت بڑی ہے - تو دیکھے گا کہ اکثر اوقات ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے اور تجھ پر درود بھیجیں گے یعنی جبکہ وہ کوئی حکمت کے کلمے اور معارف اور حقائق سنیں گے یا نشان دیکھیں گے یا انشراح اور یقین کی حالت ان پر غلبہ کرے گی تو وہ محبت اور تودد کے جوش سے تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے حق میں دعا کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی جو ایمان کے لئے منادی کرتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور چراغ روشن ہے - (لکھ لو)

﴿۲۷۰﴾

ان الہامات میں صاف طور پر بتلادیا کہ بڑا کام تمہارا ایمان کی منادی ہے - اور حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ اس فارسی الاصل کو یہی سخت ضرورت پیش آئے گی کہ لوگوں کا ایمان تازہ ہو اور اس کو قدرت دی جائے گی کہ اگر ایسا زمانہ بھی ہو کہ ایمان بکلی زمین پر سے معدوم ہو جائے تب بھی وہ ایمان کو آسمان سے

﴿۲۷۱﴾

یہ سراسر عیسائیوں کی بناوٹ ہے۔ ایسا ہی کپتان لیما رچنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور نے اپنی عقلمندی سے فی الفور سمجھ لیا کہ یہ تمام منصوبہ بے اصل اور جھوٹا ہے۔ اور باوجودیکہ مقدمہ ایک مذہبی رنگ میں تھا مگر انہوں نے نہ چاہا کہ انصاف کو ہاتھ سے دے کر اور مذہبی تعصب سے کام لے کر کسی پر ظلم کریں۔ لیکن افسوس کہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے مسلمان کہلا کر اس جھوٹے مقدمہ کی تائید کی اور خود بڑے جوش سے ڈاکٹر کلارک کا گواہ بن کر عدالت میں آیا لیکن عدالت نے اس کے بیان کو ایک ذرہ عزت کی نظر سے نہ دیکھا بلکہ کرسی کی درخواست پر سخت جھڑکیاں دیں اور نہایت ناراضگی ظاہر کی کہ تو نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر کرسی ملنے کا کیوں سوال کیا۔ پس یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا کہ ایک ایسا شخص جو میری ذلت کی خواہش رکھتا تھا اس کو عین عدالت میں سخت ذلت پیش آئی گویا دردا نگیز مار پڑی۔ اس جگہ یہ بات بھی دوبارہ بیان کرنے کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے ایک طرف بیان کی وجہ سے عدالت کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ گویا ہماری طرف سے عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال ہوتے ہیں اسی وجہ سے عدالت نے آئندہ کے لئے بذریعہ نوٹس یہ ہدایت کی تھی کہ ایسے الفاظ پھر استعمال نہ ہوں۔ میں نے اسی وقت صاحب مجسٹریٹ ضلع کو یہ کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی سختی ابتدائی طور پر نہیں ہوئی بلکہ پادری صاحبوں کی طرف سے سختی ہوئی ہے۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ اس وقت کئی بستے ایسے عیسائی کتابوں کے میرے پاس موجود ہیں جن میں

واپس لائے گا۔ ان حدیثوں میں یہ بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کے اوائل زمانہ میں ایمانی حالت لوگوں کی نہایت ہی گرمی ہوئی ہوگی اور وہ اس لئے آئے گا کہ پھر دوبارہ بڑی طاقت اور قوت اور نشانوں کے ساتھ اس حالت کو دلوں میں قائم کرے تب نہ بت رہیں گے اور نہ صلیب رہے گی اور سمجھدار دلوں پر سے ان کی عظمت اٹھ جائے گی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دیں گی اور سچے خدا کا پھر چہرہ نمایاں ہو جائے گا۔ مگر یہ نہیں کہ دنیا کی جنگوں کی طرح مسیح موعود کوئی جنگ کرے گا یا دنیا کے ہتھیاروں کی طرف حاجت پڑے گی بلکہ خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی اور جس طرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی اس روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا۔ تب جو

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳

عیسائی صاحبان نے نہایت زیادتی کی ہے۔ لیکن چونکہ صاحب مجسٹریٹ ضلع اس وقت مقدمہ ختم کر چکے تھے اس لئے میرے جواب کا وقت نہیں رہا تھا۔ اسی لئے میں نے مناسب سمجھا کہ محض حکام کی آگاہی کیلئے اور سراسرنیک نیٹی سے نمونہ کے طور پر وہ سخت الفاظ جو اسلام کے مقابل پر پادری صاحبان اور آریہ صاحبان استعمال کرتے ہیں اس کتاب میں کسی قدر لکھوں مگر میں اس وقت بطور نصیحت اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً کہتا ہوں کہ وہ اس طریق سخت گوئی سے اپنے تئیں بچاویں اور غیر قوموں کی باتوں پر پورے حوصلہ کے ساتھ صبر کر کے اپنے نیک اخلاق درگزر اور صبر کو گورنمنٹ پر ظاہر کریں اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے مجتنب رہیں۔ ہاں معقول اور نرم الفاظ میں بے جا حملوں کا

﴿۲۷۲﴾

نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے تھے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔ یہی روح اور مغز ان تمام پیشگوئیوں کا ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہیں۔ حدیثوں میں بہت صفائی سے بتلایا گیا ہے کہ اس کی تلوار اس کے انفاسِ طیہہ ہیں یعنی کلمات حکمیہ سوان انفاس سے ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی۔ جن جن مقامات تک اس کی نظر پہنچے گی یعنی جن جن مذاہب پر وہ اپنی توجہ مبذول کرے گا انہیں پیس ڈالے گا اور دلوں کو حق کی طرف پھیر دے گا۔ وہ کسی اہل مذہب کو نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ لطف اور نرمی کے ساتھ جھوٹ کا جھوٹ ہونا ظاہر کر دے گا۔ تب عموماً دلوں میں روشنی پیدا ہو جائے گی اور وہ سمجھ جائیں گے کہ ہمارے یہ عقائد دراصل صحیح نہ تھے جب تم دیکھو کہ اس خدائے بزرگ اور مبارک کو سچا خدا سمجھنے کے لئے دل متحرک ہو گئے ہیں جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے یعنی وہی خدا جو تمام خوبیاں اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کا ماننے والا کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا تب تم سمجھو کہ وہ وقت نزدیک ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہوں گی۔ موسم بہار کی ابتدا میں دیکھتے ہو کہ پہلے درختوں کی خشک اور بدنما لکڑی خوش رنگ اور تردنازہ ہو جاتی ہے اور پھر ذرہ ذرہ پتے نکلتے ہیں اور پھر پھول آتا ہے اور آخر درخت پھولوں سے بھر جاتے ہیں۔ پس یقیناً سمجھو کہ ان دنوں میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ اور یہ جو الہام الہی میں اصحابِ الصفہ کی تعریف کی گئی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین میں محبت میں معرفت میں وہی لوگ زیادہ ترقی کریں گے جو اکثر پاس رہیں گے اور خدا ان سے پیار کرے گا اور وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائیں گے اور وہ ترقی کریں گے اور ان کے دل رقت سے بھر جائیں گے۔ غرض خدا کے نزدیک وہی خاص درجہ کے لوگ ہیں جن کو قرب اور ہمسائیگی اور ہم نشینی حاصل ہے۔

﴿۲۷۱﴾

اسی طرح نصوص حدیثیہ میں متواتر بتلایا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسائیوں کی طاقت اور قوت کے وقت میں پیدا ہوگا۔ اس کے وقت میں ریل گاڑی ہوگی اور تار ہوگی اور نہریں نکالی جائیں گی اور پہاڑ چیرے

﴿۲۷۲﴾

جواب دیں اور یقین رکھیں کہ گورنمنٹ ہر ایک مظلوم کی تائید کرنے کو طیار ہے۔ اسی مقدمہ کا نمونہ عقلمندوں کے لئے کافی ہے کہ کیونکر حکام کی عدالت اور انصاف پسندی نے پادریوں کی ایک کثیر جماعت کو ان کے مقاصد سے محروم اور ناکام رکھا۔ سو یہی نصیحت ہے کہ اپنے طور پر کوئی اشتعال اور کوئی سختی ظاہر مت کرو اور کسی آزار اٹھانے کے وقت حکام سے استغاثہ کرو اور اگر معاف کرو اور درگزر اور صبر سے کام لو تو یہ تمہارے لئے استغاثہ کی نسبت بہتر طریق ہے کیونکہ مقدمات اٹھانا اور نالیشیں کرتے پھر نالان لوگوں کی شان کے لائق نہیں ہے جو ایک بڑا حصہ اخلاق کا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ فقط یکم رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

جائیں گے اور باعث ریل اونٹ بیکار ہو جائیں گے☆۔ اور فصوص الحکم میں شیخ ابن العربی اپنا ایک کشف یہ لکھتے ہیں کہ وہ خاتم الولاہیت ہے اور توام پیدا ہوگا۔ اور ایک لڑکی اس کے ساتھ متولد ہوگی اور وہ چینی ہوگا یعنی اس کے باپ دادے چینی ممالک میں رہے ہوں گے سو خدا تعالیٰ کے ارادے نے ان سب باتوں کو پورا کر دیا۔ میں لکھ چکا ہوں کہ میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی اور ہمارے بزرگ سمرقند میں جو چین سے تعلق رکھتا ہے رہتے تھے۔

بالآخر یہ بھی لکھنے کے لائق ہے کہ اب تک جو کتابیں میں نے تالیف کر کے شائع کیں وہ بہ تفصیل ذیل ہیں: براہین احمدیہ۔ سرمہ چشم آریہ۔ شحہ حق۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ آسمانی فیصلہ۔ نشان آسمانی۔ آئینہ کمالات اسلام۔ تحفہ بغداد۔ اتمام الحجۃ۔ سرالخلافة۔ انوار الاسلام۔ کرامات الصادقین۔ حمامة البشریٰ۔ برکات الدعاء۔ نور الحق۔ ضیاء الحق۔ نور القرآن۔ ست بچن۔ آریہ دھرم۔ انجام آتھم۔ شہادۃ القرآن۔ سراج منیر۔ حجة اللہ۔ تحفہ قیصریہ۔ جواب سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا۔ رسالہ استفتاء۔ تقریر جلسہ مہوتسو۔ مباحثہ جنگ مقدس۔ دیگر مباحثات کی تقریریں۔ اشتہارات وغیرہ۔ منہ

☆ دیکھو منتخب کنز العمال جلد ششم صفحہ ۶۰ جو حاشیہ مسند امام احمد پر ہے بعد ابواب مہدی و عیسیٰ موعود وغیرہ اور اگر

یہ کتاب میسر نہ ہو تو رسالہ چہل حدیث مؤلفہ انہوی مکرم مولوی محمد احسن صاحب کا مطالعہ کرو جو عنقریب طبع ہوگا۔ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلسہ طاعون

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیاں میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارے میں اب تک شائع ہوئی ہیں مع طبی اور شرعی ان فوائد کے جو ان ہدایتوں کی مؤید ہیں اپنی جماعت کو سمجھائے جائیں۔ اس لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حسی الوسع کوشش کریں کہ وہ اس جلسہ میں عید اضحیٰ کے دن شامل ہو سکیں۔ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس بات پر اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے۔ لہذا یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کے پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں۔ اور بد بخت احمقوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں۔ افسوس ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ ہدایتیں شائع ہوئیں کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے اس پر بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ لوگ ہرگز اس گھر کو خالی نہ کریں اور اسی میں رہیں تب بھی نادان لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور دو تین واردات کے بعد اس گھر سے نکلنا شروع کر دیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا۔ پس گورنمنٹ کو چاہیے کہ نادانوں کی بیجا اویلا سے اپنی سچی خیر خواہی رعایا کو ہرگز نہ چھوڑے کہ یہ لوگ ان بچوں کا حکم رکھتے ہیں کہ جو اپنی ماں کی کسی کارروائی کو پسند نہیں کر سکتے۔ ہاں ایسی ہمدردی کے موقع پر نہایت درجہ کی ضرورت ہے کہ ایسی حکمت عملی ہو جو رعب بھی ہو اور نرمی بھی ہو۔ اور نیز اس ملک میں رسوم پر وہ داری کی غایت درجہ رعایت چاہیے اور اس مصیبت میں جو طاعون زدہ لوگوں اور ان کے عزیزوں کو جو مشکلات اوقات بصری کے پیش آئیں شفقت پداری کی طرح حتی الوسع ان مشکلات کو آسان کرنا چاہیے۔ بہتر ہے کہ اس وقت سب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں تا انجام بخیر ہو۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپور ۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء

نوٹ: یاد رہے کہ اگرچہ ہماری جماعت کا یہ ایک جلسہ ہے لیکن اگر کوئی شریف نیک اندیش اس جلسہ میں شامل ہونا چاہے تو خوشی سے اس کی شمولیت منظور کی جائے گی۔ منہ

میموریل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مختصر نواب لیفٹننٹ گورنر صاحب سہادر باقالبہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب اُمہات المؤمنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ ”یہ کتاب ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی تحفہ کی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے۔“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رُک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب اُمہات المؤمنین کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھادیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ یہ حیلہ سوچیں

☆ انجمن کا ایسے وقت میں میموریل بھیجنا جبکہ ہزار کاپی امہات المؤمنین کی مسلمانوں میں مفت تقسیم کی گئی اور خدا جانے کئی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی یہودہ حرکت ہے کیونکہ اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور داماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے لٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے، تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آ جانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پیرایہ کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جائے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں۔ اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہیے۔ اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچا دے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارے میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرات کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے یا ان کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لئے ہم بآداب ملتہم ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے۔ کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں

☆ ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مؤلف اُمہات مؤمنین کی طرف سے جو ضرر روکنے کے لائق تھا وہ ہمیں پہنچ چکا اور پورے طور پر پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہوگئی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ سے کیا مانگیں اور وہ کیا کرے۔ منہ

کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فروماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور درحالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے۔ اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کر لیا یا رد کا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو صاحب امہات مؤمنین نے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مؤلف اور اس کے گردہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہماری جماعت بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۗ اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جَادِلْهُمْ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۗ اس کے معنی یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیے کہ ان کو فائدہ بخشے لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو

۱ العنکبوت: ۲۷ ☆ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ النحل کی آیت ۲۶ کا حوالہ دے رہے ہیں جو یہ ہے اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (ناشر)

پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخدکون میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ اُمہات مؤمنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہیے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کی اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے۔ اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لَتُبْلَوْنَ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَنْتُمْ سَمِعْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ اٰتَوُا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذٰى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ سورہ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیج کر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کچھ کوئی سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذیٰ کنسیرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا لسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس سے پہلے اسلام نے دیکھی ہے؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا یہ طریق نہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا۔ جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہر حال اس پیشگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ جب تم دلائل و اراکلمات سے دکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرورت تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی اُمت سے ایک حصہ کثیر دنیا کا پُر ہے عیسائی قوم جیسے لوگ جن کا

تہذیب کا دعویٰ تھا گا لیاں دیتے اور اس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک یہ ان لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے جو اس پاک رسول کی راہ میں فراہیں۔ اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے کہ جب مثلاً ایسی کتاب اُتھات المؤمنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زنا کار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کے حق میں استعمال کئے گئے اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کس قدر دردناک زخم عام مسلمانوں کو پہنچے ہوں گے اور کیا کچھ ان کے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑ ہا تک نوبت پہنچ گئی ہے مگر یہ طریق دل دکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بے خبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہنچائی گئیں۔ اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اٹھا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ پادری عماد الدین اور پادری ٹھا کر داس کی کتابیں اور نور افشاں کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں سختی میں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آئیہ موصوفہ بالا میں یہ تائیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سنیں جس سے ہمارے دلوں کو دکھ پہنچے تو ہم صبر کریں اور کچھ شک نہیں کہ جلدتر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بے صبری کی قسم ہے۔ اس لئے عقلمند اور دور اندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ^۱ اور جیسا کہ فرماتا ہے أَفَأَنْتُمْ تُكْفِرُونَ^۲۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارے میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب اُتھات المؤمنین کی لغو گوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلاویں گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کے ساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حقیقت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ ميموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۴/۴ ماہ مئی ۱۸۹۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ
عَلٰی رَسُوْلِهٖ
الْکَرِیْمِ

حسین کامی سفیر سلطان روم

پرچہ اخبار ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں جو ایک شیعہ اخبار ہے سفیر مذکور العنوان کا ایک خط چھپا ہے جو بالکل گندہ اور خلاف تہذیب اور انسانیت ہے اور اس خط کے عنوان میں یہ لکھا ہے کہ سفیر صاحب متواتر درخواستوں کے بعد قادیان میں تشریف لے گئے اور پھر متاسف اور مکرر اور ملول خاطر واپس آئے اور پھر یہی ایڈیٹر لکھتا ہے کہ یہ سنا گیا تھا کہ سفیر صاحب کو اس لئے قادیان بلا یا تھا کہ ان کے ہاتھ پر توبہ کریں۔ کیونکہ وہ نائب حضرت خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ان افتراؤں کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْکٰذِبِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ مجھے دنیا داروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بے زاری اور نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے۔ مجھے نہ سلطان روم کی طرف کچھ حاجت ہے اور نہ اس کے کسی سفیر کی ملاقات کا شوق ہے۔ میرے لئے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گذر جاؤں۔ آسمان کی بادشاہت کے آگے دنیا کی بادشاہت اس قدر بھی مرتبہ نہیں رکھتی جیسا کہ آفتاب کے مقابل پر ایک کیڑا مراد ہوا پھر جبکہ ہمارے بادشاہ کے آگے سلطان روم ہیچ ہے تو اس کا سفیر کیا چیز۔

میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کر رہا ہوں۔ ترکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلان سکیں۔ شاید بہت سے لوگ اس فقرہ سے ناراض ہوں گے مگر یہی حق ہے۔ یہی باتیں ہیں کہ

سفر مذکور کے ساتھ خلوت میں کی گئیں تھیں جو سفر کو بُری معلوم ہوئیں۔ سفر مذکور نے خلوت کی ملاقات کے لئے خود التجا کی اور اگرچہ مجھ کو اس کی اول ملاقات میں ہی دنیا پرستی کی بد بو آئی تھی اور منافقانہ طریق دکھائی دیا تھا مگر حسن اخلاق نے مجھے بوجہ مہمان ہونے کے اس کے اجازت دینے کے لئے مجبور کیا۔ نامبروہ نے خلوت کی ملاقات میں سلطان روم کے لئے ایک خاص دعا کرنے کے لئے درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ اس کے لئے جو کچھ آسمانی قضاء قدر سے آنے والا ہے اس سے وہ اطلاع پاوے۔ میں نے اس کو صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جو سفر کو اپنی بد قسمتی سے بہت بری معلوم ہوئیں۔ میں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصور وار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ تو بہ کر دتا نیک پھل پاؤ مگر میں اس کے دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو بہت ہی برا مانتا تھا اور یہ ایک صریح دلیل اس بات پر ہے کہ سلطنت روم کے اچھے دن نہیں ہیں اور پھر اس کا بد گوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے کہ زوال کے علامات موجود ہیں۔ ماسوا اس کے میرے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معبود کے بارے میں بھی کئی باتیں درمیان آئیں۔ میں نے اس کو بار بار سمجھایا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور کسی خونِ مسیح اور خونِ مہدی کا انتظار کرنا جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے یہ سب بیہودہ قصے ہیں۔ اس کے ساتھ میں نے یہ بھی اس کو کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں اور میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعہ فرمایا تھا وہی کہا تھا اور پھر ان تمام باتوں کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کا بھی ذکر آیا۔ اور جیسا کہ میرا قدیم سے عقیدہ ہے۔ میں نے اس کو بار بار کہا کہ ہم اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتے ہیں اور دلی وفادار اور دلی شکر گزار ہیں کیونکہ اس کے زیر سایہ اس قدر امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں کہ کسی دوسری سلطنت کے نیچے ہرگز امید نہیں کہ وہ امن حاصل ہو سکے۔ کیا میں اسلام بول میں امن کے ساتھ اس دعوے کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معبود

ہوں اور یہ کہ تلوار چلانے کی سب روایتیں جھوٹ ہیں کیا یہ سن کر اس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کریں گے۔ اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کرے گا کہ ان کی مرضی کو مقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ۔ ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سنا اور حیرت سے میرا منہ دیکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خط میں جو ناظم الہند ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء میں چھپا ہے میرا نام نمرود اور ششہ ادا اور شیطان رکھتا ہے اور مجھے جھوٹا اور مزور اور مورد غضب الہی قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ سخت گوئی اس کی جائے افسوس نہیں کیونکہ انسان نابینائی کی حالت میں سورج کو بھی تاریک خیال کر سکتا ہے۔ اس کے لئے بہتر تھا کہ میرے پاس نہ آتا میرے پاس سے ایسی بد گوئی سے واپس جانا اس کی سخت بد قسمتی ہے اور مجھے کچھ ضرور نہ تھا کہ میں اس کی یا وہ گوئی کا ذکر کرتا مگر اس نے پاداش نیکی ہر ایک شخص کے پاس بدی کرنا شروع کیا اور بٹالہ اور امرتسر اور لاہور میں بہت سے آدمیوں کے پاس وہ دل آزار باتیں میری نسبت اور میری جماعت کی نسبت کہیں کہ ایک شریف آدمی باوجود اختلاف رائے کے کبھی زبان پر نہیں لاسکتا۔ افسوس کہ میں نے بہت شوق اور آرزو کے بعد گورنمنٹ روم کا نمونہ دیکھا تو یہ دیکھا۔ اور میں مکرنا ظہرین کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مجھے اس سفیر کی ملاقات کا ایک ذرہ شوق نہ تھا بلکہ جب میں نے سنا کہ لاہور کی میری جماعت اس سے ملی ہے تو میں نے بہت افسوس کیا اور ان کی طرف ملامت کا خط لکھا کہ یہ کارروائی میرے منشا کے خلاف کی گئی۔ پھر آخر سفیر نے لاہور سے ایک انکساری خط میری طرف لکھا کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ سو اس کے الحاح پر میں نے اس کو قادیان آنے کی اجازت دی۔ لیکن اللہ جل شانہ جانتا ہے جس پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے کہ اس عالم الغیب نے مجھے پہلے سے اطلاع دے دی تھی کہ اس شخص کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب میں سفیر مذکور کا انکساری خط جو میری طرف پہنچا تھا اور پھر اس کا دوسرا خط جو ناظم الہند میں چھپا ہے ذیل میں لکھتا ہوں ناظرین خود پڑھ لیں اور نتیجہ نکال لیں۔

اور ہماری جماعت کو چاہیے کہ آئندہ ایسے اشخاص کے ملنے سے دستکش رہیں آسمانی سلسلہ سے دنیا پیار نہیں کر سکتی۔

المشہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

نقل اس خط کی جو سفیر نے لاہور سے ہماری ملاقات کی درخواست کیلئے بھیجا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب مستطاب معالی القاب قدوة المحققین قطب العارفين حضرت پیر دستگیر میرزا غلام احمد صاحب دام کراماتہ۔ چون اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ آں ذات ملکوتی صفات در شہر لاہور بسع ممنونیت و از مریدان سعادت انتسابان تقاریر و تصانیف عالیہ آں نخستہ مقام بدست احترام و ممنونیت رسید لہذا سودائی زیارت دیدار سطح الانوار سوید اے دل ثناری را البریز اشتیاق کردہ است۔ انشاء اللہ تعالیٰ از لاہور بطریق امر ترہہ خاکپائے روحانیت احتوای سامی خواہم رسید و دریں خصوص تلغراف بر حضور سراسر نور مقدس خواہم کشید۔ فقط

حسین کامی سفیر

مہر سلطان المعظم

نقل اس خط کی جو سفیر کی طرف سے ناظم الہند ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے۔

بحضور سید السادات العظام و فخر النجباء الکرام [☆] مولانا سید محمد ناظر حسین صاحب ناظم ادام اللہ فیوضہ و ظل عاطفتہ۔ سیدی و مولائی؟ التفات نامہ ذات سامی شاہدست تبجیل و احترام ما رسید الحق ممنونیت غیر مترقبہ عظمیٰ بخشید۔ فدایت شوم کہ استفسار احوال غراب اشتمال کادیان و کادیانی (قادیان و قادیانی) را فرمودہ بودید اکنون ما بکمال تمکین ذیلًا بخدمت والانہمت و عالی بیان و افادہ میکنم کہ ایں شخص عجیب و غریب از صراط المستقیم اسلام برگشتہ قدم بردارہ علیہم و الضالین گذاشتہ و تزویر محبت حضرت خاتم النبیین را در پیش گرفتہ و بزعم باطل خویش باب رسالت را مفتوح دانستہ است شائستہ ہزاران خندہ است

☆ نوٹ:- غور کرنے کے لائق ہے کہ یہ القاب کس مذہب کے شخص کے لئے لکھا ہے۔ منہ

کہ فرق در بین نبوت و رسالت پیدا شتہ است و معاذ اللہ تعالیٰ میگوید کہ خداوند عالم رسول صلعم را گاہے در فرقان حمید و قرآن مجید بعنوان خاتم المرسلین معین نکرده است فقط بخطاب خاتم النبیین اکتفا فرمودہ است۔ القصہ اینکہ اول خود را ولی ملہم میگفت بعدہ مسیح موعود گشتہ آہستہ آہستہ بقول مجر خود صعود بمرتبہ عالیہ مہدویت کردہ استعیز باللہ تعالیٰ خود را از خود رانی پائی معلائے رسالت رساندہ ست بسناء علیٰ ہذا ظن غالب ما بر اں است کہ بترقی پنجمین قدم بر سر شریر شداد و نمود نہادہ کلاہ الوہیت بر سر سرکش خود کہ کان خیالات فاسدہ و معدن مالجویا و ہذیانات باطلہ است میگذازد و عجب ست کہ شاعر معجز بیان در حق این ضعیف الاعتقاد و البہیان چندین سال قبل ازین گویا بطور پیشین گوی تدرین این شعر در دیوان اشعار آبدار خود کردہ است۔

سال اول مطرب آمد سال دویم خواجہ شد بخت گریاری کندا مسال سید میشود
خلاصہ ازین نخبہا در گذرید و او را بر شیطش بسپرد و ما را از پریشان نویسی معاف دارید
عزیز! سلام ما را بجناب شریعت مدار مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب و جناب داروعدہ عبدالغفور خان
صاحب برسانید و سائیم پائی خود را گرفتہ بصوب ما روانہ کنید تا کہ از دار الخلافہ اسلامبول کفش
مسجدے مطابق آں بطلیم و در ہر خصوص بر ذات عالی شاتقدیم مراسم احترام کاری کردہ مسارعت
بر استبنائی طبع عالی می نمایم والسلام۔ الرافق حسین کامی۔

فہرست کتب موجودہ مع قیمت

آئینہ کمالات اسلام عار۔ ازالہ اوہام سے۔۔۔ شحہ حق ۱۶۔ نورالقرآن حصہ اول ۱۴۔ حصہ دوم ۱۸۔ رسائل اربعہ یعنی
انجام آتھم، دعوت قوم، خدا کا فیصلہ، مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی عدہ ۱۲۔ ست بچن مع آریہ دھم عدہ ۱۸۔ انوار الاسلام ۱۴۔
سراج منیر مع خط و کتابت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف ۱۴۔ حجت اللہ عربی مع ترجمہ اردو ۱۸۔
تحفہ قیصریہ ۱۲۔ استفتاء ۱۲۔ برکات الدعاء ۱۲۔ اتمام الحجۃ ۱۳۔ تحفہ بغداد ۱۲۔ کرامات الصادقین یعنی تفسیر سورہ فاتحہ عدہ۔
سرخلافہ ۱۸۔ نورالحق عدہ ۲۔ حصہ چہارم براہین احمدیہ للعدہ ۱۸۔ دیشین ۱۳۔ جنگ مقدس ۱۸۔ (فصل الخطاب لمقدمتہ
اہل الکتاب حضرت مولوی نورالدین صاحب عدہ ۱۸۔ تصدیق براہین احمدیہ مولانا موصوف عدہ ۱۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی

کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بدگوئی
اور سخت عداوت سے ضائع ہو سکتا ہے؟

تا دل مرد خدا نامد بدرد

ہیچ تو مے را خدا رسوا نکرد

یہ کچھ قضا و قدر کی بات ہے کہ بداندیش لوگوں کو اپنے پوشیدہ کینوں کے ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ ہاتھ آجاتا ہے۔ چنانچہ آج کل ہمارے مخالفوں کو گالیاں دینے کے لئے یہ نیا بہانہ ہاتھ آ گیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ایک اشتہار کے اٹلے معنی کر کے یہ مشہور کر دیا ہے کہ گویا ہم سلطان روم اور اس کی سلطنت اور دولت کے سخت مخالف ہیں اور اس کا زوال چاہتے ہیں۔ اور انگریزوں کی حد سے زیادہ خوشامد کرتے ہیں اور انگریزی سلطنت کی دولت اور اقبال کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصوں میں بعض پُرافتر اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے یہ خیال بہت پھیلا یا گیا ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کی بعض عبارتیں محرف اور مبدل کر کے لکھی گئی ہیں۔ اور اس طرح پر بے وقوفوں کے دلوں کو جوش دلانے اور ابھارنے کے لئے کارروائی کی گئی ہے۔ اور ہم اگر چہ جعل سازوں اور دروغ گوؤں کا منہ تو بند نہیں کر سکتے اور نہ ان کی بدزبانی اور گالیوں اور ڈوموں کی طرح تمسخر اور ٹھٹھے کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ظالمانہ بدزبانی کو خدا تعالیٰ کی غیرت کے حوالہ کر کے ان کے اصل مدعا کو جو دھوکہ دہی ہے نادانوں پر اثر ڈالنے سے روکا جائے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار ضائع کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مسلمان عقلمند بھلا مانس نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لئے طیار ہوتا ہے۔ اس بات کو متوجہ ہو کر سنے کہ ہم کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے چہ جائیکہ ایسے شخص سے کینہ ہو جس کی ظل حمایت میں کروڑ ہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہیں اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے۔ سلطان کی شخصی حالت اور اس کی ذاتیات کے متعلق نہ ہم نے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے۔ بلکہ اللہ جلّ شانہ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجود سلطان کے بارے میں اس کے باپ دادے کی نسبت زیادہ حسن ظن ہے۔ ہاں ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اس کے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اس خدا داد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے۔ سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الہی نے ہمیں بخشا ہے۔ اگر ہمارے تنگ ظرف مخالف بدظنی پر سرنگوں نہ ہوتے تو سلطان کی حقیقی خیر خواہی اس میں نہ تھی کہ وہ چوہڑوں اور چماروں کی طرح گالیوں پر کمر باندھتے۔ بلکہ چاہیے تھا کہ آیت **وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ** پر عمل کر کے اور نیز آیت **إِنَّ بَعْضَ الظُّلُمِ اِثْمٌ** کو یاد کر کے سلطان کی خیر خواہی اس میں دیکھتے کہ اس کے لئے صدق دل سے دعا کرتے۔ میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں کیونکہ آسمانی قضا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں۔ مگر سلطان کے نادان خیر خواہوں نے بجائے اس کے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور بعضوں نے کہا کہ کیا سارے گناہ سلطان پر ٹوٹ پڑے اور یورپ مقدس اور پاک

ہے جس کے عذاب کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں کی جاتی۔ مگر وہ نادان نہیں سمجھتے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کفار کے فسق و فجور اور بُت پرستی اور انسان پرستی کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا۔ اور ایسی قوموں کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتیں اسی دنیا میں مورد عذاب کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں ہے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ میں حد سے زیادہ تجاوز کریں اور خدا کی نظر میں سخت ظالم اور موذی اور مفسد ٹھہر جائیں۔ جیسا کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومیں متواتر پیدا کیاں کر کے مستوجب سزا ہو گئی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ مسلمانوں کی بیباکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہیں چھوڑتا۔ بلکہ مسلمانوں کو ادنیٰ ادنیٰ قصور کے وقت اسی دنیا میں تنبیہ کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے آگے ان بچوں کی طرح ہیں جن کی والدہ ہر دم جھڑکیاں دیکر انہیں ادب سکھاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی محبت سے چاہتا ہے کہ وہ اس ناپائیدار دنیا سے پاک ہو کر جائیں۔ یہی باتیں تھیں کہ میں نے نیک نیتی سے سفیر روم پر ظاہر کی تھیں۔ مگر افسوس کہ بیوقوف مسلمانوں نے ان باتوں کو اور طرف کھینچ لیا۔ ان نادانوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک حاذق ڈاکٹر کہ جو تشخیص امراض اور قواعد حفظ ماقدم کو بخوبی جانتا ہے وہ کسی شخص کی نسبت کمال نیک نیتی سے یہ رائے ظاہر کرے کہ اس کے پیٹ میں ایک قسم کی رسولی نے بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر ابھی وہ رسولی کاٹی نہ جائے تو ایک عرصہ کے بعد اس شخص کی زندگی اس کے لئے وبال ہو جائے گی۔ تب اس بیمار کے وارث اس بات کو سن کر اس ڈاکٹر پر سخت ناراض ہوں اور اس ڈاکٹر کے قتل کر دینے کے درپے ہو جائیں۔ مگر رسولی کا کچھ بھی فکر نہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ رسولی بڑھے اور پھولے اور تمام پیٹ میں پھیل جائے اور اُس بیمار کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ سو یہی مثال ان لوگوں کی ہے جو اپنی دانست میں سلطان کے خیر خواہ کہلاتے ہیں۔

پھر یہ بھی سوچو کہ جس حالت میں میں وہ شخص ہوں جو اس مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہوں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ ”وہ تمہارا امام اور خلیفہ ہے اور اس پر خدا اور اس کے نبی کا سلام ہے اور اس کا دشمن لعنتی اور اس کا دوست خدا کا دوست ہے۔ اور وہ تمام دنیا کے لئے حاکم ہو کر آئے گا۔ اور اپنے تمام قول اور فعل میں عادل ہوگا۔“ تو کیا یہ تقویٰ کا طریق تھا کہ میرے دعویٰ کو سن کر اور میرے نشانوں کو دیکھ کر اور میرے ثبوتوں کا مشاہدہ کر کے مجھے یہ صلہ دیتے کہ گندی گالیاں اور ٹھٹھے اور ہنسی سے پیش آتے؟ کیا نشان ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا آسمانی تائیدیں ظہور میں نہیں آئیں؟ کیا ان سب وقتوں اور موسموں کا پتہ نہیں لگ گیا جو احادیث اور آثار میں بیان کی گئی تھیں؟ تو پھر اس قدر کیوں بیباکی دکھلائی گئی؟ ہاں اگر میرے دعویٰ میں اب بھی شک تھا یا میرے دلائل اور نشانوں میں کچھ شبہ تھا تو غربت اور نیک نیتی اور خدا ترسی سے اس شبہ کو دور کر لیا ہوتا۔ مگر انہوں نے بجائے تحقیق اور تفتیش کے اس قدر گالیاں اور لعنتیں بھیجیں کہ شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداروں کی سرشت ظاہر کرنے والے ہوں۔

پھر ماسوا اس کے میرے مخالف اپنے دلوں میں آپ ہی سوچیں کہ اگر میں درحقیقت وہی مسیح موعود ہوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حاکم اور عدل اور امام اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ایک معمولی بادشاہ کے لئے لعنتیں بھیجنا اس کو گالیاں دینا جائز تھا؟ ذرہ اپنے جوش کو تھام کے سوچیں نہ میرے لئے بلکہ اللہ اور رسول کے لئے کہ کیا ایسے مدعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا؟ میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میرا مقدمہ

تم سب کے ساتھ آسمان پر ہے۔ اگر میں وہی ہوں جس کا وعدہ نبیؑ کے پاک لبوں نے کیا تھا تو تم نے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے۔ اور اگر پہلے سے آثار صحیحہ میں یہ وارد نہ ہوتا کہ اس کو دکھ دیا جائے گا اور اس پر لعنتیں بھیجی جائیں گی تو تم لوگوں کی مجال نہ تھی جو تم مجھے وہ دکھ دیتے جو تم نے دیا۔ پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتے پورے ہوں جو خدا کی طرف سے لکھے گئے تھے اور اب تک تمہیں ملزم کرنے کے لئے تمہاری کتابوں میں موجود ہیں۔ جن کو تم زبان سے پڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کر کے مہر لگا دیتے ہو کہ وہ بد علماء اور ان کے دوست جو مہدی کی تکفیر کریں گے اور مسیح سے مقابلہ سے پیش آئیں گے وہ تم ہی ہو۔

میں نے بار بار کہا کہ آؤ اپنے شکوک مٹالو۔ پر کوئی نہیں آیا۔ میں نے فیصلہ کے لئے ہر ایک کو بلایا۔ پر کسی نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ تم استخارہ کرو اور رو رو کر خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم پر حقیقت کھولے پر تم نے کچھ نہ کیا۔ اور تکذیب سے بھی باز نہ آئے۔ خدا نے میری نسبت سچ کہا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا سے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا“۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچا ہو اور ضائع کیا جائے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہو۔ اور برباد ہو جائے؟ پس اے لوگو تم خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مزاحمت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی خدا اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے۔ اور زمین ”ضرورت ضرورت“ بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بد بخت قوم اٹھو اور دیکھو کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا

گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا۔ وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی اب سمجھ کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو ’اَنَا الْمَوْجُود‘ کی آواز آئے۔

ہم نے کفار سے بہت کچھ دیکھا۔ اب خدا بھی کچھ دکھانا چاہتا ہے۔ سواب تم دیدہ و دانستہ اپنے تئیں مورد غضب مت بناؤ۔ کیا صدی کا سرم نے نہیں دیکھا؟ جس پر چودہ برس اور بھی گزر گئے۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہوا؟ کیا ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ کیا تمہیں اس ہولناک زلزلہ کی کچھ خبر نہیں جو مسیح کی پیشگوئی کے مطابق ان ہی دنوں میں وقوع میں آیا اور بہت سی بستیوں کو برباد کر گیا۔ اور خبر دی گئی تھی کہ اسی کے متصل مسیح بھی آئے گا؟ کیا تم نے آتھم کی نسبت وہ نشان نہیں دیکھا جو ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا جس کی خبر سترہ برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں دی گئی تھی؟ کیا لیکھرام کی نسبت پیشگوئی اب تک تم نے نہیں سنی؟ کیا کبھی اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا کہ پہلوانوں کی گشتی کی طرح مقابلہ ہو کر اور لاکھوں انسانوں میں شہرت پا کر اور صد ہا اشتہارات اور رسائل میں چھپ کر ایسا کھلا کھلا نشان ظاہر ہوا ہو جیسا کہ لیکھرام کی نسبت ظاہر ہوا؟ کیا تمہیں اس خدا سے کچھ بھی شرم نہیں آتی جس نے تمہاری تیرھویں صدی کے غم اور صدمے دیکھ کر چودھویں صدی کے آتے ہی تمہاری تائید کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے عین وقت میں پورے ہوتے؟ بتلاؤ کہ ان سب نشانوں کو دیکھ کر پھر تمہیں کیا ہو گیا؟ کس چیز نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی؟ اے کج دل قوم، خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو۔ خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچنے جانے کے لئے طیار ہو۔ دیکھو یہ کیسا وقت ہے۔ کیسی ضرورتیں ہیں۔ جو اسلام کو پیش آ گئیں۔ کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت

ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے۔ اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے۔ مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بے خبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔

افسوس کہ پرچہ چودھویں صدی ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں بھی بہت سی جزع فزع کے ساتھ سلطان روم کا بہانہ رکھ کر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزاء اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے۔

اور گندے اور ناپاک اور سخت دھوکہ دینے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور سراسر شرارت آمیز افتراء سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کچھ ضرور نہیں کہ میں اس کے رد میں تصبیح اوقات

کروں۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے ہاتھ میں حساب ہے لیکن ایک عجیب بات ہے جس کا اس وقت ذکر کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودھویں صدی میرے روبرو پڑھا

گیا تو میری روح نے اس مقام میں بددعا کے لئے حرکت کی جہاں لکھا ہے کہ ”ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار (یعنی اس عاجز کا اشتہار) پڑھا۔ تو میساختہ ان کے منہ سے یہ شعر نکل گیا

”چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَدِ میلش اندر طعنہ پا کاں برد“

میں نے ہر چند اس روحی حرکت کو روکا اور دبایا اور بار بار کوشش کی کہ یہ بات میری روح میں سے نکل جائے مگر وہ نکل نہ سکی۔ تب میں نے سمجھا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ تب میں نے اس شخص کے

بارے میں دعا کی جس کو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ دعا قبول ہوگی اور وہ دعا یہ ہے کہ یا الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے

نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں اور کاذب ہوں اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ

مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آ کر مجمع عام میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے۔

یہ دعا ہے کہ میں نے اس بزرگ کے حق میں کی مگر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ بزرگ کون ہے اور کہاں رہتے ہیں اور کس مذہب اور قوم کے ہیں جنہوں نے مجھے کذاب ٹھہرا کر میری پردہ دری کی پیشگوئی کی۔ اور نہ مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دکھ پہنچا اور ایک جوش پیدا ہوا تب میں نے دعا کر دی اور

کیم جولائی ۱۸۹۷ء سے کیم جولائی ۱۸۹۸ء تک اس کا فیصلہ کرنا خدا تعالیٰ سے مانگا۔

اس دعا میں شاید ایک یہ بھی حکمت ہوگی کہ چونکہ آج کل ایک فرقہ نیچر یہ مسلمانوں کی گردش ایام سے اسلام میں پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ قبولیت دعا سے منکر اور اس برتر ہستی کی بے انتہا قدرت سے انکاری ہیں جو عجائب کام دکھاتا اور اپنے بندوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہے۔ گویا نیم دہریہ ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو پھر ایک استجاب دعا کا نمونہ دکھلائے جس کا برکات دعا کے ایک کشف میں وعدہ بھی ہو چکا ہے اور میرے صدق اور کذب کے لئے یہ ایک اور نشان ہوگا۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی جناب میں درحقیقت ایسا ہی ذلیل اور دجال اور کذاب ہوں جو اس بزرگ نے سمجھا ہے تو میری دعا بے اثر جائے گی اور سال عیسوی کے گزرنے کے بعد میری ذلت ظاہر ہوگی اور روسیاہی ناقابل زوال مجھے اٹھانی پڑے گی۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ کسی کے اہل اللہ ہونے میں اس کی دعا کا قبول ہونا شرط ہے۔ ہر ایک ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور اس کو وہ حالت میسر آ جاتی ہے جو استجاب دعا کے لئے ضروری ہے۔ ہاں

جب کبھی وہ حالت میسر نہ ہو تب دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دعا یا بد دعا کے لئے اہل اللہ کا دل چشمہ کی طرح یکدفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لئے میسر آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذیبوں اور لعنت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے دیکھنے سے تھک گیا۔ میری روح اب رب العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں مردود اور مخدول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے تو میری روح اوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر میں سچا ہوں تو اس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور سے پردہ دری چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے سچائی کو مد ملے۔ ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مرنا بہتر ہے۔ میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیے۔ میں خدا سے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں عزیز ہوں تو وہ اس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دری کرے جو اب تک کسی کے خیال و گمان میں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا خدا قادر اور ہر ایک قوت کا مالک ہے۔ وہ ان کے لئے جو اس کے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے۔

ایڈیٹر چودھویں صدی کی جس قدر شوخی ہے اس بزرگ کی حمایت سے ہے اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریریں اسی بزرگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ ”میں مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں“۔ خدا سے ہنسی کرنا کسی نیک

انسان کا کام نہیں۔ انسان ہر ایک وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانوں! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ ان کے آگے گرتے ہیں۔ اور پھر گھر میں آ کر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے۔ **وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ** بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

اور بزرگ مذکور جس نے ہماری پردہ درمی کے لئے پیشگوئی کی اس بات کو یاد رکھے کہ ہماری طرف سے اس میں کچھ زیادت نہیں۔ انہوں نے پیشگوئی کی اور ہم نے بددعا کی۔ آئندہ ہمارا اور ان کا خدا تعالیٰ کی جناب میں فیصلہ ہے۔ اگر ان کی رائے سچی ہے تو ان کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ اور اگر جناب الہی میں اس عاجز کی کچھ عزت ہے تو میری دعا قبول ہو جائے گی۔ تاہم میں نے اس دعا میں یہ شرط رکھ لی ہے کہ اگر بزرگ مذکور قادیان میں آ کر اپنی بے باکی سے ایک مجمع میں توبہ کریں تو خدا تعالیٰ یہ حرکت ان کو معاف کرے ورنہ اب

یہ عظیم الشان مقدمہ مجھ میں اور اس بزرگ میں دائر ہو گیا ہے اب حقیقت میں جو روسیاء ہے وہی روسیاء ہوگا۔ اس بزرگ کو روم کے ایک ظاہری فرمانروا کے لئے جوش آیا اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر تھوکا اور اس کے مامور کو پلید قرار دیا۔ حالانکہ سلطان کے بارے میں میں نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا تھا صرف اس کے بعض ارکان کی نسبت بیان کیا تھا اور یا اس کی گورنمنٹ کی نسبت جو مجموعہ ارکان سے مراد ہے ملہمانہ خبر تھی۔ سلطان کی ذاتیات کا کچھ بھی ذکر نہ تھا۔ لیکن پھر بھی اس بزرگ نے وہ شعر میری نسبت پڑھا کہ شاید منثوی کے مرحوم مصتف نے نمر و اور شدّ ادا اور ابو جہل اور ابولہب کے حق میں بنایا ہوگا۔ اور اگر میں سلطان کی نسبت کچھ نکتہ چینی بھی کرتا تب بھی میرا حق تھا۔ کیونکہ اسلامی دنیا کے لئے مجھے خدا نے حَکَم کر کے بھیجا ہے جس میں سلطان بھی داخل ہے۔ اور اگر سلطان خوش قسمت ہو تو یہ اس کی سعادت ہے کہ میری نکتہ چینی پر نیک نیتی کے ساتھ توجہ کرے اور اپنے ملک کی اصلاحوں کی طرف جدوجہد کے ساتھ مشغول ہو۔ اور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک ایک نجاست کی مانند ہیں۔ اس میں سلطان کی بہت بے ادبی ہوئی ہے یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ بے شک دنیا خدا کے نزدیک مُردار کی طرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے۔ یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کریں گے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھلائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دعا کریں گے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہیں گے گو وہ غیر قوم کا ہو۔ مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے۔ ہمارے پیارے رسول سید اکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

إِذَا وَقَعَ الْعَبْدُ فِي الْهَانِيَةِ الرَّبِّ وَ مَهِيْمِيَّةِ الصِّدِّيقِيْنَ وَ رَهْبَانِيَّةِ الْاَبْرَارِ لَمْ يَجِدْ اِحْدًا يَأْخُذُ بِقَلْبِهِ - یعنی جب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اس کی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے۔ اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑ لے۔ کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہی ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اس کو تعجب میں نہیں ڈالتی اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے۔ سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے۔ خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ ہوں۔ کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی جو ان کے ہاتھ میں ہیں۔ جس نے اس حقیقی شہنشاہ کے دربار میں بار پایا جس کے ہاتھ میں ملکوت السموات والارض ہے پھر فانی اور جھوٹی بادشاہی کی عظمت اس کے دل میں کیونکر بیٹھ سکے؟ میں جو اس ملوک مقتدر کو پہچانتا ہوں تو اب میری روح اس کو چھوڑ کر کہاں اور کدھر جائے؟ یہ روح تو ہر وقت یہی جوش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لئے ہی مسلم ہے۔ تیرے سوا سب عاجز بندے ہیں بلکہ کچھ بھی نہیں۔

آن گس کہ بتو رسد شہانرا چہ گند با فر تو فر خسروان را چہ گند
چون بندہ شناختت بدان عز و جلال بعد از تو جلال دیگران را چہ گند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ گند

الراقم میرزا غلام احمد از قادیان ۲۵ جون ۱۸۹۷ء

یہ وہ درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لیفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ روانہ کیا گیا ہے:

(امید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری جماعت کے حالات پر مشتمل ہے غور اور توجہ سے پڑھا جائے)

بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اُس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لئے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلاف واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں اور مفتر یا نہ مخبر یوں سے گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبر یوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدظنی پیدا کرے یا بدظنی کی طرف مائل ہو جائے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لئے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر

سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۶۷ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیاں کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں رفاقت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح وہ ہمیشہ بدل ہوا خواہ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے۔ اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے جس کو میں ذیل میں لکھتا ہوں۔

”تہوڑ و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیاں بعافیت باشند۔ از انجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و ہمہ رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا جلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۶۷ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ لھذا با ظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنا نام آپ کے لکھا جاتا ہے۔ مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء۔“

اور اسی بارے میں ایک مراسلہ سر رابرٹ ایمرٹن صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر کے نام ہے جو کچھ عرصہ سے فوت ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہے۔

”دمشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیاں حفظہ۔ آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور ایجناب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کے خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی

کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔ المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء۔“

اسی طرح اور بعض چھٹیاں انگریزی اعلیٰ افسروں کی ہیں جن کو کئی مرتبہ شائع کر چکا ہوں چنانچہ ولسن صاحب کمشنر لاہور کی چھٹی مرقومہ ۱۱ جون ۱۸۴۹ء میں میرے والد صاحب کو یہ لکھا ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ بلاشبک آپ اور آپ کا خاندان ابتداء دخل اور حکومت سرکار انگریزی سے جان نثار اور وفا کیش اور ثابت قدم رہے ہیں۔ اور آپ کے حقوق واقعی قابل قدر ہیں اور آپ بہر نچ تلسلی رکھیں کہ سرکار انگریزی آپ کے حقوق اور آپ کے خاندانی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کرے گی اور مناسب موقعوں پر آپ کے حقوق اور خدمات پر غور اور توجہ کی جائے گی۔

اور سر لپیل گرن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ ریسان پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص کر کے ذکر کیا ہے جو ان سے نمو کے پیل پر باغیوں کی سرزنش کے لئے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ ان کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بلائے جاتے تھے اور تمام زندگی ان کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول رہا ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے

ہیں اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا میں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے۔ جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل ملاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کو پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریا کاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہو گے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر با اس ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔ اس لئے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صد ہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا۔ ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی

مارے جانے کا اندیشہ تھا چاہے جانیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالیٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لئے بھیج دیا۔ پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لئے تیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزائے خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں۔ گوا کثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پر زور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا۔ اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مصلحہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

نمبر	نام کتاب یا اشتہار	تاریخ طبع	نمبر صفحات
۱	برائین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	برائین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	نوٹس در بارہ توسیع دفعہ ۲۹۸۔ در کتاب آریہ دھرم	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس در بارہ ایضاً ایضاً	ایضاً	تمام اشتہار ہر چہارم صفحہ آخر کتاب
۵	درخواست در بارہ ایضاً ایضاً	ایضاً	۶۹ سے ۷۲ تک۔ آخر کتاب
۶	خط در بارہ ایضاً	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	ا سے ۸ تک تمام علیحدہ اشتہار
۷	آئین کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱ سے ۵۲ تک
۸	اعلان در کتاب نور الحق	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک
۹	گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ در کتاب شہادۃ القرآن	۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سورۃ الخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشرویٰ	ایضاً	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷۴
۱۸	تکمیل تبلیغ معاشرۃ انطا بیعت	۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لئے	۲۷ فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یک طرفہ
۲۰	اشتہار در بارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	ا سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جٹن جو ملی بمقام قادیاں	۲۳ جون ۱۸۹۷ء	ا سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکر یہ جشن جو ملی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ اخبار چودھویں والا	۲۵ جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معاشرۃ انگریزی	۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار اسے ۷ تک

﴿۷﴾

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پُر زور مضمون لکھ رہا ہے اور ان مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں؟ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیرِ سایہ گورنمنٹ ہڈا زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگذاری کے لئے ہزار ہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلا عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ [☆] اول درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔ ہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ میں نے بہت سی مذہبی کتابیں تالیف کر کے عملی طور پر اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ ہم لوگ سکھوں کے عہد میں کیسے مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض دعوت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے۔ اور پھر اس گورنمنٹ محسنہ کے وقت میں کس قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے

مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پورے زور سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے رد میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے۔ اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے ان ملکوں میں جاتی ہیں تو ان کو اس گورنمنٹ سے نہایت اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ در پردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعہ سے یہ گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

دسی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ ان کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کے عوض میں کسی قدر مہذبانہ سختی استعمال میں نہ آتی تو بعض جاہل جو جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہیں شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریوں کی خاص رعایت ہے۔ مگر اب ایسا خیال کوئی نہیں کر سکتا۔ اور بالمقابل کتابوں کے شائع ہونے سے وہ اشتعال جو پادریوں کی سخت تحریروں سے پیدا ہونا ممکن تھا اندر ہی اندر دب گیا ہے۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے ہر ایک مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی تائید میں عام آزادی دی ہے جس سے ہر ایک فرقہ برابر فائدہ اٹھا سکتا ہے پادریوں کی کوئی خصوصیت نہیں۔ غرض ہماری بالمقابل تحریروں سے گورنمنٹ کے پاک ارادوں اور نیک نیتی کا لوگوں کو تجربہ ہو گیا۔ اور اب ہزار ہا آدمی انشراح صدر سے اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ درحقیقت یہ اعلیٰ خوبی اس گورنمنٹ کو حاصل ہے کہ اس نے مذہبی تحریرات میں پادریوں کا ذرہ پاس نہیں کیا اور اپنی رعایا کو حق آزادی برابر طور پر دیا ہے۔

مگر تاہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اس قدر آزادی کا بعض دلوں پر اچھا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اور سخت الفاظ کی وجہ سے قوموں میں تفرقہ اور

﴿۹﴾

نفاق اور بغض بڑھتا جاتا ہے اور اخلاقی حالات پر بھی اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً حال میں جو اسی ۱۸۹۷ء میں پادری صاحبوں کی طرف سے مشن پریس گوجرانوالہ میں اسلام کے رد میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام یہ رکھا ہے ”**اُمّہات المؤمنین** یعنی دربار مصطفائی کے اسرار“ وہ ایک تازہ زخم مسلمانوں کے دلوں کو پہنچانے والی ہے۔ اور یہ نام ہی کافی ثبوت اس تازہ زخم کا ہے۔ اور اس میں اشتعال دہی کے طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں اور نہایت دل آزار کلمے استعمال کئے ہیں۔ مثلاً اس کے صفحہ ۸۰ سطر ۲۱ میں یہ عبارت ہے۔ ”ہم تو یہی کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا۔ زنا کیا اور اس کو حکم خدا بتلایا“۔ ایسے کلمات کس قدر مسلمانوں کے دلوں کو دکھائیں گے کہ ان کے بزرگ اور مقدس نبی کو صاف اور صریح لفظوں میں زانی ٹھہرایا۔ اور پھر دل دکھانے کے لئے ہزار کاپی اس کتاب کی مسلمانوں کی طرف مفت روانہ کی گئی ہے۔ چنانچہ آج ہی کی تاریخ جو ۱۵ فروری ۱۸۹۸ء ہے ایک جلد مجھ کو بھی بھیج دی ہے + حالانکہ میں نے طلب نہیں کی اور اس کتاب میں یعنی صفحہ ۵ میں لکھ بھی دیا ہے کہ ”اس کتاب کی ایک ہزار جلدیں مفت بصیغہ ڈاک ایک ہزار مسلمانوں کی نذر کرتے ہیں“۔ اب ظاہر ہے کہ جب ایک ہزار مسلمان کو خواہ مخواہ یہ کتاب بھیج کر ان کا دل دکھایا گیا تو کس قدر **نقض امن** کا اندیشہ ہو سکتا ہے اور یہ پہلی تحریر ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی پادری صاحبوں نے بار بار بہت سی فتنہ انگیز تحریریں شائع کی ہیں اور بے خبر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے وہ کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکار۔ زانی۔ شیطان۔ ڈاکو۔ لٹیرا۔ دغا باز۔ دجال وغیرہ دلازار ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور

☆ اس کتاب کو پر سو تم داس عیسائی نے گوجرانوالہ شعلہ طور پریس سے شائع کیا ہے۔

+ ہمارے بہت سے معزز دوستوں کے بھی اس بارے میں خطوط پہنچے ہیں کہ ان کو مفت بلا طلب یہ کتاب بھیجی گئی ہے۔

گو ہماری گورنمنٹ محسناً اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمتقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول القوم نبی کو برا کہیں بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعظیم سے ان کو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں۔ میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف ان کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلم اور مقبول ہوں۔ اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرماوے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلح کاری پھیلانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لئے مخالفانہ حملے روک دیئے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے۔ اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دور ہو جائیں گے اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیل خانے بھر جائیں مگر اس قانون کا ان کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔

(۳) تیسرا امر جو قابل گذارش ہے یہ ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ

اُن کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت☆ ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی۔ ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح ان کو بار بار تائید کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونخوار کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا۔ میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا اڈعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بے زار ہوگا۔ اور نرمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اُس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں۔

☆ ان شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لا چاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا۔ اور خیالات غازیانہ ☆ اور جہاد اور جنگجویی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممنوع سمجھنا۔ اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا۔ اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتیٰ الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا۔ اور امن اور صلح کاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مرّوجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے

☆☆ اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا تو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں۔ جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراثم گورنمنٹ ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادیئے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفسرینانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چھٹیاں اور سرلیپل گفرن کی کتاب تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو

میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں۔ سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدا نخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکلّف و خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیا میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں:-

۱	خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوئٹہ	۳	مرزا خا بخش صاحب ایچ پی سابق مترجم چیف کورٹ پنجاب
	جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔	۴	حال تحصیلدار علاقہ نواب محمد علی خاں صاحب ریاست مالیر کوئٹہ
۲	مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد	۵	منشی نبی بخش صاحب سب ہیڈ دفتر آگزیمنٹ ریلوے لاہور
	پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب مدار الہام ریاست بھوپال جن کی	۶	بابو عبدالرحمن صاحب کلرک دفتر لوکوٹھک ریلوے لاہور
	نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا۔ اور چٹھیا	۷	مولوی سید تفضل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ ضلع فرخ آباد
	خوشنودی ملیں۔		میاں چراغ الدین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ
			پنجاب و رئیس لاہور

۸	قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پشتر اکثر اسٹنٹ مظفر گڑھ	۳۲	مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور
۹	منشی عبدالعزیز صاحب ملازم محکمہ بندوبست ضلع گورداسپور	۳۳	سید خصلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ضلع گوجرانوالہ
۱۰	ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پشتر الہ آباد	۳۴	میاں محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم
۱۱	منشی حمید الدین صاحب ملازم محکمہ پولیس ضلع لودیانہ	۳۵	میاں عبداللہ صاحب پٹواری ریاست پٹیالہ
۱۲	منشی تاج الدین صاحب اکوئنٹ محکمہ ریلوے لاہور	۳۶	سید امیر علی شاہ صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ
۱۳	بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹنگ انجینئر محکمہ انہارنہالہ	۳۷	سید ناصر شاہ صاحب سب اوور سیر کشمیر
۱۴	ڈاکٹر بوڑے خان صاحب ایل ایم ایس انچارج شفا خانہ قصور	۳۸	پیر زادہ قمر الدین صاحب تحصیلدار اور اپنڈی
۱۵	محمد افضل خان صاحب	۳۹	سید عبدالہادی صاحب سب اوور سیر ملٹری ورکس سولن
۱۶	گامے خان صاحب	۴۰	ماسٹر قادر بخش صاحب مدرس لودیانہ
۱۷	امام بخش خان صاحب	۴۱	منشی عزیز اللہ صاحب پوٹھما سٹرانڈون ضلع کانگڑہ
۱۸	خواجہ جمال الدین صاحب بی اے پرنسپل سری ربیر کالج جموں	۴۲	سید رمضان علی صاحب پشتر ڈپٹی انسپکٹر پولیس الہ آباد
۱۹	ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس متعینہ	۴۳	منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم
۲۰	ڈاکٹر عبدالکیم خان صاحب ایم بی اسٹنٹ سول سرجن ریاست پٹیالہ	۴۴	منشی محمد نصیر الدین صاحب پیٹھکارا یونیورسٹی ریاست حیدرآباد دکن
۲۱	ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ایل ایم ایس سول سرجن	۴۵	چودھری نبی بخش صاحب سارجنٹ پولیس سیالکوٹ
۲۲	چکرا متعینہ خدمات خاص	۴۶	حافظ محمد اسحاق صاحب اوور سیر یوگنڈا ریلوے
۲۳	ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب متعینہ خدمات خاص مشرقی افریقہ	۴۷	منشی احمد الدین صاحب نقشہ نویس ملٹری آفس پشاور
۲۴	منشی محمد علی صاحب صوفی ملازم دفتر ریلوے لاہور	۴۸	محمد الدین صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ
۲۵	ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹ	۴۹	بابو غلام محمد صاحب سٹیشنری کلارک ریلوے آفس لاہور
۲۶	منشی قائم الدین صاحب بی اے سیالکوٹ	۵۰	منشی عطاء محمد صاحب سب اوور سیر فیلڈ فوسٹ فرانٹیر
۲۷	منشی محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس کالا ریلوے	۵۱	بابو غلام محی الدین صاحب گڈ زکلرک بھلور
۲۸	قاضی یوسف علی صاحب ملازم پولیس ریاست حیدر	۵۲	بابو نور احمد صاحب سٹیشن ماسٹر ٹائی پور
۲۹	میاں محمد خاں صاحب ملازم ریاست کپورتھلہ	۵۳	منشی نور الدین صاحب ڈراما فٹسمین گوجرانوالہ
۳۰	منشی فیاض علی صاحب محرر ریاست //	۵۴	بابو چرانغ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لیہ
۳۱	منشی گوہر علی صاحب سب پوٹھما سٹرجنل اندھر	۵۵	مرزا غلام رسول صاحب ٹیلیگراف آفس کراچی
۳۲	ڈاکٹر عبدالشکور صاحب سرسہ	۵۶	مرزا امین بیگ صاحب سوار ریاست جے پور

۵۷	منشی عبدالرحمن صاحب ملازم ریاست کپورتھلہ	۸۲	مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ریکارڈ کیمپ
۵۸	مرزا اکبر بیگ سارجنٹ درج اول حصار		ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں
۵۹	سید چیون علی صاحب اکوئٹٹ محکمہ پولیس الہ آباد	۸۳	ڈاکٹر فیض قادر صاحب ویٹری سائنٹ ریاست کپورتھلہ
۶۰	سید فرزند علی صاحب ملازم پولیس الہ آباد	۸۴	مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر مہندر کالج ریاست پٹیالہ
۶۱	سید ولد علی صاحب اکوئٹٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس الہ آباد	۸۵	مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب معتمد مصارف ریاست حیدرآباد دکن و استاد مدارالمہام صاحب بہادر ریاست مذکور
۶۲	میاں عبدالقادر خان صاحب مدرس ضلع بودیانہ		
۶۳	مرزا نیا ز بیگ صاحب پنشنر ضلع دارنیکس کلانور	۸۶	مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل ملازم ہائی سکول جموں
۶۴	مولوی سلطان محمود صاحب اکوئٹٹ میلا پور مدراس		
۶۵	مولوی عبدالرحمن صاحب ملازم دفتر ضلع جھنگ	۸۷	منشی غلام محمد صاحب دفتر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت
۶۶	منشی مولا بخش صاحب کلارک ریلوے لاہور	۸۸	ڈاکٹر رحمت علی صاحب مہاسبہ یوگنڈا ریلوے
۶۷	بابو محمد افضل صاحب کلرک مہاسبہ یوگنڈا ریلوے	۸۹	شیخ محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس محکمہ ریلوے دہلی
۶۸	منشی روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈنڈوت جہلم	۹۰	شیخ فتح محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر کشتواڑ
۶۹	میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولیس جہلم	۹۱	مولوی صفدر علی صاحب مہتمم محکمہ تعمیرات ریاست حیدرآباد دکن
۷۰	حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولیس جہلم		
۷۱	حافظ فضل احمد صاحب اگزیکیوٹو آفس لاہور	۹۲	حافظ محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریاست جموں
۷۲	منشی اورڈا صاحب نقشہ نویس مجسٹریٹ ریاست کپورتھلہ	۹۳	شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے مترجم ڈویژنل کورٹ ملتان
۷۳	مولوی وزیر الدین صاحب مدرس کائگڑہ	۹۴	مولوی ابو عبدالعزیز محمد صاحب دفتر پنجاب یونیورسٹی
۷۴	منشی نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر دینا نگر	۹۵	ڈاکٹر ظہور اللہ صاحب سول سرجن ریاست حیدرآباد دکن
۷۵	منشی شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دینا ضلع جہلم		
۷۶	مولوی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ	۹۶	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ہوس سرجن ہسپتال
۷۷	منشی فتح محمد صاحب بزدار اسٹنٹ پوسٹ ماسٹر ڈیرہ اسماعیل خاں	۹۷	منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر نارووال ضلع سیالکوٹ
۷۸	میر ذوالفقار علی صاحب ضلع دارنہر سنگرور	۹۸	منشی جلال الدین صاحب پنشنر میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲
۷۹	منشی وزیر خان صاحب سب اوور سیر بلب گڈھ	۹۹	مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست
۸۰	منشی گلاب خاں صاحب سب اوور سیر ملٹری ورکس	۱۰۰	شیخ عبدالرحیم صاحب سابق لیس دفعہ ارسالہ نمبر ۱۲
۸۱	صادق حسین صاحب وکیل مرحوم اثاواہ		

۱۰۱	سید میر ناصر نواب صاحب پنشنر نقشہ نویس	۱۲۲	منشی محمد یوسف صاحب نائب تحصیلدار کوہاٹ
۱۰۲	سید حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ۔	۱۲۳	منشی رجب علی صاحب پنشنر ساکن جہونی کہنہ الہ آباد
۱۰۳	چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر دہلی	۱۲۴	منشی قادر علی صاحب کلرک مدراس
۱۰۴	ڈاکٹر قاضی کرم الہی صاحب نائب سپرنٹنڈنٹ لیونٹک اسائیلیم لاہور	۱۲۵	منشی سراج الدین صاحب تزل کھیڑی کلرک مدراس
۱۰۵	ڈاکٹر محبوب علی صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ	۱۲۶	مولوی عبدالقادر صاحب مدرس جمال پور لوڈیانہ
۱۰۶	منشی اللہ داد صاحب کلرک دفتر رجسٹرار چھاؤنی شاہ پور	۱۲۷	شیخ کرم الہی صاحب کلرک ریلوے پٹیالہ
۱۰۷	بابو محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے لاہور	۱۲۸	منشی امانت خان صاحب نادون کانگڑہ
۱۰۸	منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی	۱۲۹	مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مانا نوالہ
۱۰۹	بابو علی احمد صاحب ریلوے آفس لاہور	۱۳۰	خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلڈیر
۱۱۰	منشی محمد الدین صاحب پٹواری بلانی تحصیل کھاریاں	۱۳۱	منشی صادق حسین صاحب مختار عدالت اثاؤہ
۱۱۱	میاں مولانا داد صاحب سرویر ریلوے	۱۳۲	مولوی ابوالحمید صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن
۱۱۲	مولوی سید محمد احسن صاحب سابق منشی واسریگل	۱۳۳	مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن
۱۱۳	باڈی گارڈ مہتمم مصارف ریاست بھوپال رئیس امر وہہ	۱۳۴	محمد یعقوب صاحب معلم یورپین ڈیرہ دون
۱۱۴	منشی عطاء محمد صاحب سب اوور سیرمیوٹیل کمیٹی سیالکوٹ	۱۳۵	مرزا فضل بیگ صاحب مختار عدالت قصور ضلع لاہور
۱۱۵	میاں جان محمد صاحب مرحوم قادیان	۱۳۶	منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ
۱۱۶	منشی محمد سعید صاحب ٹیلیگراف ماسٹرز خاندان حکماء شاہی	۱۳۷	منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپورتھلہ
۱۱۷	حکیم محمد حسین صاحب کوچہ کند بگراں لاہور	۱۳۸	سید مولوی ظہور علی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن
۱۱۸	حکیم محمد حسین صاحب بھائی دروازہ لاہور	۱۳۹	چودھری شہاب الدین صاحب بی اے۔ ایل ایل بی کلاس لاہور
۱۱۹	میر مردان علی صاحب مہتمم دفتر اکوئنٹ جنرل ریاست حیدرآباد	۱۴۰	مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل فٹچ گڑھ ضلع فرخ آباد
۱۲۰	منشی عبدالعزیز صاحب محافظ دفتر نہر جنم غربی دہلی	۱۴۱	سردار محمد جلال الدین خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ گوجرانوالہ
۱۲۱	بابو مہتاب الدین صاحب ریلیوگ سٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے۔	۱۴۲	مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار پشاور
	مولوی فتح محمد صاحب اول مدرس مدرسہ خانقاہ ڈوگران	۱۴۳	راجہ پابندہ خان صاحب رئیس داراپور ضلع جہلم
		۱۴۴	میاں سراج الدین صاحب رئیس کوٹ سراج الدین گوجرانوالہ

۱۴۵	سردار محمد باقر خان صاحب قزلباش خلف الصدق	۱۶۶	چودھری نبی بخش صاحب رئیس پٹالہ
	سردار محمد اکبر خان صاحب مرحوم سابق تحصیلدار کانگڑہ	۱۶۷	شہزادہ عبدالحمید خاں صاحب لودیانہ
۱۴۶	راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ برادر محمد نواب	۱۶۸	مولوی برہان الدین صاحب لکھڑہ جہلم
	خان صاحب تحصیلدار جہلم	۱۶۹	میاں غلام دستگیر صاحب سلوڑی میلا پور مدراس
۱۴۷	میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور از خاندان	۱۷۰	مولوی عبدالکریم صاحب خلف الرشید میاں محمد سلطان
	میاں محمد سلطان صاحب مرحوم رئیس اعظم لاہور		صاحب میونسپل کمشنر لودیانہ
۱۴۸	مفتی محمد صادق صاحب رئیس بھیرہ	۱۷۱	منشی قمر الدین صاحب مدرس آریہ سکول لدھیانہ
۱۴۹	مرزا محمد یوسف بیگ صاحب رئیس سامانہ پٹیالہ	۱۷۲	منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر لودیانہ
۱۵۰	مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس بھیرہ سابق	۱۷۳	پیر جی خدا بخش صاحب مرحوم تاجر ڈیرہ دون
	طیب شاہی ریاست جموں و کشمیر	۱۷۴	شیخ چراغ علی صاحب نبردار تھہ غلام نبی گورداسپور
۱۵۱	نواب سراج الدین صاحب از خاندان ریاست لوہارو	۱۷۵	مرزا ایوب بیگ صاحب خلف الرشید مرزا نیاں بیگ
	سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزلباش خلف الرشید جرنیل		صاحب رئیس کلانور
۱۵۲	عبدالرحمن خان صاحب قزلباش ملازم سردار ایوب خان صاحب	۱۷۶	شیر محمد خاں صاحب رئیس بھکر محمد ن کانج علی گڑھ
۱۵۳	راجہ عطاء اللہ خان صاحب رئیس یاڑی پور کشمیر	۱۷۷	حافظ عبدالعلی صاحب محمد ن کانج علی گڑھ
۱۵۴	مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس بھیرہ	۱۷۸	مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس پٹیالہ
۱۵۵	صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی رئیس سرساوہ	۱۷۹	منشی عبدالرحمن صاحب سنوری پٹواری پٹیالہ
۱۵۶	حافظ فتح الدین صاحب نمبر دار مراریہ ریاست کپورتھلہ	۱۸۰	شیخ رحمت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ مالک بمبئی ہوس لاہور
۱۵۷	میاں شرف الدین صاحب نمبر دار کوٹلہ فقیر ضلع جہلم	۱۸۱	حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا ساجن کپنی مدراس
۱۵۸	میاں محمد خان صاحب نمبر دار جسٹس وال ضلع امرتسر	۱۸۲	خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر لاہور
۱۵۹	مخدوم محمد صدیق صاحب رئیس ضلع شاہ پور	۱۸۳	چودھری محمد سلطان صاحب تاجر میونسپل کمشنر سیالکوٹ
۱۶۰	سید محمد انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہرودئی	۱۸۴	سیٹھ صالح محمد صاحب تاجر مدراس
۱۶۱	حاجی حافظ مولوی فضل الدین صاحب رئیس بھیرہ و تاجر	۱۸۵	میاں محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار چوب پٹالہ
۱۶۲	حکیم سید حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ	۱۸۶	سیٹھ اسماعیل آدم صاحب امبریلہ مرچنٹ بمبئی
۱۶۳	منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس حاجی پور۔ کپورتھلہ	۱۸۷	میاں نبی بخش صاحب تاجر پشیمینہ و فوگر امرتسر
۱۶۴	مرزا رسول بیگ صاحب رئیس کلانور	۱۸۸	سیٹھ اسحاق حاجی محمد صاحب تاجر مدراس
۱۶۵	حکیم فضل الہی صاحب رئیس کوٹ بھو اینداس	۱۸۹	قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکر لدھیانہ

۱۹۰	نشی محمد جان صاحب تاجروزیر آباد	۲۱۱	احمد دین و محمد بخش تاجران ملتان
۱۹۱	سیٹھ دال جی لال جی صاحب جنرل مرچنٹ مدراس	۲۱۲	میاں قطب الدین صاحب مس گر امرتسر
۱۹۲	سیٹھ موسیٰ صاحب جنرل مرچنٹ اینڈ کمیشن ایجنٹ	۲۱۳	تاج محمد خاں صاحب کلرک میونسپل کمیٹی لودیانہ
۱۹۳	جمال الدین و امام الدین و خیر الدین تاجران سیکھواں	۲۱۴	میاں چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار گجرات
۱۹۴	شیخ کرم الہی صاحب ایجنٹ شیخ محمد رفیع برادر جنرل	۲۱۵	نشی عطاء محمد صاحب تاجرواشا مپ فروش چنیوٹ
	مرچنٹ لاہور۔	۲۱۶	میاں عبدالخالق صاحب دوکاندار امرتسر
۱۹۵	حاجی مہدی بغدادی صاحب انڈیگو مرچنٹ مدراس	۲۱۷	میاں محمد امین صاحب تاجر کتب جہلم
۱۹۶	خواجہ عزیز الدین صاحب تاجر لاہور	۲۱۸	شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی
۱۹۷	سیٹھ احمد عبدالرحمن صاحب فرم آف ساجن کمپنی	۲۱۹	نشی محمد ابراہیم صاحب تاجر گبرون لدھیانہ
	مدراس	۲۲۰	سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
۱۹۸	خواجہ غلام محی الدین صاحب سوداگر پشمینہ کلکتہ کولہولہ	۲۲۱	ڈاکٹر نور محمد صاحب پروپرائیٹرز شفا خانہ و ایڈیٹر رسالہ
	۱۹۹		بہمد رحمت لاہور
	۲۰۰		مولوی حکیم نور محمد صاحب مالک شفا خانہ نوری
	۲۰۱		رکس موکل ضلع لاہور
	۲۰۲		شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیاں
	۲۰۳		مولوی عبدالخالق صاحب ایڈیٹر نسیم صبا بنگلور
	۲۰۴		شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر
	۲۰۵		مولوی قطب الدین صاحب واعظ اسلام بدولٹی
	۲۰۶		مولوی ابویوسف مبارک علی صاحب چھاؤنی سیالکوٹ
	۲۰۷		حکیم مولوی سید حبیب شاہ صاحب خوشاب
	۲۰۸		صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لودیانہ خلف الرشید
	۲۰۹		اخویم حضرت نشی حاجی احمد جان صاحب مرحوم
	۲۱۰		صاحبزادہ منظور محمد صاحب سابق اہلحد پولیس
			دفتر کونسل جموں
			قاضی زین العابدین صاحب خانپور ریاست پٹیالہ
			شاہ رکن الدین احمد صاحب سجادہ نشین کڑھ ضلع الہ آباد
			میاں محمد جان صاحب تاجروزیر آباد
			سیٹھ علی محمد صاحب حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ بنگلور
			میاں محمد دین صاحب تاجر پروپرائیٹرز میٹنگ جموں

۲۳۳	مولوی عبدالرحیم صاحب بنگور	۲۵۶	شیخ حامد علی صاحب زمیندار تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور
۲۳۴	مولوی عبدالکلیم صاحب دہاروار علاقہ بمبئی	۲۵۷	مولوی محمد فضل صاحب چنگوی ضلع راولپنڈی
۲۳۵	مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پورا آسام	۲۵۸	ڈاکٹر فیض احمد صاحب دیکسی نیٹر ضلع ہزارہ
۲۳۶	رحمن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ	۲۵۹	حافظ علاء الدین صاحب کامل پور راولپنڈی
۲۳۷	حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم لودیانہ	۲۶۰	میاں غلام حسین صاحب رہتاسی قادیاں
۲۳۸	مولوی محمد حسین صاحب ریاست کپورتھلہ	۲۶۱	مولوی عبدالقادر صاحب لودیانہ
۲۳۹	شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی جہلم	۲۶۲	حکیم محمد حسین صاحب مدرس اسلامیہ سکول راولپنڈی
۲۴۰	قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ گوجرانوالہ	۲۶۳	خوشحال خاں صاحب رئیس باریکاب ضلع راولپنڈی
۲۴۱	حافظ عبدالرحمن صاحب وکیل مدرسہ انور الرحمن ملتان ساکن بٹالہ	۲۶۴	منشی خادم حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ //
//	مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم لاہور	۲۶۵	قاضی غلام حسین صاحب کلرک دفتر اگیٹرز ریلوے لاہور
۲۴۲	مستری حاجی عصمت اللہ صاحب لودیانہ	۲۶۶	حافظ حکیم قادر بخش صاحب احمد آباد ضلع جہلم
۲۴۳	حاجی محمد امیر خان صاحب مہتمم گاڑی شکر مہارنپور	۲۶۷	میاں قطب الدین صاحب ساکن کوٹلہ فقیر جہلم
۲۴۴	مولوی محمد افضل صاحب ساکن گملہ ضلع گجرات	۲۶۸	قاضی عبدالوہاب خان صاحب نائب قاضی ضلع بلا سپور ممالک متوسط
۲۴۵	مولوی محمد اکرم صاحب فرزند رشید ایضاً	۲۶۹	حافظ حاجی احمد اللہ خاں صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیاں
۲۴۶	مولوی خان ملک صاحب موضع کھیوال ضلع جہلم	۲۷۰	غلام محی الدین صاحب عرضی نویس جہلم
۲۴۷	مولوی عبدالرحمن صاحب خلف الرشید ایضاً	۲۷۱	عبدالرحمن پٹواری سنام ریاست پٹیالہ
۲۴۸	سید احمد علی شاہ صاحب سفید پوش ضلع سیالکوٹ	۲۷۲	منشی ہاشم علی برنالہ //
۲۴۹	سید احمد حسین صاحب طیب گواریار	۲۷۳	عبدالحق صاحب ٹیچر بٹالہ
۲۵۰	حکیم محمد حسین صاحب طیب ریاست گواریار	۲۷۴	منشی کرم الہی صاحب مدرس نصرت اسلام لاہور
۲۵۱	بابونو رالدین صاحب نقشہ نویس پبلک وکس گوجرانوالہ	۲۷۵	خطیب نعت علی صاحب اپیل نویس بٹالہ
۲۵۲	شیخ ہدایت اللہ صاحب تاجر پشاور	۲۷۶	میاں کرم الہی صاحب کنسٹیبل پولیس لودیانہ
۲۵۳	میاں فضل الہی صاحب نمبر دار فیض اللہ چک گورداسپور	۲۷۷	منشی امام الدین صاحب پٹواری لوچپ
۲۵۴	احمد علی صاحب نمبر دار وزیر چک //	۲۷۸	منشی رحیم الدین صاحب حبیب والہ ضلع بجنور
۲۵۵	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب پروپرائٹرز شعلہ نور پریس بٹالہ	۲۷۹	امام الدین صاحب کمپونڈ رشفنا خانہ لالہ موسیٰ

محمد علی شاہ مدرس غوطہ سیالکوٹ	۳۰۰	شیخ عبداللہ دیوان چند ناظم شفا خانہ حمایت اسلام لاہور	۲۸۰
عبدالمجید صاحب محرر لوکل فنڈ پٹھان کوٹ	۳۰۱	حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک گورد اسپور	۲۸۱
محمد خاں صاحب محرر جیل راولپنڈی	۳۰۲	حافظ غلام محی الدین صاحب بھیروی قادیان	۲۸۲
محمد اکبر خان صاحب سنور	۳۰۳	مسح اللہ خاں صاحب ملازم آگڑ کٹوا نجینئر صاحب ملتان	۲۸۳
مولوی محمد یوسف صاحب مدرس سنور	۳۰۴	مولوی سردار محمد صاحب برادر زادہ مولوی صاحب	۲۸۴
محمد حسن خان صاحب رئیس سنور	۳۰۵	حکیم نور الدین صاحب بھیرہ	۲۸۴
میاں کریم بخش صاحب مرحوم جمال پوری سابق مرید	۳۰۶	مشی اللہ دتا صاحب یورپین ٹیچر سیالکوٹ	۲۸۵
گلاب شاہ مجذوب پیشگوئی والدہ کتاب نشان آسانی	۳۰۷	راجہ غلام حیدر خان صاحب رئیس یاڑی پور کشمیر	۲۸۶
ملائق نظام الدین صاحب کتب فروش لودیانہ	۳۰۷	مولوی نظام الدین صاحب رنگ پو ضلع مظفر گڑھ	۲۸۷
میاں اللہ دیا صاحب واعظ لودیانہ	۳۰۸	مولوی جمال الدین صاحب سیدوالہ منگمری	۲۸۸
میاں شہاب الدین صاحب پشتر باجوہ والد لودیانہ	۳۰۹	میاں عبداللہ صاحب زمیندار ٹھٹھہ سفیر کا	۲۸۹
احمد جان صاحب خیاط پشاور	۳۱۰	میاں سراج الدین صاحب عطار سرہند	۲۹۰
میاں محمد اسماعیل صاحب سرساوہ	۳۱۱	محمد حیات صاحب سارجنٹ پولس سیالکوٹ	۲۹۱
غلام محی الدین خان صاحب خلف الرشید ڈاکٹر	۳۱۲	مشی نیاز علی صاحب	۲۹۲
بوڑے خاں صاحب قصور	۳۱۲	محمد الدین صاحب کنسٹیبل	۲۹۳
میاں غلام قادر صاحب پٹواری مرحوم سنور	۳۱۳	حکیم احمد الدین صاحب نقل نولیس	۲۹۴
مولوی غلام حسین صاحب لاہور	۳۱۴	ڈاکٹر کریم بخش ہاسپٹل اسٹنٹ.....	۲۹۵
مولوی حسن علی صاحب مرحوم مسلم مشنری صاحب	۳۱۵	حافظ محمد قاری صاحب جہلم	۲۹۶
رسالہ نور الاسلام سابق ہیڈ ماسٹر پٹنہ سکول۔ بھاگپوری	۳۱۶	میاں نجم الدین صاحب تاجر کتب بھیرہ	۲۹۷
سید مظاہر الحق صاحب رئیس اٹا وہ	۳۱۶	مستری جمال مالک کارخانہ روئی	۲۹۸
		مولوی فضل محمد صاحب موضع ہریاں گورد اسپور	۲۹۹

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورد اسپور

۲۴ فروری ۱۸۹۸ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ

پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ اور صلحاء اور اہل اللہ باصفا
سے حضرت عزت اللہ جلّ شانہ کی قسم دے کر ایک

درخواست

اے بزرگان دین و عباد اللہ الصالحین میں اس وقت اللہ جلّ شانہ کی قسم دے کر
ایک ایسی درخواست آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس پر توجہ کرنا آپ صاحبوں پر رفعِ فتنہ
و فساد کے لئے فرض ہے۔ کیونکہ آپ لوگ فراست اور بصیرت رکھتے ہیں۔ اور نہ صرف اٹکل
سے بلکہ نور اللہ سے دیکھتے ہیں اور اگرچہ ایسے ضروری امر میں جس میں تمام مسلمانوں کی
ہمدردی ہے اور اسلام کے ایک بڑے بھاری تفرقہ کو مٹانا ہے قسم کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی
مگر چونکہ بعض صاحب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے بعض مصالح کی وجہ سے خاموش رہنا
پسند کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ سچی شہادت میں عام لوگوں کی ناراضگی متصور ہے اور
جھوٹ بولنے میں معصیت ہے اور نہیں سمجھتے کہ اخفاء شہادت بھی ایک معصیت ہے ان
لوگوں کو توجہ دلانے کے لئے قسم دینے کی ضرورت پڑی۔

اے بزرگان دین وہ امر جس کے لئے آپ صاحبوں کو اللہ جلّ شانہ کی
قسم دے کر اس کے کرنے کے لئے آپ کو مجبور کرتا ہوں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے
عین ضلالت اور فتنہ کے وقت میں اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر
اصلاح خلق اللہ کے لئے مجدّد و کر کے بھیجا۔ اور چونکہ اس صدی کا بھارا فتنہ جس
نے اسلام کو نقصان پہنچایا تھا، عیسائی پادریوں کا فتنہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے
اس عاجز کا نام مسیح موعود رکھا۔ اور یہ نام یعنی مسیح موعود وہی نام ہے جس کی ہمارے

﴿۲﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی اور خدا تعالیٰ سے وعدہ مقرر ہو چکا تھا کہ تثلیث کے غلبہ کے زمانہ میں اس نام پر ایک مجدد آئے گا جس کے ہاتھ پر کسر صلیب مقدر ہے۔ اس لئے صحیح بخاری میں اس مجدد کی یہی تعریف لکھی ہے کہ وہ امت محمدیہ میں سے ان کا ایک امام ہوگا اور صلیب کو توڑے گا۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت آئے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور وہ آسمانی حربہ مجھے عطا کیا جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں۔ مگر افسوس کہ اس ملک کے کوتاہ اندیش علماء نے مجھے قبول نہیں کیا۔ اور نہایت بیہودہ عذرات پیش کئے جن کو ہر ایک پہلو سے توڑا گیا۔ انہوں نے یہ ایک لغو خیال پیش کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر منارہ دمشق کے پاس آخری زمانہ میں اتریں گے۔ اور وہی مسیح موعود ہوں گے۔ پس ان کو جواب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے جانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ایک حدیث بھی جو صحیح مرفوع متصل ہو ایسی نہیں ملے گی جس سے ان کا زندہ آسمان پر چلے جانا ثابت ہوتا ہو۔ بلکہ قرآن شریف صریح ان کی وفات کا بیان فرماتا ہے۔ اور بڑے بڑے اکابر علماء جیسے ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہما ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پھر جبکہ نصوص قطعہ سے ان کا وفات پانا ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر یہ امید رکھنا کہ وہ کسی وقت دمشق کے شرقی منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔ کس قدر غلط خیال ہے۔ بلکہ اس صورت میں دمشق حدیث کے وہ معنی کرنے چاہئیں جو قرآن اور دوسری حدیثوں سے مخالفت نہ رکھتے ہوں اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول اجلال و اکرام جو ایک روحانی نزول ہے دمشق کے مشرقی منارہ تک اپنے انوار دکھلائے گا۔ چونکہ دمشق تثلیث کے خبیث درخت کا اصل منبت ہے اور اسی جگہ سے اس خراب عقیدہ کی پیدائش ہوئی ہے اس لئے اشارہ

فرمایا گیا کہ مسیح موعود کا نور نزول فرما کر اس جگہ تک پھیلے گا جہاں تثلیث کا مسقط الراس ہے مگر افسوس کہ علماء مخالفین نے اس صاف اور صریح مسئلہ کو قبول نہیں کیا۔ پھر یہ بھی نہیں سوچا کہ قرآن شریف اس لئے آیا ہے کہ تا پہلے اختلافات کا فیصلہ کرے۔ اور یہود اور نصاریٰ نے جو حضرت عیسیٰ کے دفع الی السماء میں اختلاف کیا تھا جس کا قرآن نے فیصلہ کرنا تھا۔ وہ رفع جسمانی نہیں تھا۔ بلکہ تمام جھگڑا اور تنازع روحانی رفع کے بارے میں تھا۔ یہود کہتے تھے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ لعنتی ہے۔ یعنی خدا کی درگاہ سے رد کیا گیا اور خدا سے دور کیا گیا اور رحمت الہی سے بے نصیب کیا گیا جس کا رفع الی اللہ ہرگز نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ مصلوب ہوا۔ اور مصلوب تو ریت کے حکم کے رو سے رفع الی اللہ سے بے نصیب ہوتا ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں لعنتی کہتے ہیں۔ تو ریت کا یہ منشاء تھا کہ سچا نبی کبھی مصلوب نہیں ہوتا۔ اور جب مصلوب جھوٹا ٹھہرا تو بلاشبہ وہ لعنتی ہوا جس کا رفع الی اللہ غیر ممکن ہے۔ اور اسلامی عقیدہ کی طرح یہود کا بھی عقیدہ تھا کہ مومن مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے کا فر ٹھہرانے کے لئے یہود کے ہاتھ میں یہ دلیل تھی کہ وہ سولی دیا گیا ہے۔ اور جو شخص سولی دیا جائے اس کا تو ریت کے رو سے رفع الی السماء نہیں ہوتا یعنی وہ مرنے کے بعد آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا۔ بلکہ ملعون ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کا کا فر ہونا لازم آیا اور اس دلیل کے ماننے سے عیسائیوں کو چارہ نہ تھا کیونکہ تو ریت میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے اس بات کے ٹالنے کیلئے دو بہانے بنائے۔ ایک یہ کہ اس بات کو مان لیا کہ بیشک یسوع جس کا دوسرا نام عیسیٰ ہے مصلوب ہو کر لعنتی ہوا۔ مگر وہ لعنت صرف تین دن تک رہی پھر بجائے اس کے دفع الی اللہ اس کو حاصل ہوا۔ اور دوسرا یہ بہانہ بنایا گیا کہ چند ایسے آدمیوں نے جو حواری نہیں تھے

گواہی بھی دے دی کہ ہم نے یسوع کو آسمان پر چڑھتے بھی دیکھا گویا رفع الی اللہ ہو گیا۔ جس سے مومن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ گواہی جھوٹی تھی جو نہایت مشکل کے وقت بنائی گئی۔ بات یہ ہے کہ جب یہود نے حواریوں کو ہر روز دق کرنا شروع کیا کہ بوجہ مصلوبیت یسوع کا لعنتی ہونا ثابت ہو گیا یعنی رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ تو اس اعتراض کے جواب سے عیسائی نہایت تنگ آ گئے اور ان کو یہودیوں کے سامنے منہ دکھلانے کی جگہ نہ رہی تب بعض مفتری حیلہ سازوں نے یہ گواہی دے دی کہ ہم نے یسوع کو آسمان پر چڑھتے دیکھا ہے پھر کیونکر اس کا رفع نہیں ہوا۔ مگر اس گواہی میں گویا بالکل جھوٹ سے کام لیا تھا مگر پھر بھی ایسی شہادت کو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ یہودیوں کا اعتراض رفع روحانی کی نسبت تھا جس کی بنیاد تورات پر تھی اور رفع جسمانی کی کوئی بحث نہ تھی۔ اور ماسوا اس کے جسمانی طور پر اگر کوئی بفرض محال پرندوں کی طرح پرواز بھی کرے اور آنکھوں سے غائب ہو جائے تو کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ وہ درحقیقت کسی آسمان پر جا پہنچا ہے؟ عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی تھی جو انہوں نے ایسا منصوبہ بنایا۔ ورنہ اس کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ ساری بحث روحانی رفع کے متعلق تھی جس سے لعنت کا مفہوم روکتا تھا۔ افسوس ان کو یہ خیال نہ آیا کہ تورات میں جو لکھا ہے جو مصلوب کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا تو یہ تو سچے نبیوں کی عام علامت رکھی گئی تھی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صلیبی موت جراثیم پیشہ کی موت ہے اور سچے نبیوں کے لئے یہ پیشگوئی تھی کہ وہ جراثیم پیشہ کی موت سے نہیں مرے گے۔ اسی لئے حضرت آدم سے لے کر آخر تک کوئی سچا نبی مصلوب نہیں ہوا۔ پس اس امر کو رفع جسمانی سے کیا علاقہ تھا ورنہ لازم آتا ہے کہ ہر ایک سچا نبی معہ جسم عنصری آسمان پر گیا ہو۔ اور جو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہ گیا ہو وہ جھوٹا ہو۔ غرض تمام جھگڑا رفع روحانی میں تھا۔ جو چھ سو برس تک فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر

قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا اسی کی طرف اللہ جلّ شانہ نے اشارہ فرمایا ہے:-
 يُعِيسَىٰ اِذَا مَتَوَفَّيْتُكَ وَرَافِعُكَ اِلَى الْمَاءِ - یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات
 دوں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا یعنی تو مصلوب نہیں ہوگا۔ اس آیت میں یہود کے
 اس قول کا رد ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ مصلوب ہو گیا اس لئے ملعون ہے۔ اور خدا کی
 طرف اس کا رفع نہیں ہوا۔ اور عیسائی کہتے تھے کہ تین دن لعنتی رہ کر پھر رفع ہوا۔ اور اس
 آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ بعد وفات بلا توقف خدا تعالیٰ کی طرف عیسیٰ کا رفع روحانی ہوا
 اور خدا تعالیٰ نے اس جگہ رافعک الی السماء نہیں کہا بلکہ رافعک اِلَى الْمَاءِ فرمایا
 تا رفع جسمانی کا شبہ نہ گزرے۔ کیونکہ جو خدا کی طرف جاتا ہے وہ روح سے جاتا ہے
 نہ جسم سے اِرْجَعِي اِلَى رِبِّكِ - اے اس کی نظیر ہے۔ غرض اس طرح پر یہ جھگڑا فیصلہ پایا۔ مگر
 ہمارے نادان مخالف جو رفع جسمانی کے قائل ہیں وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جسمانی رفع
 امر متنازع فیہ نہ تھا۔ اور اگر اس بے تعلق امر کو بضر محال قبول کر لیں تو پھر یہ سوال ہوگا کہ
 جو روحانی رفع کے متعلق یہود اور نصاریٰ میں جھگڑا تھا۔ اس کا فیصلہ قرآن کی کن آیات میں
 بیان فرمایا گیا ہے۔ آ خر لوٹ کر اسی طرف آنا پڑے گا کہ وہ آیات یہی ہیں۔

یہ تو نقلی طور پر ہمارا الزام مخالفین پر ہے۔ اور ایسا ہی عقلی طور پر بھی وہ ملزم ٹھہرتے
 ہیں۔ کیونکہ جب سے دنیا کی بنا ڈالی گئی ہے یہ عادت اللہ نہیں کہ کوئی شخص زندہ اسی جسم
 عنصری کے ساتھ کئی سو سال آسمان پر بود و باش اختیار کرے اور پھر کسی دوسرے وقت
 زمین پر اتر آوے۔ اگر یہ عادت اللہ ہوتی تو دنیا میں کئی نظیریں اس کی پائی جاتیں۔ یہودیوں
 کو یہ گمان تھا کہ ایلیا آسمان پر گیا اور پھر آئے گا۔ مگر خود حضرت مسیح نے اس گمان کو باطل
 ٹھہرایا اور ایلیا کے نزول سے مراد یوحنا کو لے لیا جو اسلام میں یحییٰ کے نام سے موسوم ہے
 حالانکہ ظاہر نص یہی کہتا تھا کہ ایلیا واپس آئے گا۔ ہر ایک فوق العادہ عقیدہ کی نظیر طلب
 کرنا محققوں کا کام ہے تا کسی گمراہی میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ جو بات خدا کی طرف سے

ہو۔ اس کے اور بھی نظائر پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بات سچ ہے کہ اس دنیا میں واقعات صحیحہ کے لئے نظیریں ہوتی ہیں مگر باطل کے لئے کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ اسی اصول محکم سے ہم عیسائیوں کے عقیدہ کو رد کرتے ہیں۔ خدا نے دنیا میں جو کام کیا وہ اس کی عادت اور سنت قدیم میں ضرور داخل ہونا چاہیے۔ سوا اگر خدا نے دنیا میں ملعون اور مصلوب ہونے کے لئے اپنا بیٹا بھیجا تو ضرور یہ بھی اس کی عادت ہوگی کہ کبھی بیٹا بھی بھیج دیتا ہے۔ پس ثابت کرنا چاہیے کہ پہلے اس سے اس کے کتنے بیٹے اس کام کے لئے آئے۔ کیونکہ اگر اب بیٹا بھیجنے کی ضرورت پڑی ہے تو پہلے بھی اس ازلی خالق کو کسی نہ کسی زمانہ میں ضرور پڑی ہوگی۔ غرض خدا تعالیٰ کے سارے کام سنت اور عادت کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں اور جو امر عادت اللہ سے باہر بیان کیا جائے تو عقل ایسے عقیدہ کو دور سے دھکے دیتی ہے۔

باقی رہی کشفی اور الہامی گواہی سو کشف اور الہام جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ یہی بتلا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور ان کا دوبارہ دنیا میں آنا یہی تھا کہ ایک خدا کا بندہ ان کی قوت اور طبع میں ہو کر ظاہر ہو گیا۔ اور میرے بیان کے صدق پر اللہ جلّ شانہ نے کئی طرح کے نشان ظاہر فرمائے اور چاند سورج کو میری تصدیق کے لئے خسوف کسوف کی حالت میں رمضان میں جمع کیا۔ اور مخالفوں سے کشتی کی طرح مقابلہ کرا کے آخر ہر ایک میدان میں اعجازی طور پر مجھے فتح دی۔ اور دوسرے بہت سے نشان دکھلائے جن کی تفصیل رسالہ سراج منیر اور دوسرے رسالوں میں درج ہے۔ لیکن باوجود نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و شواہد عقلیہ و آیات سماویہ پھر بھی عالم طبع مخالف اپنے ظلم سے باز نہ آئے۔ اور طرح طرح کے افتراؤں سے مدد لے کر محض ظلم کے رو سے تکذیب کر رہے ہیں۔ لہذا اب مجھے اتمام حجت کے لئے ایک اور تجویز خیال میں آئی ہے اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے اور یہ تفرقہ جس نے ہزار ہا

مسلمانوں میں سخت عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے رو باصلاح ہو جائے۔

اور وہ یہ ہے

کہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء اور مردان باصفا کی خدمت میں اللہ جلّ شانہ کی قسم دے کر التجا کی جائے کہ وہ میرے بارے میں اور میرے دعوے کے بارے میں دعا اور تضرع اور استخارہ سے جناب الہی میں توجہ کریں۔ پھر اگر ان کے الہامات اور کشوف اور رؤیا صادقہ سے جو **حلفاً** شائع کریں کثرت اس طرف نکلے کہ گویا یہ عاجز کذاب اور مفتری ہے تو بیشک تمام لوگ مجھے مردود اور مخدول اور ملعون اور مفتری اور کذاب خیال کر لیں اور جس قدر چاہیں لعنتیں بھیجیں ان کو کچھ بھی گناہ نہیں ہوگا۔ اور اس صورت میں ہر ایک ایماندار کو لازم ہوگا کہ مجھ سے پرہیز کرے۔ اور اس تجویز سے بہت آسانی کے ساتھ مجھ پر اور میری جماعت پر وبال آجائے گا لیکن اگر کشوف اور الہامات اور رؤیا صادقہ کی کثرت اس طرف ہو کہ یہ عاجز منجانب اللہ اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو پھر ہر ایک خدا ترس پر لازم ہوگا کہ میری پیروی کرے۔ اور تکفیر اور تکذیب سے باز آوے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص کو آخر ایک دن مرنا ہے پس اگر حق کے قبول کرنے کے لئے اس دنیا میں کوئی ذلت بھی پیش آئے تو وہ آخرت کی ذلت سے بہتر ہے۔ لہذا میں تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اللہ جلّ شانہ کی قسم دیتا ہوں جس کے نام پر گردن رکھ دینا سچے دین داروں کا کام ہے کہ وہ میرے بارے میں جناب الہی میں کم سے کم اکیس روز توجہ کریں یعنی اس صورت میں کہ اکیس روز سے پہلے کچھ معلوم نہ ہو سکے اور خدا سے انکشاف اس حقیقت کا چاہیں کہ میں کون ہوں؟ آیا کذاب ہوں یا منجانب اللہ۔ میں بار بار بزرگان دین کی خدمت میں اللہ جلّ شانہ کی قسم دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ ضرور اکیس روز تک اگر اس سے

پہلے معلوم نہ ہو سکے۔ اس تفرقہ کے دور کرنے کے لئے دعا اور توجہ کریں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی قسم سن کر پھر التفات نہ کرنا راستبازوں کا کام نہیں☆ اور میں جانتا ہوں کہ اس قسم کو سن کر ہر ایک پاک دل اور خدا تعالیٰ کی عظمت سے ڈرنے والا ضرور توجہ کرے گا۔ پھر ایسی الہامی شہادتوں کے جمع ہونے کے بعد جس طرف کثرت ہوگی وہ امر منجانب اللہ سمجھا جاوے گا۔

اگر میں حقیقت میں کذاب اور دجال ہوں تو اس امت پر بڑی مصیبت ہے کہ ایسی ضرورت کے وقت میں اور فتنوں اور بدعات اور مفسد کے طوفان کے زمانہ میں بجائے ایک مصلح اور مجدد کے چودھویں صدی کے سر پر دجال پیدا ہو۔ یاد رہے کہ ایسا ہر ایک شخص جس کی نسبت ایک جماعت اہل بصیرت مسلمانوں کی صلاح اور تقویٰ اور پاک دلی کا ظن رکھتی ہے وہ اس اشتہار میں میرا مخاطب ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جو صلحاء شہرت کے لحاظ سے کم درجہ پر ہیں۔ میں ان کو کم نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ شہرت یافتہ لوگوں سے خدا تعالیٰ کی نظر میں زیادہ اچھے ہوں۔ اسی طرح میں صالحہ عقیفہ عورتوں کو بھی مردوں کی نسبت تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ بعض شہرت یافتہ صالح مردوں سے بھی اچھی ہوں۔ لیکن ہر ایک صاحب جو میری نسبت کوئی رویا یا کشف یا الہام لکھیں، ان پر ضروری طور پر واجب ہوگا کہ وہ حلفاً اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا ایسی تحریریں ایک جگہ جمع ہوتی جائیں اور پھر حق کے طالبوں کے لئے شائع کی جائیں۔

☆ میں علاوہ قسم کے مشائخ وقت کی خدمت میں اُن کے پیران خاندان کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ وہ ضرور میری تصدیق یا تکذیب کے لئے خدا تعالیٰ کی جناب میں توجہ کریں۔ منہ

اس تجویز سے انشاء اللہ بندگان خدا کو بہت فائدہ ہوگا۔ اور مسلمانوں کے دل کثرت شواہد سے ایک طرف تسلی پا کر فتنہ سے نجات پا جائیں گے۔ اور آثار نبویہ میں بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اول مہدی آخر الزمان کی تکفیر کی جائے گی۔ اور لوگ اس سے دشمنی کریں گے۔ اور نہایت درجہ کی بدگوئی سے پیش آئیں گے۔ اور آخر خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کی سچائی کی نسبت بذریعہ رؤیا و الہام وغیرہ اطلاع دی جائے گی۔ اور دوسرے آسمانی نشان بھی ظاہر ہوں گے۔ تب علماء وقت طوعاً و کرہاً اس کو قبول کریں گے۔ سوائے عزیز و اور بزرگوں برائے خدا عالم الغیب کی طرف توجہ کرو۔ آپ لوگوں کو اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ میرے اس سوال کو مان لو۔ اس قدر ذوالجلال کی تمہیں سوگند ہے کہ اس عاجز کی یہ درخواست رد مت کرو۔

عزیزان مے دہم صد بار سوگند

بروئے حضرت دادار سوگند

کہ در کارم جواب از حق بجوئید

بہ محبوب دل ابرار سوگند

هذا ما أردنا لازالة الدُّجى والسّلام على من اتبع الهدى

الملمس

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ۔ پنجاب

۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

ٹائپل بار اول

وَمَا عَلَّمَ الْقُرْآنَ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
وَمَا يَرَىٰ فِيهَا مِنْ
مُغْتَابٍ وَلَا يَسْأَلُ
عَنْهَا مِنْكُمْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
وَمَا يَرَىٰ فِيهَا مِنْ
مُغْتَابٍ وَلَا يَسْأَلُ
عَنْهَا مِنْكُمْ

التَّلَاحُ

جس کا دوسرا نام ہے

مزید درد

تصنیف مینیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

باجازت حضرت خلیفۃ مسیح الثانی ایذاہ بقدرہ

میںچھک دیو تالیف و اشاعت دین نے شایع کیا

۲۹ جون ۱۹۲۲ء + تعداد ۱۰۰۰ + ۱۳۴۰ حج ۷

البلاغ

جس کا دوسرا نام ہے

فریادِ درد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نُحْمَدُهُ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

{ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ }

(رِسَالَةُ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ)

اس کتاب کا مفصل حال لکھنا کچھ ضروری نہیں۔ یہ وہی کتاب ہے جس نے بدگوئی بدزبانی اور نہایت سخت توہین اور گندے لفظ اور اوباشانہ گالیاں ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء خیر الاصفیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کر کے پنجاب اور ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں کا دل دکھایا۔ اور مسلمانوں کی قوم کو اپنے اس جھوٹ اور افترا سے جو نہایت بدگوئی اور قابل شرم بے حیائی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے وہ دردناک زخم پہنچایا ہے کہ نہ ہم اور نہ ہماری اولاد کبھی اس کو بھول سکتی ہے۔ اسی وجہ سے پنجاب اور ہندوستان میں اس کتاب کی نسبت بہت شور اٹھا ہے۔ اور مجھے بھی کئی شریف مسلمانوں اور علماء معززین کے خط پہنچے ہیں۔ چنانچہ علماء میں سے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے آ رہ سے اسی بارے میں

ایک کارڈ بھیجا اور اخباروں میں بھی اس کتاب کی نسبت بہت سی شکایتیں میں نے پڑھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس شخص نے بہت سی بدتہذیبی اور شوخی اور بدزبانی سے اپنی کتاب میں جا بجا کام لیا ہے۔

غرض میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں میں اس کتاب سے از حد اشتعال پیدا ہوا ہے اور اس اشتعال کی حالت میں بعض نے گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں میموریل بھیجے اور بعض کتاب کے رد کی طرف متوجہ ہوئے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اس افترا کا جیسا کہ تذکرہ چاہیے تھا وہ اب تک نہیں ہوا۔ ایسے امور میں میموریل بھیجنا تو محض ایک ایسا امر ہے کہ گویا اپنے شکست خوردہ ہونے کا اقرار کرنا اور اپنے ضعف اور کمزوری کا لوگوں میں مشہور کرنا ہے۔ اور نیز یہ امر بھی ہرگز پسند کے لائق نہیں کہ ہر ایک شخص رد لکھنے کے لئے طیار ہو جائے اور اس سے ہم یہ سمجھ لیں کہ جو کچھ ہم نے جواب دینا تھا وہ دے چکے۔ اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا اور بسا اوقات ایک ایسا ملاً گوشہ نشین سادہ لوح رد لکھتا ہے کہ نہ اس کو معارف حقائق قرآنی سے پورا حصہ ہوتا ہے اور نہ احادیث کے معانی لطیفہ سے کچھ اطلاع اور نہ درایت صحیحہ اور نہ علم تاریخ نہ عقل سلیم اور نہ اس طرز اور طریق سے کچھ خبر رکھتا ہے جس طرز سے حالت موجودہ زمانہ پر اثر پڑ سکتا ہے۔ لہذا ایسے رد کے شائع ہونے سے اور بھی استخفاف ہوتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ اکثر ایسے لوگ جو اس شغل مباحثات مذہبیہ میں اپنے تئیں ڈالتے ہیں علوم دینیہ اور نکات حکمیہ سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں اور تالیفات کے وقت حیت میں بھی کچھ ملونی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے مؤلفات میں قبولیت اور برکت کا رنگ نہیں آتا۔ یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص مناظرات مذہبیہ کے میدان میں قدم رکھے یا مخالفوں کے رد میں تالیفات کرنا چاہے تو شرائط مندرجہ ذیل اس میں ضرور ہونی چاہئیں۔

اول۔ علم زبان عربی میں ایسا راسخ ہو کہ اگر مخالف کے ساتھ کسی لفظی بحث کا اتفاق پڑ جائے تو اپنی لغت دانی کی قوت سے اُس کو شرمندہ اور قائل کر سکے۔ اور اگر عربی میں کسی تالیف کا

﴿۳﴾

اتفاق ہو تو لطافت بیان میں اپنے حریف سے بہر حال غالب رہے اور زبان دانی کے رُعب سے مخالف کو یہ یقین دلا سکتا ہو کہ وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی کلام کے سمجھنے میں اس سے زیادہ معرفت رکھتا ہے۔ بلکہ اس کی یہ لیاقت اس کے ملک میں ایک واقعہ مشہورہ ہونا چاہیے کہ وہ علم لسان عرب میں یکتائے روزگار ہے۔ اور اسلامی مباحثات کی راہ میں یہ بات پڑی ہے کہ کبھی لفظی بحثیں شروع ہو جاتی ہیں اور تجربہ صحیحہ اس بات کا گواہ ہے کہ عربی عبارتوں کے معانی کا یقینی اور قطعی فیصلہ بہت کچھ علم مفردات و مرکبات لسان پر موقوف ہے۔ اور جو شخص زبان عربی سے جاہل اور منہاج تحقیق فن لغت سے نا آشنا ہو وہ اس لائق ہی نہیں ہوتا کہ بڑے بڑے نازک اور عظیم الشان مباحثات میں قدم رکھ سکے اور نہ اس کا کلام قابل اعتبار ہوتا ہے۔ اور نیز ہر ایک کلام جو سپک کے سامنے آئے گا اس کی قدر و منزلت متکلم کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوگی۔ پھر اگر متکلم ایسا شخص نہیں ہے جس کی زبان دانی میں مخالف کچھ چون و چرا نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کی کوئی تحقیق جو زبان عرب کے متعلق ہوگی قابل اعتبار نہیں ہوگی۔ لیکن اگر ایک شخص جو مباحثہ کے میدان میں کھڑا ہے مخالفوں کی نظر میں ایک نامی زبان دان ہے اور اس کے مقابل پر ایک جاہل عیسائی ہے تو منصفوں کے لئے یہی امر اطمینان کے لائق ہوگا کہ وہ مسلمان کسی فقرہ یا کسی لفظ کے معنی بیان کرنے میں سچا ہے۔ کیونکہ اس کو علم زبان اس عیسائی سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس صورت میں خواہ مخواہ اس کے بیان کا دلوں پر اثر ہوگا اور ظالم مخالفوں کا منہ بند رہے گا۔

یاد رہے کہ ایسے مناظرات میں خواہ تحریری ہوں یا تقریری اگر وہ منقولی حوالجات پر موقوف ہوں تو فقرات یا مفردات الفاظ پر بحث کرنے کا بہت اتفاق پڑ جاتا ہے بلکہ یہ بحثیں نہایت ضروری ہیں کیونکہ ان سے حقیقت کھلتی ہے اور پردہ اٹھتا ہے اور علمی گواہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بات بھی اس شرط کو ضروری ٹھہراتی ہے کہ ہر ایک حریف مقابل اپنے حریف کی حیثیت علمی جانچا کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اگر اور راہ سے نہیں تو اسی راہ سے

اس کو لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ٹھہراوے۔ اور بسا اوقات ردّ لکھنے والے کو اپنے مخالف کی کتاب کی نسبت لکھنا پڑتا ہے کہ وہ زبان دانی کے رو سے کس پایہ کا آدمی ہے۔ غرض ایک مسلمان جو عیسائی حملوں کی مدافعت کے لئے میدان میں آتا ہے اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک بڑا حربہ اور نہایت ضروری حربہ جو ہر وقت اس کے ہاتھ میں ہونا چاہیے علم زبان عربی ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ایسا شخص جو مخالفوں کے ردّ لکھنے پر اور ان کے حملوں کے دفع کرنے پر آمادہ ہوتا ہے اس کی دینی معرفت میں صرف یہی کافی نہیں کہ چند حدیث اور فقہ اور تفسیر کی کتابوں پر اس نے عبور کیا ہو اور محض الفاظ پر نظر ڈالنے سے مولوی کے نام سے موسوم ہو چکا ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تحقیق اور تدقیق اور لطائف اور نکات اور براہین یقینیہ پیدا کرنے کا خدا داد مادہ بھی اس میں موجود ہو اور فی الواقع حکیم الامت اور زکّی النفس ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ کسی قدر علوم طبعی اور طبابت اور ہیئت اور جغرافیہ میں دسترس رکھتا ہو کیونکہ قانون قدرت کے نظائر پیش کرنے کے لئے یا اور بعض تائیدی ثبوتوں کے وقت ان علوم کی واقفیت ہونا ضروری ہے۔

چوتھی شرط یہ کہ عیسائیوں کے مقابل پر وہ ضروری حصہ بائبل کا جو پیشگوئیوں وغیرہ میں قابل ذکر ہوتا ہے عبرانی زبان میں یاد رکھتا ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ایک عربی دان علم زبان کے فاضل کے لئے اس قدر استعداد حاصل کرنا نہایت سہل ہے۔ کیونکہ میں نے عربی اور عبرانی کے بہت سے الفاظ کا مقابلہ کر کے ثابت کر لیا ہے کہ عبرانی کے چار حصے میں سے تین حصے خالص عربی ہے جو اس میں مخلوط ہے۔ اور میری دانست میں عربی زبان کا ایک پورا فاضل تین ماہ میں عبرانی زبان میں ایک کافی استعداد حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تمام امور کتاب من الرحمن میں میں نے لکھے ہیں۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ عربی اُمّ اللسانہ ہے۔

پانچویں شرط خدا سے حقیقی ربط اور صدق اور وفا اور محبت الہیہ اور اخلاص اور طہارت باطنی اور اخلاق فاضلہ اور انقطاع الی اللہ ہے کیونکہ علم دین آسمانی علوم میں سے ہے اور یہ علوم تقویٰ

﴿۵﴾

اور طہارت اور محبت الہیہ سے وابستہ ہیں اور سگ دنیا کو مل نہیں سکتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قول موجہ سے اتمام حجت کرنا انبیاء اور مردان خدا کا کام ہے اور حقانی فیوض کا مورد ہونا فانیوں کا طریق ہے۔ اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔ پس کیونکر ایک گندہ اور منافق اور دنیا پرست ان آسمانی فیوض کو پاسکتا ہے جن کے بغیر کوئی فتح نہیں ہو سکتی؟ اور کیونکر اس دل میں روح القدس بول سکتا ہے جس میں شیطان بولتا ہو؟ سو ہرگز امید نہ کرو کہ کسی کے بیان میں روحانیت اور برکت اور کشش اس حالت میں پیدا ہو سکے جبکہ خدا کے ساتھ اس کے صافی تعلق نہیں ہیں۔ مگر جو خدا میں فانی ہو کر خدا کی طرف سے تائید دین کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ اوپر سے ہر ایک دم فیض پاتا ہے اور اس کو غیب سے فہم عطا کیا جاتا ہے اور اس کے لبوں پر رحمت جاری کی جاتی ہے اور اس کے بیان میں حلاوت ڈالی جاتی ہے۔

چھٹی شرط علم تاریخ بھی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات علم تاریخ سے دینی مباحث کو بہت کچھ مد ملتی ہے۔ مثلاً ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کا ذکر بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث میں آچکا ہے اور پھر وہ ان کتابوں کے شائع ہونے سے صد ہا برس بعد وقوع میں آگئی ہیں۔ اور اس زمانہ کے تاریخ نویسوں نے اپنی کتابوں میں ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا بیان کر دیا ہے۔ پس جو شخص اس تاریخی سلسلہ سے بے خبر ہوگا وہ کیونکر ایسی پیشگوئیاں جن کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو چکا ہے اپنی کتاب میں بیان کر سکتا ہے؟ یا مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے وہ تاریخی واقعات جو یہودی مؤرخوں اور بعض عیسائیوں نے بھی ان کے اُس حصہ زندگی کے متعلق لکھے ہیں جو نبوت کے ساڑھے تین برس سے پہلے تھے یا وہ واقعات اور تنازعات جو قدیم تاریخ نویسوں نے حضرت مسیح اور ان کے حقیقی بھائیوں کی نسبت تحریر کئے ہیں یا وہ انسانی ضعف اور کمزوریوں کے بیان جو تاریخوں میں حضرت مسیح کی زندگی کے دونوں حصوں کی نسبت بیان کئے گئے ہیں یہ تمام باتیں بغیر ذریعہ تاریخ کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں؟ مسلمانوں میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جن کو اس قدر بھی معلوم ہو

کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت پانچ حقیقی بھائی تھے جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور بھائیوں نے آپ کی زندگی میں آپ کو قبول نہ کیا بلکہ آپ کی سچائی پر ان کو بہت کچھ اعتراض رہا۔ ان سب کی واقفیت حاصل کرنے کے لئے تاریخوں کا دیکھنا ضروری ہے اور مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہودی فاضلوں اور بعض فلاسفر عیسائیوں کی وہ کتابیں میسر آ گئی ہیں جن میں یہ امور نہایت بسط سے لکھے گئے ہیں۔

ساتویں شرط کسی قدر ملکہ علم منطق اور علم مناظرہ ہے۔ کیونکہ ان دونوں علموں کے توغل سے ذہن تیز ہوتا ہے اور طریق بحث اور طریق استدلال میں بہت ہی کم غلطی ہوتی ہے۔ ہاں تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اگر خداداد روشنی طبع اور زیرکی نہ ہو تو یہ علم بھی کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بہترے کو دن طبع ملاً قطبی اور قاضی مبارک بلکہ شیخ الرئیس کی شفا وغیرہ پڑھ کر منتہی ہو جاتے ہیں اور پھر بات کرنے کی لیاقت نہیں ہوتی اور دعویٰ اور دلیل میں بھی فرق نہیں کر سکتے اور اگر دعویٰ کے لئے کوئی دلیل بیان کرنا چاہیں تو یک دوسرا دعویٰ پیش کر دیتے ہیں جس کو اپنی نہایت درجہ کی سادہ لوجی سے دلیل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بھی ایک دعویٰ قابل اثبات ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات پہلے سے زیادہ اغلاق اور فتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر بہر حال امید کی جاتی ہے کہ ایک زکّی الطبع انسان جب معقولی علوم سے بھی کچھ حصہ رکھے اور طریق استدلال سے خبردار ہو تو یا وہ گوئی کے طریقوں سے اپنے بیان کو بچا لیتا ہے اور نیز مخالف کی سوسفطائی اور دھوکہ دہ تقریروں کے رعب میں نہیں آ سکتا۔

آٹھویں شرط تحریری یا تقریری مباحثات کے لئے مباحث یا مؤلف کے پاس اُن کثیر التعداد کتابوں کا جمع ہونا ہے جو نہایت معتبر اور مسلمہ الصحت ہیں جن سے چالاک اور مفتری انسان کا منہ بند کیا جاتا اور اس کے افترا کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ یہ امر بھی ایک خداداد امر ہے کیونکہ یہ منقولات صحیحہ کی فوج جو جھوٹے کا منہ توڑنے کے لئے تیز حربوں کا کام دیتی ہے ہر ایک کو میسر نہیں آ سکتی (اس کام کے لئے ہمارے معزز دوست مولوی حکیم نور دین صاحب کا تمام کتب خانہ ہمارے ہاتھ میں ہے اور

اس کے علاوہ اور بھی۔ جس کی کسی قدر فہرست حاشیہ میں دی گئی ہے۔ دیکھو حاشیہ [☆] متعلق صفحہ ۶ شرط ہشتم)

نوٹس شرط تقریر یا تالیف کیلئے فراغت نفس اور صرف دینی خدمت کے لئے زندگی کا وقف کرنا ہے۔ کیونکہ یہ بھی تجربہ میں آچکا ہے کہ ایک دل سے دو مختلف کام ہونے مشکل ہیں۔ مثلاً ایک شخص جو سرکاری ملازم ہے اور اپنے فرض منصبی کی ذمہ داریاں اس کے گلے پڑی ہوئی ہیں اگر وہ دینی تالیفات کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو علاوہ اس بددیانتی کے جو اس نے اپنے بیچے ہوئے وقت کو دوسری جگہ لگا دیا ہے ہرگز وہ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے اپنے تمام اوقات کو صرف اسی کام کے لئے مستغرق کر لیا ہے حتیٰ کہ اُس کی تمام زندگی اُسی کام کے لئے ہو گئی ہے۔

دوسری شرط تقریر یا تالیف کے لئے اعجازی طاقت ہے کیونکہ انسان حقیقی روشنی کے حاصل کرنے کیلئے اور کامل تسلی پانے کے لئے اعجازی طاقت یعنی آسمانی نشانوں کے دیکھنے کا محتاج ہے اور وہ آخری فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور سے ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص اسلام کے دشمنوں کے مقابل پر کھڑا ہو اور ایسے لوگوں کو لا جواب کرنا چاہے جو ظہور خوارق کو خلاف قدرت سمجھتے ہیں یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوارق اور معجزات سے منکر ہیں تو ایسے شخص کے زیر کرنے کے لئے امت محمدیہ کے وہ بندے مخصوص ہیں جن کی دعاؤں کے ذریعے سے کوئی نشان ظاہر ہو سکتا ہے۔

یاد رہے کہ مذہب سے آسمانی نشانوں کو بہت تعلق ہے اور سچے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اس میں نشان دکھانے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اور اہل حق کو خدا تعالیٰ صرف منقولات پر نہیں چھوڑتا اور جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لئے مخالفوں سے بحث کرتا ہے اس کو ضرور آسمانی نشان عطا کئے جاتے ہیں۔ ہاں یقیناً سمجھو کہ عطا کئے جاتے ہیں تا آسمان کا خدا اپنے ہاتھ سے اس کو غالب کرے اور جو شخص خدا تعالیٰ سے نشان نہ پاوے تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ پوشیدہ بے ایمان نہ ہو کیونکہ قرآنی وعدہ کے موافق آسمانی مدد اس کے لئے نازل نہ ہوئی۔

یہ دس شرطیں ہیں جو ان لوگوں کے لئے ضروری ہیں جو کسی مخالف عیسائی کا رد لکھنا چاہیں یا زبانی مباحثہ کریں۔ اور ان ہی کی پابندی سے کوئی شخص رسالہ امہات المؤمنین کا جواب

لکھنے کے لئے منتخب ہونا چاہیے کیونکہ جس قدر عیسائیوں نے جان توڑ کر اس رسالہ کی اشاعت کی ہے اور قانونی مواخذہ کی بھی کچھ پروا نہ رکھ کر ہر ایک معزز مسلمان کو ایک کتاب بلا طلب بھیجی اور تمام مسلمانان برٹش انڈیا کا دل دکھایا۔ اس تمام کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری ہتھیار انہوں نے چلایا ہے اور غایت درجہ کے سخت الفاظ جو اس رسالہ میں استعمال کئے گئے ہیں ان کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا مسلمان اشتعال میں آ کر عدالتوں کی طرف دوڑیں یا گورنمنٹ عالیہ میں میموریل بھیجیں اور اس طریق مستقیم پر قدم نہ ماریں جو ایسے مفتریانہ الزامات کا حقیقی اور واقعی علاج ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ مکران کا چل گیا ہے اور مسلمانوں نے اگر اس کمینہ اور نخس کتاب کے مقابلہ میں کوئی تدبیر سوچی ہے تو بس یہی کہ اس کتاب کی شکایت کے بارے میں گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیج دیا ہے۔ چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور کو یہی سوچھی کہ اس کتاب کے بارے میں گورنمنٹ کے آگے نالہ و فریاد کرے مگر افسوس کہ ان لوگوں کو اس بات کا ذرہ خیال نہیں ہوا کہ حضرات پادری صاحبوں کا یہی تو مدعا تھا تا اس معکوس طریق کے اختیار کرنے سے مسلمان لوگ اپنے رب کریم کی اس تعلیم پر عمل کرنے سے محروم رہیں کہ جوادلہم بالحکمة و الموعظة الحسنہ☆

اس افسوس اور اس دردناک خیال سے جگر پاش پاش ہوتا ہے کہ ایک طرف تو ایسی کتاب شائع ہو جس کے شائع ہونے سے جاہلوں کے دلوں میں زہریلے اثر پھیلیں اور ایک دنیا ہلاک ہو اور دوسری طرف اس زہریلی کارروائی کے مقابل پر یہ تدبیر ہو کہ جو لوگ مسلمانوں کا ہزار باروپہ اس غرض سے لیتے ہیں کہ وہ دشمنان دین کا جواب لکھیں ان کی فقط یہ کارروائی ہو کہ دو چار صفحہ کا میموریل گورنمنٹ میں بھیج کر لوگوں پر ظاہر کریں کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر دیا۔ حالانکہ صد ہا مرتبہ آپ ہی اس امر کو ظاہر کر چکے ہیں کہ ان کی انجمن کے مقاصد میں سے پہلا مقصد یہی ہے کہ وہ ان اعتراضوں کا جواب دیں گے جو مخالفوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً اسلام پر کئے جائیں گے۔ چنانچہ جن لوگوں نے کبھی ان کا رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور دیکھا ہوگا وہ اس رسالہ کے ابتدا میں ہی اس وعدہ

☆ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ النحل کی آیت ۱۲۶ کا حوالہ دے رہے ہیں جو یہ ہے۔ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ۔ (ناشر)

﴿۹﴾

کو لکھا ہوا پائیں گے۔ ہم نہیں کہتے کہ یہ انجمن عمداً اس فرض کو جو اس کے اپنے وعدے سے مؤکد ہے اپنے سر پر سے ٹالتی ہے بلکہ واقعی امر یہ ہے کہ انجمن موجودہ یہ لیاقت ہی نہیں رکھتی کہ دین کے معظمت امور میں زبان ہلا سکے یا وہ وساوس اور اعتراض جو عیسائیوں کی طرف سے مدت ساٹھ سال سے پھیل رہے ہیں کمال تحقیق اور تدقیق سے دور کر سکے یا اس زہریلی ہوا کو جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی تالیف سے کالعدم کر سکے۔ کاش بہتر ہوتا کہ یہ انجمن دینی امور سے اپنا کچھ تعلق ظاہر نہ کرتی اور ان کی فہم اور عقل کا صرف پوٹیکل امور کے حدود تک دورہ رہتا۔

ہمیں ۶ مئی ۱۸۹۸ء کے پرچہ ابرور کے دیکھنے سے یہ نو میدی اور بھی بڑھ گئی کیونکہ اس کے ایڈیٹر نے جو انجمن کی طرف سے وکالت کر رہا ہے صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ رسالہ امہات المؤمنین کا جواب لکھنا ہرگز مصلحت نہیں ہے اسی کو بہت کچھ سمجھ لو جو انجمن نے کر دکھایا یعنی یہ کہ گورنمنٹ میں میموریل بھیج دیا۔ ابرور کی تحریر پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایڈیٹر کی ہی رائے نہیں ہے بلکہ انجمن کا یہی ارادہ ہے کہ اس رسالہ کا جواب ہرگز نہیں دینا چاہیے۔ اب عقلمند سوچ لیں کہ ایسی تدابیر سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ سخت سے سخت اس شخص کو سزا بھی دیدے جس نے ایسی کتاب شائع کی تو وہ زہریلا اثر جو ان مفتریات کا دلوں میں بیٹھ گیا وہ کیونکر اس سے دور ہو جائے گا بلکہ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں اس کا روائی سے اور بھی وہ بد اثر لوگوں میں پھیلے گا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پادریوں کی کتابوں کا بد اثر دلوں سے محو کر دیں تو یہ طریق جو انجمن نے اختیار کیا ہے ہرگز اس کا میاں ہی کے لئے حقیقی طریق نہیں ہے بلکہ ہمیں چاہیے کہ وہ تمام اعتراض جمع کر کے نہایت برجستگی اور ثبوت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ ایک ایک کا مفصل جواب دیں اور اس طرح پادریوں کو ان ناپاک وساوس سے پاک کر کے اسلامی روشنی کو دنیا پر ظاہر کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں جو پادریوں اور فلاسفوں کے وساوس سے تباہ ہو رہا ہے یہ طریق سخت ناجائز ہے کہ ہم

معقول جواب سے منہ پھیر کر صرف سزا دلانے کی فکر میں لگے رہیں۔ گویہ سچ ہے کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ کسی جرم کے ثبوت پر پادریوں کی ہرگز رعایت نہیں کر سکتی مگر ہم اگر اپنی تمام کامیابی صرف یہی سمجھ لیں کہ گورنمنٹ کے ہاتھ سے کسی کو کچھ گوشمالی ہو جائے تو اس خیال میں ہم نہایت غلطی پر ہیں۔ اے سادہ طبع اور بے خبر لوگو! ان وساوس سے مسلمانوں کی ذریت خراب ہوتی جاتی ہے۔ لہذا ضروری اور مقدم امر یہ ہے کہ سب تدبیروں سے پہلے اسلام کی طرف سے ان اعتراضات کا جواب نکلے جن سے ہزاروں دل گندے اور خراب ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ ابتدا میں یہی پالیسی نرمی اور درگزر کی پادریوں نے بھی اختیار کی تھی۔ ان کے مقابل پر لوگ تقریری مقابلہ میں بہت سختی کرتے تھے بلکہ گالیاں دیتے تھے مگر ان لوگوں نے ان دنوں میں گورنمنٹ میں کوئی میموریل نہ بھیجا اور اسی طرح برداشت سے اپنے وساوس دلوں میں ڈالتے گئے یہاں تک کہ اس تدبیر سے ہزار ہا نو عیسائی ہمارے ملک میں پیدا ہو گئے۔

ہم اس بات کے مخالف نہیں ہیں کہ گورنمنٹ سے ایک عام پیرایہ میں یہ درخواست ہو کہ مناظرات اور تالیفات کے طریق کو کسی قدر محدود کر دیا جائے اور ایسی بے قیدی اور دریدہ دہانی سے روک دیا جائے جس سے قوموں میں نقض امن کا اندیشہ ہو بلکہ اول محرک اس امر کے ہم ہی ہیں اور ہم نے اپنے سابق میموریل میں لکھ بھی دیا تھا کہ یہ احسن انتظام کیونکر اور کس تدبیر سے ہو سکتا ہے۔ ہاں ہم ایسے میموریل کے سخت مخالف ہیں جو عام پیرایہ میں نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی سزا کی نسبت زور دیا گیا ہے جس کے اصل اعتراضات کا جواب دینا ابھی ہمارے ذمہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم کے موافق ہمارا فرض یہ تھا کہ ہم بد زبان شخص کی بد زبانی کو الگ کر کے اس کے اصل اعتراضات کا جواب دیتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جادلہم بالحکمة والموعظة الحسنہ ☆ کیونکہ یہ امر نہایت پُرخطر اور خوفناک ہے کہ ہم معترض کے اعتراضوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں اور اگر ایسا

☆ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ النحل کی آیت ۱۲۶ کا حوالہ دے رہے ہیں جو یہ ہے۔ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ (ناشر)

﴿۱۱﴾

کریں تو وہ اعتراضات طاعون کے کیڑوں کی طرح روز بروز بڑھتے جائیں گے اور ہزارہا شبہات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائیں گے اور اگر گورنمنٹ ایسے بد زبان کو کچھ سزا بھی دے تو وہ شبہات اس سزا سے کچھ کم نہیں ہو سکتے۔ دیکھو یہ لوگ جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں مثلاً جیسے مصنف اُمہات المؤمنین اور عماد الدین اور صفدر علی وغیرہ ان کے مرتد ہونے کا بھی یہی سبب ہے کہ اُس وقت نرمی اور ہمدردی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ اکثر جگہ تیزی اور سختی دکھائی گئی اور ملامت سے ان کے شبہات دور نہیں کئے گئے۔ اس لئے ان لوگوں نے اسلامی فیوض سے محروم رہ کر ارتداد کا جامہ پہن لیا۔ اب اکثر اسلام پر حملہ کرنے والے یہی لوگ ہیں جو قوم کی کم تو جہی سے پریشان خاطر ہو کر عیسائی ہو گئے۔ ذرہ آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ لوگ جو بد زبانی دکھلا رہے ہیں یہ کچھ یورپ سے تو نہیں آئے اسی ملک کے مسلمانوں کی اولاد ہیں جو اسلام سے انقطاع کرتے کرتے اور عیسائیوں کے کلمات سے متاثر ہوتے ہوتے اس حد تک پہنچ گئے ہیں۔ درحقیقت ایسے لاکھوں انسان ہیں جن کے دل خراب ہو رہے ہیں۔ ہزار ہا طبیعتیں ہیں جو بُری طرح بگڑ گئی ہیں۔ سو بڑا امر اور عظیم الشان امر جو ہمیں کرنا چاہیے وہ یہی ہے کہ ہم نظر اٹھا کر دیکھیں کہ ملک مجذوموں کی طرح ہوتا جاتا ہے اور شبہات کے زہریلے پودے بے شمار سینوں میں نشوونما پائے گئے ہیں اور پاتے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں تمام قرآن شریف میں یہی ترغیب دیتا ہے کہ ہم دین اسلام کی حقیقی حمایت کریں اور ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ مخالفوں کی طرف سے ایک بھی ایسا اعتراض پیدا نہ ہو جس کا ہم کمال تحقیق اور تنقیح سے جواب دے کر حق کے طالبوں کی پوری تسلی اور تشفی نہ کریں۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف اتنا ہی کرنا چاہیے کہ رسالہ اُمہات المؤمنین کے چند اعتراضات کا جواب دیا جائے؟ سو میں اس کے جواب میں بڑے زور کے ساتھ یہ مشورہ پیش کرتا ہوں کہ موجودہ زہریلی ہوا کے دور کرنے کے لئے صرف اسی قدر کارروائی ہرگز کافی نہیں ہے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ہم کئی گندی نالیوں میں سے صرف

ایک نالی کو صاف کر کے پھر یہ امید رکھیں کہ فقط ہمارا اتنا ہی کام ہوا کی اصلاح کے لئے کافی ہوگا۔ نہیں بلکہ جب تک ہم شہر کی تمام نالیوں کو صاف نہ کریں اور تمام وہ گند جو طرح طرح کے اعتراضات سے مختلف طبائع میں بھرا ہوا ہے دور نہ کر دیں اور پھر وہ دلائل اور اقوال موجہ شائع نہ کریں جو اس بدبو کو بکلی دفع کر کے بجائے اس کے اسلامی پاک تعلیم کی خوشبو پھیلاویں تب تک گویا ہم نے انسانوں کی جان بچانے کے لئے کوئی بھی کام نہیں کیا۔

اس بات کا بیان کرنا ضروری نہیں کہ پادریوں کی تعلیم سے انتہا تک ضرر پہنچ چکا ہے اور ملک میں انہوں نے ایک ایسا زہریلا تخم بو دیا ہے جس سے اس ملک کی روحانی زندگی نہایت خطرناک ہے۔ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ فساد اکثر طبائع کو خراب کرتا جاتا اور اسلام سے دور ڈالتا جاتا ہے۔ یہ دو قسم کا فساد ہے (۱) ایک تو وہ جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے یعنی پادریوں کی زہریلی تحریرات کا فساد (۲) دوسرا وہ فساد جو علوم جدیدہ طبعیہ وغیرہ کے پھیلنے سے پیدا ہوا ہے جس سے بہتیرے نو تعلیم یافتہ دہریوں اور ملحدوں کے رنگ میں نظر آتے ہیں۔ نہ عقائد کی پرواہ رکھتے ہیں اور نہ اعمال کی۔ اور بے قیدی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ اب حقیقی ہمدردی قوم اور بنی نوع کی یہ نہیں ہے کہ دو چار باتوں کا جواب لکھ کر خوش ہو جائیں۔

اس جگہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس ضروری کام کو چھوڑ کر یہ دوسری کارروائی ہرگز فائدہ نہ دے گی کہ مشتعل ہو کر گورنمنٹ عالیہ میں میموریل بھیجا جائے۔ بلکہ ہم اس صورت میں اپنے وقت اور محنت کو دوسرے کاموں میں خرچ کر کے حقیقی علاج اور تدبیر کی راہ کے سخت ہارج ہوں گے اگر اس رائے میں میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ ہو اور تمام لوگ اس بات پر متفق ہو جائیں کہ ان زہریلی ہواؤں کی اصلاح کا حقیقی علاج یہی ہے کہ میموریل پر میموریل بھیجا جائے اور ازالہ اوہام باطلہ کی طرف توجہ نہ کی جائے تب بھی میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ تمام لوگ غلطی پر ہیں اور ایسی کارروائیاں اس حقیقی علاج کی ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتیں جس سے وہ تمام وساوس دور ہو جائیں جو صہدا دلوں میں متمکن ہیں بلکہ یہ تو تحکم سے منہ بند کرنا ہوگا۔ اور یہ بھی نہیں

﴿۱۳﴾

کہہ سکتے کہ ایسی درخواستوں میں پوری کامیابی بھی ہو۔ کیونکہ دوسرے فریق کے منہ میں بھی زبان ہے اور وہ بھی جب دیکھیں گے کہ یہ کارروائی صرف ایک کے متعلق نہیں بلکہ عیسائیت کے تمام مشن پر حملہ ہے تو بالقابل زور لگانے میں فرق نہیں کریں گے اور اس صورت میں معلوم نہیں کہ آخری نتیجہ کیا ہوگا۔ اور شاید سبکی اور خفت اٹھانی پڑے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ میموریل بھیجنا ایک مقدمہ اٹھانا ہے اور ہر ایک مقدمہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اب کیا معلوم ہے کہ کس پہلو پر انجام ہو لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اسلام نہایت پاک اصول رکھتا ہے اور ہر ایک حملہ جو مخالفوں کی طرف سے اس پر ہوتا ہے اگر اس کا غور اور توجہ سے جواب دیا جائے تو صرف اسی قدر نہ ہوگا کہ ہم الزام کو دور کریں گے بلکہ بجائے الزام کے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ جس مقام کو نادان مخالف نے جائے اعتراض سمجھا ہے وہی ایک ایسا مقام ہے جس کے نیچے بہت سے معارف اور حکمت کی باتیں بھری پڑی ہیں اور اس طرح پر علوم دین دن بدن ترقی پذیر ہوں گے اور ہزاروں باریک راز علم دین کے کھلیں گے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ تمام مسلمانوں پر اب یہ فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت کا جلد تر فکر کریں مگر صرف اس طریق سے کہ اس کام کے لئے ایک شخص کو منتخب کر کے نرمی اور تہذیب کے ساتھ تمام عیسائی حملوں کا رد لکھاویں اور ایسی کتاب میں نہ صرف رد ہونا چاہیے بلکہ اسلامی تعلیم کی عمدگی اور خوبی اور فضیلت بھی ایسے آسان فہم طریق سے مندرج ہونی چاہیے جس سے ہر ایک طبیعت اور استعداد کا آدمی پوری تسلی پا سکے۔ ایسے مؤلف کو رد کے وقت تصور کر لینا چاہیے کہ گویا اس کے سامنے ایک فوج ایسے لوگوں کی موجود ہے جس میں سے بعض منقولات کی صحت سند مطالبہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بعض فقرات متنازع فیہا کے لفظی بحثوں کے چھیڑنے کے لئے مستعد ہیں اور بعض مفردات کے معنوں پر جھگڑنے کے لئے کھڑے ہیں اور بعض منقولاتی رنگ میں قطعی اور یقینی دلائل کا مطالبہ کر رہے ہیں اور بعض قانون قدرت کے نظائر مانگنے کے لئے بھوکے پیاسے ہیں اور بعض تحریرات کی روحانی برکت اور

حلاوت بیان دیکھنے کی طرف مائل ہیں۔ پس جب تک کہ کتاب میں ہر ایک طبیعت کی ضیافت نہ ہو تب تک ایسی کتاب مقبول عوام و خواص نہیں ہو سکتی اور اس سے عام فائدہ کی امید رکھنا طمع خام ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اب ان زہریلی ہواؤں کے چلنے کے وقت جو تدبیر کرنی چاہیے۔ وہ میرے نزدیک یہ ہے کہ صرف یہی بڑا کام نہ سمجھیں کہ کوئی مولوی صاحب چند ورق امہات مؤمنین کے رد میں لکھ کر شائع کر دیں بلکہ اس وقت ایک محیط نظر سے ان تمام حملوں کو دیکھنا چاہیے جو ابتدا اس زمانہ سے جبکہ اس ملک میں پادری صاحبوں نے اپنی کتابیں اور رسائل شائع کئے اس وقت تک کہ رسالہ امہات المؤمنین شائع ہوا۔ آیا ان اعتراضات کی کہاں تک تعداد پہنچی ہے اور ان اعتراضات کے ساتھ وہ اعتراضات بھی شامل کر لئے جائیں جو فلسفی رنگ میں کئے گئے ہیں یا ڈاکٹری تحقیقاتوں کے لحاظ سے بعض شباب کار نادانوں نے پیش کر دیئے ہیں اور جب ایسی فہرست جس میں مجموعہ ان اعتراضات کا ہوا ہوا ہو جائے تو پھر ان تمام اعتراضات کا جواب نرمی اور آہستگی سے بکمال متانت اور معقولیت تحریر کرنا چاہیے۔

بے شک یہ کام بہت ہی بڑا ہے جس میں پادری صاحبوں کی شصت سالہ کارروائی کو خاک میں ملانا اور نابود کر دینا ہے۔ لیکن اہل ہمت کو خدا مدد دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص اس کے دین کی مدد کرے وہ خود اس کا مددگار ہوتا ہے اور اس کی عمر بھی زیادہ کر دیتا ہے۔ اے بزرگو! یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہی دین اور دینوں پر غالب ہوگا جو اپنی ذاتی قوت سے اپنی عظمت دکھاوے۔ پس جیسا کہ ہمارے مخالفوں نے ہزاروں اعتراض کر کے یہ ارادہ کیا ہے کہ اسلام کے نورانی اور خوبصورت چہرہ کو بد شکل اور مکروہ ظاہر کریں ایسا ہی ہماری تمام کوششیں اسی کام کے لئے ہونی چاہئیں کہ اس پاک دین کی کمال درجہ کی خوبصورتی اور بے عیب اور معصوم ہونا پاپا یہ ثبوت پہنچاویں۔

﴿۱۵﴾

یقیناً سمجھو کہ گمراہوں کی حقیقی اور واقعی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ہم جھوٹے اور ذلیل اعتراضات کی غلطیوں پر اُن کو مطلع کریں اور اُن کو دکھلاویں کہ اسلام کا چہرہ کیسا نورانی کیسا مبارک اور کیسا ہر ایک داغ سے پاک ہے۔ ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہیے وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افترا جس کے ذریعہ سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے اُس کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے جس میں اگر ہم غفلت کریں تو خدا اور رسول کے گنہگار ہوں گے۔ سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسول کریم کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ و سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں اور وسواسی دلوں کو یہ ایک نیا موقعہ و سوسہ کا نہ دیں کہ گویا ہم تحکم سے حملہ کرنے والوں کو روکنا چاہتے ہیں اور جواب لکھنے سے کنارہ کش ہیں۔ ہر ایک شخص اپنی رائے اور خیال کی پیروی کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمارے دل کو اسی امر کے لئے کھولا ہے کہ اس وقت اور اس زمانہ میں اسلام کی حقیقی تائید اسی میں ہے کہ ہم اُس تخم بدنامی کو جو بویا گیا ہے اور اُن اعتراضات کو جو یورپ اور ایشیا میں پھیلانے گئے ہیں جڑ سے اکھاڑ کر اسلامی خوبیوں کے انوار اور برکات اس قدر غیر قوموں کو دکھلاویں کہ ان کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور اُن کے دل اُن مفتریوں سے بے زار ہو جائیں جنہوں نے دھوکہ دے کر ایسے مزخرفات شائع کئے ہیں اور ہمیں ان لوگوں کے خیالات پر نہایت افسوس ہے جو باوجودیکہ وہ دیکھتے ہیں کہ کس قدر زہریلے اعتراضات پھیلانے جاتے اور عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ان اعتراضات کے رد کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں صرف مقدمات اٹھانا اور گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا کافی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ ہر ایک مظلوم کا انصاف دینے کے لئے تیار ہے لیکن ہمیں آنکھ کھول کر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ ضرر جو قوم کو مخالفوں کے اعتراضات سے پہنچ رہا ہے وہ صرف یہی نہیں کہ اُن کے سخت الفاظ سے بہت سے دل زخمی ہیں بلکہ ایک خطرناک ضرر تو یہ ہے کہ اکثر جاہل اور نادان اُن اعتراضات کو صحیح سمجھ کر اسلام سے

نفرت پیدا کرتے جاتے ہیں۔ سو جس ضرر کا لوگوں کے ایمان پر اثر ہے اور جو ضرر فی الواقع اعظم اور اکبر ہے وہی اس قابل ہے کہ سب سے پہلے اس کا تدارک کیا جائے ایسا نہ ہو کہ ہم ہمیشہ سزا دلانے کی فکروں میں ہی لگے رہیں اور ان شیطانی وساوس سے نادان لوگ ہلاک ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ جو اپنے دین اور اپنے رسول کے لئے ہم سے زیادہ غیرت رکھتا ہے وہ ہمیں روک لکھنے کی بجائے ترغیب دے کر بدزبانی کے مقابل پر یہ حکم فرماتا ہے کہ ”جب تم اہل کتاب اور مشرکوں سے دکھ دینے والی باتیں سنو اور ضرور ہے کہ تم آخری زمانہ میں بہت سے دلائل و کلمات سنو گے پس اگر تم اس وقت صبر کرو گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم سمجھے جاؤ گے“۔ دیکھو یہ کیسی نصیحت ہے اور یہ خاص اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ ایسا موقعہ اور اس درجہ کی تحقیر اور توہین اور گالیاں سننے کا نظارہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہی زمانہ ہے جس میں کروڑ ہا توہین اور تحقیر کی کتابیں تالیف ہوئیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزار ہا الزام محض افتراء کے طور پر ہمارے پیارے نبی ہمارے سید و مولیٰ ہمارے ہادی و مقتدا جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ افضل الرسل خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ قرآن شریف میں یعنی سورہ آل عمران میں یہ حکم ہمیں فرمایا گیا ہے کہ ”تم آخری زمانہ میں نامنصف پادریوں اور مشرکوں سے دکھ دینے والی باتیں سنو گے اور طرح طرح کے دلائل و کلمات سے ستائے جاؤ گے اور ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک صبر کرنا بہتر ہوگا“۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار صبر کے لئے تاکید کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب میرے پر ایک جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا پادریوں کی طرف سے قائم کیا گیا تو باوجودیکہ کپتان ڈگلس صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع نے بخوبی سمجھ لیا کہ یہ مقدمہ جھوٹا ہے مگر جب صاحب موصوف نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم ان پر نالش کرنا چاہتے ہو تو میں نے اسی وقت انشراح صدر سے کہہ دیا (جس کو صاحب موصوف نے اسی کیفیت کے ساتھ لکھ لیا) کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ نالش کروں۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی تو تھی کہ خدا تعالیٰ صاف قرآن شریف

﴿۱۷﴾

میں ہمیں فرماتا ہے کہ تم آخری زمانہ میں اہل کتاب اور مشرکین سے دکھ دیئے جاؤ گے اور دلازار باتیں سنو گے اس وقت اگر تم شرکاً مقابلہ نہ کرو تو یہ بہادری کا کام ہوگا۔ سو میں ہر ایک مسلمان کو کہتا ہوں اور کہوں گا کہ تم شرکاً مقابلہ ہرگز نہ کرو۔ خاک ہو جاؤ اور خدا کو دکھلاؤ کہ کیسے ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ صبر کرنے والوں کے لئے بغیر کسی اشد ضرورت کے میموریل کی بھی کچھ ضرورت نہیں کہ یہ حرکت بھی بے صبری کے داغ اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہاں خدا نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ دور کریں۔ اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔ اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت و جادلہم بالحکمة[☆] پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ اُن لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقض امن پیدا ہو تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا کہ ایک طرف تو ان لوگوں کے گندے حملوں کے مقابل پر بعض جگہ کسی قدر مرامت اختیار کی اور ایک طرف اس نصیحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا کہ اپنی گورنمنٹ محسنہ کی اطاعت کرو اور غربت اختیار کرو اور وحشیانہ طریقوں کو چھوڑ دو۔ سو یہ ایک حکیمانہ طرز تھی جو محض عام جوش کے دبانے کے لئے بعض وقت بحکم ضرورت ہمیں اختیار کرنی پڑی تا اسلام کے عوام اس طرح پر اپنے جوشوں کا تقاضا پورا کر کے غیر مہذب اور وحشیانہ طریقوں سے بچے رہیں اور یہ ایک ایسا طریق ہے کہ جیسے کسی کی ایفون چھوڑانے کے لئے نرمی اس کو کھلائی جائے جو تلخی میں ایفون سے مشابہ اور

☆ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ النحل کی آیت ۱۲۶ کا حوالہ دے رہے ہیں جو یہ ہے۔ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ (ناشر)

فوائد میں اُس سے الگ ہے اور وہ لوگ نہایت ظالم اور شریر انفس ہیں جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے ہی سخت گوئی کی بنیاد ڈالی۔ ہم اس کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

جو شخص انصاف کے ارادہ سے اس امر میں رائے ظاہر کرنا چاہتا ہے اس پر اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ ہماری اوّل کتاب جو دنیا میں شائع ہوئی براہین احمدیہ ہے جس سے پہلے پادری عماد الدین کی گندی کتابیں اور اندر من مراد آبادی کی نہایت سخت اور پُر فحش تحریریں اور کنھیّا لعل الکھدھاری کی فتنہ انگیز تالیفات اور دیانند کی وہ ستیارتھ پرکاش جو بدگوئی اور گالیوں اور توہین سے پُر ہے ملک میں شائع ہو چکی تھیں اور ہمارے اس ملک کے مسلمان ان کتابوں سے اس طرح افروختہ تھے جس طرح کہ لوہا ایک مدت تک آگ میں رکھنے سے آگ ہی بن جاتا ہے مگر ہم نے براہین احمدیہ میں مباحثہ کی ایک معقولی طرز ڈال کر ان جوشوں کو فرو کیا اور ان جذبات کو اور طرف کھینچ کر لے آئے۔ جیسا کہ ایک حاذق طبیب اعضاء رئیسہ سے رخ ایک مادہ کا پھیر کر اطراف کی طرف اس کو جھکا دیتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ براہین احمدیہ ان عیسائیوں اور آریوں کے جواب میں لکھی گئی تھی جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین اور گالیوں کو انتہا تک پہنچا دیا تھا مگر تب بھی کتاب مذکور نہایت ملامت اور ادب سے لکھی گئی اور بجز ان واجبی حملوں کے جو اپنے محل پر چسپاں تھے جن کا ذکر ہر ایک مباحثہ کے لئے بغرض اسکاٹ خصم ضروری ہوتا ہے اور کوئی درشت کلمہ اس کتاب میں نہیں ہے اور اگر بالفرض ہوتا بھی تو کوئی منصف جس نے عماد الدین اور اندر من اور کنھیّا لعل کی کتابیں اور دیانند سوستی کی ستیارتھ پرکاش پڑھی ہو ہم کو ایک ذرہ الزام نہیں دے سکتا ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کے مقابل پر جو کچھ بعض جگہ کسی قدر درشتی عمل میں آئی اس کی ان کتابوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور توہین اور تحقیر کے انبار کی طرف ایسی ہی نسبت تھی جیسا کہ ایک ذرہ کو پہاڑ کی طرف ہو سکتی ہے۔ ماسوا اس کے جو کچھ ہماری کتابوں میں بطور مدافعت لکھا گیا وہ دراصل ان شخصوں کا قصور

﴿۱۹﴾

تھا جنہوں نے ان تحریرات کے لئے اپنی سخت گوئی سے ہمیں مجبور کیا۔ اگر مثلاً زید محض شرارت سے بکر کو یہ کہے کہ تیرا باپ سخت نالائق تھا اور زید اس کے جواب میں یہ کہے کہ نہیں بلکہ تیرا ہی باپ ایسا تھا تو اس صورت میں یہ سختی جو بکر کے کلمہ میں پائی جاتی ہے بکر کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ دراصل زید خود ہی اپنے درشت کلمہ سے بکر کا محرک ہوا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہی حال ہم لوگوں کا ہے۔ اس شخص کی حالت پر نہ ایک افسوس بلکہ ہزار افسوس جس نے اس واقعہ صحیحہ کو نہیں سمجھایا دانستہ اس افترا اور جھوٹ کو کسی غرض نفسانی سے استعمال میں لایا۔ اگر انجمن حمایت اسلام یا اس کے حامیوں کی یہ رائے ہے جیسا کہ ۶ مئی ۱۸۹۸ء کے پرچہ بزور سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل تمام سخت الفاظ اسلام کے ایک گروہ سے یعنی اس عاجز کی طرف سے ہی ظہور میں آئے ہیں ورنہ پہلے اس سے تمام حملہ کرنے والوں کی تحریریں مہذبانہ تھیں اور کوئی سخت لفظ ان کی تالیفات میں نہ تھا تو ایسی رائے جس قدر ظلم اور جھوٹ اور بددیانتی سے بھری ہوئی ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں خود ہر ایک شخص تاریخ تالیف دیکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا ہماری کتابیں ان کی سخت گوئی سے پہلے لکھی گئیں یا بعد میں بطور مدافعت کے۔

ہمارے مخالفوں نے جس قدر ہم پر سختی کی اور جس قدر خدا سے بے خوف ہو کر نہایت بدتہذیبی سے ہمارے دین اور ہمارے پیشوائے دین حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین پر حملے کئے وہ ایسا امر نہیں ہے کہ کسی پر پوشیدہ رہ سکے۔ مگر کیا یہ تمام حملے میرے سبب سے ہوئے؟ اور کیا اندر من کا اندر بجز اور پاداش اسلام اور دوسرے گندے اور ناپاک رسالے جن میں بجز گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا ان تمام تالیفات کے شائع کرنے کا میں ہی موجب تھا؟ اور کیا دیانند کی وہ کتاب جس کا نام ستیا تھ پرکاش تھا جو براہین احمدیہ سے دو برس پہلے چھپ کر شائع بھی ہو چکی تھی کیا وہ میرے جوش دلانے کی وجہ سے لکھی گئی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اس میں وہ سخت اور توہین کے کلمے دین اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھے گئے ہیں جن کے سننے سے کلیجہ کانپتا ہے تو کیا اس سے ثابت نہیں کہ میری کتاب براہین احمدیہ

کی تالیف سے پہلے آریہ صاحبوں نے سخت گوئی انتہا تک پہنچادی تھی؟ اور اگر کوئی فریقین کی تحریروں کا مقابلہ کرے اور کتابوں کو ایک دوسرے کے مقابل پر کھول کر دیکھے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ کسی قدر سختی مدافعت کے طور پر نہایت رنج اٹھانے کے بعد ہم سے بھی ظہور میں آئی جس کا سبب اور جس کے استعمال کی حکمت عملی اور اس کے مفید نتائج ابھی ہم لکھ چکے ہیں مگر تاہم مقابلتاً وہ سختی کچھ بھی چیز نہیں تھی اور ہر جگہ مخالفین کے اکابر اور پیشواؤں کا نام تعظیم سے لکھا گیا تھا اور مقصود یہ تھا کہ ہماری اس نرمی اور تہذیب کے بعد ہمارے مخالف اپنی عادات سابقہ کی کچھ اصلاح کریں مگر لیکچر ام کی کتابوں نے ثابت کر دیا کہ یہ امید بھی غلط تھی۔ ہم نہیں چاہتے کہ بے محل اس قصے کو چھیڑیں۔ صرف ہمیں ان لوگوں کی حالت پر افسوس آتا ہے جنہوں نے سچائی کا خون کر کے یہ الزام ہم پر لگانا چاہا کہ گویا مخالفوں کے مقابل پر ابتدا تمام سختیوں اور تمام بدگوئیوں اور تمام تحقیر اور توہین کے الفاظ کا ہم سے ہوا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حمایت اسلام کا دم مارتے ہیں۔ جن کا یہ خیال ہے کہ گویا سخت گوئی ہماری سرشت میں ایک لازم غیر منفک ہے جس نے مہذب مخالفوں کو جوش دلایا۔ اگر اس قابل رحم انجمن کی یہ رائے ہے جس کو ابزور نے شائع کیا ہے تو اس نے بڑی غلطی کی کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں پادریوں کی شکایت میں میموریل روانہ کیا۔ کیونکہ جبکہ میری ہی تحریک اور جوش دینے سے یہ سب کتابیں لکھی گئی ہیں تو طریق انصاف تو یہ تھا کہ میری شکایت میں میموریل بھیجتے۔

میں سچے دل سے اس بات کو بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کی نظر میں یہی سچ ہے کہ بدگوئی کی بنیاد ڈالنے والا میں ہی ہوں اور میری ہی تالیفات نے دوسری قوموں کو توہین اور تحقیر کا جوش دلایا ہے تو ایسا خیال کرنے والا خواہ ابزور کا ایڈیٹر ہو یا انجمن حمایت اسلام لاہور کا کوئی ممبر یا کوئی اور اگر وہ ثابت کر دکھاوے کہ یہ تمام سخت گوئیاں جو پادری فنڈل سے شروع ہو کر امہات المومنین تک پہنچیں یا جو اندر من سے ابتدا ہو کر لیکچر ام تک ختم ہوئیں۔ میری ہی وجہ سے برپا ہوئی تھیں تو میں ایسے شخص کو تاوان کے طور پر ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار

﴿۲۱﴾

ہوں۔ کیونکہ یہ بات درحقیقت سچ ہے کہ جس حالت میں ایک طرف میرا یہ مذہب ہے کہ ہرگز مخالفوں کے ساتھ اپنی طرف سے سختی کی ابتدا نہیں کرنی چاہیے اور اگر وہ خود کریں تو حتی الوسع صبر کرنا چاہیے بجز اس صورت کے کہ جب عوام کا جوش دبانے کے لئے مصلحت وقت پر قدم مارنا قرین قیاس ہو اور پھر دوسری طرف عملی کارروائی میری یہ ہو کہ یہ تمام شور قیامت میں نے ہی اٹھایا ہو جس کی وجہ سے ہمارے مخالفوں کی طرف سے ہزار ہا کتابیں تالیف ہو کر ملک میں شائع کی گئیں اور ہزار ہا قسم کی توہین اور تحقیر ظہور میں آئی یہاں تک کہ قوموں میں باہم سخت تفرقہ اور عناد پیدا ہوا تو اس حالت میں بلاشبہ میں ہر ایک تاوان اور سزا کا مستحق ہوں اور یہ فیصلہ کچھ مشکل نہیں اگر کوئی ایک گھنٹہ کیلئے ہمارے پاس بیٹھ جائے تو جیسا کہ ایک شکل آئینہ میں دکھائی جاتی ہے ویسا ہی یہ تمام واقعات بلا کم و بیش کتابوں کے مقابلہ سے ہم دکھا سکتے ہیں۔

یہ ذکر تو جملہ معترضہ کی طرح درمیان آ گیا اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ یہ پالیسی ہرگز صحیح نہیں ہے کہ ہم مخالفوں سے کوئی دکھاٹھا کر کوئی جوش دکھائیں یا اپنی گورنمنٹ کے حضور میں استغاثہ کریں۔ جو لوگ ایسے مذہب کا دم مارتے ہیں جیسا کہ اسلام جس میں یہ تعلیم ہے کہ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** یعنی تم ایک امت اعتدال پر قائم ہو جو تمام لوگوں کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ کیا ایسے لوگوں کو زیبا ہے جو بجائے نفع رسانی کے آئے دن مقدمات کرتے رہیں۔ کبھی میموریل بھیجیں اور کبھی فوجداری میں نالش کر دیں اور کبھی اشتعال ظاہر کریں اور صبر کا نمونہ کوئی بھی نہ دکھائیں۔ ذرہ غور کر کے دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ تمام گم گشتہ انسانوں کو رحم کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے بڑے بڑے حوصلے چاہئیں۔ ان کی ہر ایک حرکت اور ہر ایک ارادہ صبر اور بردباری کے رنگ سے رنگین ہونا چاہیے۔ سو جو تعلیم خدا نے ہمیں قرآن شریف میں اس بارے میں دی ہے وہ نہایت صحیح اور اعلیٰ درجہ کی حکمتوں کو اپنے اندر رکھتی ہے جو ہمیں صبر سکھاتی ہے۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام رومی سلطنت کے ماتحت خدا تعالیٰ

سے مامور ہو کر آئے تو خدا تعالیٰ نے ان کے ضعف اور کمزوری کے لحاظ سے یہی تعلیم ان کو دی کہ شرک کا مقابلہ ہرگز نہ کرنا بلکہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دو۔ اور یہ تعلیم اس کمزوری کے زمانہ کے نہایت مناسب حال تھی۔ ایسا ہی مسلمانوں کو وصیت کی گئی تھی کہ ان پر بھی ایک کمزوری کا زمانہ آئے گا اسی زمانہ کے ہم رنگ جو حضرت مسیح پر آیا تھا اور تا کید کی گئی تھی کہ اس زمانہ میں غیر قوموں سے سخت کلمے سن کر اور ظلم دیکھ کر صبر کریں۔ سو مبارک وہ لوگ جو ان آیات پر عمل کریں اور خدا کے گنہگار نہ بنیں۔ قرآن شریف کو غور سے دیکھیں کہ اُس کی تعلیم اس بارے میں دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک اس ارشاد کے متعلق ہے کہ جب پادری وغیرہ مخالف ہمیں گالیاں دیں اور ستاویں اور طرح طرح کی بدزبانی کی باتیں ہمارے دین اور ہمارے نبی علیہ السلام اور ہمارے چراغ ہدایت قرآن شریف کے حق میں کہیں تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ دوسرا پہلو اس ارشاد کے متعلق ہے کہ جب ہمارے مخالف ہمارے دین اسلام اور ہمارے مقتدا اور پیشوا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی نسبت دھوکہ دینے والے اعتراض شائع کریں اور کوشش کریں کہ تا دلوں کو سچائی سے دور ڈالیں تو اس وقت ہمیں کیا کرنا فرض ہے۔ یہ دونوں حکم اس قسم کے ضروری تھے کہ مسلمانوں کو یاد رکھنے چاہئیں تھے۔ مگر افسوس ہے کہ اب معاملہ برعکس ہے اور جوش میں آنا اور مخالف موذی کی ایذا کے فکر میں لگ جانا غازہ دینداری ٹھہر گیا ہے اور انسانی پالیسی کو خدا کی سکھائی ہوئی پالیسی پر ترجیح دی جاتی ہے حالانکہ ہمارے دین کی مصلحت اور ہماری خیر اور برکت اسی میں ہے کہ ہم انسانی منصوبوں کی کچھ پرواہ نہ کریں اور خدا تعالیٰ کی ہدایتوں پر قدم مار کر اس کی نظر میں سعادت مند بندے ٹھہر جائیں۔ خدا نے ہمیں اس وقت کے لئے کہ جب ہمارے مذہب کی توہین کی جائے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت سخت کلمات کہے جائیں کھلے کھلے طور پر ارشاد فرمایا ہے جو سورہ آل عمران کے آخر میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔

وَلَسْتَمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝۱

﴿۲۳﴾

اہل کتاب اور دوسرے مخلوق پرستوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے۔ تب اگر تم صبر کرو گے اور زیادتی سے بچو گے تو تم خدا کے نزدیک اولوالعزم شمار کئے جاؤ گے۔ ایسا ہی اس دوسرے وقت کے لئے کہ جب ہمارے مذہب پر اعتراض کئے جائیں۔ یہ ارشاد فرمایا ہے: **وَجَادِلْهُمْ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ** ☆..... **وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** ۱۔ سورہ آل عمران۔ یعنی جب تو عیسائیوں سے مذہبی بحث کرے تو حکیمانہ طور پر معقول دلائل کے ساتھ کر اور چاہیے کہ تیرا وعظ پسندیدہ پیرا یہ میں ہو۔ اور تم میں سے ہمیشہ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو خیر اور بھلائی کی طرف دعوت کریں اور ایسی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاویں جن کی سچائی پر عقل اور سلسلہ سماوی گواہی دیتے رہے ہیں اور ایسی باتوں سے منع کریں جن کی سچائی سے عقل اور سلسلہ سماوی انکار کرتے ہیں۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کریں اور اس طرح پر بنی نوع کو دینی فائدہ پہنچاتے رہیں وہی ہیں جو نجات پا گئے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں ان دونوں پہلوؤں کو ایک ہی جگہ اکٹھے کر کے بیان کر دیا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** ۲۔ (اخیر آل عمران) یعنی اے ایمان والو! دشمنوں کی اید پر صبر کرو اور بائیں ہمہ مقابلہ میں مضبوط رہو اور کام میں لگے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو تا تم نجات پا جاؤ۔ سو اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی ہمیں یہی ہدایت ہے کہ ہم جابلوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانیوں اور گالیوں سے اعراض کریں اور ان تدبیروں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں کہ کیونکر ہم بھی ان کو سزا دلاویں ۳۔ بدی کے مقابل پر بدی کا ارادہ کرنا

☆ میری جماعت نے جوڑٹی کی بدگوئی پر میموریل بھیجا ہے وہ سزا دلانے کی غرض سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ یہ لوگ محض دروغ گوئی کے طور پر سخت گوئی کا الزام لگاتے تھے لہذا گورنمنٹ اور پبلک کو دکھلایا گیا ہے کہ ان لوگوں کی نرمی اور ادب اس قسم کا ہے۔ اس سے زیادہ اس میموریل میں کوئی درخواست سزا وغیرہ کی نہیں ہے۔ منہ

☆ یہاں حضرت مسیح موعودؑ کی آیت ۱۲۶ کا حوالہ دے رہے ہیں جو یہ ہے۔ **أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ**

وَأَلْمُوعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (ناشر) ۱۔ آل عمران: ۱۰۵ ۲۔ آل عمران: ۲۰۱

ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگزر کی خواہتیار کریں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب

کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں اور اس طرح پر

ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس

کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک

کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی

آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے

دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت

کریں۔ ہاں جوشبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے ان کو جڑ سے

اکھاڑنا چاہیے اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے معاون ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیے

اور ہزاروں دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہیے۔ یہی کام ہے جس کی اب ہمیں

اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جا بجا انجمنیں قائم کر

رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجودیکہ عیسائیوں کی طرف

سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے

اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور ان انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک

رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دیں گے ان حملوں کا ان

انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول ان کے

کافر سہی، دجال سہی، سخت گو سہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزار ہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے

کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہوگا کہ تا

لڑ کے تعلیم پا کر کوئی معقول نوکری پائیں۔ اور بیہوشوں کی پرورش کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ بچے مسلمان ہونے کی حالت میں بالغ اور معمولی طور کے خواندہ ہو جائیں۔ مگر آگے جو کروڑ ہاتھم کے دام تزویر بالغوں کی راہ میں بچھے ہوئے ہیں ان سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ کیا کوئی بیان کر سکتا ہے کہ کسی انجمن نے ان سے محفوظ رہنے کا کیا بندوبست کیا؟ بلکہ اگر ایسی ہی تعلیم ہے جس میں مخالفوں کے تمام حملوں سے اکمل اور اتم طور پر خبردار نہیں کیا جاتا اور یتیموں کی ایسی ہی پرورش ہے کہ ان کو جوان اور بالغ کر دینا ہی بس ہے تو یہ تمام کام اسلام کے دشمنوں کے لئے ہے نہ اسلام کے لئے۔ اگر اسلام کے لئے یہ کام ہوتا تو سب سے پہلے اس بات کا بندوبست ہونا چاہیے تھا کہ یہ اعتراضات عیسائیت اور فلسفہ آور یہ مت اور برہموسماج کے جن کی میزان تین ہزار تک پہنچ گئی ہے نہایت صفائی اور تحقیق اور تدقیق سے ان کا جواب شائع کیا جاتا اور صرف یہ کافی نہیں کہ امہات مومنین کے چند ورق کا جواب لکھا جاوے بلکہ لازم ہے کہ پادریوں کی شصت سالہ کارروائی اور ایسا ہی وہ تمام فلسفی اور طبعی اعتراضات جو اس کے ساتھ قدم بقدم چلے آئے ہیں اور ایسا ہی آریہ سماج کے اعتراض جو نئے انقلاب سے ان کو سوجھے ہیں ان تمام اعتراضات کی ایک فہرست طیار ہو اور پھر ترتیب وار کئی جلدوں میں اس خس و خاشاک کو سچائی کی ایک روشن اور افروختہ آتش سے نابود کر دیا جائے۔

یہ کام ہے جو اس زمانہ میں اسلام کے لئے کرنا ضروری ہے۔ یہی وہ کام ہے جس سے نئی ذریت کی کشتی غرق ہونے سے بچ رہے گی اور یہی وہ کام ہے جس سے اسلام کا روشن اور خوبصورت چہرہ مشرق اور مغرب میں اپنی چمک دکھلائے گا۔ اس کام کے یہ امور ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتے کہ یتیموں کی پرورش کی جائے یا علوم مسرّوجہ یا کسی اور کسب کی ان کو تعلیم دی جائے یا بگفتن رسم اور عادت کے طور پر اسلام کے احکام اور ارکان ان کو سکھلائے جائیں۔ وہ لوگ جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیوں میں جا ملے ہیں جو غالباً ایک لاکھ کے قریب پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہوں گے کیا وہ اسلام کے احکام اور ارکان سے بے خبر تھے؟ کیا ان کو اتنی بھی تعلیم نہیں ملی تھی جو اب انجمن حمایت اسلام لاہور یتیموں اور

دوسرے طالب علموں کو دے رہی ہے؟ نہیں بلکہ بعض ان میں سے اسلام کے رسمی علوم سے بہت کچھ واقف بھی تھے مگر پھر بھی ان کے معلومات ایسے تھے کہ ان کو عیسائیت کے زہریلے اثر اور سوسفٹائی اعتراضوں سے بچانہ سکے اس لئے دانشمندی کا طریق یہ تھا کہ ان لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کر کے اس زہریلی ہوا کا جو ہر طرف سے زور کے ساتھ چل رہی ہے کوئی احسن انتظام کیا جاتا۔ مگر کس نے اس طرف توجہ کی اور کس انجمن کو یہ خیال آیا؟ نہیں بلکہ ان لوگوں نے تو اور کارروائیاں شروع کر دیں جو مسلمانوں کی دینی حالت پر کچھ بھی نیک اثر ڈال نہیں سکتیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اہل اسلام اپنے تئیں سنبھالیں اور وہ راہ اختیار کریں جو درحقیقت اس سیلاب کو روکتی ہو۔ لیکن یاد رہے کہ بجز اس کے اور کوئی بھی راہ نہیں کہ تمام اعتراضات اور ہر ایک قسم کے شبہات جمع کر کے اس کام کو کوئی ایسا آدمی شروع کرے جو اکمل اور اتم طور پر اس کو انجام دے سکے اور حتی الوسع ان شرائط کا جامع ہو جن کو پہلے ہم لکھ چکے ہیں۔

غرض یہ کام ہے جو مسلمانوں کی ذریت کو موجودہ زہریلی ہواؤں سے بچا سکتا ہے مگر یہ ایسے طرز سے ہونا چاہیے کہ ہر ایک جو اب قرآن شریف کے حوالہ سے ہوتا اس طرح پر جواب بھی ہو جائے اور حق کے طالبوں کو قرآن شریف کے اہم مقامات کی تفسیر پر بھی بخوبی اطلاع ہو جائے۔ یہ ہر ایک کا کام نہیں یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اول شرائط ضروریہ تالیف سے متصف ہوں اور پھر ہر ایک ملونی سے اپنی نیت اور عمل کو الگ کر کے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی مرضیات حاصل کرنے کے لئے یہ کوشش کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی کتاب کم سے کم پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار تک چھپوائی جائے اور تمام دیار اسلام میں مفت تقسیم ہو۔

غرض صرف اُمہات مومنین جیسے ایک مختصر رسالہ کا رد لکھنا کافی نہیں ہے کارروائی پوری کرنی چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ ضرور خدا تعالیٰ مدد دے گا۔ ہاں نرمی اور آہستگی اور تہذیب سے یہ کارروائی ہونی چاہیے۔ ایسی سخت تحریر نہ ہو کہ پڑھنے والا رک جائے اور اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے لیکن اتنا بڑا کام بغیر جمہوری مدد کے کسی طرح انجام پذیر

نہیں ہو سکتا۔ جب اہل الرائے ایک شخص کو اس کام کے لئے مقرر کریں تب یہ دوسرا انتظام بھی ہونا چاہیے کہ اس کام کے انجام کیلئے امراء اور دولتمندوں اور ہر ایک طبقہ کے مسلمانوں سے ایک رقم کثیر بطور چندہ کے جمع ہو اور کسی ایک امین کے پاس حسب صواب دید اس کمیٹی کے جو اس کام کو ہاتھ میں لیوے وہ چندہ جمع رہے اور حسب ضرورت خرچ ہوتا جائے۔

اب ایک دوسرا سوال اور ہے اور وہ یہ کہ اس ردّ جامع کے لکھنے کے لئے کون مقرر ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت رائے سے جو شخص لائق قرار پاوے وہی مقرر کیا جائے جیسا کہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں۔ اور جب ہر طرح سے کسی کو شرائط کے مطابق پایا جائے اور اس کی لیاقت کی نسبت تسلی ہو جائے تو اس ردّ جامع کا کام اس کو دیا جائے اور پھر تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اختلافات کو دور کر کے ایسے شخص کی مدد میں بدل و جان مصروف ہوں اور اپنے مالوں کو اس راہ میں پانی کی طرح بہا دیں تا جیسا کہ اس زمانہ میں مخالفوں کے اعتراض کمال کو پہنچ گئے ہیں ایسا ہی جواب بھی کمال کو پہنچ جائے اور اسلام کی فوقیت اور فضیلت تمام دینوں پر ثابت ہو جائے۔

اب اس کام میں ہرگز تاخیر نہیں چاہیے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ دلی صفائی سے اور محض خدا کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور بلحاظ امور متذکرہ بالا جس کو چاہیں تجویز کر لیں۔ یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو صاحب اس کام کے لئے تجویز کئے جائیں وہ اس کتاب کو تین زبانوں میں جو اسلامی زبانیں ہیں لکھیں یعنی اردو اور عربی اور فارسی میں کیونکہ پادری صاحبوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے بلکہ اس سے زیادہ کئی زبانوں میں ردّ اسلام چھپوایا ہے۔ سو ہمیں بھی یہی چاہیے کہ ہمت نہ ہاریں بلکہ انگریزی میں بھی ایک ترجمہ اس کتاب کا شائع کریں۔

میں مدت تک اس سوچ میں رہا کہ اس ضروری کام کا سلسلہ کیونکر شروع ہو۔ آخر مجھے

یہ خیال آیا کہ اکثر علماء کا تو یہ حال ہے کہ ان میں تباغض اور تحاسد بڑھا ہوا ہے ان کو زیادہ تر دلچسپی تکفیر اور تکذیب سے ہے۔ جس قدر پنجاب اور ہندوستان میں انجمنیں قائم ہوئی ہیں۔ مجھے

اب تک کسی ایسی انجمن پر اطلاع نہیں جو ان مقاصد کو جیسا کہ ہمارا ارادہ ہے پورا کر سکے۔ یا اس طرز کا جوش ان میں موجود ہو۔ میں اس بات کو قبول کرتا ہوں کہ ان انجمنوں کے ممبروں میں سے کئی ایسے صاحب بھی ہوں گے جو ہماری مراد کے موافق ان کے دلوں میں بھی تائید دین متین کا جوش ہوگا۔ لیکن وہ کثرت رائے کے نیچے ایسے دبے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ طوطی کی آواز نقار خانہ میں۔ بہر حال جس قدر ہمیں ہمدردی دین کے جوش سے موجودہ انجمنوں کا کچھ نقص بیان کرنا پڑا ہے وہ معاذ اللہ اس نیت سے نہیں کہ ہم انجمنوں کے تمام ممبروں اور کارکنوں پر اعتراض کرتے ہیں بلکہ ہمارا اعتراض اس معجون مرکب پر ہے۔ جو کثرت رائے سے آج تک پیدا ہوتی رہی ہے۔ لیکن ان تمام صاحبوں کی ذاتیات اور شخصیات سے ہمیں کچھ بحث نہیں جو ان انجمنوں سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بعض اوقات ایک صاحب کی اپنی رائے کچھ اور ہوتی ہے مگر کثرت رائے کے نیچے آ کر خواہ نخواہ اس کو ہاں سے ہاں ملانی پڑتی ہے اور نیز ہم ان انجمنوں اور ان کے کاموں کو محض بیہودہ نہیں جانتے۔ بلاشبہ مسلمانوں کی دنیوی حالت کو ترقی دینے کے لئے بہت عمدہ ذریعہ ہے۔ ہاں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ زہریلی ہوا سے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے ان میں کوئی لائق تعریف کوشش نہیں کی گئی جس قدر بنام نہاد تائید دین سامان دکھلائے گئے ہیں وہ ہرگز ہرگز اس تیز اور تند اور زہریلی ہوا کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو ہمارے ملک میں چل رہی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی حقیقی ہمدردی جس دل میں ہوگی وہ ضرور ہماری اس تحریر پر بول اٹھے گا کہ بلاشبہ اس وقت مسلمان اپنی دینی حالت کے رو سے قابل رحم ہیں اور بلاشبہ اب ایک ایسے احسن انتظام کی ضرورت ہے جس میں ان حملوں کی پوری مدافعت ہو جو اس عرصہ ساٹھ سال میں اسلام پر کئے گئے ہیں۔ ہم ان مردہ طبیعت لوگوں کو مخاطب کرنا نہیں چاہتے جو خود اپنی عمر کے انقلاب پر ہی نظر کر کے اب تک اس نتیجے تک نہیں پہنچے کہ یہ مختصر

﴿۲۹﴾

زندگی ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں اور ضرور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے وہ آرام کی جگہ بناویں جو مرنے کے بعد ہمیشہ کی آرام گاہ ہوگی۔ اے بزرگو! یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور اس کا ایک قانون ہے جس کو دوسرے الفاظ میں مذہب کہتے ہیں۔ اور یہ مذہب ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتا رہا اور پھر ناپدید ہوتا رہا اور پھر پیدا ہوتا رہا مثلاً جیسا کہ تم گیہوں وغیرہ اناج کی قسموں کو دیکھتے ہو کہ وہ کیسے معدوم کے قریب ہو کر پھر ہمیشہ از سر نو پیدا ہوتے ہیں اور بائیں ہمہ وہ قدیم بھی ہیں ان کو نو پیدا نہیں کہہ سکتے۔ یہی حال سچے مذہب کا ہے کہ وہ قدیم بھی ہوتا ہے اور اس کے اصولوں میں کوئی بناوٹ اور حدوث کی بات نہیں ہوتی اور پھر ہمیشہ نیا بھی کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں ایک بزرگ نبی گذرے ہیں وہ کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے بلکہ وہی لائے تھے جو ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور حضرت ابراہیم بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے بلکہ وہی لائے تھے جو نوح علیہ السلام کو ملا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے اور کوئی نیا نجات کا طریق نہیں گھڑا تھا بلکہ وہی تھا جو حضرت موسیٰ کو ملا تھا اور وہی پرانا طریق نجات کا تھا جو ہمیشہ خدائے رحیم نبیوں کے ذریعہ سے انسانوں کو سکھلاتا رہا لیکن جب طریق نجات جو قدیم سے چلا آتا تھا اور دوسرے اصول توحید میں عیسائیوں نے دھوکے کھائے اور یہودیوں کی عملی حالت بھی بہت بگڑ گئی اور تمام زمین پر شرک پھیل گیا تب خدا نے عرب میں ایک رسول پیدا کیا تائے سرے زمین کو توحید اور نیک عملوں سے منور کرے۔ اسی خدا نے ہمیں خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر مخلوق پرستی کے عقائد دنیا میں پھیل جائیں گے اور لوگوں کی عملی حالت میں بھی بہت فرق ہو جائے گا اور اکثر دلوں پر دنیا کی محبت غالب اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی۔ تب خدا پھر اس طرف توجہ کرے گا کہ اس راستی کے تخم کو جو ہمیشہ اناج کی طرح پیدا ہوتا رہا ہے نشوونما دے۔ سو خدا اب اپنے دین کو ایسے لوگوں کے وسیلہ سے نشوونما دے گا جو اس کی نظر میں بہت ہی مقبول ہوں گے مگر یہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کہ

ایسے لوگ اُس کی نظر میں کون سے ہیں۔ بہر حال قرین مصلحت یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس مشکل کام میں امراء وقت اور دوسرے تمام تاجروں اور رئیسوں اور دولت مندوں اور اہل الرائے کو مخاطب کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ اس ہمدردی کے میدان میں کون کون نکلتا ہے اور کون کون اعراض کرتا ہے۔ لیکن کیا ہی قابل تعریف وہ لوگ ہیں جو اس وقت اس کام کے لئے خدا تعالیٰ سے توفیق پائیں گے۔ خدا ان کے ساتھ ہو اور اپنے خاص رحم کے سایہ میں ان کو رکھے۔

یہ مضمون جن جن بزرگوں کی خدمت میں پہنچے ان کا کام یہ ہوگا کہ اوّل اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر براہ مہربانی مجھے اطلاع بخشیں کہ وہ اس کام کے انجام کے لئے کیا تجویز کرتے ہیں اور کس کو اس خدمت کے لئے پسند کرتے ہیں۔ کام یہی ہے کہ مخالفوں کی کل کتابوں سے اعتراضات جمع کر کے ان کا جواب دیا جائے۔ اور پھر وہ کتابیں پچاس ہزار کے قریب چھپوا کر ملک میں شائع کی جائیں اور اس طرح پر موجودہ اسلامی ذریت کو سم قاتل سے بچالیا جائے۔ یہ تمام کام پچاس ہزار روپیہ کے خرچ سے بخوبی ہو سکتا ہے اور اگر ایسی کتابیں کم سے کم پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار تک دنیا میں شائع کی جائیں تو یہ سمجھو کہ ہم نے تمام ساختہ پر داختہ پادریوں اور دوسرے مخالفوں کا کالعدم کر دیا لیکن چونکہ یہ مالی معاملہ ہے اس لئے اس میں اوّل سے خوب پرتال اور تفتیش ہونی چاہیے کہ اس کام کے لائق کون لوگ ہیں؟ اور کس کی تالیف دنیا کے دلوں کو اسلام کی طرف جھکا سکتی ہے؟ اور کون ایسا شخص ہے جس کا حسن بیان اور قوت استدلال اور طرز ثبوت عام فہم اور تسلی بخش ہے اور کس کی تقریر ہے جو تمام اعتراضات کو درہم برہم کر کے اُن کا نشان مٹا سکتی ہے۔ اسی خیال سے میں نے اس اپنے مضمون میں دس شرطیں لکھی ہیں جو میرے خیال میں ایسے مؤلف کے لئے ضروری ہیں لیکن میرے خیال کی پیروی کچھ ضروری نہیں ہر ایک صاحب کو چاہیے کہ اس کام کے لئے پوری پوری غور کر کے یہ رائے ظاہر کریں کہ کس کو یہ خدمت تالیف سپرد کرنی چاہیے اور ان کے نزدیک کون ہے جو بخوبی اور خوش اسلوبی اس

﴿۳۱﴾

کام کو انجام دے سکتا ہے۔ میں اس قدر خدمت اپنے ذمہ لے لیتا ہوں کہ ہر ایک صاحب اس بارے میں اپنی اپنی رائے تحریر کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ میں ان تمام تحریروں کو جمع کرتا جاؤں گا اور جب وہ سب تحریریں جمع ہو جائیں گی تو میں ان کو ایک رسالہ کی صورت میں چھاپ دوں گا اور پھر وہ امر جو کثرت رائے سے قرار پاوے اسی کو اختیار کیا جائے گا۔ اور ہر ایک پر لازم ہوگا کہ کثرت رائے کے پیرو ہو کر سچے دل سے اس کام میں حتی الوسع مالی مدد دیں۔ اور اس رائے کے لائق وہی صاحب سمجھے جائیں گے جو مالی مدد کے دینے کے لئے طیار ہوں۔ مگر رائے لکھنے کے وقت ہر ایک صاحب کو چاہئے کہ اس اہل علم کا نام تصریح سے لکھیں جس کو یہ نازک کام تالیف کا سپرد کیا جائے گا۔

شاید بعض صاحب اس رائے کو اختیار کریں کہ کئی صاحب علم اس کام کے لئے متوجہ ہوں اور مل کر کریں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسے امور میں تالیفات کا داخل ضرر رساں ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات نزاع اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہاں جو شخص درحقیقت لائق اور صاحب معلومات ہوگا اس کو اگر کوئی ضرورت ہوگی تو وہ خود اپنے چند مددگار خدام کی طرح پیدا کر سکتا ہے۔ کمیٹی کی تجویز کے نیچے یہ بات آ نہیں سکتی بلکہ ایسی قہری ترکیب سے کئی فتنوں کا احتمال ہے۔ جب تک صرف ایک شخص اس کام کا مدار الہام مقرر نہ کیا جائے تب تک خیر و خوبی سے کوئی کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ ہاں وہ مدار الہام جس قدر مناسب سمجھے اپنی منشاء اور طرز تالیف کے مطابق اوروں سے مواد تالیف جمع کرنے کے لئے کوئی خدمت لے سکتا ہے اور اس کام کے لئے ایک عملہ مقرر کر سکتا ہے۔

یہ غور کے لائق باتیں ہیں اور مجھے زیادہ تر یہی خوف ہے کہ اس پرچہ کو جو خون جگر سے لکھا گیا ہے یونہی لا پرواہی سے پھینک نہ دیا جائے یا جلدی سے اس پر رائے لگا کر اس کو ردی اور فضول بستوں میں نہ ڈال دیا جائے اس لئے میں اس بے قرار کی طرح جو ہر طرف ہاتھ پیر مارتا ہے اپنے معزز مخاطبین کو جو اپنی عزت اور امارت اور عالی ہمتی کی وجہ سے

فخر اسلام ہیں اس خدائے عز و جل کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کبھی انبیاء علیہم السلام نے بھی رد نہیں کیا کہ اپنی رائے سے جو سراسر دینی ہمدردی پر مشتمل ہو مجھے ضرور ممنون فرمائیں گو کم فرصتی کی وجہ سے دو چار سطر ہی لکھ سکیں لیکن اس تمام مضمون کو پڑھ کر تحریر فرمائیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جس قدر اسلام کے سچے ہمدرد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ ایسی رائے کے لکھنے سے جس میں قوم کی بھلائی اور ہزار ہا فتنوں سے نجات ہے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ اس رائے میں تین امر کی تشریح ضرور چاہیے۔ (۱) اول یہ کہ وہ اپنی دانست میں کس کو اس کام کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اور اس بزرگ کا نام کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ (۲) دوم یہ کہ وہ خود اس عظیم الشان کام کے انجام دینے کے لئے کس قدر مدد دینے کو طیار ہیں۔ (۳) سوم یہ کہ یہ رقم کثیر جو اس کام کے لئے جمع ہوگی وہ کہاں اور کس جگہ مدامت میں رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً کس کی اجازت سے خرچ ہوگی۔ یہ تین امر ضروری التفصیل ہیں۔

اس جگہ ایک اور امر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ شاید بعض صاحبوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ ممکن ہے کہ اس کام میں دخل دینا گورنمنٹ عالیہ کے منشاء کے مخالف ہو تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ جو ہماری جان اور مال کی حفاظت کر رہی ہے اس نے پہلے سے اشتہار دے رکھا ہے کہ وہ کسی کے دینی امور اور دینی تدابیر میں مداخلت نہیں کرے گی جب تک کوئی ایسا کاروبار نہ ہو جس سے بغاوت کی بد بو آوے۔ ہماری محسن گورنمنٹ برطانیہ کی یہی ایک قابل تعریف خصلت ہے جس کے ساتھ ہم تمام دنیا کے مقابل پر فخر کر سکتے ہیں۔ بیشک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار رہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں

﴿۳۳﴾

تک چلے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صد ہا نادانوں کے ان سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ یہ مذہبی آزادی ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پا کر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے۔ غرض اس مبارک گورنمنٹ کو اپنا صدق اور اخلاص دکھلاؤ۔ وقتوں پر اس کے کام آؤ۔ چاہیے کہ تمہارا دل بالکل صاف اور اخلاص سے بھرا ہوا ہو اور پھر جب تم یہ سب کچھ کر چکے تو باوجود اس ارادت اور اخلاص کے کچھ مضائقہ نہیں کہ نرمی اور ملامت سے اپنے دین کے اصولوں کی تائید کی جائے ایسے کاموں میں باریک اصولوں کے لحاظ سے گورنمنٹ کے اقبال اور دولت کی خیر خواہی ہے کیونکہ جس طرح اچھے دوکاندار کا نام سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں اسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ نخواہ پیاری اور ہر عزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے۔ پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔ دیکھو سر سید احمد خاں صاحب بالقبابہ کس قدر اس محسن گورنمنٹ کے خیر خواہ تھے اور کس قدر گورنمنٹ عالیہ کے منشاء سے بھی واقف تھے اور کس قدر وہ اس بات کو چاہتے تھے کہ ایسے امور سے دور رہیں جو گورنمنٹ کی منشاء کے برخلاف ہیں بائیں ہمہ وہ ہمیشہ مذہبی امور میں بھی لگے رہے اور نہ صرف پادریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے بلکہ الہ آباد کے ایک لاٹ صاحب کی کتاب کا بھی انہوں نے رد لکھا جو بڑا نازک کام تھا اور ہنٹر کے الزامات کا بھی جواب دیا اور پھر موت کے دنوں کے قریب اس کتاب امہات المؤمنین کے کسی قدر حصے کا جواب لکھ گئے جو علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں رسالہ جلد ۶ پر اپریل ۱۸۹۸ء میں چھپ بھی گیا ہے۔ ہاں چونکہ وہ دانشمند اور حقیقت شناس تھے اس لئے انہوں نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی فضول میموریل کبھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہیں بھیجا جیسا کہ

اب لاہور سے بھیجا گیا۔ بلکہ اب بھی جب ان کو کتاب امہات المؤمنین کے مضامین پر اطلاع ہوئی تو صرف رد لکھنا پسند فرمایا۔ سید صاحب تینوں باتوں میں میرے موافق رہے۔ اول حضرت عیسیٰ کی وفات کے مسئلہ میں۔ دوم جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا کہ سلطان روم کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے حقوق ہم پر غالب ہیں تو سید صاحب نے میرے اس مضمون کی تصدیق کی اور لکھا کہ سب کو اس کی پیروی کرنی چاہیے۔ سوم اسی کتاب امہات المؤمنین کی نسبت ان کی یہی رائے تھی کہ اس کا رد لکھنا چاہیے میموریل نہ بھیجا جائے۔ کیونکہ سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے رد لکھنے کو اس پر ترجیح دی۔ کاش اگر آج سید صاحب زندہ ہوتے تو وہ میری اس رائے کی ضرور کھلی کھلی تائید کرتے۔ بہر حال ایسے امور میں تمام معزز مسلمانوں کے لئے سید صاحب مرحوم کا یہ کام ایک اسوہ حسنہ ہے جس کے نمونہ پر ضرور چلنا چاہیے اور بلاشبہ یہ طریق عمل سید صاحب کا کہ آپ نے امہات المؤمنین کا رد لکھنا مناسب سمجھا اور کوئی میموریل گورنمنٹ میں نہ بھیجا یہ درحقیقت ہماری رائے کی تصدیق ہے جو سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے لوگوں کے سامنے رکھ دی۔

ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب اور معقولی اور حکیمانہ طرز سے حملہ کرنے والوں کا رد لکھنا چاہیے اور اس خیال سے دل کو خالی کر دینا چاہیے کہ گورنمنٹ عالیہ سے کسی فرقہ کی گوشمالی کرادیں۔ مذہب کے حامیوں کو اخلاقی حالت دکھلانے کی بہت ضرورت ہے۔ اس طرح پر مذہب بدنام ہوتا ہے کہ بات بات میں ہم اشتعال ظاہر کریں اور یاد رہے کہ ایڈیٹر روزِ رور نے بہت ہی دھوکہ کھایا یا دھوکہ دینا چاہا ہے جبکہ اس نے میری نسبت یہ لکھا کہ گویا میں اس بات کا مخالف ہوں کہ جو لوگ ہمارے مذہب پر حملہ کریں ان کے حملوں کو دفع کیا جائے۔ وہ میرے اس میموریل کو پیش کرتا ہے جس میں میں نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ عالیہ فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لئے دو تجویزوں میں سے ایک تجویز اختیار کرے کہ یا تو ہر ایک فریق کو ہدایت ہو جائے

﴿۳۵﴾

کہ کسی اعتراض کے وقت بغیر اس کے کہ فریق مخالف کی معتبر کتابوں کا حوالہ دے ہرگز اعتراض کے لئے قلم نہ اٹھاوے اور یا یہ کہ قطعاً ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب پر حملہ نہ کرے بلکہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کریں۔ اب ظاہر ہے کہ میرے اس بیان اور حال کے بیان میں کچھ تناقض نہیں ہے جیسا کہ ابزور نے سمجھا ہے۔ کیا میری پہلی تحریر کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ مخالفوں کے حملہ کا جواب نہ دیا جائے؟ فرض کیا کہ ہم دوسروں کے مذہب پر حملہ نہ کریں مگر یہ تو ہمارا فرض ہے کہ غیروں کے حملے سے اپنے مذہب کو بچاویں اور اپنے مذہب کی خوبیاں دکھلاویں۔

غرض ہماری گورنمنٹ عالیہ ہمیں منع نہیں کرتی کہ ہم تہذیب کے ساتھ اپنے اصول مذہب کی حمایت کریں۔ سوائے بزرگوں کو دیکھ لو کہ اسلام کس قدر حملوں کے نیچے دبا ہوا ہے۔ پادری صاحبوں کے حملے ہیں۔ فلسفہ جدیدہ کے حملے ہیں۔ آریہ صاحبوں کے حملے ہیں۔ برہم سماج کے حملے ہیں۔ دہریوں طبعیوں کے حملے ہیں۔

اب مجھے بے دھڑک کہنے دو کہ اس وقت سچا مسلمان وہی ہے جو اسلام کی حالت پر کچھ ہمدردی دکھاوے اور بباغت سخت دلی اور لاپرواہی یا ناحق کے دور دراز کے خیالات سے ہمدردی سے منہ نہ پھیرے۔ اے مردان ہمت شعاروہ انتظام جواب ہونا چاہیے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ کہاں تک میں بار بار لکھوں۔ اے قوم کے چمکتے ہوئے ستارو! اور معزز بزرگو! خدا آپ لوگوں کے دلوں کو الہام کرے۔ خدا کے لئے اس طرف توجہ کرو۔ اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا کہ میری اس تحریر کے پڑھنے کے وقت فلاں فلاں اعتراض آپ کے دل میں گذرے گا تو میں ان اعتراضوں کو پہلے سے ہی دفع کر دیتا۔ اور اگر میرے پاس وہ الفاظ ہوتے جو آپ صاحبوں کو اس مدعا کی طرف لے آتے تو میں وہی الفاظ استعمال کرتا۔ ہائے افسوس ہم کیا کریں اور کس طرح اس خوفناک تصویر کو دلوں کے آگے رکھ دیں جو ہمیں طاعون سے زیادہ اور ہیضہ سے بڑھ کر رعب ناک معلوم ہوتی ہے۔ اے خدا تو آپ دلوں میں

ڈال۔ اے رحیم خدا تو ایسا کر کہ یہ تحریر جو خون دل سے لکھی گئی سہل انگاری کی نظر سے نہ دیکھی جائے۔
 بالآخر اس قدر لکھنا بھی ضروری ہے کہ جو صاحب اس کام کے لئے کسی مؤلف کو
 منتخب کرنے کی غرض سے اس بات کے محتاج ہوں کہ ان کی گذشتہ تالیفات کو دیکھیں تو وہ ہر
 ایک مؤلف سے جو ان کے خیال میں بگمان غالب یہ کام کر سکتا ہو بطور نمونہ اس کی تالیف
 کردہ کتابیں طلب کر سکتے ہیں جن سے اس کی علمی طاقت اور طرز تقریر اور طریق استدلال کا
 پتہ لگ سکتا ہو اور میری دانست میں اس امتحان کے وقت جلسہ مہوتسو کی وہ متفرق تقریریں جو
 کئی اہل علم کی طرف سے چھپ چکی ہیں بہت کچھ مدد دے سکتی ہیں۔ کیونکہ اس جلسہ میں ہر
 ایک اسلامی فاضل نے اپنا سارا زور لگا کر تقریر کی ہے۔ پس بلاشبہ وہ کتاب جو حال میں
 لاہور میں ممبران جلسہ کی طرف سے چھپی ہے جس میں پنجاب اور ہندوستان کے مختلف
 مقامات کے علماء کی تقریریں ہیں اس انتخاب کے لئے اول درجہ کی معیار ہے اور میں صلاح
 دیتا ہوں کہ اس فیصلہ کے لئے کہ کس کی تحریر زبردست اور مدلل اور بابرکت ہے اس کتاب سے
 مدد لی جائے کیونکہ اس کشتی گاہ میں جس میں پادری صاحبان اور آریہ صاحبان اور برہمن صاحبان
 اور سناٹن دھرم صاحبان اور دہریہ صاحبان اور علماء اسلام جمع تھے اور ہر ایک اپنی پوری طاقت
 سے کام لے کر تقریر کرتا تھا۔ جو شخص ایسے مقام میں اپنی پُر زور تقریر سے سب پر غالب آیا ہو
 اس پر اب بھی امید کر سکتے ہیں کہ اس دوسری کشتی میں بھی غالب آجائے گا۔

ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ایسا شخص اپنے مباحثات میں
 زبان عربی میں بھی کچھ تالیفات رکھتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ حسب شرائط متذکرہ بالا ایسے
 مؤلف کو جو اس فن مناظرہ کا پیشوا سمجھا جائے عربی میں بھی تالیفات کرنے کی پوری
 دسترس چاہیے۔ وجہ یہ کہ جو شخص زبان عربی میں طاقت نہ رکھتا ہو اس کا فہم اور درایت
 قابل اعتبار نہیں اور نہ وہ کتابوں کو عربی میں تالیف کر کے عام فائدہ پہنچا سکتا ہے اور چونکہ

﴿۳۷﴾

یہ ذکر درمیان آ گیا ہے کہ جو صاحب کسی کو اس کام کے لئے منتخب کرنے کے لئے کوئی رائے ظاہر کریں اول ان کو کافی علم اس بات کا ہونا چاہیے کہ کیا سابق تالیفات اُس شخص کی یہ گواہی دے سکتی ہیں کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کا انسان ہے کہ پہلے بھی دینی امور میں اعلیٰ مضمون اس کی قلم سے نکلے ہیں اور نیز یہ کہ وہ عربی میں بھی تالیفات نادرہ رکھتا ہے اس لئے یہ راقم بھی صرف تائید حق کی غرض سے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح محض نیک نیتی سے اپنی نسبت یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ یہ علم خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے عنایت کیا ہے اور میں اس لائق ہوں کہ اس کام کو انجام دوں۔

میری کتابیں جو مناظرات کے حق میں اب تک تالیف ہوئی ہیں یہ ہیں۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصہ جو آریوں اور برہمنوں اور عیسائیوں کے رد میں ہے۔ سرمہ چشم آریہ جو آریوں کے رد میں ہے۔ ایک عیسائی کے چار سوال کا جواب جو ایک لطیف رسالہ ہے۔ کتاب البریہ جو عیسائیوں کے رد میں ہے۔ کتاب ایام الصلح۔ رسالہ نور القرآن جو عیسائیوں کے رد میں ہے۔ کتاب کرامات الصادقین جو تفسیر قرآن شریف عربی میں ہے۔ کتاب حمامۃ البشری جو عربی میں ہے۔ کتاب سر الخلافہ جو عربی میں ہے۔ کتاب نور الحق جو عربی میں ہے۔ کتاب اتمام الحجۃ جو عربی میں ہے اور دوسری کئی کتابیں ہیں جو اس راقم نے اردو اور فارسی اور عربی میں تالیف کی ہیں اور مہتسو کے جلسہ مذاہب کے بارے میں جو کمیٹی کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے ایک لمبی تقریر اسلام کی تائید میں اس راقم کی بھی اس کتاب میں موجود ہے اور یہ تمام کتابیں بجز کتاب ایام الصلح کے جو عنقریب شائع ہوگی شائع ہو چکی ہیں اور اگر کوئی صاحب رائے لکھنے کے وقت ان کتابوں میں سے کسی کتاب کی ضرورت سمجھیں تو میں اس شرط سے بھیج سکتا ہوں کہ وہ ایک دو ہفتہ رکھ کر پھر واپس کر دیں۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کارروائی کے لئے کون کون صاحب میری کتابیں طلب فرمائیں گے۔ اب یہ مضمون مع اپنی تمام روئیداد کے ختم ہو گیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہر ایک

صاحب۔ جن کی خدمت با برکت میں یہ مضمون بھیجا جائے وہ دو ہفتے کے اندر ہی اپنی رائے زریں سے مجھے خوش وقت فرمائیں گے۔

اس مقام تک ہم لکھ چکے تھے کہ پرچہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۴ مئی ۱۸۹۸ء ہماری نظر سے گذرا جس میں میری نسبت اور میری رائے کی نسبت بتائید میموریل انجمن حمایت اسلام کے چند ایسی باتیں خلاف واقعہ لکھی ہیں۔ جن کی طرز تحریر سے گورنمنٹ یا پبلک کے دھوکہ کھا جانے کا احتمال ہے۔ لہذا اس غلط بیانی کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دینا قرین مصلحت سمجھ کر چند سطریں ان بہتانوں کے دور کرنے کے لئے ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری دقیقہ رس گورنمنٹ ضرور اس پر توجہ فرمائے گی اور وہ اعتراضات معہ جوابات یہ ہیں۔

(۱) پہلے یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ”لوکل انجمن حمایت اسلام کا مطلب رسالہ امہات المؤمنین کی نسبت میموریل بھیجنے سے یہ تھا کہ یہ کتاب جو سخت دل دکھانے والے الفاظ سے پُر ہے اور

☆ ایڈیٹر پیسہ اخبار اور آرزو نے اپنے پرچہ میں مجھ پر یہ الزام بھی لگانا چاہا ہے کہ گویا وہ تفرقہ اور عناد جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہو اس کی تخم ریزی میری طرف سے ہی ہوئی کہ میں نے لیکھرام کے مرنے کی پیشگوئی کی اور اس کی موت پر ہندوؤں کو جوش آیا اور بدگمانیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن اس اعتراض سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ان ایڈیٹروں کو بعض مخفی تحریکات کی وجہ سے مجھ سے وہ بغض اور حسد ہے جس کو وہ دینی امور میں بھی ضبط نہیں کر سکے اور آخر نفسانی جوش میں آ کر اسلامی حمایت اور حقوق کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ میں نے بار بار اپنی کتابوں میں مفصل لکھا ہے اور خود لیکھرام نے بھی اپنی تالیفات میں اس بات کو قبول کیا ہے کہ یہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی اس کا باعث خود لیکھرام ہی تھا۔ جن دنوں میں لیکھرام نے اسلام کی نسبت بدزبانی پر کمر باندھ رکھی تھی اور بات بات میں گالی اس کے منہ میں تھی۔ ان دنوں میں اس نے جوش میں آ کر ایک یہ کارروائی بھی کی تھی کہ مجھ سے بحث کرنے کے لئے قادیاں میں آ کر ایک مہینے کے قریب رہا۔ میں اس سے بحث کرنے کے لئے اس کے ضلع اور گاؤں میں نہیں گیا اور نہ میں نے کبھی ابتداءً

اندیشہ ہے کہ اس کے مضامین سے نقض امن نہ ہو جاوے اس کی اشاعت روک دی جاوے اب مرزا صاحب قادیانی نے اس کے مخالف میموریل بھیجا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ اس کتاب کو حکماً نہ روکا جاوے۔ اس اعتراض سے ایڈیٹر صاحب کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے تو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت عمدہ کارروائی کی تھی کہ نقض امن کی حجت پیش کر کے گورنمنٹ سے درخواست کی تھی کہ اس کتاب کی اشاعت روک دی جائے مگر اس شخص نے یعنی اس راقم نے محض بغض اور حسد سے اس کارروائی کی مخالفت کی اور اس طرح پر اسلام کو صدمہ پہنچایا۔ گویا ان بزرگوں نے تو اسلام کی تائید کرنی چاہی مگر اس راقم نے محض نفسانی بغض اور حسد کے جوش سے اسلامی کارروائی کو عمداً حرج پہنچانے کے لئے کوشش کی۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ میں نے اپنے میموریل میں جو ۱۴ مئی ۱۸۹۸ء کو اردو زبان

اس سے خط و کتابت کی وہ خود اپنے وحشیانہ جوش سے قادیاں میں میرے پاس آیا۔ اور اس بات کے تمام ہندو اس جگہ کے گواہ ہیں کہ وہ پچیس دن کے قریب قادیاں میں رہا اور سخت گوئی اور بدزبانی سے ایک دن بھی اپنے تئیں روک نہ سکا۔ بازار میں مسلمانوں کے گذر کی جگہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا۔ اور مسلمانوں کو جوش دینے والے الفاظ بولتا رہا۔ میں نے اندیشہ نقض امن سے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا کہ اس کی تقریروں کے وقت کوئی بازار میں کھڑا نہ ہو اور کوئی مقابلہ کے لئے مستعد نہ ہو۔ اس لئے باوجود اس کے کہ وہ فساد کے لئے چنداں باشوں کو ساتھ ملا کر ہر روز ہنگامہ کے لئے طیارہ رہتا تھا مگر مسلمانوں نے میری متواتر نصیحتوں کی وجہ سے اپنے جوشوں کو دبا لیا۔ ان دنوں میں کئی باغیرت مسلمان میرے پاس آئے کہ یہ شخص بر ملا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ لوگ جوش میں ہیں تب میں نے نرمی سے منع کیا کہ ایک مسافر ہے بحث کرنے کے لئے آیا ہے صبر کرنا چاہیے۔ میرے بار بار کے روکنے سے وہ لوگ اپنے جوشوں سے باز آئے۔ اور لیکھرام نے یہ طریق اختیار کیا کہ ہر روز میرے مکان پر آتا

میں چھپا ہے اس قدر تو بیشک لکھا ہے کہ رسالہ اُمہات المؤمنین کی اشاعت روکنے کے لئے گورنمنٹ سے درخواست کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے مگر میں نے اس میموریل میں نقض امن کا خطرہ دور کرنے کے لئے یہ حقیقی تدبیر پیش کر دی ہے کہ نرمی اور تہذیب سے اس کتاب کا جواب ملنا چاہیے۔ ہر ایک محقق اور غور کرنے والا یہ گواہی دے سکتا ہے کہ رسالہ اُمہات المؤمنین عیسائیوں کی طرف سے کوئی پہلی تالیف نہیں ہے جس میں اس کے مؤلف نے سخت گوئی اور بہتان اور گالیوں کا طریق اختیار کیا بلکہ دیسی پادریوں کی طرف سے برابر ساٹھ سال سے یہی طریق جاری ہے اور بعض رسائل اور اخبار تو ایسی سخت گوئی اور دل دکھانے والے الفاظ سے بھرے ہوئے ہیں جو کئی درجہ اس رسالہ سے بھی بڑھ کر ہیں۔

اب سوچ لینا چاہیے کہ اس ساٹھ سال میں مسلمانوں نے اس سخت گوئی سے تنگ آ کر کس قدر گورنمنٹ میں میموریل بھیجے۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں بجز اس میموریل اور

اور کوئی نشان اور معجزہ مانگتا اور سخت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے الفاظ اس کے منہ سے نکلتے۔ اب ایک مسلمان جو سچا مسلمان ہو خیال کر سکتا ہے کہ ایسا شخص جو اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بد زبان ہو اور ہر روز روبرو بے ادبی اور توہین مذہب کے کلمات بولتا ہو اس کی عادات پر صبر کرنا کس قدر دشوار ہوتا ہے مگر تاہم میں نے اس قدر صبر کیا کہ ہر ایک سے ایسا صبر ہونا مشکل ہے۔ میں ہر ایک وقت جو قادیان میں رہنے کے ایام میں مجھے وہ ملتا رہا باوجود اس کے وحشیانہ جوشوں کے جو ہمارے پاک نبی کی نسبت اس کے دل میں بھرے ہوئے تھے نرمی اور خلق سے اس کے ساتھ پیش آتا رہا اور وہ کبھی ہنسی اور بیجا تحقیر مذہب سے باز نہ آیا اور ہمیشہ صبح یا تیسرے پہر قادیان میں میرے مکان پر آتا اور اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت طرح طرح کی بے ادبیاں کرتا اور جیسا کہ ظالم پادریوں نے مشہور کر رکھا ہے بار بار یہی کہتا کہ تمہارے پیغمبر سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور نہ کوئی پیشگوئی ہوئی۔ مٹانوں نے مذہب کو رونق دینے کے لئے جھوٹے معجزوں سے کتابیں بھر دی تھیں۔ آخر ہر روز تحقیر سنتے سنتے دل کو نہایت دکھ پہنچا۔ میں نے چند دفعہ دعا کی کہ یا الہی تو قادر ہے کہ اپنے نبی کی عزت ظاہر کرنے کے لئے کوئی نشان ظاہر کرے یا کوئی پیشگوئی ظہور میں لاوے جس سے ہماری حجت پوری ہو اور ان دعاؤں کے بعد میرے دل کو تسلی ہو گئی کہ خدا اس کے مقابل پر ضرور میری تائید کرے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی نشانہ پیشگوئی ہوگا۔ چنانچہ میں نے

ریواڑی کے میموریل کے جو اسی انجمن کے ہاتھوں کی کارروائی ہے کبھی مسلمانوں کے کانشنس نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ ایسی کتابوں کے مقابل پر میموریل بھیجنے ضروری ہیں۔ تخمیناً بیس برس کا عرصہ ہوا کہ میں نے کسی بکشپ صاحب کی تحریر میں دیکھا تھا کہ پچاس یا چالیس برس کے عرصہ میں پادری صاحبوں کی طرف سے مخالف مذہبوں کے رد کرنے کے لئے چھ کروڑ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کم سے کم ہندوستان میں عیسائی صاحبوں کی طرف سے نو کروڑ ایسی کتاب شائع کی گئی ہوگی جس میں مسلمانوں اور دوسرے اہل مذاہب پر حملہ ہوگا۔ اور اگر بطور تنزل یہ بھی مان لیں کہ اس کے بعد کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی تو چھ کروڑ کتاب بھی کچھ تھوڑی نہیں اور اس بات میں بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس چھ کروڑ کتاب میں کس قدر سخت کلمے ہوں گے۔ کیونکہ جس قسم کے پادری صاحبان مذہبی کتابوں کے لکھنے میں پاک زبان اور مہذب ثابت ہوئے ہیں یہ تو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ تو اس صورت میں اگر نقض امن کے اندیشہ

﴿ب﴾

اس کو وعدہ دیا اور اس سے اس کے جانے کے بعد بذریعہ خط درخواست کی کہ وہ اجازت دے کہ ہر ایک طور کی پیشگوئی جو اس کی نسبت ہو اس کو شائع کیا جائے۔ چنانچہ اس نے بذریعہ کارڈ کے تحریری اجازت بھیج دی جس کا مضمون یہ تھا کہ گو کیسی ہی پیشگوئی میری نسبت ہو میں اس سے ناراض نہیں ہوں بلکہ میں اس کو واہیات اور بکواس سمجھتا ہوں۔ اس اجازت کے بعد بار بار جناب الہی میں توجہ کرنے سے وہ الہامات اس کی نسبت ہوئے جن کو میں اس کی زندگی کے زمانہ میں ہی شائع کر چکا ہوں۔ اور ان دنوں میں اس نے بھی شوخی اور چالاکی سے میری نسبت یہ اشتہار شائع کیا کہ مجھے بھی یہ الہام ہوا ہے کہ یہ شخص تین برس کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا۔ آخر جو خدا کی طرف سے تھا وہ ظہور میں آ گیا۔ اور لیکچر ام پیشگوئی کے منشاء کے موافق میعاد کے اندر اس فانی جہان کو چھوڑ گیا۔ اب کوئی منصف بتلائے کہ اس میں میرا کیا قصور تھا یہ تمام واقعات جو میں نے لکھے ہیں پچاس سے زیادہ اس کے گواہ ہوں گے۔ کیا دین اسلام کی اس قدر بھی عزت نہیں ہے کہ اس قدر گالیاں سننے کے بعد خدا کے نبیوں کی سنت کے موافق پیشگوئی سنائی جائے اور وہ بھی بہت سے اصرار کے بعد۔ کیا جس شخص نے اس قدر انکار اور سختی اور بدزبانی کے ساتھ پیشگوئی مانگی اور خدا نے اپنے رسول کی عزت کے لئے بتلادی کیا ایسی پیشگوئی پوشیدہ رکھی جاتی اس خیال سے کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر یا اس کے ہم مادہ لوگ اس سے

پیشگوئی

کی تدبیر یہی تھی جو انجمن حمایت اسلام لاہور کو اب سوچھی یعنی یہ کہ گورنمنٹ میں میموریل بھیج کر عیسائیوں کی کتابیں تلف کرائی جائیں تو آج تک کم سے کم ایک کروڑ میموریل اسلام کی طرف سے جانا چاہیے تھا کیونکہ بڑے مذہب برٹش انڈیا میں دوہی ہیں۔ ہندو اور مسلمان مگر ہندوؤں کی طرف پادری صاحبوں کی التفات طبعاً کم ہے لیکن اگر فرض بھی کر لیں کہ یہ چھ کروڑ کتاب جو لکھی گئی تو نصف اس کا ہندوؤں کے رد میں تھا تب بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے رد میں اب تک تین کروڑ کتاب تالیف ہوئی۔ اس لئے ایک کروڑ میموریل بھیجے جانا کچھ زیادہ نہ تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوں بائسٹنائے انجمن حمایت اسلام لاہور کے کسی کو یہ بات نہ سوچھی کہ بذریعہ میموریل یہ تمام عیسائیوں کی کتابیں جو اب تک بار بار چھپ رہی ہیں تلف کرائی جائیں۔ یہاں تک کہ سرسید احمد خاں صاحب بالقابہ کو بھی یہ خیال نہ آیا بلکہ سید صاحب مرحوم تو رسالہ اُمہات المؤمنین کے شائع ہونے کے وقت بھی جواب لکھنے کی طرف ہی

ناراض ہوں گے۔ افسوس ان لوگوں کو سمجھ نہیں آتا کہ جو شخص اس قدر موذی طبع تھا کہ قادیاں میں آکر گالیاں دیتا رہا اس کی نسبت اگر خدا تعالیٰ نے اس کی درخواست کے بعد الہام فرمایا تو اس میں ہماری طرف سے کونسی زیادتی ہوئی۔ اس نے بھی تو میری نسبت اشتہار دیا تھا یہ کیسی جہالت ہے کہ بار بار ہندوؤں کی ناراضگی کا نام لیا جاتا ہے اور خدا کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رکھا جاتا۔

ہمارا اور ان لوگوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے مقدمہ ہے۔ جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں یہ مجھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر کرتے ہیں کہ اس نے لیکھرام کو کیوں مارا اور کیوں ایسا کام کیا جس سے ہندو فروختہ ہوئے۔ اگر یہ معاملہ محل اعتراض ہے تو پھر ایڈیٹر پیسہ اخبار اور ابرزور کی قلم سے کوئی نبی اور رسول بچ نہیں سکتا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار نے آتھم کے نہ مرنے پر بھی اعتراض کیا تھا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا اور اب لیکھرام کی نسبت اعتراض کیا کہ وہ میعاد کے اندر کیوں مر گیا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حاسدانہ نکتہ چینی ہر ایک پہلو سے ہو سکتی ہے۔ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی کیسی صاف طور پر اس کے ساتھ شرط موجود

متوجہ ہوئے جواب چھپ بھی گیا ہے۔ جس کو وہ ببا عث موت پورا نہ کر سکے۔ مگر اس کتاب کے تلف کرانے کے لئے کوئی میموریل نہ بھیجا اور اشارہ تک زبان پر نہ لائے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ کیا یہ سبب ہے کہ پولیٹیکل امور میں اس انجمن کو ان سے بھی زیادہ عقل اور فہم ہے یا ان کی اسلامی غیرت سید صاحب سے بڑھی ہوئی ہے ایسا ہی دوسرے اکابر اور غیرت مند مسلمان عرصہ ساٹھ سال تک دیسی پادریوں کی طرف سے یہی سختی دیکھتے رہے مگر کوئی میموریل نہ بھیجا گیا وہ سب کے سب اس انجمن سے مرتبہ عقل یا دینی غیرت میں کم تھے؟ پس کیا اس سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ انجمن کی رائے ایک ایسی نرالی رائے ہے۔ جو کبھی اسلام کے مدبروں اور غیرت مندوں اور پولیٹیکل اسرار کے ماہروں نے اس پر قدم نہیں مارا مگر رد لکھنے کے امر پر سب کا اتفاق رہا؟ اور ابتدا میں اس انجمن نے بھی بطور دکھانے کے دانتوں کے اسی اصول کو مستحسن سمجھ کر اس پر کار بند رہنے کا وعدہ بھی دیا تھا اور اس کو اپنے

تھی کہ وہ خدا سے اگر خوف کرے گا تو میعاد کے اندر نہیں مرے گا۔ سواس نے صریح اور کھلے کھلے طور پر آثار خوف دکھلائے اس لئے میعاد کے اندر نہ مرا مگر پھر سچی گواہی کو پوشیدہ رکھ کر ہمارے الہام کے مطابق آخری اشتہار سے چھ مہینے بعد مر گیا۔ اب دیکھو آتھم کی نسبت پیشگوئی بھی کیسی صفائی سے پوری ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ میں اور آتھم دونوں قضاء و قدر کے نیچے تھے۔ پس اس میں کیا عجب تھا کہ مدت ہوئی کہ میری پیشگوئی کے بعد آتھم مر گیا اور میں اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ ہوں۔ کیا یہ خدا کا وہ فعل نہیں ہے جو میرے الہام اور میری پیشگوئی کے بعد میری تائید کے لئے ظہور میں آیا۔ پھر ان لوگوں پر سخت تعجب ہے کہ مسلمانوں کی اولاد ہو کر ان خدائی قدرتوں کو نہ سمجھیں جن میں صریح تائید الہی کی چمک ہے۔

ترسم کہ بہ کعبہ چوں رسی اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

﴿۴۲﴾

ان کو خبر تک نہیں کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کی ان کتابوں اور رسائل کا کیا جواب دیا ہے مگر شاذ نادار کوئی ہندو ایسا ہوگا جس نے عیسائیوں کی ایسی گندی کتابیں نہ دیکھی ہوں جو اسلام کے رد میں لکھی گئیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص ہندوؤں میں سے کچھ اردو سمجھ سکتا ہے یا انگریزی خوان ہے اس کے کانوں تک بہت کچھ عیسائیوں کی کتابوں کی بدبو پونجی ہوگی اور ہندوؤں کا اسلام کے مقابل پر بدزبانی کے ساتھ منہ کھولنا درحقیقت اسی وجہ سے ہوا ہے کہ عیسائیوں کی زہریلی تحریرات کی گندی نالیوں سے بہت کچھ خراب مواد ان کے خون میں بھی مل گئے ہیں اور ان کے افتراؤں کو ان لوگوں نے سچ سمجھ لیا اور اس طرح پر آریہ لوگ بھی عناد میں پختہ ہو گئے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ اس کثرت سے اشاعت اسلامی کتابوں کی کہاں ہوئی۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ مسلمانوں نے اب تک کیا کیا ہے؟ کچھ نہیں! اگر کسی گوشہ نشین ملا کو یہ خیال بھی آیا کہ کسی رسالہ کار لکھیں تو مرمر کر دو تین سو روپیہ اکٹھا کیا اور تشنت خاطر کے ساتھ کچھ لکھ کر چھ سات سو کا پی کسی مختصر کتاب کی چھوادی جس کے چھپنے کی عام طور پر قوم کو بھی خبر نہ ہوئی۔ تو اب کیا اس مختصر اور نہایت حقیر کارروائی کے ساتھ یہ خیال کیا جائے کہ جو کچھ کرنا تھا کیا گیا اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ اس عرصہ میں صرف چند کتابیں مسلمانوں کی طرف سے نکلی ہیں جن کو انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے اسلامی نکتہ چینی کی کتابوں اور دو ورقہ رسائل کو اس کثرت سے شائع کیا ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے ہر ایک مسلمان کے حصہ میں ہزار ہزار کتاب آسکتی ہے۔ اب نہایت درجہ کا دجال اور دشمن اسلام وہ شخص ہوگا جو اس بدیہی واقعہ سے انکار کرے۔ پھر جبکہ اشاعت کی تعداد کے رو سے اسلامی مدافعت کو پارٹیوں کے حملہ سے وہ نسبت بھی نہیں جو ایک ذرہ کو ایک پہاڑ کے ساتھ ہو سکتی ہے تو کیا ابھی تک یہ کہنا بجا ہے کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا اور جس قدر اشاعت

مدافعت کی ہم پر واجب تھی وہ سب ہم کر چکے۔ اے غافلوا! اللہ تعالیٰ کا خوف کرو۔ اندرونی
کیونوں کی وجہ سے سچائی کو کیوں چھوڑتے ہو؟ اور اس قدر کیوں بڑھے جاتے ہو؟ کیا ایک
دن اپنے کاموں سے پوچھے نہیں جاؤ گے؟

ہمارے علماء نے جو کچھ اب تک کمیّت کے لحاظ سے اشاعت کا کام کیا ہے وہ ایک ایسا
امر ہے جو اس کا خیال کر کے بے اختیار قوم کی حالت پر رونا آتا ہے کیونکہ جس طرح اس
اشاعت میں پادریوں کو اپنی قوم کی طرف سے کروڑ ہا روپیہ کی مدد ملی اور انہوں نے کروڑ ہا تک
شائع کردہ کتابوں کا عدد پہنچایا اگر اسلام کے مؤلفین کو بھی یہ مدد ملتی تو وہ بھی اسی طرح کروڑ ہا
کتابوں کی اشاعت سے دلوں میں ایک بھاری انقلاب عقائد حقہ کی طرف پیدا کر دیتے۔ یہ وہ
مصیبت ہے جو شائع کردہ کتابوں کی کمیّت کے لحاظ سے اب تک اسلام پر ہے۔ اب دوسری
مصیبت پر بھی غور کرو جو کیفیت کے لحاظ سے عائد حال اسلام ہے اور وہ یہ کہ تین ہزار اعتراض
میں سے اب تک غایت کارڈیٹھ سو یا پونے دو سو اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اور وہ بھی اکثر
الزامی طور پر اور اکثر ردّ لکھنے والوں کی کتابیں ایسی ہیں کہ جو حقیقی معارف اور علوم حکمیہ کو چھو بھی
نہیں گئیں اور بہت سا حصہ جنگ زرگری میں خرچ کیا گیا ہے۔ اب دیکھو کس قدر حمایت اسلام
کا کام ہے جو کرنے کے لائق ہے۔ ماسوا اس کے یہ موٹی بات ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ
آج کل ہمارے متفسنی مخالفوں کا یہ طریق ہے کہ جن اعتراضوں کے آج سے چالیس برس
پہلے جواب دیئے گئے تھے وہی اعتراض اور اور رنگوں اور پیرایوں اور طرح طرح کے نئے نئے طرز
استدلال سے پیش کر رہے ہیں اور بعض جگہ طبعی یا بیعت کی ان کے ساتھ رنگ آمیزی کر کے یا
اور طرح کے دھوکہ دینے والے ثبوت تلاش کر کے ملک میں شائع کر دیئے ہیں اور ان
اعتراضات کا بہت بڑا اثر ہو رہا ہے اور پہلے جوابات ان کی نئی طرز اور طریق کے مقابل پر منسوخ
کی طرح ہیں۔ پھر کون عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اب ان اعتراضات کے جواب لکھنے کی

﴿۴۴﴾

ضرورت نہیں۔ انجمن حمایت اسلام خود غور کرے کہ جب ہمارا میموریل دیکھ کر اس کو فکر پڑ گئی کہ اس کے میموریل کے وجوہات کمزور ثابت کئے گئے ہیں تو کس طرح پنجاب آبزور اور اور پیسہ اخبار کے ذریعہ سے اُس نے ہاتھ پیر مارے اور اس بات پر کفایت نہ کی کہ ہمارے میموریل کے وجوہات مکمل ہیں پھر اور کچھ لکھنے لکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح انسانی عدالتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص اپنی اپیل میں عمدہ وجوہات کا سامان اکٹھا کرتا ہے تو فریق ثانی ہرگز اس بات پر قناعت نہیں رکھتا کہ پہلی عدالت میں میں کامل وجوہات دے چکا ہوں اب مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس اپیل کے وجوہات توڑوں یا وکیل کرتا پھروں بلکہ میرے پہلے وجوہات ہی کافی ہوں گے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ انجمن حمایت اسلام کے ممبر اور اس کے حامی اپنے دنیا کے امور میں ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہوں گے اور ایسا ہی سمجھتے ہوں گے مگر دین اسلام کے متعلق اس اصول کو بھلا دیا ہے۔

غرض یہ یاد رہے کہ جو کچھ مخالفوں کے مقابل پر آج تک کیا گیا ہے کچھ بھی چیز نہیں۔ ہمارے مخالفوں نے کروڑ ہا کتابیں دنیا میں پھیلا کر ہر ایک قوم اور ہر ایک طبقہ کے انسان کو اسلام پر بدظن کر دیا ہے۔ ہم نے ان کی کروڑ ہا کتابوں اور رسائل اور ان دو ورقہ رسائل کے مقابل پر جو ایک ماہ میں کئی لاکھ پنجاب اور ہندوستان میں شائع کئے جاتے اور ہر ایک قوم اور مرد و زن تک پھیلانے جاتے ہیں کیا کیا ہے اور پھر اس تین ہزار اعتراض کا جو رنگارنگ میں اور کئی علمی پیرایوں میں دنیا میں مشہور کئے گئے اور دلوں میں بٹھائے گئے ہیں اسلام کی طرف سے کیا جواب شائع ہوا ہے۔ یہ تو ہم نے تنزّل کے طور پر ان اعتراضوں کو لکھا ہے جو اکثر دیکھنے اور سننے میں آئے۔ ورنہ نا منصف مخالفوں کو قرآن شریف کے صد ہا مقامات پر اور بھی اعتراض ہیں جو ان کا جواب لکھنا گویا قرآن شریف کی ایک پوری تفسیر کو چاہتا ہے۔ اب اہل عقل اور انصاف ذرہ سوچیں کہ انجمن حمایت اسلام اور اُس کے حامیوں کی یہ کیسی نا انصافی ہے کہ وہ اپنے دنیا کے

کاموں میں تو ایسے سرگرم ہیں کہ ساری تدبیریں عمل میں لاتے ہیں مگر اس بات کی کچھ بھی ضرورت نہیں سمجھتے کہ مخالفوں کی دن رات کی دجالی کوششوں کے مقابل پر اسلام کی طرف سے بھی کوشش ہوتی رہے۔ ہم تو اسی دن سے اس انجمن سے نو امید ہو گئے جبکہ اس نے اس بے انتہا صلح کاری کی بنیاد ڈالی کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت فاروق کو سب و شتم کرنے والا اس کا پریذیڈنٹ ہو سکتا ہے اور ایسا ہی اُس کے مقابل پر فرقہ بیاضیہ کا بھی کوئی شخص ممبر ہونے کا حق رکھتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برے الفاظ اور توہین اور گالی سے یاد کرتا ہے۔ کیا ایسے اصولوں پر اس انجمن کے لئے ممکن تھا کہ درحقیقت راستی کی پابندی کر سکتی؟

(۲) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ میرے پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ گویا میں نے اپنے میموریل ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء میں کتاب اُمہات المؤمنین کے روکنے کی درخواست کی تھی اور اقرار کیا تھا کہ وہ موجب نقض امن ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ گورنمنٹ یہ قانون صادر فرمادے کہ ہر ایک فریق اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے اور پھر گویا میں نے اس میموریل کے برخلاف دوسرا میموریل بھیجا۔

اس اعتراض کے جواب میں اول یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کے میموریل میں ہرگز اُمہات المؤمنین کے روکنے کی درخواست نہیں کی۔ میرے اس میموریل کو غور سے پڑھا جائے کہ اگرچہ میں نے اس میں یہ قبول کیا ہے کہ اس رسالہ اُمہات المؤمنین سے نقض امن کا اندیشہ ہو سکتا ہے لیکن گورنمنٹ سے ہرگز یہ درخواست نہیں کی کہ اس رسالہ کو روکے یا تلف کرے یا جلاوے بلکہ اسی میموریل میں میں نے لکھ دیا ہے کہ یہ رسالہ شائع ہو چکا ہے اور ایک ہزار مسلمان کے پاس مفت بلا درخواست بھیجا گیا ہے اور میرے بہت سے معزز دوستوں کو بھی بغیر اُن کی طلب کے پہنچایا گیا ہے پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ میں اُس میموریل میں اس کے روکنے کی درخواست

﴿۴۶﴾

کرتا۔ بلکہ میں نے اس میموریل کے صفحہ ۹ میں تو رسالہ مذکورہ کا موجب نقض امن ہونا ظاہر کیا اور پھر صفحہ دس میں اسی بناء پر گورنمنٹ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے انسداد کے لئے دو طریق میں سے ایک طریق اختیار کرے یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مباحث کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف ان کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلم اور مقبول ہوں اور یا یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ حکم فرماوے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق کے عقائد اور اعمال پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ اب ہر ایک منصف سوچ سکتا ہے کہ ان عبارتوں میں کہاں میں نے لکھا ہے کہ رسالہ اُمہات المؤمنین تلف کیا جائے یا روکا جائے اور میرے اس میموریل اور دوسرے میموریل میں کہاں تناقض ہے؟ کیا تناقض اس سے پیدا ہو جائے گا کہ مدافعت کے طور پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیں اس غرض سے کہ تا اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کر کے دکھلاویں؟

(۳) تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ”اگر مرزا صاحب نے سرمہ چشم آریہ نہ لکھا ہوتا تو پنڈت لیکھرام تکذیب براہین احمدیہ میں سخت گوئی نہ کرتا اور یہودہ اعتراض نہ لکھتا۔“ اس میں ایڈیٹر صاحب کا مدعا یہ ہے کہ بیچارے آریوں کا کچھ بھی قصور نہیں تمام اشتعال سرمہ چشم آریہ سے پیدا ہوا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اس نکتہ چینی کے وقت پھر ساتھ ہی یہ دھڑکے بھی شروع ہوا کہ آریوں نے اسلام کا رد لکھنے میں پہلے سبقت کی ہے اور اندر من مراد آبادی کی گندی کتابوں نے مسلمانوں میں شور ڈال دیا تھا لہذا انہوں نے آریوں کا وکیل بن کر یہ جواب دیا کہ جس وقت سرمہ چشم آریہ لکھا گیا اُن دنوں میں اندر من کے مباحث بالکل پورانے اور از یاد رفتہ ہو چکے تھے۔ لیکن اس تقریر میں جس قدر انہوں نے دروغ استعمال کیا ہے اور جس قدر حق کو چھپایا ہے اُس کی

خدا تے علیم ہی ان کو جزا دے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ رسالہ سرمہ چشم آریہ ایک زبانی مباحثہ کے طور پر بمقام ہوشیار پور لکھا گیا تھا اور یہ بات ہوشیار پور کے صدہا مسلمانوں اور ہندوؤں کو معلوم ہے کہ سرمہ چشم آریہ کے لکھے جانے کے خود آریہ صاحب ہی باعث اور محرک ہوئے تھے۔ سرمہ چشم آریہ کیا چیز ہے؟ یہ وہی مباحثہ ہے جو بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء مجھ میں اور منشی مرلی دھر ڈراننگ ماسٹر میں انہی کے نہایت اصرار سے بمقام ہوشیار پور شیخ مہر علی رئیس کے مکان پر ہوا تھا۔ چنانچہ یہ تمام تفصیل دیاچہ سرمہ چشم آریہ میں لکھ دی گئی ہے۔ یہ مباحثہ نہایت متانت اور تہذیب سے ہوا تھا اور قریباً پانسو ہندو اور مسلمان کی حاضری میں سنایا گیا تھا پھر کس قدر جھوٹ اور قابل شرم خیانت ہے کہ اس کتاب کو آریوں اور مسلمانوں کے نفاق کی جڑ ٹھہرائی گئی ہے۔ ہم ہر ایک تاوان کے سزاوار ہوں گے اگر کوئی یہ ثابت کر کے دکھلاوے کہ صرف ہمارے دلی جوش سے یہ کتاب لکھی گئی تھی اور اُس کے محرک لالہ مرلی دھر صاحب نہیں تھے۔ بلکہ ہم قصہ کوتاہ کرنے کے لئے خود لالہ مرلی دھر صاحب کو ہی اس بارے میں منصف ٹھہراتے ہیں وہ حلفاً بیان کریں کہ کیا یہ مباحثہ بمقام ہوشیار پور ہماری تحریک سے ہوا تھا یا خود وہ میرے مکان پر آئے اور اس مباحثہ کے لئے درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ اسلام پر میرے کئی سوالات ہیں اور نہایت اصرار سے مباحثہ کی ٹھہرائی تھی؟ ماسوا اس کے کوئی منصف اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ کر دیکھ لے اس میں کوئی سخت لفظ نہیں ہے۔ ہر ایک لفظ بحکم ضرورت بیان کیا گیا ہے جو محل پر چسپاں ہے پھر کیوں کر اس انجمن کے حامیوں نے میرے پر یہ الزام لگایا کہ آریہ صاحبوں اور لیکچرار کا کچھ بھی قصور نہیں دراصل زیادتی اس شخص کی طرف سے ہوئی ہے۔

اس سے ناظرین سمجھ لیں کہ اس انجمن کی نوبت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ سچ کہیں کہ

☆ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۴ میں یہ عبارت ہے۔ لالہ مرلی دھر صاحب ڈراننگ ماسٹر سے بمقام ہوشیار پور مباحثہ مذہبی کا اتفاق ہوا جو اس کی یہ ہوئی کہ ماسٹر صاحب موصوف نے خود آ کر درخواست کی۔ منہ

اب حمایت اسلام کا لفظ ان کے لئے موزوں ہے یا حمایت آریہ کا۔ اور پھر یہ بات بھی سوچنے کے لائق ہے کہ کیا یہ سچ ہے کہ حسب قول حامیان انجمن حمایت اسلام سرمہ چشم آریہ کے وقت اندر من کی کتابیں از یاد رفتہ ہو چکی تھیں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ صرف میرے کینہ کی وجہ سے اس انجمن اور اس کے حامیوں نے انصاف اور راستی کے طریق کو کیوں چھوڑ دیا۔ اندر من کی کتابوں کو کون سا ہزار دو ہزار برس گذر گیا تھا کہ مسلمانوں کو وہ زخم بھول گئے تھے کہ جو ناحق افزا سے اس کی کتاب تحفۃ الاسلام اور اندر بجز اور پاداش اسلام سے دلوں کو پہنچے تھے اور وہ کیسے مسلمان تھے جنہوں نے ایسی مفتریانہ دھوکہ دہ کتابوں کو از یاد رفتہ کر دیا تھا اور ان تحریروں پر راضی ہو گئے تھے۔ وہ کتابیں تو اب تک ہندو پیار سے پڑھتے اور شائع کرتے ہیں۔

ماسوا اس کے پھر ان کتابوں کے بعد ایک اور کتاب جو نہایت گندی تھی آریہ سماج والوں نے شائع کی جو کچھ تھوڑا عرصہ پہلے سرمہ چشم آریہ سے تالیف کی گئی تھی جس کو پنڈت دیانند نے تالیف کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہا تھا جس کا نام ستیا رتھ پرکاش ہے۔ اور ماسوا اس کے آریوں میں بذریعہ پنڈت دیانند ایک نئی تیزی پیدا ہو کر اور کئی چھوٹے چھوٹے رسالے بھی شائع ہونے شروع ہو گئے تھے اور ایک دو اخبار بھی اسی غرض سے نکلتے تھے جو اکثر بد زبانی سے بھرے ہوتے تھے اور ان لوگوں نے اور ان کے مذہب نے جنم لیتے ہی اسلام پر حملہ کرنا اور سخت الفاظ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا اور نہ صرف اسلام بلکہ وہ تو راجہ راجندر اور راجہ کرشن وغیرہ ہندوؤں کے نسبت بھی اچھے خیال نہیں رکھتے تھے اور نہ باوانانک صاحب کی نسبت ان کی تحریریں مہذبانہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی تحریروں سے عام طور پر شور برپا ہوا تھا اور پنڈت دیانند اور اس کے حامیوں کی اس وقت یہ کتابیں شائع ہوئی تھیں کہ جبکہ میری کسی کتاب کا نام و نشان نہ تھا اور ایک ورق بھی میں نے تالیف نہیں کیا تھا اور پنڈت دیانند نے صرف یہی نہیں کیا کہ ستیا رتھ پرکاش کو تالیف کر کے کروڑہا مسلمانوں کا دل دکھایا بلکہ اس نے پنجاب اور ہندوستان کا دورہ کر کے

عام جلسوں میں سخت گوئی پر کمر باندھ لی اور اُس نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ گویا جس قدر پنجاب اور ہندوستان میں آٹھ سو برس سے ہندو خاندان سے مسلمان ہوئے ہیں اُن سب کی اولاد کو پھر ہندو بنایا جائے۔ یہ شخص اس قدر سخت گو انسان تھا کہ بیچارے سنان دھرم والے بھی اس کی زبان سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اگر جلد تر موت مقدر اس کو چپ نہ کر دیتی تو معلوم نہیں کہ اُس کی تحریروں اور تقریروں سے کیا کیا ملک میں فتنے پیدا ہوتے۔ میں نے سنا ہے کہ بسا اوقات عین اس کے ویا کھان کے وقت بعض ہندو صاحبوں نے باعث سخت اشتعال کے اس کی طرف پتھر پھینکے۔ پس جبکہ آریوں کی طرف سے اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ بازاروں میں کوچوں میں گلیوں میں عام جلسوں میں اسلام کی توہین کی جاتی تھی اور ہندوؤں کو مسلمانوں کی مخالفت سے نفرت دلائی گئی تھی اور بغض اور توہین اور سخت گوئی کا سبق دیا جاتا تھا۔ تو اس صورت میں بجز ایسے نام کے مسلمانوں کے جو دین سے کوئی حقیقی تعلق نہ رکھتے ہوں ہر ایک مسلمان کو اس نئے پنتھ کی شوخی سے درد پہنچنا ایک لازمی امر تھا اور اسی وجہ سے اور اسی باعث سے کتاب براہین احمدیہ بھی لکھی گئی تھی۔ اب ہم انجمن حمایت اسلام اور اس کے حامیوں کو کیا کہیں اور کیا لکھیں جنہوں نے اسلام کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھ کر اس قدر سچائی کا خون کیا۔ ہمارا تمام شکوہ خدا تعالیٰ کی جناب میں ہے۔ یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کر کے اسلام کی حمایت کا دعویٰ کر کے کس بددیانتی سے زبان کھول رہے ہیں اور ہمیں کب امید ہے کہ اب بھی وہ نادم ہو کر اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے باز آ جائیں گے مگر خدا جو ہمارے دل اور ان کے دلوں کو دیکھ رہا ہے وہ بیشک اپنی سنت کے موافق ان میں اور ہم میں فیصلہ کرے گا۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ قَوْمَنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۱۔

پھر ایک اعتراض انجمن حمایت اسلام لاہور کے حامیوں کا یہ ہے کہ اس انجمن کے ممبر اور ہمدرد تو ہزار ہا مسلمان ہیں اور اس کی وقعت اور ذمہ واری مسلمہ ہے مگر مرزا صاحب کو اس سے زیادہ ایک ذرہ حیثیت حاصل نہیں کہ وہ ایک مُلّا یا مولوی یا مناظر یا مجادل ہیں

﴿۵۰﴾

انہیں مسلمانوں کا معتمد علیہ بننے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں اول تو یہ سمجھ رکھنا چاہیے کہ ہمارے دین نے رسم اور عادت کے طور پر کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ اگر ایک شخص اپنی ذات میں دینی مقتدا یا معتمد علیہ ہونے کی کوئی حقیقی لیاقت نہیں رکھتا بلکہ برخلاف اس کے بہت سے نقص اس میں پائے جاتے ہیں لیکن با ایں ہمہ ایک گروہ کثیر کا مرجع ہے تو ہمارا دین ہرگز روا نہیں رکھتا کہ صرف مرجع عوام ہونے کی وجہ سے اس کو قوم کا وکیل اور مدارالمہام سمجھا جائے۔ ایسا فتویٰ ہم قرآن شریف میں نہیں پاتے۔ قرآن شریف تو جابجا یہی فرماتا ہے کہ امام اور مقتدا اور صاحب الامر بنانے کے لائق وہی لوگ ہیں کہ جن کے دینی معلومات وسیع ہوں اور فراست صحیحہ اور بسطۃ فی العلم رکھتے ہوں اور تقویٰ اور طہارت اور اخلاص کی صفات حسنہ سے موصوف ہوں ایسے نہ ہوں کہ اپنے اغراض کی وجہ سے اور چندوں کے لالچ سے ہر ایک فرقہ ضالہ کو ممبر انجمن بنانے کے لئے طیار ہوں۔ غرض خدا تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ صاحب الامر بنانے کے لئے حقیقی لیاقت دیکھو۔ بھیڑ چال کو اختیار نہ کرو۔

پھر ماسوا اس کے یہ خیال بھی غلط ہے کہ مسلمانوں نے انجمن حمایت کے لوگوں کو دلی اعتقاد سے اپنا امام اور مقتدا اور پیشرو بنا رکھا ہے بلکہ اصل حال یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے ساتھ جس قدر لوگ شامل ہیں وہ اس خیال سے شامل ہیں کہ یہ انجمن مہمات اسلام میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتی بلکہ مسلمانوں کے عام مشورہ اور کثرت رائے سے کسی پہلو کو اختیار کرتی ہے۔ یہی غلطی ہے جس سے اکثر لوگ دھوکہ کھاتے ہیں نہ یہ کہ درحقیقت وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ یہی انجمن شیخ الکل فی الکل ہے۔ یہ تو انجمن کے مسلمہ الوقعت ہونے کی حقیقت ہے جو ہم نے بیان کی۔ رہا یہ الزام کہ گویا یہ راقم تمام مسلمانوں کی نظر میں صرف ایک ملایا واعظ کی حیثیت رکھتا ہے یہ وہ قابل شرم جھوٹ ہے جو کوئی شریف اور نیک ذات آدمی استعمال نہیں کر سکتا۔ انجمن کو معلوم ہے

کہ مسلمانوں میں سے صد ہا معزز اور ذی رتبہ اور اہل علم اور تعلیم یافتہ جن کی نظیر انجمن کے ممبروں یا حامیوں میں تلاش کرنا نصیب اوقات ہے مجھ کو وہ مسیح موعود مانتے ہیں جس کی تعریفیں خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ پھر یہ خیال ظاہر کرنا کہ تمام لوگ صرف ایک ملا خیال کرتے ہیں ان لوگوں کا کام ہے جو شرم اور دیانت اور راست گوئی سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ مگر کچھ فسوس کی جگہ نہیں۔ کیونکہ پہلے بھی راستبازوں اور نبیوں اور رسولوں کو ایسا ہی کہا گیا ہے اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب اپنے معتقدوں کی تعداد تین سو اٹھارہ سے زیادہ نہیں بتلا سکے یہ کس قدر حق پوشی ہے۔ یہ تعداد تو صرف ان لوگوں کی لکھی گئی تھی جو سرسری طور پر اس وقت خیال میں آئے نہ یہ کہ درحقیقت یہی تعداد تھی اور اسی پر حصر رکھا گیا تھا بلکہ ہم نے اپنے ایک مضمون میں صاف طور پر شائع بھی کر دیا تھا کہ اب تعداد ہماری جماعت کی آٹھ ہزار سے کم نہیں ہوگی۔ لیکن یہ ایک مدت کی بات ہے اور اس وقت تو بڑے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ دو ہزار اور بڑھ گئے ہیں اور ہماری جماعت اس وقت دس ہزار سے کم نہیں ہے جو پشاور سے لے کر بمبئی، کلکتہ، کراچی، حیدرآباد دکن، مدراس ملک آسام، بخارا، غزنی، مکہ، مدینہ اور بلاد شام تک پھیلی ہوئی ہے اور ہر ایک سال میں کم سے کم تین چار سو آدمی ہماری جماعت میں بزمہ بیعت کنندگان داخل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی دس دن بھی قادیان آ کر ٹھہرے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر تیزی سے خدا تعالیٰ کا فضل لوگوں کو ہماری طرف کھینچ رہا ہے۔ اندھوں اور نابیناؤں کو کیا خبر ہے کہ کس عظمت کی حد تک یہ سلسلہ پہنچ گیا ہے۔ اور کیسے طالب حق لوگ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔^۱ کے مصداق ہو رہے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ یہ انجمن باوجود اپنی اس مختصر حیثیت اور کمزور زندگی کے آفتاب پر تھوک رہی ہے؟ کیا یہی سبب نہیں کہ ان لوگوں کو دین کی طرف توجہ نہیں۔ باوجود یکہ دور دور سے صد ہا آدمی آ کر ہدایت پاتے جاتے ہیں مگر اس انجمن کا ایک ممبر بھی اب تک ہمارے پاس نہیں آیا کہ تاحق کے طالبوں کی طرح

﴿۵۲﴾

ہم سے ہمارے دعوے کے وجوہات دریافت کرے۔ کیا یہ دینداری کی علامت ہے کہ ایک شخص ان کے درمیان کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی متابعت کے لئے تمہیں وصیت کی گئی ہے اور ان میں سے اُس کی کوئی آواز نہیں سنتا؟ اور نہ دعوے کو رد کر سکتے ہیں اور نہ بغض کی وجہ سے قبول کر سکتے ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے؟ بلکہ کبھی تو محض افترا کے طور پر ہمارے ذاتیات پر اس انجمن کے حامی حملے کرتے ہیں اور کبھی اپنی بات کو سرسبز کرنے کے لئے صریح جھوٹ بولتے ہیں اور کبھی گورنمنٹ عالیہ کو جو ہمارے حالات اور ہمارے خاندان کے حالات سے بے خبر نہیں ہے دھوکہ دہی کے طور پر اکسانا چاہتے ہیں کیا یہ اسلام کی حمایت ہو رہی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ذرہ توجہ کر کے دوسرے فرقوں کی قومی ہمدردی دیکھو۔ مثلاً باوجود اس کے کہ سنا تن دھرم اور آریہ مت کے ممبروں میں بھی سخت نفاق ہے۔ بلکہ آریہ سماج والوں کا ایک گروہ دوسرے سے سخت عداوت رکھتا ہے لیکن پھر بھی انہوں نے بھی قومی ہمدردی کا لحاظ رکھ کر کبھی ایک دوسرے پر گورنمنٹ کو توجہ نہیں دلائی لیکن انجمن حمایت اسلام کے حامیوں پیسہ اخبار اور پنجاب ابرور نے ہماری ذاتیات پر بحث کرتے ہوئے اپنی تقریر کو قریب قریب قانون سٹڈیشن کے پہنچا دیا ہے اور ہم اب کی دفعہ ان بیجا حملوں کی نسبت عفو اور درگذر سے کار بند ہوتے ہیں مگر آئندہ ہم ان دونوں پر چوں کے ایڈیٹروں کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ واقعات صحیحہ کے برخلاف لکھنے کے وقت اپنی نازک ذمہ داریوں کو بھول نہ جائیں اور قانون کا نشانہ بننے سے پرہیز کریں اور جو کچھ ہماری نسبت اور ہماری جماعت کی نسبت لکھیں سوچ سمجھ کر لکھیں کیونکہ ہر ایک دفعہ اور ہر ایک موقع پر ایک ظالم انسان معافی دینے جانے کا حق نہیں رکھتا۔ بیشک عفو اور درگذر ہمارا اصول ہے اور بدی کا مقابلہ نہ کرنا ہمارا طریق ہے لیکن اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ گو کسی کے افترا اور دروغ سے کیسا ہی ضرر اور بدنامی ہماری ذات کے عائد حال ہو یا ہمارے مشن پر بد اثر کرے پھر بھی ہم بہر حال خاموش ہی رہیں بلکہ ایسی بدنامی جو ہمارے پردغا بازی اور بددیانتی اور جھوٹ

اور کسی پر فریب کار روائی کا داغ لگاتی ہو۔ اس کا تحمل دینی مصالحوں کی رو سے ہرگز جائز نہیں کیونکہ اس سے عوام کی نظر میں ایک بدنمونہ قائم ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حضرت یوسف نے بھی مصر کی گورنمنٹ کو تصدیق حقیقت کے لئے توجہ دلائی تھی۔ لہذا انجمن اور اس کے حامیوں کو چاہئے کہ اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں اور ہم اس وقت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے انجمن حمایت اسلام کی مخالفت نہایت نیک نیتی سے کی تھی اور ہم ترسان اور لرزان تھے کہ یہ طریق جو انجمن نے اختیار کیا ہے ہرگز اسلام کے لئے مفید نہیں ہے۔ کیا انجمن خطا سے محفوظ ہے؟ یا نبیوں کی طرح اپنے لئے معصوم کا لقب موزوں سمجھتی ہے۔ پھر ہماری نصیحت جو محض اخلاص پر مبنی تھی کیوں اس کو بُری لگی۔ دانا کو چاہیے کہ معاملہ کے دونوں پہلوؤں پر نظر رکھ کر کسی پہلو کو اختیار کرے۔ ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ یہ پہلو جو انجمن نے اختیار کیا ہمارے مولیٰ کریم کے اس منشاء کے ہرگز موافق نہیں ہے جو قرآن شریف میں ظاہر فرمایا گیا ہے اور ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں کہ کونسی فتح نمایاں اس میموریل سے انجمن کو حاصل ہوتی ہے جو ان کو رد لکھنے سے مستغنی کر دے گی۔ اگر فرض کے طور پر یہ بات بھی ہو کہ تمام شائع کردہ کتابیں پنجاب اور ہندوستان سے واپس منگائی جائیں اور پھر جلا دی جائیں یا اور طرح پر تلف کر دی جائیں اور آئندہ قانونی طور پر کسی وعید کے ساتھ دھمکی دے کر فہمائش ہو کہ کوئی پادری اسلام کے مقابل پر کبھی اور کسی وقت میں ایسے الفاظ استعمال نہ کرے پھر بھی یہ تمام کارروائی رد لکھنے کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ واقعی طور پر وہی ہلاک ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو۔ لیکن اگر انجمن کی درخواست پر کوئی ایسی کارروائی نہ ہوئی بلکہ کوئی معمولی اور غیر محسوس کارروائی ہوئی تو اس روز جس قدر مخالفوں کی شہادت ہوگی ظاہر ہے۔ لہذا ہمیں بار بار انجمن کی اس رائے پر رونا آتا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے رد لکھنے والوں کی راہ کو بھی بند کرنا چاہا ہے۔ افسوس کہ اس انجمن کو کیا یہ بھی خبر نہیں تھی کہ مصنف کتاب امہات المؤمنین نے کتاب مذکورہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ کوئی مسلمان اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔

﴿۵۴﴾

اب انجمن نے جواب سے منہ پھیر کر اور ایک دوسرا پہلو اختیار کر کے دکھا دیا کہ یہ گمان ان کا ٹھیک ہے اور انجمن کے حامی جیسا کہ پیسہ اخبار اور پنجاب ابرز روزور سے کہتے ہیں کہ رد کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی پہلی کتابیں بہت ہیں۔ اب وہی بات ہوئی جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيسُ ظَنًّا ۙ

اب کیا انجمن اس صورت میں جو میموریل کا نشانہ خالی جائے یا ادھورار ہے اس دوسرے پہلو کو اختیار کر سکتی ہے کہ رد لکھا جائے اور ایسے ارادے کو پیسہ اخبار یا ابرز روزور وغیرہ اخباروں میں شائع کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب اہل اسلام دیکھ لیں کہ اس انجمن کی شتاب کاری سے کس قدر اسلام کی حقیقی کارروائی کو ضرر پہنچا ہے اور کیسے اسلام کی مدافعت میں حرج واقع ہوا ہے۔ سر سید احمد خان بالقبابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا انہوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا رد لکھنا بہت ضروری سمجھا اور میموریل بھیجنے کی طرف ہرگز التفات نہ کیا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج وہ میری رائے کی ایسی ہی تائید کرتے جیسا کہ انہوں نے سلطان روم کے بارے میں صرف میری ہی رائے کی تائید کی تھی اور مخالفانہ راؤں کو بہت ناپسند اور قابل اعتراض قرار دیا تھا۔ اب ہم اس بزرگ پوٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں تا وہ بھی ہم سے مل کر اس انجمن کی شتاب کاری پر روویں۔ سچ ہے ”قدر مرداں بعد از مُردن“۔

اگر اس انجمن کی طرف سے یہ عذر پیش ہو کہ ہم اس لئے رد لکھنے کے مخالف ہیں کہ یہ لوگ گو کیسی ہی دریدہ وہنی سے کام لیتے ہیں مگر پھر بھی شاہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا ان کا رد لکھنا ادب کے مخالف ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کیا مواخذہ کرنے کے لئے اور سزا دلانے کے لئے میموریل بھیجنا یہ ادب میں داخل ہے۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے نہایت عقلمندی اور بلند ہمتی سے یہ قانون ہر ایک کے لئے کھولا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مذہب پر اختلاف رائے کی بنا پر حملہ کرے تو اس دوسرے شخص کا بھی اختیار ہے کہ وہ اس حملہ کی

مدافعت کرے۔ یہ سچ ہے کہ چونکہ ہم اس گورنمنٹ کی رعایا ہیں اور دن رات بیشمار احسانات دیکھ رہے ہیں اس لئے ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور اس کے مقاصد کے مددگار ہوں اور اس کے مقابل پر ادب اور غربت اور فرمانبرداری کے ساتھ زندگی بسر کریں مگر چاہیے کہ اعتقادی امور میں جو دار آخرت سے متعلق ہیں وہ طریق اختیار کریں جس کی صحت اور درستی پر ہماری عقل ہمارا کانشنس ہماری فراست فتویٰ دیتی ہو۔ ہم تو بار بار خود گواہی دیتے ہیں کہ نہایت ہی بد ذات وہ لوگ ہیں جو متواتر احسانات اس گورنمنٹ کے دیکھ کر اور اس کے زیر سایہ اپنے مال اور جان اور عزت کو محفوظ پا کر پھر بغاوت کے خیالات دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ یہ تو ہمارا وہ مذہب ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سکھلاتا ہے لیکن پادریوں کے افتراؤں کا جواب دینا یہ امر دیگر ہے اور یہ خدا کا حق ہے جس کو ادا کرنا لازم ہے۔ سرسید احمد خاں صاحب کی قدیم پالیسی اسی کی گواہ ہے۔ وہ ہمیشہ پادریوں کا رد لکھتے رہے یہاں تک کہ میور صاحب الہ آباد کے لفٹیننٹ گورنر کی کتاب کا بھی کسی قدر رد لکھا مگر پادریوں کے سزا دلانے کے لئے یا کتابوں کے تلف کرنے کے لئے کبھی انہوں نے گورنمنٹ میں میموریل نہ بھیجا۔ سو ہمیں وہ راہ نکالنی چاہیے جو واقعی طور پر ہماری نسلوں کو مفید ہو اور دین اسلام کی حقیقی عزت اس سے پیدا ہو اور وہ یہی ہے کہ ہم اعتراضات کے دفع کرنے کے لئے متوجہ ہوں اور نوجوانوں کو ٹھوکر کھانے سے بچاویں۔

ایک اور حملہ پنجاب ابرزور میں بحماییت انجمن مذکورہم پر کیا گیا ہے جو پرچہ مورخہ مئی ۹۸ء میں شائع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے پرچہ مذکور میں یہ خیال کر لیا ہے کہ گویا ہماری جماعت نے زلی نام ایک شخص کی گالیوں سے مشتعل ہو کر اُس کے سزا دلانے کے لئے گورنمنٹ میں میموریل بھیجا ہے اور یہ حرکت ان کی صاف جتلا رہی ہے کہ وہ جوش جوان کو سزا دلانے کے لئے اس جگہ آیا اس جوش اور غیرت کے برخلاف وہ میموریل ہے جو انجمن حمایت اسلام کی مخالفت میں لکھا گیا ہے لیکن ایڈیٹر صاحب اگر میری جماعت کے میموریل کو ذرہ غور سے

﴿۵۶﴾

پڑھتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ کیونکہ اول تو اس میموریل اور انجمن کے میموریل میں گویا زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس شخص کے سزا یا کتابوں کے تلف کرانے کے لئے انجمن نے میموریل بھیجا ہے اُس نے زٹٹی کی طرح یہ طریق اختیار نہیں کیا کہ صرف گالیاں دی ہوں۔ بلکہ علاوہ گالیوں کے اپنی دانست میں اسلامی کتابوں کے حوالے دے کر اعتراض لکھے ہیں۔ چنانچہ متعصب عیسائیوں کا اسی بات پر زور ہے کہ اُس نے کوئی گالی نہیں دی بلکہ بحوالہ کتب اسلامیہ واقعات کو بیان کیا ہے سوا گرچہ یہ بالکل سچ اور سراسر سچ ہے کہ ایسا عذر پیش کرنے والے صریح جھوٹ بولتے اور راست گوئی کے طریق کو چھوڑتے ہیں لیکن انصافاً و عقلاً ہم پر یہی لازم ہے کہ اول اُن بہتانوں اور الزاموں کو جو خیانت اور ناانصافی سے لگائے گئے ہیں نہایت معقولیت اور صفائی کے ساتھ رفع کریں اور پھر اگر یہی سزا کافی نہ ہو کہ دروغ و غلو کا دروغ کھولا جائے تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ گورنمنٹ کی طرف توجہ کرے۔ ہم نے نہایت نیک نیتی سے اور اُس فہم سے جو خدا نے ہمارے دل میں ڈالا ہے اسی بات کو پسند کیا ہے کہ گوالیوں کے تصور سے ہمارے دل سخت زخمی اور مجروح ہیں لیکن نہایت ضروری اور مقدم یہی کام ہے کہ عوام کو دھوکوں سے بچانے کے لئے پہلے الزاموں کے دور کرنے کی طرف توجہ کریں۔ انجمن اور اُس کے حامیوں کو خبر نہیں ہے کہ آجکل اکثر لوگوں کے دل کس قدر بیمار اور بدظنی کرنے کی طرف دوڑتے ہیں۔ پھر جس حالت میں اُس خبیث کتاب کے مؤلف نے اپنی اس کتاب میں یہی پیشگوئی کی ہے کہ مسلمان اس کے جواب کی طرف ہرگز توجہ نہیں کریں گے تو اب اگر یہی پہلو سزا دلانے کا اختیار کیا جائے تو گویا اُس کی بات کو سچا کرنا ہے اور عوام کا کوئی مُنہ بند نہیں کر سکتا۔ ہماری اس سزا دلانے کی کارروائی پر عام لوگوں اور عیسائیوں اور آریوں کا یہی اعتراض ہوگا کہ یہ لوگ جبکہ جواب دینے سے عاجز آگئے تو اور تدبیروں کی طرف دوڑے۔ اب سوچو کہ اس قسم کی باتیں عوام کی زبان پر جاری ہونا کس قدر دین اسلام کی سبکی کا موجب ہو سکتی ہیں لیکن انجمن کے میموریل کا میری جماعت کے میموریل پر قیاس کرنا ایسا

بے تعلق قیاس ہے جس کو منطق کی اصطلاح میں قیاس مع الفارق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ زٹلی کی تحریر میں علمی رنگ میں کوئی اعتراض نہیں تا اُس کا دفع کرنا مقدم ہوتا بلکہ وہ تو صرف مسخرہ پن سے ہنسی اور ٹھٹھے کے طور پر نہایت گندی گالیاں دیتا ہے اور بجز اُن گالیوں کے اُس کے اخبار اور اشتہار میں کچھ بھی نہیں اور اسی قدر حیثیت اس کی زٹلی کے لفظ سے بھی مفہوم ہوتی ہے جو اُس نے اپنے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اُس کے بارے میں میموریل بھیجنا صرف اس غرض سے تھا کہ تا دکھلایا جائے کہ یہ لوگ کیسی گندی بد زبانی سے عادی اور ہم کو ناحق سخت گوئی سے متہم کرتے ہیں۔ چونکہ ہمارے مخالفوں نے شرارت سے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ہماری تحریریں درشت اور سخت اور فتنہ انگیز ہیں اس لئے ضرور تھا کہ ہم گورنمنٹ کو اُن کی تحریروں کا کچھ نمونہ دکھلاتے جیسا کہ ہم نے کتاب البریت میں بھی کسی قدر نمونہ دکھلایا ہے لیکن میری جماعت کا یہ میموریل اُس حالت میں انجمن کے میموریل سے ہم رنگ اور ہم شکل ہو سکتا تھا کہ جبکہ انجمن کی طرح میری جماعت بھی زٹلی کے باز پرس اور سزا کے لئے کوئی درخواست کرتی اور ظاہر ہے کہ انہوں نے میموریل میں زٹلی کو آپ ہی معافی دے دی ہے اور لکھ دیا ہے کہ ہم کوئی سزا دلانا اُس کو نہیں چاہتے۔ اب دیکھو یہ کس قدر اخلاقی امر ہے جس کو عمداً ابزور نے ظاہر نہیں کیا تا حقیقت کے کھلنے سے اُس کا مطلب فوت نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ زٹلی کی اصل غرض صرف گالیاں دینا اور ٹھٹھا اور ہنسی کرنا ہے مگر صاحب رسالہ اُمہات المؤمنین کی اصل غرض اعتراض کرنا ہے اور سخت زبانی اُس نے صرف اسی وجہ سے اختیار کی ہے کہ تا لوگ مشتعل ہو کر اُس کے اصل مقصود کی طرف توجہ نہ کریں۔ لہذا اُس کی گالیوں کی طرف توجہ کرنا اصل مطلب سے دور جا پڑتا تھا۔ پس یہ کس قدر غلطی ہے کہ ان دونوں میموریل کو ایک ہی صورت اور ایک ہی شکل کے خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہیے کہ جب کسی مخالف کے کلام میں گالیاں اور اعتراض جمع

﴿۵۸﴾

ہوں تو اول اعتراضات کا جواب دے کر عامہ خلأق کو دھوکہ کھانے سے بچاویں۔ پھر اور امور کی نسبت جو کچھ مقتضاً وقت اور مصلحت کا ہو وہی کریں خواہ نخواہ ہنگامہ پردازی کا سلسلہ شروع نہ کر دیں۔ ماسوا اس کے جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ہماری جماعت کے میموریل میں زٹلی کو سزا دینے کے لئے ہرگز درخواست نہیں کی گئی بلکہ اس میموریل کے فقرہ ششم کو دیکھنا چاہیے۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ہم ہرگز مناسب نہیں سمجھتے کہ ملائذ کو اور دیگر ایسے فتنہ پردازوں پر عدالت فوجداری میں مقدمات کریں۔ اس لئے کہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ ہم اپنے اوقات گرامی کو جھگڑوں اور مقدمات میں ضائع نہ کریں اور نہ کسی ایسے امر کا ارتکاب کریں جس کا نتیجہ فساد ہو۔

اب دیکھو کہ جس میموریل کو ہمارے اس میموریل سے تناقض سمجھا گیا ہے وہ کیسے اس کی اصل منشاء کے موافق اور مطابق ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ قبل اس کے جو میموریل کو غور سے پڑھا جاتا اعتراض کیا گیا ہے۔

اخیر پر پنجاب ابرزور میں اس بات پر بہت ہی زور دیا ہے کہ ایسے سخت کلمات کے سننے سے جو رسالہ اُمہات المؤمنین میں درج ہیں اگر ایک مہذب آدمی جو اپنے دل پر قہر کر کے صبر کر سکتا ہے کوئی جوش دکھلانے سے چپ رہے تو کیا اُس کے ہم مذہبوں کی کثیر جماعت بھی جو اس قدر صبر نہیں رکھتی چپ رہ سکتی ہے۔ یعنی بہر حال نقض امن کا اندیشہ دامنگیر ہے جس کا قانونی طور پر انسداد ضروری ہے۔ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ میں نے کب اور کس وقت اس بات سے انکار کیا ہے کہ ایسی فتنہ انگیز تحریروں سے نقض امن کا احتمال ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ نہ صرف معمولی احتمال بلکہ سخت احتمال ہے بشرطیکہ مسلمانوں کے عوام پڑھے لکھے آدمی ہوں لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ اس فتنہ کے انسداد کے لئے جو تدبیر سوچی گئی ہے اور جس مراد سے میموریل روانہ کیا گیا ہے یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ نہایت کچا اور بودا خیال ہے۔ اس انجمن

کے حامی بار بار اپنے پرچوں میں بیان کرتے ہیں کہ اُس میموریل سے جو انجمن نے بھیجا ہے اصل غرض یہ ہے کہ تار سالہ اُمہات المؤمنین کو شائع ہونے سے روک دیا جائے۔ سو میں اسی غرض پر اعتراض کرتا ہوں۔ مجھے بہت سے خطوط اور پختہ خبروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ رسالہ اُمہات المؤمنین کی پوری طور پر اشاعت ہو چکی ہے اور ہزار کتاب مفت تقسیم ہو چکی۔ اب کونسی اشاعت باقی ہے جس کو روکا جائے۔ افسوس کیوں یہ انجمن اس بات کو آنکھ کھول کر نہیں دیکھتی کہ اب تمام شور و فریاد بعد از وقت ہے۔ ہاں اگر یہ خیال ہو کہ اگرچہ یہ میموریل جو انجمن نے بھیجا ہے بعد از وقت ہے لیکن اگر گورنمنٹ نے یہ حکم دے دیا کہ ان کتابوں کی اشاعت روک دی جائے تو اسلام کے عوام خوش ہو جائیں گے اور اس طرح پر نقض امن کا خطرہ نہیں رہے گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اب کون سا خطرناک جوش عوام میں پھیلا ہوا ہے۔ حالانکہ اس کتاب کی اشاعت پر تین مہینے گزر بھی گئے۔ اصل حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے عوام اکثر ناخواندہ ہیں اُن کو ایسی کتابوں کے مضمون پر اطلاع بھی نہیں ہوتی ورنہ جوش پھیلنے کے وہ دن تھے جبکہ ہزار کتاب مفت تقسیم کی گئی تھی اور بلا طلب لوگوں کے گھروں میں پہنچائی گئی تھی۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خطرناک دن بخیر و عافیت گذر گئے اور یہ کتابیں نیک اتفاق سے ایسے لوگوں کی نظر تک محدود رہیں جن میں وحشیانہ جوش نہیں تھا۔ سچ ہے کہ اُن سب کو اس کتاب سے سخت آزار پہنچا لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت اور فضل نے عوام کے کانوں سے ان گندے اور اشتعال بخش مضامین کو دور رکھا۔ بہر حال جس وقت میموریل بھیجا گیا عوام کے جوش کا وقت گزر چکا تھا ہاں جو اب لکھنے کا وقت تھا اور اب تک ہے۔

کیا انجمن کو خبر نہیں کہ کتابوں کی تحریر پر جوش دکھلانا پڑھے لکھے آدمیوں کا کام ہے اور پڑھے لکھے کسی قدر تہذیب اور صبر رکھتے ہیں۔ بیچارے عوام جو اکثر ناخواندہ ہوتے ہیں وہ ایسی سخت گوئیوں سے بیخبر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ صد ہا اسی قسم

﴿۶۰﴾

کئی کتابیں پادری صاحبوں نے تالیف کر کے اس ملک میں شائع کی ہیں اور اسی قسم کے مضمون ان کے اخباروں میں بھی ہمیشہ شائع ہوتے رہتے ہیں اور یہ کارروائی نہ ایک دو روز کی بلکہ ساٹھ سال کی ہے مگر پھر بھی وہ تحریریں گو کیسی ہی فتنہ انگیز ہوں لیکن یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسباب پیدا ہو گئے ہیں کہ جو لوگ وحشیانہ طور پر ان تحریروں سے مشتعل ہو سکتے ہیں وہ اکثر ناخواندہ ہیں اور جو لوگ ان تحریروں کو پڑھتے اور دیکھتے ہیں وہ اکثر مہذب ہیں جو تحریر کا تحریر سے ہی جواب دینا چاہتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جو صرف قیاسی نہیں بلکہ ساٹھ سال کے متواتر تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے اور اگر ایسی تحریروں سے کوئی مفسدہ برپا ہو سکتا تو سب سے پہلے پادری عماد الدین کی تحریریں یہ زہریلا اثر اپنے اندر رکھتی تھیں جن کی نسبت ایک محقق انگریز نے بھی شہادت دی ہے کہ ”اگر ۱۸۵۷ء کا غدر پھر ہونا ممکن ہے تو اس کا سبب پادری عماد الدین کی تحریریں ہوں گی“ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ خیال بھی خام ہے کیونکہ باوجودیکہ عماد الدین کی کتابوں کو شائع ہوئے قریباً تیس برس کا عرصہ گزر گیا مگر مسلمانوں کی طرف سے کوئی مفسدانہ حرکت صادر نہیں ہوئی اور کیونکر صادر ہو تمام مسلمان کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ خوب سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو ان تحریرات سے کچھ تعلق نہیں۔ ہر ایک شخص مذہبی آزادی کی وجہ سے اپنے اندرونی خواص دکھلا رہا ہے اور گورنمنٹ نے اپنی رعایا پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ بغیر کسی کی طرفداری کے نہایت عدل اور انصاف اور خسروانہ رحم اور شفقت سے برٹش انڈیا میں سلطنت کر رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان کسی غیر مذہب کی ایسی سخت تحریر پاتے ہیں یا اس قسم کا رسالہ دل آزار اُن کی نظر سے گذرتا ہے تو وہ ایسے رسالہ کو محض کسی ایک شخص کے ذاتی خبث اور عناد یا حقد اور جہل مرکب کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور معاذ اللہ کسی کو ہرگز یہ خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ کا اس میں کچھ دخل ہے۔ پنجاب کے مسلمان برابر ساٹھ سال سے اس بات کا تجربہ کر رہے ہیں کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے اصول نہایت درجہ کے انصاف پرور اور عدل گستری پر مبنی ہیں اور ہرگز ممکن نہیں کہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اُن کے دل میں گذر سکے کہ ایسی پادری اپنی سخت گوئی میں گورنمنٹ کی نظر میں معافی کے لائق ہیں۔

پس جبکہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت رعایا کے دل نہایت صاف ہیں تو اس صورت میں اگر پادریوں کی سخت گوئی سے کسی نقضِ امن کا اندیشہ ہو تو شاید اسی قدر ہو کہ کسی موقع پر ایک گروہ دوسرے گروہ سے دنگہ فساد کرے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ تجربہ مدت دراز کا ہم پر ثابت کرتا ہے کہ آج تک یہ دنگہ فساد بھی ایک قوم کا دوسری قوم سے وقوع میں نہیں آیا۔ حالانکہ اس گذشتہ ساٹھ سال میں ہم لوگوں نے دیسی پادری صاحبوں کی وہ سخت تحریریں پڑھی ہیں اور وہ دلا آزار کلمے ہماری نظر سے گزرے ہیں جن سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے اور باایں ہمہ مسلمانوں کی طرف سے کوئی طیش و اشتعال ظاہر نہیں ہوا۔ اس کا یہ سبب ہے کہ مسلمانوں کے علماء ردِّ لکھنے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پس جس جوش کو بعض جاہلوں نے وحشیانہ طور پر ظاہر کرنا تھا وہ مہذبانہ طور پر قلم اور کاغذ کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا اور باایں ہمہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا ناخواندہ ہے جو ایسی تحریرات سے کچھ بھی خبر نہیں رکھتا۔ پس یہی موجب ہے کہ یہ تمام زہریلی تحریریں کسی فساد کی موجب نہ ہو سکیں اور یقین کیا جاتا ہے کہ آئندہ بھی موجب نہ ہوں کیونکہ مسلمان اب عرصہ ساٹھ سال سے اس عادت پر پختہ ہو گئے ہیں کہ تحریروں کا جواب تحریروں سے دیا جائے اور یہ حکمتِ عملی امن قائم رکھنے کے لئے نہایت عمدہ اور موثر ہے کہ آئندہ بھی اسی عادت پر پختہ رہیں اور دوسرے طریقوں کی طرف دل کو نہ پھیریں۔

ماسوا اس کے اس طریق میں علمی ترقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اس برٹش انڈیا میں ایک کم استعداد اور کم علم مباحث بھی جو پادریوں کے ساتھ سلسلہ بحث جاری رکھتا ہے اس قدر اپنے مباحث میں معلومات پیدا کر لیتا ہے کہ اگر قسطنطنیہ میں جا کر ایک نامی فاضل کو وہ باتیں پوچھی جائیں جو اس شخص کو یاد ہوتی ہیں تو وہ ہرگز بتلا نہیں سکے گا کیونکہ اُس ملک میں ایسے مباحثات نہیں کئے جاتے اس لئے وہ لوگ اس کو چہ سے واقف نہیں ہوتے اور اکثر سادہ لوح اور بیخبر ہوتے ہیں۔ اب ہم اغراض مذکورہ بالا کے لئے ایک عربی رسالہ جس کا ترجمہ فارسی میں ہر ایک سطر کے نیچے لکھا گیا ہے۔ اس رسالے کے بعد لکھتے ہیں کیونکہ بعض دور دراز ملکوں کے لوگ اُردو پڑھ نہیں سکتے جیسا کہ بلادِ عرب کے رہنے والے یا ایران و بخارا و کابل وغیرہ کے باشندے۔ اس لئے یہی قرینِ مصلحت معلوم ہوا کہ اس عظیم الشان کام کو مشتمل کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں بھی کچھ تحریر کیا جائے تا یہ لوگ بھی دولتِ اعانتِ دین سے محروم نہ رہیں اور خدا تعالیٰ سے ہم توفیق چاہتے ہیں کہ اس رسالہ عربی اور فارسی کو بھی ہمارے ہاتھوں سے پورا کرے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلرَّحْمٰنِ الَّذِیْ اَبْتَدَءَ بِالْاَفْضَالِ . وَ اَسْبَغَ مِنَ الْعَطَاءِ مِنْ غَیْرِ عَمَلٍ سَبَقَ مِنْ
ہمہ تعریف آن بخشندہ را کہ آغاز کار او بفضل ہاست۔ آنکہ پیش از صدور اعمال بخشش خود کمال کرد۔ کریے

الْعَمَالِ . الْكَرِیْمِ الَّذِیْ نَضَحَ عَنَّا الْمَكَارِهَ وَ اَتَمَّ عَلَیْنَا اَنْوَاعَ النِّوَالِ . وَ اَعْطَانَا كُلَّ شَیْءٍ قَبْلَ
کہ از ماکروہات رادو کرد و اقسام جوہ و بخشش را بکمال رسانید و پیش زانکہ سوال کنیم و امید ہار انما نیم ہمہ چیز مارا داد

السُّوَالِ وَ اَظْهَرَ الْاَمَالَ . بَعَثَ لَنَا رَسُوْلًا كَرِیْمًا بَارِعًا فِی الْخِصَالِ . سَبَّاقَ غَايَاتِ فِی كُلِّ
و برائے ما آن رسول معوث فرمود کہ کریم است و در نصلتہائے نیلواز ہمہ برتر است و در میدان ہر نوع کمال بردیگران

نَوْعِ الْكَمَالِ . خَاتَمَ الرُّسُلِ وَ النَّبِیِّیْنَ . النَّبِیِّ الْاَمَیِّ الَّذِیْ هُوَ مُحَمَّدٌ بِمَا حُمِدَ عَلٰی السِّنِّ
سبقت میدارد و خاتم الانبیاست۔ آن نبی امی کہ نام او محمد ازین روست کہ بر زبان فیض یابندگان بغایت تحریف کردہ شدہ

الْمُسْتَفِیْضِیْنَ . وَ بِمَا بَذَلَ الْجُهْدَ لِلْاَمَةِ وَ شَادَ الدِّیْنَ . وَ بِمَا جَاءَ لَنَا بِكِتَابِ مِیْنِ . وَ بِمَا
است۔ و ازین رو کہ برائے امت و اعلاء کلمہ دین کوششہائے بیخ کردہ است و نیز برائے اینکہ کتابے مفصل برائے ما

اَوْذَى لَنَا عِنْدَ تَبْلِیغِ رَسَالَاتِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . وَ بِمَا اَكْمَلَ كُلَّ مَا لَمْ یُكْمَلْ فِی الْكُتُبِ الْاُولٰٓئِ .
آورد و نیز برائے اینکہ از بہر ما تکلیف ہا برداشتہ پیغام خدا تعالی خلق رسانید و نیز برائے اینکہ آن معارف و ہدایات را

وَ اَعْطٰی شَرِیْعَةً مِّنْزَہَةً عَنِ الْاَفْرَاطِ وَ التَّفْرِیْطِ وَ نَقَائِصِ اٰخَرٰی . وَ اَكْمَلَ الْاِخْلَاقَ وَ اَتَمَّ مَا
کامل کرد کہ پیش زو ناقص ماندہ بودند و نیز برائے اینکہ آن شریعتے آورد کہ از افراط و تفریط و دیگر نقصانہا پاک است و اخلاق

حَسْرٰی . وَ اَحْسَنَ اِلٰی طَوَائِفِ الْوَرٰی . وَ عِلْمَ الرُّشْدِ بَغَرِّ الْبِیَانِ وَ وَحٰی اَجَلٰی . وَ عَصَمَ مِنْ
را بدرجہ کمال رسانید و آنچه ناقص ماندہ بود تکمیل آن کرد و بر طوائف مخلوق احسان فرمود و از بیان فصیح و وحی صریح طریق رشد

الضَّلٰلَةِ وَ تَحَامٰی . وَ اَنْطَقَ الْعِجْمَاوَاتِ وَ نَفَخَ فِیْہِمُ رُوْحَ الْهُدٰی . وَ جَعَلْہُمْ وَرَثَہٗ کَافَّةً
آموخت و از گمراہی نگہداشت۔ و چار پایان راد نطق آورد۔ و در ایشان روح زندگی بد میدرد و ایشان را وراثت پیغمبران کرد۔

الْمُرْسَلِیْنَ . وَ طَهَّرْہُمْ وَ زَكَّاهُمْ حَتّٰی فَنُوْا فِی مَرَضَاتِ الْحَضْرَةِ . وَ اَهْرَاقُوا دِمَآئِہُمْ لِلّٰہِ
و او شان را پاک کرد و تزکیہ نفوس فرمود بحدیکہ در رضا ہائے الہی محو شدند۔ و خون خود برائے خدائے بزرگ ریختند

ذی العزّة . و اسلموا و جوہم منقادین . و کذا لک علم معارف

و پیش او باطاعت رو نہادند۔ وہم چنیں آن نبی نکتہ ہائے جدیدہ معرفت آموخت و لطیفہ ہائے پوشیدہ

مبتکرہ . و لطائف مکنونہ . و نکات نادرہ . حتی بلغنا الفضل باغتراف

تعلیم فرمود۔ و بر نکتہ ہائے نادرہ اطلاع داد۔ و کار بجائے رسانید کہ ما از پس خوردہ او تمام فضیلت

فضالتہ . و عرفنا ادلّٰہ الحق باختراف دلالتہ . و صعدنا الی السّماء بعد

رسیدیم۔ و بچیدن میوہ رہبری او دلائل حق را شناختیم۔ و بعد از ان کہ بزین فرود فتا بودیم سوئے آسمان

ما کنا خاسفین . اللهم فصلّ علیہ و سلّم الی یوم الدین . و علی آلہ

بالارقیم۔ اے خدا پس برود و سلام تا قیامت فریستہ باش۔ وہم چنیں بر آل او کہ طاہر القلب و

الطاہرین الطیبین . و اصحابہ الناصرین المنصّورین . نخب اللّٰہ الذین

طیب الاخلاق بودند۔ و نیز بر اصحاب او کہ مددگاران دین و مدد یافتگان بودند۔ برگزیدگان خدا

آثروا اللّٰہ علی انفسہم و اعراضہم و اموالہم و البنین . و السلام علیکم

آنا تکہ خدائے عز و جل را بر نفسہائے خود و آبرو ہائے خود و مالہائے خود و پسران خود اختیار کردند۔

یا معشر الاخوان . لقیتم خیرا و وقّیتم شرور الزمان . و رزقتم مرضات

و بر شما سلام اے گروہ برادران۔ خدا شمار از نیکی بہرہ بخشد و از بدی محفوظ دارد۔ و رضائے الہی

ربّ العالمین .

شامل حال شاگرد۔

اما بعد فاعلموا ایہا الاخوان . و الاحباب و الاقران . انّ الزمان قد اظہر العجب . و ارانا الشجی

بعد زیں پس بدانید اے برادران و دوستان و مسلمانان ہم زمانہ کہ این زمانہ عجیہ ظاہر نمودہ است و مارا غمی و

والشجب . و سخر بوم لیلة الیلاء من الدرّة البیضاء و شارف ان تشن الغارات علی دین الرحمن .

اندوہے نمود و بوم شب تاریک بر گوہر تابان خندہ زد و نزدیک رسید کہ دین اسلام بتاراج ہارود۔ آن دین کہ بہ

الذی ضمّخ بالطیب العمیم من العرفان . و اودع لفائف نعیم الجنان . و سیقت الیہ انہار

خوشبو ہائے معرفت عامہ معطر است۔ و دیعت نہادہ شد در نعمت ہائے بیک دیگر پیچیدہ از نعمت ہائے بہشت و نہر ہائے

من ماء معین. و تفصیل ذالک ان بعض السفهاء من المتنصرین. و المرتدین

آب صافی سوئے او کشیدہ شد و تفصیل این قصہ این است کہ بعض نادانان از نوعیسیان و مرتدان و

الضالین. سبوا نبینا محقرین غیر مبالین. و طعنوا فی دیننا مستهزئین. مع انهم

گراہان رسول ماصلی اللہ علیہ وسلم را بہ بیباکی و لاپرواہی دشنام می دهند و خندہ کنان در دین ما طعن می

اتخذوا الہا من دون الرحمن. و ترکوا اللہ عاکفین علی الانسان. و جاؤا

زند۔ با وجودیکہ این مردم بجز خداوند حقیقی خدائے از پیش خود تراشیدہ اند۔ و خداوند حقیقی را ترک کردہ بر

بافک مبین. فلا یستحیون بل یوذون اهل الحق جالعین. و یفسدون فی

انسانے رو آورده اند و دروغ صریح آوردند۔ پس حیائی کنند بلکہ اہل حق را از راہ بے شرمی ایزامی دهند

الارض محترئین. و یصولون علی المسلمین مغضبین. و کنا مامورین لازالۃ

و در زمین بجزأت و دلیری آمادہ فساد اند۔ بر مسلمانان در حالت خشم حملہ می کنند۔ و مامور بودیم کہ ازالہ

تماثلہم. و ازاحۃ اباطیلہم. و اجاحۃ تساویلہم. و اقتلاع اقاویلہم. و الان

بہت ہائے ایشان کنیم۔ و عقائد باطلہ ایشان را دور کنیم و کلمات زینت دادہ ایشان را از بیخ برکنیم و خنبہائے

ظہر الامر معکوسا. و عاب اللیل شموسا. و صال المتنصرون علی

باطل ایشان را از بن برآریم مگر اکنون امر منعکس شد و شب میخوابد کہ عیب آفتاب ہا بگیرد و نوعیسیان

المسلمین. و من فتنہم الجدیدۃ ان رجلاً منهم الف کتابا و سماء امہات

بر مسلمانان حملہ آور شدند۔ و از فتنہ ہائے نو پیدا کردہ ایشان یکے این است کہ شخصے از ایشان کتابے تالیف

المؤمنین. و سلک فیہ کل طریق السبّ و الافتراء کالمفسدین الفتانین. انه

کرده نام آن امہات المؤمنین نہاد۔ و در آن کتاب از ہرگونہ دشنام و افترا را ہچومفسدان وقتنہ انگیزان

امرء استعمل السفاہۃ فی خطابہ. و ابدی عذرۃ کانت فی وطابہ

درج کرد۔ و امردکے راست کہ در کتاب خود سفاہت را اختیار کرد۔ و پلیدی را کہ در مشاہدے او بود ظاہر

و اظہر کانہ اتمّ الحجۃ فی کتابہ. و ختم المباحث بفصل خطابہ. و لیس

نمود۔ و ظاہر کرد کہ گویا حجت را با تمام رسانیدہ است و گویا بفصلہ خود بحث ہا را ختم کردہ است۔ و در کتاب

فی کتابہ من غیر السبّ و الشتم. و کلمات لا یلیق لاهل الحیاء و الحزم. او بجز سب و شتم چیزے نیست۔ و بجز آن کلمات کہ اہل حیا و احتیاط رالائق نیستند۔ مگر این است کہ بید انہ ابدع بارسال کتبہ من غیر طلب الی المسلمین الغیورین من اعزّة او این بدعت ایجاد کرد کہ بغیر طلب سوئے مسلمانان با غیرت کتابہا فرستاد و آن مسلمانان معززان القوم و نخب المؤمنین. و تلک ہی النار التی التہبت فی ضرور المتألّمین. قوم و برگزیدگان ایمانداران بودند۔ و این ہماں آتش است کہ در ہیمز ریزہ درد مندان مشتعل و احرقت قلوب المؤمنین المسلمین. فلما رأینا هذا الكتاب. و عثرنا علی شد و دلہائے مسلمانان بسوخت۔ پس ما چون آن کتاب را دیدیم و بر بہود گہبائے آن اطلاع یافتیم غلوائہ و ماسبّ و ذاب. قرئنا کلمہ المودیة. و آنسنا قذفاتہ المغضبة و نیز بردشام و عیب تراشی مطلع گشتیم و کلمات دلآزار اورا بخواندیم و دشنامہائے در غضب آرنده و شاہدنا ضیمہ الصریح. و قولہ القبیح. و اجتلینا ما استعمل من جور اورا دیدیم و ظلم صریح و قول قبیح اورا مشاهده کردیم۔ و ہمہ نقشہ جور و تعدی و دشنام دہی با ترتیب آن و اعتساف. و قذف و شتم کاجلاف. علمنا انہ نطق بہا معتمدًا لاغضاب ملا حظہ کردیم و ہمہ آنچہ فحش گوئی و دشنام دہی ہچو کمینگان کردہ بود دانستیم کہ این شخص عمداً چنین کلمات المسلمین. و ما تفوہ علی وجہ الجد کالمسترشدین المحققین. بل تکلم فی استعمال کردہ است تا مسلمانان را در خشم آرد۔ و بطور محققان حق جو و حق پسند سخنے لگفتہ۔ بلکہ در شان شان سیّد الانام باقیح الکلام. کما ہو عادة الاجلاف و اللئام لیوذی قلوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ بدترین کلمات تکلم کردہ است چنانچہ عادت مردم کمینہ است تا دل المسلمین. و طوائف اهل الاسلام. و یغلی قلوب امة خیر المرسلین. فظہر کما مسلمانان و عامہ اہل اسلام را برنجاند و دلہائے امت خیر المرسلین را جوش دہد۔ پس چنانچہ او ارادہ اراد هذا الفتان. و تألم بکلمہ کل من فی قلبہ الایمان. و اصاب المسلمین بقذفہ کردہ بود ہماں بظہور آمد و ہر مومنی بکلمات او درد مند شد۔ و مسلمانان را بہ بدگفتن او دردناک

جراحة مؤلّمة. و قرحة غير ملتئمة. و ظنوا انهم من المجرمين. ان لم ينتقموا

جراحته رسید۔ وزخے کہ قابل التیام نیست۔ وگمان کردند کہ او شاں گنہگار اند۔ اگر از و انتقام نگیرند

كالمؤمنين المخلصين. و ذكروا بها ايام الاولين. و لو لا منعهم ادب السلطنة

و روز ہائے گزشتہ را یاد کردند۔ و اگر او شان را ادب سلطنت احسان کندہ و عنایت ہائے دولت

المحسنة. و تذکر عنایات الدولة البريطانية. لعملوا عملاً كالمجانين.

برطانیہ یاد نیامدے پس بچھو دیوانگان کارے کردندے و بیچ شک نیست کہ ایس نادان در کلمات

ولا شك ان هذا السفیه اعتدى في كلماته. و اغرى العامة بجهلاته. و جاوز

خود از حد تجاوز کرده است۔ و بجهالت ہائے خود عامہ مردم را مشتعل کرد۔ و بچھو غلو کنندگان از حد

الحد كالغاليين. فلاجل ذلك قد هاجت الضوضاء. و ارتفعت الاصوات. و

بیرون شد۔ پس برائے ہمیں شورے برخاست۔ و آواز ہا بلند شد۔ و مردم گریہ کنندہ فریاد کردند

تضاغى الناس برونّة النياحة. و اشتعل الطبايع من هذه الواقعة. و مُلأ الجرائد

وازیں بے شرمی در طبیعت ہا اشتعال پیدا شد۔ و اخبار ہا ازین تذکرہ ہا پر شدند و ہر یکے بچھو

بتلك الاذكار. و قام كل احد ككّامة المضمار. بما آذى كالمعتدين.

دلیرمیدان بوجہ دلآزاری آن شخص برخاست۔

و الحاصل انه افتسرى و تجرّم. و اراد ان يستأصل الحق و يتصرّم. و

حاصل کلام این است کہ آن شخص افتزا کرد و معصومے را بکناہ منسوب کرد و خواست کہ بیچ کنی حق کند و

اسبل غطاءً غليظاً لا غلاط الناس. و اراد ان يُطفئ انوار النبراس. فنهض

آزرا منقطع کند و برائے مغالطہ دہی مردم پردہ غلیظ آویخت۔ و بخواست کہ نور ہائے چراغ را بنمیراند پس مسلمانان

المسلمون مستشيطين مشتعلين. و صاروا طرائق قدد اذاعين مغتاطين. فذهب

درغضب و خشم بخاستند۔ و در بارہ تذکرہ شرآن شخص در رائے ہائے خود متفرق شدند بحالیکہ فریاد کنندگان و شمشناک

بعضهم الى ان يُبلغ الامر الى الحكام. و يترافع لغرض الانتقام. و الآخرون

بودند۔ پس رائے بعض مردم این شد کہ ایس امر را تا حکام رسانیدہ شود۔ و بغرض انتقام نالش کردہ شود۔ لیکن مردمان

مالوا الی الردّ علی تلک الاوهام. و حسبوه من واجبات الاسلام. فالذین

دیگر سوئے ردّ آں کتاب مائل شدند و این امر ردّ کردن را از واجبات اسلام دانستند۔ پس آنا نہ مرفاعہ رایجے استغاثہ را

اختاروا الترافع عرضوا شکواہم علی حضرۃ نائب الدولۃ. و ارسلوا ما کتبوا

پسندداشتند ایساں این شکوہ را حضرت نائب دولت بردند و عریضہ کہ برائے این کار طیار کردہ بودند فرستادند۔ و

لہذہ الخبطۃ. و الفریق الثانی توجّہوا الی ردّ الکتاب. و الآخرون و جموا من

فریق ثانی سوئے ردّ کتاب متوجّہ شدند و دیگر ایں کہ بودند از غم و درد خاموشی اختیار کردند و ہم چہنیں در عملہا و رائے ہا

الاکتیاب. و کذلک اختلفوا فی الاعمال و الاراء. و استخلص کل احد ما

اختلاف کردند و ہر یکے ہمان طریق عقل را اختیار کرد کہ ارادہ غیبی اور اہدایت فرمود۔ پس چیزے کہ ضرورت آں

ہدی الیہ من الدہاء. فالذی اُشرب حسّی. و تلقفہ حدسی. ان الاصوب طریق

﴿۶۷﴾

من محسوس کردم و فراست من اور از غیب یافت آن ایں بود کہ از ہمہ تدبیر ردّ کتاب آں نوعیسانی ضروری و قریب

الردّ و الذبّ. لا الاستغاثۃ و لا السبّ بالسبّ. و انی اعلم بلبال المسلمین. و ما

بصواب است ایں مناسب نیست کہ ناش کنیم یا دشنام بعض دشنامہا بدیم و من خوب میدانم کہ مسلمانان ازیں

عری قلوب المؤمنین من السن الموذین. و لکنی اری الخیر فی ان نجتنب

کتاب چہ بقراری ہامی دارند و مرا خوب معلوم است کہ از ایذائے ایں موذی بردل مسلمان چہ طاری است مگر

المحاکمات. و لا نوقع انفسنا فی المخاصمات. و نتحامی اموالنا من غرامات

من در ہمیں امر خیر می بینم کہ ماسوئے محکمہ ہا و عدالت ہا رجوع کنیم و نفسہائے خود را در خصومتہا نیکنیم و ماہائے

التنازعات. و اعراضنا من القیام امام القضاۃ. و نصبر علی ضجر اصابنا. و غمّ

خود را از تاوانہائے تنازعہا نگہداریم۔ و عزّتہائے خود را از ایستادن پیش حاکمان محفوظ داریم و بر غمّے کہ برسد صبر کنیم

اذابنا. لیعدّنا مبرۃ عند احکم الحاکمین. و ما نسینا ما رأینا من جور و عسف.

و براندوہے کہ بگذارد و شکیبائی بنمائیم تا ایں کار از ما نزد احکم الحاکمین نیکی شمرده شود۔ و ما جور و ظلم را فراموش نکردیم۔

و ائی حرّ رضی بخسف. و قد اوذینا فی دیننا القویم و رسولنا الکریم.

و کدام آزاد است کہ بذلت راضی شود۔ و ما را در دین درست ما و رسول بزرگ ما ایذا دادہ شد۔

و آنسنا ما هیج الاسف و اجرى العبرات. و شاهدنا ما اضجر القلب و زجیٰ

و چیز ہا دیدیم کہ غم انگیزت و اشک ہا جاری کرد و چیزے مشاہدہ کردیم کہ دل راتنگ کرد و آہ ہا را پیدا کرد مگر این

الزفرات. بیدان السدولة البرطانية لهؤلاء كالا واصر الموملة. و لقسیسین

است کہ دولت برطانیہ برائے ایں مردم بچھو علاقہ ہائے امید داشتہ شدہ است و مرپا دریان را بریں دولت

حقوق علی هذه الدولة. و نعلم ان نبذ حرمهم امرًا لا ترضاه هذه السلطنة و

حقوق خدمات اند۔ و ما میدانیم کہ بے عزت کردن اوشان کاریست کہ دولت برطانیہ براں خوشنودنتوانند

یُنصبها هذا القصد و تشق علیها هذه المعدلة. و لها علینا ممن یجب ان لا

و ایں قصد اور ارنج خواهد داد و ایں عدالت کارے خواهد بود کہ خلاف طبع کردہ آید۔ و ایں دولت را بر ما احسان ہا

نلغیها. فلنصبر علی ما اصابنا لعلنا نرضیها. و ما نفعل بتعذیب المتنصرین و

ست واجب است کہ از شارتینگنیم آزما بلکہ واجب است کہ ما بر زیادت پادریان صبر کنیم مگر شاید از ایں

قد رأینا امنًا من حکامها العادلین. و وجدنا بهم کثیرا من غض و سرور. و

جہت دولت برطانیہ را خوش کنیم و ما را در پئے سزائے نوعیسانیان شدن چرنفع خواهد داد۔ و ما را غور باید کرد کہ

خفض و حبور و ما مسنا منهم شطف فی الدین. و لا جنف کالظالمین من

از ایں حکام چقدر امن یافتیم۔ و ما بدیشان بسیار تازگی و خوشی دیدیم و آسانی و شادمانی را یافتیم۔ و از ایشان بچ

السلطین. بل اعطونا حریةً فعلاً و قولاً. و ارضونا حفاوة و طولاً. و ما رأینا

رنجے در دین بمانہ رسید۔ و نہ بچ جورے بچھو جور ہائے بادشاہان ظالم بلکہ ما را در گفتار و کردار آزادی دادہ اند

سوءاً امن هذه الدولة. و لا قشفاً کایام الخالصة. بل ربینا تحت ظلها مذ

و چنداں احسان کردند کہ ما را ضعیف شدیم و ما از ایشان بچ بدی ندیدہ ایم و نہ سختی بچھو ایام سکھاں بلکہ ما از روز خوردی

میطت عنا التمام. و نیطت بنا العمائم. و عشنا بکنفها آمینین. و جعلها اللہ

تا روز بزرگی زیر سایہ ایں دولت پرورش یافتیم و در پناہ او با من بسر بردیم و در پناہ او با من زندگی بسر بردیم و خدا

لنا کعیّن نستسقیها. و کعیّن نجتلی بها. فنحاذر ان یفرط الی هذه

اور ابرائے ما بچھو آں چشمہ بگردانید کہ از اں آب می جوئیم و بچھو آں چشمہ بگردانید کہ باں می بنهیم۔ پس می ترسیم کہ

الدولة بعض الشبهات. و تحسبنا من قوم يضمرون الفساد في النيات.

از بعض حرکات ما این دولت محسنہ بہ نسبت مادرشبهات افتد و مارا چنان پندارد کہ مفساد در درنیت ہا مخفی

فلذالك ما رضىنا بان نترافع لتعذيب هذا القذاف الشرير. و اعرضنا عن

میداریم پس از ہمیں سبب ماراضی نشدیم کہ برائے این بدگوسوئے این دولت شکایت بردہ شود۔ و از ہنجو

مثل هذه التدابير. و حسبنا انه عمل لا ترضاه الدولة. و لا تستجاده تلك

این تدبیر ہا پر ہمیز کردیم و پنداشتیم کہ این کارے است کہ این دولت براں راضی نخواہد شد و این کار را

السلطنة. فكفنا كالمعرضين. و سمعنا ان بعض المستعجلين من

این سلطنت خوب نخواہد پنداشت پس ہنجو اعراض کنندگان از این کار دست بردار شدیم۔ و من شنیدہ ام کہ

المسلمين. ارسلوا رسائل الى الدولة مستغيثين. و تمنوا ان يوخذ المؤلف

بعض شتابکاران از مسلمانان سوئے این دولت عرض فرستادہ اند تا مؤلف امہات المؤمنین را سزا

كالمجرمين. و ان هي الا امانى كامانى المجانين. و اما نحن فما نرى في هذا

دہانند مگر این آرزو ہائے خام ہنجو آرزو ہائے دیوانگان اند۔ مگر ما در این تدبیر انجام خیر نمی بینیم۔ و نہ از

التدبير عاقبة الخير. و لا تفصيلاً من الضير. بل هو فعل لا نتيجة له من غير

گذر نہ رہائی مشاہدہ می کنیم بلکہ این کارے بے سود است کہ ہیچ نتیجہ ندارد بجز ہمت اعدا۔ و از این تدبیر

شماتة الاعداء. و لا يُستكفى به الافتتان بمكائد اهل الافتراء. و لو سلطنا سبيل

انسد آں قنہ نمی شود کہ از مکر ہائے اہل افتراء ظہور پذیر است۔ و اگر ما بر طریق استغاثہ قدم زیم و برائے

الاستغاثة و نترافع لاخذ مؤلف هذه الرسالة. لنعزى الى فضوح الحصر. و

سزائے آں مؤلف بحضور دولت برطانیہ شکایت بریم البتہ سوئے در ماندگی و زبان بستگی منسوب خواہیم شد و

نرہق بمعنہ عند اہل العصر. و يقال فينا اقوال بغوائل الزخرفة. و يقطع عرضنا

نزد جہانیاں بتا بے ماخوذ خواہیم گردید۔ و در بارہ ما سخن ہائے پُر زہر و باطل خواہند گفت و آبروئے ما بدمسماہائے

بحصائد اللسنة. و يقول السفهاء انهم عجزوا من الاتيان بالجواب. فلا

زبانہا قطع کردہ خواہد شد۔ و نادانہا در حق ما خواہند گفت کہ اوشاں از جواب دادن عاجز آمدہ سوئے

جرم توجہوا الی الحکام من التضرم والاضطراب. فبعد ذالک لا تبقى لنا
حکام بحالت خشمناکی وبتقراری توجہ کردند پس بعد از آن بیچ عذر مانخواهد ماند و انجام کار ما
معدرة. و ترجع الینا مندمة و تبعة. فلیس بصواب ان نطلب هذه المنية. و
ندامت و خاتمہ کار بدخواهد بود۔ پس ایں طریق خوب نیست کہ ما ایں مراد را بطلبیم و ایں آرزو را
نرود هذه البغية. و لیس بحرئ ان نسعی کالنادات الی السلطنة. و نُصحی
بخوانیم و لائق نیست کہ ما بچوزنان ماتم کنندگان سوئے سلطنت بدویم و نفسہائے خود را از امن
انفسنا من مامن الحجج البینة. و نضیع اوقاتنا فی البكاء والصراخ کالنسوة.
گاہ حجت ہائے آشکارا بیروں آریم۔ و وقت خود را بچوزنان در گریستن و فریاد کردن بسر بریم
ولا ن فکر لهدم بناء هذه الفرقة. ولا نتوجه الی خزعیلاتهم ولا نزیح
و برائے شکستن بنائے ایں فرقہ بیچ فکرے نکنیم۔ و سوئے خیالات باطلہ نصرا نیاں توجہ نکنیم و وسوسہ
و ساوس جهلاتهم. و نترکهم فی کبرهم و زهوهم. ولا ننبههم علی غلطهم و
ہائے باطلہ ایشاں را دور گردانیم و ایشاں را در تکبر و نخوت ایشاں بگذاریم و بر غلطی ایشاں
سهوهم. و لا نأخذهم علی بهتانهم و افتراءهم. و لا نری الخلق خیانتهم و قلة
ایشاں را خبردار نکنیم و بر بہتان و افتراء ایشاں را مواخذہ نکنیم و مردم را خیانت و کمی حیاء
حیائهم. و نفرح بسماینالهم من الحاکمین. بل ینبغی ان نجیح او هامهم و
ایشاں نہ نمایم و صرف بر سزائے ایشاں خوش شویم بلکہ ایں مناسب است کہ ما وہم ہائے
نکسر اقلامهم. و نجعل کلمهم مضغۃ للماضغین. و ان لم نفعل هذا فما
ایشاں از بیخ برکنیم و قلمہائے ایشاں را بشکنیم و کلمہ ہائے ایشاں را چیزے گردانیم کہ مردم آزار زیر
فعلنا شیئاً فی خدمة الدین. و ما عرفنا صنیعة اللہ خیر المحسنین. و ما شکرنا
دندان بخائید و اگر چنیں نکنیم پس در خدمت دین چیزے نکر دیم و منت خدا را نہ شناختیم۔ و نہ شکر
بل انفسنا الوقت غافلین. فان اللہ و هب لنا حربیة تاممة لهذه
کر دیم بلکہ در غفلت زندگی گذرانیدیم چرا کہ خدا تعالیٰ ما را آزادی کامل بخشیدہ است

الامور لنحق الحق و نبطل ما صنع اهل الزور. فلولم نمتع بهذه الحرية. فما
تا کہ حق را ثابت کنیم و آنچه کا زبان ساخته اند آزار دکنیم پس اگر ازیں آزادی
شکرنا نعم اللہ ذی الجود و الموهبة. و ما کنا من الشاکرین. الم تروا کیف
فانده نہ گیریم پس خدا را شکر بجانیا وردیم و در شکرگزاراں خود را داخل کردیم آیا
نعیش احراراً تحت ظلّ هذه السلطنة. و کیف خیرنا فی دیننا و اوتینا حرية
نمی بینید کہ چگونه با آزادی زیر سایه این سلطنت زندگی بسر می کنیم و چگونه در دین خود
فی مباحث الملة الاسلامیة. و أخرجنا من حبس کنا فیها فی عهد دولة
مختار و در مباحثات مذہبہ آزادیم و ازاں قید را کرده شدیم کہ در عهد دولت خالصه
الخالصة. و فوضنا الی قوم راحمین. و انّ حکامنا لا یمنعوننا من المناظرات
در اں مقید بودیم و سوائے قومے کہ رحم میکند سپرده شدیم۔ و حکام ما را از مباحثات منع
و المباحثات. و لا یکفئونا ان کان البحث فی حُلل الرفق و بصحة النیات.
نمی کنند و ما را ازیں کار بازمی دارند بشرطیکہ بحث در پیرایه نرمی و بصحت نیت باشد و از
و لا یحیفون متعصبین. فلاجل ذالک نستسنى دولتهم و نستغزر دیمه
تعصب ظلم نمی کنند از ہمیں سبب خیر خواه این دولتیم و دعائے بسیاری ایں باران نصرت
نصرتهم. فاننا لا نرى تلهب جذوتهم. عند ردّ مذہبهم. و ازراء ملتهم. و
الہی چرا کہ ما هیچ اشتغال در ایشاں در وقت ردّ مذہب ایشاں و کتہ چینی ملت ایشاں نمی
هذا هو الذى جذب القلوب الی محبتهم. و امال الطبائع الی طاعتهم.
یا بیم و ایں ہماں امر است کہ دلہا را بسوائے محبت ایشاں کشیدہ و از ہمیں وجہ طبعیہا
و احبهم الینا کالسلّاطین المسلمین. و انهم قوم قد اسرونا بمنتمهم. لا
سوائے طاعت ایشاں خمیدہ و ما بچو شاہان مسلمان بد ایشاں محبت کنیم و ایشاں ما را با حسان
بسلاسل حکومتهم. و قیدونا بایادی نعمتهم. لا بایدی سطوتهم. فواللہ
خود قید کردہ اند نہ بزنجیر ہا و بہ نعمتہا گرفتار نمودہ اند نہ بہ شوکت و حملہ خود پس بخدا

قد و جب شکرہم و شکر مبرتہم. و الذین یمنعون من شکر الدولة البرطانیة

کہ شکر ایشاں و شکر نعمت ایشاں واجب است۔ و آنا کہ از شکر دولت برطانیہ منع مے کنند و ظاہر مے نمایند کہ آں

و ینددون بانہ من مناهی الملة. فقد جاء و ا بظلم و زور. و تورّدوا مورداً لیس

از ممنوعات ملت اسلام است۔ پس ایشاں سر اسر دروغ گفتہ اند۔ و جائے اختیار کردند کہ بحدیث و اثرے

بما ثور. ایحسبونہم ظالمین. حاش لله و کلاً. بل جل معروفہم و جلی.

ثابت نیست آیا گمان می کنند کہ ایشاں ظالم اند۔ پاکی است مر خدا را و چنین نیست بلکہ بزرگ است احسان

انظروا الی بلادنا و اهلها المخصیین. من القانطین و المتغربین. انظروا ما

شان و غمہا را دور کردہ است۔ ملک ما را و مردمان این دیار را کہ آسودہ حال اند چہ مٹیم و چہ مسافر بہ بنید چہ قدر

ایمن هذا السواد. و ما ابهج هذه البلاد. عمرت مساجدنا بعد تخريبها.

مبارک و پر امن این نواح است و این دیار چہ تا زگی ہا دارد۔ مساجد ہائے ما پس زانکہ ویران شدہ بودند آباد

و اُحییت سنننا بعد تتببها. و اُنیرت ما ذننا بعد اظلامها. و رفعت مناورها بعد

شدہ اند و طریقہا دین ما پس زانکہ مُردہ بودند زندہ شدہ اند۔ و جاہائے اذان ما پس زانکہ تاریک شدہ بودند

اعدامها. و رأینا النهار بعد اللیلة اللیلاء. و وصلنا الانهار بعد فقدان الماء.

روشن شدہ اند۔ و منارہ ہائے مساجد بعد معدوم کردن بلند کردہ شدند و بعد شب تاریک ما روز روشن را دیدیم۔ و

و فُتِح الجوامع و المساجد لذكر الله الوحید. و علاصیت التوحید. و

بعد گم شدن آب بر نہر ہا رسیدیم و جامع و عام مساجد برائے ذکر الہی کشادہ شدند و آوازہ توحید بلند شد و بعد

ترجینا بعد تمادی الايام. ان یزیح سموم الکفر تریاق و عظ الاسلام. و

مدت ہائے مدید ما را این اُمید پدید آمد کہ تریاک و عظ اسلام ہوائے زہر ناک کفر را دور خواہد کرد۔ و نگہ داشتہ

حفظنا من شر کلّ مفاجی. و عُدنا من تیه الغریبة الی معاج. و اقترّب ماء

شدیم از بدی ہر ناگاہ آئندہ و از سرگردانی غربت بجائے اقامت کردن رسیدیم و آب تا زگی از درخت ما

النضارة من سرحتنا. و کاد یحلّ بمبتتنا و اصبحنا آمینین. حتی الفینا کل من الوی

نزدیک شد و نزدیک آمد کہ بہ نبت ما فرود آید و امن یافتگان شدیم بحدیکہ ہر دشمنے معاند کہ گردن خود را

عنقه من العناد. كالاصداق و اهل الوداد. و تبدی الاسود كاعوان النّاد. و

از عناد پیچیده بود همچو دوستان اورا یا قیّم و ماران سیاه همچو غمخواران که در وقت سختی و رنج مدد می کنند ظاهراً

قَلْبٌ عُجْرْنَا و بُجْرْنَا و نَقَلَ إِلَى الصَّلَاحِ و السَّدَادِ. و نَضَرْنَا بِدَوْلَةٍ جَاءَتْ

شدند و ظاهراً و باطن ما متغیّر کرده شد و سوئے درستی و صلاحیت منتقل کرده شدیم و بدولتی تازه کرده شدیم

كعهاد. عند سنة جماد. فرأت هذه الدولة دخيلة امرنا. و اطلعت على

که همچو آں باران آمد که در وقت خشک سالی می آید۔ پس این دولت باطن حال ما را بدید۔ و برگردانختن

ذوبنا و ضمرنا. فأوتنا و رحمتنا. و واستنا و تفقدتنا. حتى عاد امرنا الى

ولا غری ما مطلع شد۔ پس ما را جاد و غمخواری نمود۔ و تفقد حال ما کرد۔ بحدّی که کار ما بعد عذاب

نعيم. بعد عذاب اليم. فالان نرقد الليل ملاء اصفاننا. ولا نخس ولا وخز

در دناک سوئے تنعم نمود کرد پس اکنون بیری چشم می خسیم بحالیکه نه گزند و نه سوزش شامل حال

لا بداننا. تغرد في بساتيننا بلابل التهاني و النعماء. مأيسة على دوحه الصفاء

ماست۔ بلبلان در باغ ها غلغل مبارکبادی و تنعم می اندازند بحالیکه بر درخت صفا و وقت می خرامند بعد

بعد ما كنا نصد من انواع البلاء. فانصفوا اليس بواجب ان نشكر دولة

زانکه تحت مشق گوناگون بلاها بودیم پس انصاف کنید آیا واجب نیست که شکر آں سلطنت کنیم که خدا

جعلها لله سبباً لهذه الانعامات. و اخر جنا بيديها من سجن البليات.

تعالی اورا موجب این انعامها گردانید و ما را بهر دو دست او از زندان بلاها رهایی بخشید آیا بر ما این حق

اليس بحق ان نرفع لها اكف الضراعة والابتهال. و نحسن اليها بالدعاء كما

نیست که ما برائے این سلطنت کفهای تضرع و عجز و نیاز در حضرت باری تعالی بگستریم و به دعا بدین

احسنت الينا بالنوال. فان لنا بها قلوباً طافحة سروراً و جوهراً متهللة و

سلطنت نیکی کنیم چنانچه او با ما نیکی کرد چرا که ما را بوسیله آں دلها از خوشی پر هستند درد ها از شادمانی

مستبشرة حبوراً. و اياماً ملئت اماناً و حُرّيّة. وليالي ضمّخت راحة و لهنية.

خندان و شگفتی هستند و روزها هستند که از امن و آزادی مملو اند۔ و شبها هستند که از راحت و

و تروی منازل مزدانة بابهج الزينة. ولا خوف ولا فزع ولو مررنا على اسود
خوشحالی معطر اند۔ ومی بینید کہ منزلہا بہ خوش ترین زینت با آراستہ اند و بیخ خوف و فزع نیست اگرچہ
العربية ضربت خزی الفشل على الظالمين. وضافت الارض على المرجفين
بر شیران بیشہ ہا بگذریم۔ برستمگاران بزولی طاری است و بردروغ گویاں و باطل پرستان زمین تنگ
المبطلين. و نعیش مستریحین آمین۔ فای ظلم کان اکبر من هذا الظلم ان لا
است و مادر امن و راحت می گذرانیم پس کدام ظلم ازین ظلم بزرگتر است کہ این دولت محسنہ را شکر
نشکر هذه الدولة المحسنة. ونضمر الحقد والشر والبغاوة. ألهذا صلاح بل
گذرنباشیم و کینہ و بغاوت را در دل داریم آیا این کار نیک است بلکہ بدکاری است اگر شمارا عقل
فسق ان کنتم عالمين. فویل للذین یبغون الفساد. ویضمرون العناد. واللہ لا
باشد۔ پس براں مردم و او یلا است کہ فساد می خواہند و در دل عناد را پوشیدہ می دارند و خدا تعالی فساد
یحب المفسدين. انهم قوم ذهلوا آداب الشکر عند رؤية النعمة. وانساهم
کنندگان را دوست نمی دارد۔ ایشان قومے ہستند کہ آنچہ در وقت دیدن نعمت شکر باید کرد آداب آن
الشیطان کلّ ما ندب عليه من امور الشريعة. و جاؤ شیئا ادا. و جازوا عن
فراموش کردہ اند۔ و شیطان ایشان را ہمہ آں چیز ہا کہ تاکید شریعت براں ہارفتہ بود فراموش کنانہند و
القصد جدا. و ما بقى فيهم الا حمية الجاهلية. و فورة النفس الابية. و لا
کارے عظیم تعجب انگیز نمودند و از میانہ روی دور افتادند و بجز حیث جاہلیت و جوش نفس چیزے در ایشان
یمشون كالذی خشی و دلف. و لا یخلعون الصلف. و لا یذکرون ما سلف فی
باقی نمائندہ۔ و بچو کسے روش شان نیست کہ می ترسد و آہستہ می رود و دور نمی کنند عادت لاف زدن را و
زمن خالصه مغشوشين. الم یعلموا ان الشکر لاهله من وصايا القرآن
آنچہ در عہد سکھاں گزشت یاد نمی دارند آیا نمی دانند کہ شکر آں کسے کردن کہ اہل شکر است از وصیہائے
و اکرام المحسن مما نطق به كتاب الرحمن. و ان الدولة البريطانية قد
قرآن است و اکرام احسان کنندہ چیزے است کہ کتاب اللہ بدان ناطق است۔ و این دولت

جعلها لله موابدة حلنا و عقدنا. و حفظاء يقظتنا و رقدنا. و انا وصلنا بهم

برطانیہ کہ ہست خدا تعالیٰ اور ابرائے مہتممان بند و بست مقدمات ماگردانیدہ است و نگہبانان بیداری و

الی الممرادات المستعذبة. و نجونا من الآفات المخوفة. فكيف لا نشكر

خواب ما کردہ۔ و ما بوسیله ایشان مرادات شیریں را رسیدیم و از آفتہائے ترسانندہ رستگار شدیم پس چگونه شکر

لهم و نعلم انهم احسنوا الينا. و كيف نفارقهم و ندرى انهم حرساء الله

ایشان نگذاریم و میدانیم کہ ایشان بمانگونی ہا کردہ اند و چگونه از ایشان دور شدیم و میدانیم کہ ایشان از طرف

علينا. و الله يحب المحسنين. و كنا قبل ذلك غصب مناقرانا و عقارنا و

خدا تعالیٰ نگہبانان ما ہستند و خدا تعالیٰ نگو کاران را دوست میدارد۔ و ما پیش زیں این حالت میداشتیم کہ

خرب دار قرانا و مقارنا. و دسنا تحت انتياب النوب و توالى الكرب.

دیہات ما زمین ما بجز گرفته بودند و مہمان خانہ ما نوشت گاہ ما خراب کردہ بودند و از حوادث و بیقراریہائے

و صفرت راحتنا. و فرغت ساحتنا. حتى اخرجنا من املاك و ارضين.

پیاپی زیر پا کوفتہ شدیم و دست ما خالی شد و سخن ما بے مردم گردید تا بحدے کہ از زمینہا و ملک ہا و کاخ ہا و باغ ہا و

و قصور و بساتين. و اوطان مکتئبين مغتمين. و طردنا كالجمماوات.

وطن ہا بحالت غمنا کی بیروں کردہ شدیم و بچو چار پایان ما را بر اندند و چون سنگ و خس و خاشاک زیر پا کردند و

و وطينا كالجمادات. و سلکنا مسلک العباد و الغلمان. و لحقنا بالارذلين

با ما آں سلوک کردہ شد کہ بغلامان و بندگان می کنند و ما را ببرد ما نے آمیختند و بچو کسانے پنداشتند کہ از نوع

منزلة من نوع الانسان. و ربما اثمنا باخف جرح اصاب منا حيواناً. او بما قطعنا

انسان در مرتبہ کمترین خلایق اند و بسا اوقات از کمتر جراحے کہ حیوانے را از ما رسید یا از درختے شائے بریدیم

اغصانا فقتلنا او صلبنا او اجلثنا تارکین اوطاننا و متغربین. ثم رحمننا الله و اتى

بجرم قراردادہ شدیم پس بکشند یا بردار کشیدند یا از وطن اخراج کردہ غریب الوطن ساختند۔ باز خدا تعالیٰ بر ما رحم

بالدولة البريطانية من ديار بعيدة. و بلاد نائية. و كان الامر لله يختار لعباده

کرد و سلطنت برطانیہ را از دور دراز ملک آورد۔ و ہمہ کار در دست خدا تعالیٰ است ہر کرا از

من یشاء. یوتی المملک من یشاء و ینزع المملک ممن یشاء. و هو ارحم

ملوک می خواہد برائے بندگان خودی پسنددو ہر کرا خواہد ملک می دہد و از ہر کہ خواہدی ستاند و او از ہمہ رحم کنندگان

الراحمین. انه دفع الحكومة الى اهلها بعد خيال الخالصة. ثم بدل تعبنا و

ارحم است۔ او حکومت را بعد تباہی خالصہ سوئے اہل آں رد کرد۔ باز تعب و رنج ما را بہ نعمت و راحت مبدل

نصبنا بالنعمة والراحة. و اورثنا ارضنا مرة اخرى. بعد ما أخرجنا كما وابد

گردانید و بار دوم ما را وارث زمین خود گردانید بعد از آنکہ بچو جانور ہائے صحرائی ما را اخراج کردہ بودند۔ و

الفلا. و رجعنا الى اوطاننا سالمين متسلمين. و رُدّ الينا قرانا و عقارنا و فضّتنا و

سوئے وطن ہائے خود باز آدمیم بحالیکہ از آفات سفر سلامت بودیم و چیز ہائے خود را گرفتیم و سوئے مادیہات

نضارنا. الا ماشاء اللہ و سکنا فی بیوتنا امنین. و انا ما تعلقنا باهداب هذه

ما و زمین ما و سیم ما و زما را رد کردہ شد مگر آنچہ خدا خواست۔ و در خانہ ہائے خود با من سکونت اختیار کردیم۔ و ما

السلطنة. الا بعد ما شاهدنا خصائص هذه الحكومة. و امعنا النظر فی نعمها

بدامن ایں سلطنت بعد مشاہدہ خاصیت ہائے ایں حکومت آدمیم و در نعمت ہائے او بغور نظر دیدیم و خوبی آنرا

متوسمین. و سرحنا الطرف فی میسمها متفرسین. فاذا هی دواء کروبنا.

شناختیم۔ و چشم را بر روئے او بفرست دو انیدیم پس معلوم ما شد کہ او دوائے بیتیاری ہائے ماست و علاج

و مداویة نوبنا و خطوبنا. و بها سبق الينا الاموال. بعد ما استحالت الحال. و

کنندہ حوادث است۔ و بوسیله او ما ہما سوئے ما کشیدہ شد بعد از آنکہ در حال ما تغیر عظیم پیدا شدہ بود۔ و وجوہ

غار المنبع و اعول العیال. و نجینا بها من الدهر الموقع. و الفقر المدقع و کنا

معاش تباہ شدہ و عیال گریاں۔ و بد و ازاں زمانہ کہ در بدی می انداخت و ازاں محتاجی کہ بخاک آمیختہ بود

من قبل شججنا فلا الکروب من الشجی. و طوینا اوراق الراحة من ایدی

نجات یافتیم۔ و ما پیش زیں سلطنت بیابانہائے بیتیاری بغم قطع می کردیم۔ و ورقہائے راحت بدستہائے

الطوی. و ما کانت تعرف اقدامنا الا الوجی. و ما صدورنا الا الجوی. و

گرستگی پیچیدیم۔ و قد مہائے ما بجز پاسودن چیزے نمی دانستند۔ و نہ در سینہ ہائے ما بجز سوزش

مّر علینا لیالی ما کان فراشنا فیها الا الوهاد. و لا موطناً الا القتاد. فکنا

چیزے دیگر بود۔ و شب ہا پر ماگزشتند کہ دراں بستر ما بجز نشیب چیزے دیگر نبود۔ و جائے پانہادن ما خار ہا

نجلو الهموم باذکار هذه الدولة. و نجتلی زمننا طلق الوجه. بابشار تلک

بودند و دیگر ہیچ نبود۔ پس دراں ایام ما بذکر ایں سلطنت عم خود را دور می کردیم۔ و بخوشی ایں عدالت زمانہ خود

المعدلة. حتی اسعف اللہ بمرادنا. و جاء بهذه الدولة لاسعادنا. فوصلنا بها

را کشادہ رو و بیقید می دیدیم۔ تا بوقتے کہ خدا تعالیٰ مراد ما را داد۔ و برائے خوش قسمتی ما سلطنت انگریزی

بشارة تنشی لنا کل يوم نزهة. و تدرء عن قلوبنا کربة. الی ان خُلصنا من

دریں ملک قائم شد۔ پس ما بقدم او آں بشارت را دیدیم کہ ہر روز برائے ما شگفتگی پیدا میکند۔ و از دل

الخوف والاملاق. و نقلنا من عدم العراق الی الارقاق. و جاءنا النعم من

ما بقراری رامی را باید تا بحدیکہ از خوف فاقہ کشی نجات یافتیم۔ و از تہمتی سوئے فراخ دستی منتقل شدیم۔ و

الافاق. و نظم الاجانب فی سلک الرفاق. و فزنا بمرامنا بعد حقوق رایة

از کنارہ ہائے ملک نعمتہا بما رسیدند و بگا نگاں در رشتہ رفیقان منسلک شدند و بعد از نو امید یہا بمراد خود

الاحفاق. و قد کنا فی عهد الخالصة. اخر جنا من دیارنا و لفظنا الی مفاوز

رسیدیم۔ و در عہد خالصہ حال ما ایں بود کہ ما از ملک خود خارج کردہ شدہ بودیم و سوئے بیابانہائے غربت

الغربة. و بلینا باعواز المنية. فلما من اللہ علینا بمجی الدولة البريطانية. فکانا

انداختہ بودند و بہ نام را دیہا آزمودہ شدیم۔ پس ہر گاہ خدا تعالیٰ بدیں دولت برطانیہ بر ما احسان کرد۔ پس

وجدنا ما فقدنا من الخزان الایمانية. فصار نزولها لنا نزل العز و البركة.

گویا ما آں خزینہ ہائے ایمانی را یافتیم کہ گم کردہ بودیم۔ پس نزول او برائے ما آں طعام مہمانی شد کہ از او

و مغناه سبب الفوز والغنية. و رأینا بها جواراً و فرحة. بعد ما لبثنا علی

عزت و برکت باشد و خانہ او موجب توکمری ما شد۔ و ما بدو خوش و شادمانی را دیدیم بعد از آنکہ تا زمانے در

المصائب بُرہة. و رُفَعنا من ذل اخريات الناس الی مراتب رجال هم للقوم

مصیبتہا بماندیم و از ذلت کم درجہ بودن بمراتب کسانے برداشتہ شدیم کہ اوشاں برائے قوم ہنجو سراند

كالرأس. ونَجِّينا من قطوب الخطوب. و حروب الكروب. و كنا نممّ الابصار

و از حوادث و جنگہائے بے قراری نجات دادہ شدیم و ماسوائے این وقت مبارک چنان چشم خود

الی ذالک الوقت السعید. کما تمد الاعین لہلال العید. و كنا نبسط ید

درازی داشتیم بچنان کہ سوائے ہلال عید چشم برداشتی شود۔ و ما برائے این دولت دست دعا می

الدعاء لہذہ الدولة. بما اصابتنا مصائب فی زمن الخالصة. و نبابنا مالف

گستر یدیم چرا کہ در زمانہ خالصہ مصیبت ہا بہا رسیدہ بود۔ و وطن ما مارانا موافق آمدہ بود و

الوطن و اخرجنا من البقعة. و كانت آباءنا اقتعدوا غارب الاغتراب. بما

از جائے خود بیرون کردہ شدیم۔ و پدران ما بباعث سختی خالصہ مسافرت اختیار کردہ بودند۔ چرا کہ

اکرہوا و بُعدوا من الاتراب. فترکوا دار ریاستہم و جمیع ماکان لہم من

اوشاں جبراً از رفیقان وطن دور کردہ شدند۔ پس دارالریاست خود را ترک گفتند و شتران شب

القری. و نَصَّوار کاب السری. و جابوا فی سیرہم و عورا. و ترکوا راحة و

روی تیز برانندند۔ و در سیر خود زمینہائے سخت را قطع کردند۔ و راحت و شادمانی را ترک کردند۔

حبورا. و انضوا اجار دہم تسیارا. و مارأوا الیلا و لا نہارا. حتی وردوا حمی

و اسپان کم مورد سیر خود را غر کردند۔ و نہ روز را دیدند و نہ شب را۔ تا بحدے کہ در حد و دریا تے

ریاسۃ کفلتہم بحراسۃ. فسروا ایجاس الخوف و استشعارہ الی ایام. و رأوا

داخل شدند۔ و آن ریاست متکفل مہمات شاں شد۔ پس چند روزے خوف پنهان و آشکارا از

لعاع الامن و از ہارہ بعد آلام. ثم طلعت علینا شمس الدولة البرطانیة و

خود دور انداختند و سبزہ امن و شگوفہ آوردن آن بعد درد ہا بدیدند باز بر ما آفتاب دولت

امطرت مُزن العنایات الرحمانیة. فتسر بلنا لباس الامن بعد ایام الخوف

برطانیہ بدر نشید و باران عنایتہائے ربانی بارید۔ پس لباس امن بعد روز ہائے خوف پوشیدیم

و صرنا مخصبین نعم العوف. فعدنا و اباہنا الی منبت شُعبتنا. و ملنا الی

و آسودہ حال و نیکو احوال شدیم پس ما و آباہائے وطن خود رجوع کردیم و سوائے خانہا

الاولیاء من قلا غربتنا و هتانا انفسنا فرحین . ولو انصفنا لشهدنا ان هذه

از بیابانہائے غربت میل نمودیم و نفوس خود را بحالت خوشی مبارکباد دادیم۔ و اگر انصاف کنیم ہر

السلطنة ردت الينا ایام الاسلام . و فتحت علينا ابوابا لنصرة دين خیر الانام .

آئینہ گواہی دہیم کہ اس سلطنت روز ہائے اسلام سوئے ما واپس آورده است۔ و بر ما درہائے مدد

و کنا فی زمن دولة الخالصة . او ذینا بالسیوف و الاسنة . و ما کان لنا ان نقیم

دین پیغمبر علیہ السلام کثودہ است و ما در زمانہ خالصہ بمشیر ہا و نیزہ ہا ایذا دادہ مے شدیم و مجال ما

الصلوة علی طریق السنة . و تؤذّن بالجهر كما تُدب علیه فی الملة . و لم یکن

﴿۷۸﴾

نبود کہ نماز را بطریق سنت قائم کنیم و بانگ نماز با و از بلند گوئیم چنانکہ حکم شریعت است۔ و بجز

بُد من الضمّت علی ایذاء هم . و لم یکن سبیل لدفع جفاء هم . فرودنا الی

خاموشی بروقت ایذائے شاں بیچ چارہ نبود۔ و برائے دفع کردن ظلم شاں بیچ را ہے نبود۔ پس ما

الامن و الامان عند مجيء هذه السلطنة . و ما بقى الا تناول قسيسین

سوئے امن و امان در عہد اس سلطنت رد کردہ شدیم و بر ما بجز در از زبانی پادریاں بیچ بارے نماوند

باللسنة . و جعل الحرية كل حرب سجالات . و لکننا ترکنا القذف بالقذف لئلا

و عام آزادی کہ دادہ شد ہر جنگ را برائے جنگ کنندگان بر نوبت ہا تقسیم کرد لیکن ما دشنام را عوض

نشابه دجالا . و لا نکون من المتعسفین . و ما منعت السلطنة ان نفتح الالسن

دشنام ترک کردیم تا بگروہ مفتریان نمایم و تا از متعصبان نشویم۔ و سلطنت ما را از جواب ترکی بترکی

بالجواب . بل لنا ان نقول اکبر مما قالوا و نصب علیهم مطرا من العذاب .

منع کردہ است بلکہ ما را اختیار است کہ از گفتہ شاں بزرگتر گوئیم و برایشاں باران عذاب بیاریم

ولکن المرء لا یصدر منه فعل الکلاب . و لا یستقری الحمام الجيفة و لو لفظه

مگر از انسانے کار سگان نمی آید۔ و کبوتر جتہوئے مُردار نہ می کند و اگرچہ گرسنگی اورا سوئے

الجوع الی معامی التباب . اعیبون نبینا علی الشغف بالنساء . و کان یسوعهم

بیابان ہائے ہلاک بیندازد۔ آیا پیغمبر ماصلی اللہ علیہ وسلم را بر غبت زنان عیب می کند۔ و یسوع

قد عیب علی شره الاکل و شرب الصهباء. وقد ثبت من الانجیل انه آوی عنده

ایشان را بر حرص خوردن و شراب نوشیدن عیب گرفته اند۔ و از انجیل ثابت است کہ اوز نے بدکار

بغیة. و كانت زانية و فاسقة و شقية. و كانت امرأة شابة فى ثياب نظيفة. مع

رازد خود جاداد۔ و آں زن زنا کار و سخت فاسقہ بود۔ و جواں بود در لباس آراستہ بروئے خوبصورت

صورة لطيفة. فما انصرف عنها و ما قام. و ما اعرض عنها و ما الام. بل استأنس

پس مسخ آزاں زن کیسوزفت و نہ استاد و نہ آزاں اعراض کرد و نہ ملامت کرد۔ بلکہ از و مانوس

بها و آنس بطیب الکلام. حتى جلعت و مسحت علی راسه من عطرها التی کان

شد و اورا مانوس کرد۔ تا بحدے کہ آں زن از راہ بے شرمی عطر خود کہ از کسب حرام بود بر سراو

قد کسب من الحرام. و کذالک اقبل علی بغیة اخرى و کلمها. و سئلت

مالید و ہم چنین یسوع یک مرتبہ بازن بدکار دیگر گفتگو کرد و بد و متوجہ شد۔ و این حرکات را پرہیزگارے

و علمها. و هذه حرکات لا يستحسنها تقی. فما الجواب ان اعترض شقی. و لا

پسند نکند۔ پس کدام جواب است اگر بد بختی اعتراض کند۔ و ہیچ شک نیست کہ از ہیچو این کار با

شک ان النکاح علی وجه الحلال خیر من تلک الافعال. و من کان کیسوع

بطریق حلال نکاح کردن بہتر است و ہر کہ ہیچو یسوع جوآنے پر قوت بے زن محتاج نکاح باشد پس

شابا طریرا غرب مفتقرا الی الازدواج. فای شبهة لا تفجأ القلب عند رؤیة هذا

کدام شبہ است کہ بروقت مشاہدہ این اختلاط دل رانمی گیرد۔ پس ہر کہ برائے اعتراض از ہر دو

الامتزاج ☆ فمن کان شمّر عن ذراعیہ لا اعتراض. و لبس الصفاقة لا ارتکاض.

دست خود آستین بچیند و در حالت بیقراری جامہ بے شرمی پوشید۔ پس می باید کہ بازوئے خود را

فلیحسر عن ساعده لہذہ الزرایة. فانها حق و اوجب عند اهل التقوی و الدرایة.

برائے این عیب گیری برہنہ کند۔ چرا کہ این اعتراض نزد اہل تقوی و دانش حق و واجب است

☆ هذا ما کتبنا من الانجیل علی سبیل الالزام. و انا نکرّم المسيح و نعلم انه کان تقیاً و من الانبیاء الکرام. منه

این کہ از انجیل نوشتیم بطور الزام نوشتیم۔ و اگر نہ ما مسیح را بزرگ میداریم و اورا پرہیزگار و از انبیاء میداریم۔

و اما نحن فصبرنا على اقوالهم. وثبتنا قلوبنا تحت اثقالمهم. لتعلم الدولة انا لسنا

مگر ما برخن ایشاں صبر کر دیم و زیر بار ہائے ایشاں دل را ثابت داشتیم۔ تا گورنمنٹ انگریزی بدانکہ ما بیچ اشتغال و

بمستشیطین مشتعلین۔ ولا نبغی الفساد بالمفسدین۔

غضب نمی داریم۔ و بچھو مفسداں فساد را نمی خوانیم۔

ولا ننسى احسان هذه الحكومة. فانها عصم اموالنا و اعراضنا

و احسان ایں حکومت را فراموش نمی کنیم زیرا انکہ ایشاں مال ہائے مارا و آبرو ہائے

و دمنا نا من ایدی الفتنه الظالمة. فالان تحت ظلها نعيش بخفض و راحة.

مارا و خون ہائے مارا حفاظت کردند۔ و اکٹوں زیر سایہ ایشاں باسانی و راحت می گذاریم و

ولا نرد مورد غرامة من غير جريمة. و لا نحل دار ذلة من غير معصية. بل

بغیر جرے بچھتاوانے عائد حال مانمی گردد۔ و در مقام ذلت بدون معصیت نمی آئیم۔ بلکہ از ہر

نامن کل تهممة و آفة. و نکفی غوائل فجرة و کفرة. فكيف نکفر نعم

تہمت و آفت در امن ہستیم و از مفسد بدکاراں کفایت کردہ شدیم۔ پس چگونہ نعمت منعم را

المنعمین. و کنا نمشی کاقزل قبل هذه الايام. و ما كان لنا ان نتکلم بشیء

نا ساسی کنیم۔ و ما پیشتر از ایں بچھولگ می رفتیم۔ و مجال ما نبود کہ در دعوت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

فی دعوة دین خیر الانام. و كان زمان الخالصة. و زمان الذلة و المصيبة

چیزے بگوئیم و زمانہ سکھاں زمانہ رسوائی و مصیبت بود۔ شریفاں درو حقیر شدند و کثیر کاں

صغر فيه الشرفاء. و اسادت الآماء. و صبت علينا مصائب ينشق القلم

سردار ہا پیدا کردند۔ و آں مصیبت ہا بر ما ریختہ شدند کہ قلم بذکر آں منشق می گردد و از وطن ہا

بذکرها و خرجنا من اوطاننا باکین. فقلّب امرنا بهذه الدولة من بؤس الی

بگریز خارج شدیم۔ پس کار ما در ایں سلطنت از تنگی سوئے فراخی مبدل شد۔ و از باد تند

رّخاء. و من زعزع الی رخاء. و فتح لنا بعناياتها باب الفرج. و اوتینا الحرية بعد

سوئے ہوائے نرم منقلب گشت۔ و از مہربانی او در کشادگی بر ما کشودہ شد۔ و بعد از

الاسر والعرج. و صرنا متنعمین مرموق الرخاء. بعد ما کنا فی انواع البلاء و
 قید و حبس آزادی داده شدیم و چنان مالدار شدیم کہ مردم آنرا بر شک میدیدند۔ بعد
 رأینا لنا هذه الدولة کریف بعد الامحال. او کصحة بعد الاعتلال. فلاجل
 زانکہ در مصیبت ہا گرفتار بودیم۔ و این سلطنت را برائے خود چنان یافتیم کہ فراخ سالی بعد
 تلک المنن و الآلاء و الاحسانات. و جب شکرها بصدق الطویة و اخلاص
 از قومی باشد یا تدرستی بعد بیماری۔ پس برائے ہمیں احسانها واجب شد کہ شکر این دولت
 النیات. فندعوا لها بألسنة صادقة و قلوب صافية. و ندعوا لله ان يجعل لهذه
 بصدق دل و اخلاص نیت کنیم۔ پس ما برائے او بربانہائے راست و دلہائے صاف دعائی کنیم
الملکة القیصرۃ عاقبة الخیر. و یحفظها من انواع العُمة والضریر. و یصدق
 و از خدا تعالیٰ میخواہیم کہ این ملکہ قیصرہ را انجام بخیر کند۔ و از انواع واقسام غمها و گزند ہا
 عنها المکاره و الافات. و یجعل لها حظًا من التعرف الیہ بالفضل و العنایات.
 محفوظ دارد و از مکر و ہات را و آفات را بگرداند و از شناخت ذات خود او را حفظ بخشد او
 انه یفعل ما یشاء و انه ارحم الراحمین.

ہر چہ خواہد بکند و او مہربان و رحیم است۔

فلما رأینا هذه المنن من هذه الدولة. و الفینا اراداتها مبنیة علی

و ما ہر گاہ این احسانها ازین سلطنت مشاہدہ کردیم و ارادہ ہائے

حسن النیة. فہمنا انه لا ینبغی ان نوذیہا فی قومہا بعد هذه الصنیعة. ولا

او را بر حسن نیت مبنی یافتیم فہمیدیم کہ مناسب نیست کہ ما او را در قوم او ایذا

یجوز ان نطلب منها ما ینصبہا لبعض مصالح السلطنة. بل الواجب ان

دہیم یا ازو آں کارے طلبیم کہ مخالف مصلحت سلطنت اوست۔ بلکہ مناسب است

نجدال القسیسین بالحکمة و الموعظة الحسنة. و ندفع بالتی ہی احسن و

کہ ما بحکمت و موعظت حسنہ بہ پادریان مباحثات کنیم و عوض بدی بہ نیکی دہیم

نترك الترافع الى الحكومة. هذا و نعلم ان قذف قسيسين قد بلغ مداه. و
 واز شكوه و فریاد خود را باز داریم۔ ہمیں باید کر دبا و جو دیکہ ما میدا نیم کہ بدگوئی پادریاں بانہا
 جرحت قلوبنا مداه. و انہم و ثبوا علی عامتنا وثبة الذئب علی الخروف. و نزوا
 رسیدہ است و دلہائے مارا کار دہائے ایٹاں خستہ کردہ۔ و اوٹاں بر عوام ما ہچو گرگ بر بچہ
 نزو النمر المجوف. فسقى كثير من ايديهم كاس الحتوف. و بلغوا بدجلهم ما
 گویند جتہ اند و ہچو پلنگ ابلق بجستند۔ پس بسیار کس از دست شاں بمرند و بدجل خود کارے
 ليس يبلغ بالسيوف. و تراء و امن كل حدب ناسلين و قد اتتكم من اخبار فلا
 کردند کہ بہ شمشیر ہانتواند کرد و از ہر بلندی بدویند۔ و شمارا خبر ہا رسیدہ اند حاجت اظہار
 حاجة الى اظهار. و لا تغتموا و لا تحزنوا و اربؤا ايام الله صابرين.
 نیست مگر غم کنید و اند و ہناک مباحید و روز ہائے خدا را منتظر بمانید۔

والامر الذى حدث الآن واضجر القلوب. و جدد الكروب. و عظم
 و امرے کہ دریں روز ہا پیدا شد و دلہا را بے قرار کرد و بیقرار ہیا را تا زہ نمود و کار مباحثہ
 الخطوب و انتشار و او قد الحروب. و کبر و اعضل. و دق و اشکل. و خووف
 را بزرگ و مہتمم بالشان کرد۔ و در قومہا منتشر شد و کلان و دشوار و باریک و از مشکلات گشت و
 بتهاويله و هول. فهو رسالة امهات المؤمنین. و قد قامت القيامة منها فى
 برنگہائے گوناگون ہترسانید آں رسالہ امہات المؤمنین است و ہر کہ ایں رسالہ را دید پس مؤلف
 المسلمین. و كل من رأى هذه الرسالة فلعن مؤلفه؛ بما جمع السبّ والضلالة.
 او را بدین سبب لعنت کرد کہ او در کتاب خود دشنام دہی و گمراہی را جمع کردہ است۔ و او از وطن و
 و هو زایل الوطن والمقام. لکی یامن الحکام. فاختر المفرّ. لثلا یسحب و یجرّ
 مقام خود کنارہ کرد۔ تا از گرفت در امن بماند۔ پس گریز را بدین خیال اختیار کرد کہ تا در مقدمہ
 و بقى منه عذرة كلماته. و نتن ملفوظاته. و أغلوطه اعتراضاته. فتترك
 کشیدہ و راندہ نشود۔ و پلیدی کلمات او و ہچنین بدبوئے سخہائے او و مغالطہائے اعتراضات او

قذفہ و بذاء ہ و نجاسة کلماتہ. و نفوضہ الی اللہ و یوم مکافاتہ. و اما ما افتری
از و باقی ماند پس مابدگوئی و دشنام دہی و پلیدی کلمات اور ترک میکنیم و این ہمزبان درازی ہا بخدا و
من شبہاتہ التی تولدت من حمقہ و زیع خیالاتہ. فذالک امر و جب از التہ
روز مکافات میگذا ریم۔ آں شبہات کہ از جہالت و کجی خیالات او پیدا شدہ اند پس این امرے است کہ
بجمیع جہاتہ. و ان الحق شیء لا یمكن احدا التقدم عنہ و لا التأخو. ثم غیرة
ازالہ آں من کل الوجوہ واجب است۔ و حق چیز نیست کہ ممکن نیست کہ کسے را از و پیش و پس باشد باز
الاسلام فرض مؤکد لمن کان له الحیاء و التذبر. فان المؤلف اجترء و ہتک
غیرت اسلام فرض مؤکد است برائے کسے کہ حیاء و تدبرے دارد چرا کہ این مؤلف دلیری کرد و ہتک
حرم الدین. وصال و بارز و بارزو اکاسد من العرین. و قد حان ان یکون رجالکم
عزت دین اسلام کردہ۔ و حملہ کرد و بیرون آمد پس بچو شیر از بیشہ بیرون آئید و وقت آمد کہ مردان شما
کفسورۃ و نساء کم کلبوۃ. و ابناء کم کاشبال. و اعداء کم کسخال. فاتقوا اللہ و
بچو شیر باشند و زنان شما بچو مادہ شیر و پسران شما بچو بچگان شیر و دشمنان شما بچو بزغالہ پس از خدا ترسید
علیہ تو گلو ان کنتم مؤمنین.

و برو توکل کنید اگر مؤمن ہستید۔

و قد سبق منّا الذکر بانّ القوم تفرّقوا فی امر کتابہ. فبعضہم
و ما پیش زین گفتہ ایم کہ قوم ما در بارہ کتاب آں عیسائی متفرق الراء اند۔ پس بعض از ایشان ہمیں
استحسنوا التوجہ الی جوابہ. و استہجنوا ان یرفع الشکوٰی الی السلطنۃ. فانہا
را پسند داشتند کہ جواب کتاب نوشتہ شود۔ و این امر را مکروہ داشتند کہ سوئے سلطنت شکوی بردہ شود چرا کہ آں
من امارات العجز و المسکنۃ. و فیہ شیء یخالف التأدب بالدولۃ العالیۃ. و قالوا
از نشانہائے عجز و فرماندگی است۔ و درال چیزے است کہ مخالف ادب دولت عالیہ انگریزی است۔ و گفتہ
ان الترافع لیس من المصلحۃ. فلا تسعوا الی حکام الدولۃ. و لا تقصدوا سیئۃ
انکہ کہ شکایت پیش سلطنت برون مصلحت نیست۔ پس سوئے حکام دولت برطانیہ از بہر استغاثہ مروید۔

بانواع الحيلة. بل اصبروا و غيظوا دموعكم المنهلات. ولا تذكروا ما

و بیچ بدی را بہ حیلہ مخوابید۔ بلکہ صبر کنید و اشکہائے روان را از روان شدن باز دارید۔ و

قیل من الجهلات. وادفعوا بالتی هی احسن و انسب بشان الشرفاء.

آنچه عیسائیوں بیہودگیہا کردہ اند ذکر آں نکنید۔ و جزائے بدی بہ نیکی دہید چنانچہ طریق

ولا تسعوا الى المحاكمات بالصراخ والبكاء. و ان لنا كل يوم غلبة

شریفاں است۔ و سوائے حکومتہا بفریاد و گریہ مدوید و مارا ہر روز بدلائل قاطعہ غلبہ است و

بالادلة القاطعة و سطوة دامغة بالبراهين اليقينية. فلا يحتقر ديننا عند

حملہ براہین یقینیہ است کہ سر را بشکند پس نزد عقلمندان دین ما حقیر شمرده نمی شود۔ و از تحقیر

العقلاء. و لا يحقر بتحقير السفهاء. فالرجوع الى الحكومة

نادانان حقیر نتواند پس سوائے حکومت ہا بچو زنان نوحہ کنندہ رجوع کردن امریست کہ

كالنائحات. امر لا يعدّه غيور من المستحسنات. و ليس هذا العدو

مستحسن نیست و این شخص دشمن واحد نیست تا بعد سزا ہا نیند او بآرام نشینیم بلکہ بچو او بسیار اند

بو احد فنستريح بعد نكاله. بل نرأى كثيراً من امثاله. لهم اقوال كاقواله.

کہ سخن او شاں مثل سخن اوست۔ و پیمانہ مثل پیمانہ اوست و بیچ شہرے از شہر ہائے این ملک

و مکال کمثل مکاله. و لم يبق بلدة و لا مدينة من مدائن هذه البلاد الا

چنان نیست کہ در اں این مردم نازل نشدہ باشند و در زمینہا برائے فساد خیمہ ہا زدند و در

نزلوا بها و تخيموا للفساد في الارضين. و كانوا في اول زمنهم

اول زمانہ این مردم چینیں بودند کہ زاہدانہ زندگی بسر کردند و موحدانہ عقیدہ داشتند و

يتزهدون و يوحدون و يروضون انفسهم و يراوضون. و يكفون الالسن

نفسہائے خود را ریاضت دادند و وزمی اختیار کردند و زبانہارا از بدگفتن بند داشتند و

ولا يبهذون. ثم خلفوا من بعدهم خلف عدلوا عن تلك الخصلة. و

وژاژخانگی نکردند۔ پس بعد ایشان نا اہل و ناخلف پیدا شدند کہ ازیں خصلت

رفضوا وصايا الملة. و هجوا الاتقياء والاصفياء و تركوا الصلوة و اكلوا

عدول کردند و وصیتہائے ملت را بگذاشتند۔ برگزیدگان و نیکویان را بدگفتند نماز را ترک کردند خنزیر

الخنزیر و شربوا الخمر و عبدوا انسانا کمثلهم الفقیر. و سبق بعضهم علی

را بخوردند۔ و شراب را نوشیدند و بچو خود انساناے محتاج را پرستش کردند۔ او در دشنام دہی پیغمبر خدا صلی اللہ

البعض فی سبّ خیر العباد. و قذفوا عرض خیر البریة بالعناد. أَلْفُوا كِتَابًا

علیہ وسلم بعض بر بعض دیگر سبقت بردند۔ و آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم را دشنامہا دادند۔ و کتابہا تصنیف

مشمتملة علی السبّ و الشتم و المکاوحة و القحة ممزوجة بانواع العذرة مع

کردند کہ بردشنام دہی و بطور آشکارا بدگفتن و بے حیائی مشتمل بودند۔ و گوناگون پلیدی ہا در آنہا آمیختہ

دجل کثیر لا غلاط العامة. و بلغ عدد بذاء هم الی حد لا یعلمہ الا حضرة

بود۔ و نیز برائے مغالطہ دادن عامہ مردم بسیار خیانت و بددیانتی در اعتراضہا کردہ بودند۔ و این سب و

العزة. فانظروا کیف یعضل الامر عند الاستغاثة و یلزم ان نعدو کل یوم

شتم و دشنام دہی در کتب شان بحدے رسیدہ است کہ عدد آن بجز خدائے تعالیٰ ہیچ کس نمی داند۔ پس بہ

الی المحاکمات. و ان هی الا من المحالات. هذه دلائل هذه الفرقة.

بیبید کہ در وقت استغاثہ مشکلات عائد حال می شوند۔ و لازم می آید کہ ماہر روز سوائے محکمہ ہا دوندہ بما نیم

و الآخرون یؤثرون طرق الاستغاثة. و لکننا لا نراى عندهم شیئاً من الادلة علی

این امر محال است۔ این دلائل آن فرقہ است کہ در کتاب را بر استغاثہ ہا ترجیح می دہند و فریق دیگر

تلک المصلحة. و ان هو الا حرص للانتقام کعرض الناس و العامة. و اذا

طریق استغاثہ را می پسندند۔ لیکن برین مصلحت نزدشان ہیچ دلیلے نیست صرف مثل عامہ مردم حرص انتقام

قیل لهم انکم تخطئون بایثار هذه التدابیر. فلا یجیبون بجواب حسن

است۔ و چوں ایشان را گفتہ شود کہ شادریں تدابیر ہا خطا می کنید۔ پس ہیچودانشندان جواب نمی دہند۔ و ہیچو

کالنحاریر. و یتکلمون کالسفهاء المتعصبین. و قلنا ایها الناس ارجعوا النظر.

نادانان و سفیہان سخت گوئی شروع می کنند۔ و ماگفتہ بودیم کہ اے مردم رائے ہائے خود را نظر ثانی کنید۔

☆ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۶ شرط ہشتم

کتاب فریادِ درد

کتب حدیث

بخاری، تعلیق السندي. شيخ الاسلام مصر، عيني. فتح الباري. ارشاد الساري.
 عون الباري شيخ الاسلام دهلوي. حافظ دراز. تراجم شاه ولي الله. توشيح. تسهيل القاري. لغات.
 دفع الوسواس في بعض الناس. رفع الالتباس عن بعض الناس. مجموعه حواشي حافظ صاحب.
 تجريد البخاري محشي. مسلم مع نووي مصر و هند. وشح الديباج. مفهوم. السراج الوهاج.
 مؤطا. زرقاني. مسوي. مصفي. القول الممجذ. ترمذي. شروح اربعة. نفع قوت المغتذي.
 نسائي. السندي. زهر الربى عرف زهر الربى. حواشي شيخ احمد. ابو داؤد. تعليق ابن قيم. مرقاة
 الصعود. مجموعه شروح اربعة. ابن ماجه مع تعليق السندي. مصباح الزجاجه. ترجمه اردو.
 دارمي. مسند احمد. منتخب كنز العمال كامل. كنز العمال كامل. شرح معاني الآثار. كتاب الآثار.
 كتاب الحج. مسند امام ابو حنيفه. مسند الشافعي. رسالة الامام الشافعي. الادب المفرد. دارقطني.
 ترغيب و ترهيب مندرى. جامع صغير. تيسير الوصول. تسخير اربعين نووي. خمسين ابن
 رجب. موائد العوائد. عمدة الاحكام. بلوغ المرام. رياض الصالحين. شمائل ترمذي.
 خصائص النسائي. نوادر حكيم ترمذي. كوثر النبي. مشارق. در الغالي. اذكار. طبراني صغير.
 جزء القراءة. جزء رفع اليدين. حصن حصين. نزل الابرار. سفر السعادة. بنبان مرصوص.
 بدور الاهله. مرقاة لمعات. كوكب درارى. شرح عمدة الاحكام. نيل الاوطار. مناوى شرح
 جامع الصغير. عزيزى شرح جامع صغير. نصب الراية. نصب الدرايه. تلخيص الحبير.
 مسك الختام. سبل السلام. فتح العلام. شرح سفر السعادة. شرح على قارى على مسند.
 جامع العلوم ابن رجب. سراج النبى. شرح شمائل. شرح حنفى. شرح باجورى.
 شرح هروى. شرح سرهندي. طب النبى سيوطى. نيشاپورى. مبارق الازهار شرح مشارق.
 شرح صدور. بدور سافره. مظاهر حق. درالبهية. سيل الجرار. عقود

جواهر المنیفہ۔ رسالہ رفع الیدین فی الدعا۔ تعلیم الكتابة للنسوان۔ باب چهارم مشکوٰۃ۔
 الجهر بالذکر۔ مسح الرقبة۔ کشف الغمہ۔ کتاب الاسماء للبیہقی۔ رسائل ثمانیہ و عشرہ و اثنا عشر للسیوطی۔
 خروج المہدی علی قول الترمذی۔ مسألہ تلقی الامہ۔ رفع السبابہ لحيات السندی۔ کتاب الصلوٰۃ۔
 الجواب الکافی۔ مظاہر حق۔ برزخ ابو شکور۔ رسالہ امام مالک۔ مجموعہ موضوعات شوکانی۔
 تعقبات سیوطی۔ مصنوع۔ موضوعات کبیر۔ اللآلی المصنوعہ۔ ذیل اللآلی۔ کشف الاحوال۔
 مقاصد حسنہ۔ کلینی۔ شرح کلینی۔ استبصار۔ من لا یحضرہ الفقیہ۔ تہذیب الاحکام۔ وسائل الشیعہ۔
 نہج البلاغہ۔ شرح ابن ابی الحدید۔

کتب تفسیر

تفسیر درمنثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر عباسی۔ تفسیر معالم التنزیل۔
 خازن۔ مدارک۔ جامع البیان۔ اکیلل۔ فتح الخبیر۔ تفسیر سورہ نور۔ تفسیر ابن عرفہ۔
 تفسیر بحر الحقائق۔ حسینی زمانہ مصنف۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر روح البیان۔
 بیضاوی۔ خفاجی بیضاوی۔ قنوی بیضاوی۔ شیخ زادہ بیضاوی۔ السید علی بیضاوی۔ کشاف۔
 انصاف علی کشاف۔ الحاف علی کشاف۔ کشف الالتباس علی کشاف۔ السید علی الکشاف۔
 تفسیر ابو سعود نیشاپوری۔ مجمع البیان۔ حل ایبات الکشاف۔ سراج المنیر خطیب۔
 فتح الرحمن قاضی زکریا۔ صاوی علی جلالین۔ الجمل علی جلالین۔ تعليق جلالین۔ اسباب النزول۔
 جلالین۔ الناسخ والمنسوخ ابن حزم۔ نزہة القلوب ابو بکر سختیانی۔ مفردات راغب اصفہانی۔
 تبصیر الرحمن۔ عرائس البیان۔ تنزیہ القرآن۔ الدرر الغرور۔ صافی۔ سواطع الالہام۔
 تفسیر درر الاسرار احمدی۔ نیل المرام۔ اتقان۔ کمالین۔ مفحمت الاقران۔ تفسیر منسوب الی الامام
 حسن عسکری۔ تفسیر عمّار علی۔ تفسیر السید۔ برهان علی تفسیر السید۔ تنقیح البیان علی
 تفسیر السید۔ اکسیر۔ تفسیر قاسم شاہ۔ تفسیر کواشی۔ اقسام القرآن ابن قیم۔ قسمائے قرآنیہ۔
 مظہری۔ عزیز سیہ پارہ^۳۔ افادۃ الشیوخ۔ التأویلات الراسخ فی المقطعات۔ وجیز۔ بحر مواج۔
 فتح الرحمن۔ کشف الاسرار۔ تیسیر القرآن۔ غریب القرآن۔ فوز الکبیر۔ التحریر۔ رؤوفی۔
 تفسیر معوذتین لابن سینا۔ نموذج اللیب۔ املاء ابوالبقا۔ روضة الریان۔ ترجمان القرآن۔
 اسرار الفاتحہ قانونی۔ تفسیر معین الواعظ۔ تفسیر یعقوب چرخی۔ مظہر العجائب۔

كرامات الصادقين..... زادالآخرة. اعجاز القرآن. حقاني. اقتباس القرآن. پاره تفسير امام ابوالمنصور.
 ترقيم في اصحاب الرقيم. ازالة اليرين. ازالة الغين. اكسير اعظم. اسرار القرآن. لطائف القرآن.
 فتح المنان. معالم الاسرار. حيات سرمدى. سيل. ريدويل. ترجمه عماد. ترجمه شيعه اثنا عشرية.
 تفسير يوسف نقره كار. خلق الجن. خلق الانسان. نجوم القرآن. مفتاح الآيات.

صرف و نحو

ملحة الاعراب. شرح ملحہ من مصنف. شرح بحرق. آجر و ميہ محشى. ابنية الافعال.
 شرح مائة ابن رضا. شرح قطر. حاشيه يس على شرح قطر..... مجيب النداء. نحو مير. شرح مائة عربى.
 هداية النحو. كافيہ كلان زينى زاده. غاية التحقيق. رضى كافيہ. شرح ملاً. عبدالغفور مع مولوى. جمال
 عبدالرحمن. عصام الدين. شرح اجروميہ. شذور. شرح شذور مصنف امير على عباده. قصارى.
 الفيه محمدى. تركيب الفيه. شرح خالد ازهرى. شرح شواهد ابن عقيل. ابن عقيل. توضيح. تصريح.
 حاشية التصريح. صبان. اشمونى. معنى. حاشية امير على المغنى. حاشية (على) حاشية الامير. وسوقى
 على المغنى. دما ميني على معنى. مصنف على دما ميني. منهل على الوافى. ضريرى. مصباح.
 ضوء. دهن. تهذيب النحو. ارشاد النحو. شرح اصول اكبرى. تنبيه العنيد. علم الصيغه. تصاريف
 الشكور. هدية الصرف. قانون الصرف. ابواب الصرف. موضع التهجي. مفتاح القرآن. صرف
 مير. متون العلوم. العلم الخفاق. رساله وضع. شرح رساله وضع. رضى شافيه. جاربردى.
 اقتراح. منتخب اشباه. مفصل. فوائد صمديه. شمه. خصائص الابواب. نغزك. مغزك. شرح
 زنجانى. متن متين. شرح متن متين. شرح تحفة الغلمان. كتاب سيبويه. مفتاح العلوم
 سكاكى. خضرى على ابن عقيل. اشباه والنظائر سيوطى.

معانى بيان

عقودالجمان. كنوز الجواهر. شرح عقود. شرح كنوز. تلخيص المفتاح. مختصر.
 بنانى على مختصر. مطول بهوپالى. اطول. حسن مطول. مولوى مطول. سيد مطول. السيد.
 سيد على مفتاح. فوائد محمودى. مرشدى على عقود. رساله كنايه. ميزان الافكار. غصن البان.
 رسائل اجوبه عراقيه. نشوة السكران.

ادب

شرح فرزدق. دیوان اخطل. عروہ. نابغہ. حاتم. علقمہ. فرزدق. قیس عامر. عنتر.
 خنساء. طرفہ. زہیر. امرأ القیس. شلشلیہ. حماسہ. ابوالعتاہیہ. رطب العرب. حمیریہ. اطیب النغم.
 قصیدہ ذم التقلید. تحفہ صدیقہ شرح ام ذرع. متنبی. خشاب. شرح زوزنی. شرح تبریزی.
 شرح امرأ القیس. شرح شفری. فیضی حماسہ. علق النفیس. شرح فیضی سبعہ معلقہ. شرح ہمزیہ.
 شرح بانث. شرح بردہ. شرح متنبی. شرح لامیۃ العرب. شرح لامیۃ العجم. شرح تنویر.
 شرح رسائل ہمدانی. شرح عمر بن الفارض. شرح صبابہ. خطب ابن نباتہ و نواب و عبدالحی و عرب.
 اطواق. تزیین الاسواق مع شرح. شرح تحفۃ الملوک. مسامرہ. صدیقہ. الہلال. الاعلام. العروہ.
 اجوبہ عراقیہ. شرح مقامات. مقصورہ ڈرید. مقامات وردی. مقامات حریری. حمیدی. ہمدانی.
 سیوطی. بدیعی. زمخشری. خزائن الادب ابن حجرہ. شواہد عینی علی رضی و شواہد الفیہ.
 الف لیلہ. اخوان الصفا. مستطرف. کشکول. عقد الفرید. الانیس المفید. الفلک المشحون.
 تاریخ یمینی. تبيان تبیین. اخبار العرب. صنایع الطرب. اغانی. انشاء مرعی. نہج المراسلہ.
 سفیہ البلاغہ. مثل السائر. فلک الدائر. کتاب الاذکیا. ادب الطلب. عمدۃ ابن رشیق.
 رسائل بدیع الزمان. میزان الافکار. عروض با قافیہ. الفتح القسی.

لغت

تاج العروس. لسان العرب. مجمع البحار. مجمع البحرین. نہایۃ ابن اثیر.
 مختصر نہایۃ للسیوطی. مشارق الانوار لغۃ. صحاح جوہری. و شاح. مصباح المنیر.
 القول المانوس. الجاسوس علی القاموس. اقرب الموارد. ذیل اقرب. اساس البلاغۃ. کامل میرد.
 مقدمہ اللغۃ. بلغہ فی اصول اللغہ. مزہر. فرائد اللغۃ. سر اللیال. صراح. المبتکر. فروق اللغۃ.
 غیاث. شمس اللغات. امثال سیدانی. امثال ہلال عسکری. مخزن الامثال. نجم الامثال.
 فقہ اللغۃ. کفایۃ المتحفظ. الفاظ الکتابۃ. التلویح فی الفصحیح. المثلثات. تجنیس اللغات.
 تعطیر الانام. ابن شاہین. امیر اللغات. ارمغان. محاورات ہند.

تاریخ

تاریخ طبری کلان ۱۴ مجلد. تاریخ ابن خلدون ۷ مجلد. تاریخ کامل ابن اثیر ۱۲ مجلد.

اخبار الدول قرمانی. اخبار الاوائل محمد بن شحنة. تاریخ ابونصر عتبی. نفع الطیب تاریخ علماء اندلس.
 مروج الذهب مسعودی. آثار الادھار ۳ مجلد. عجائب الآثار جیرتی. خلاصة الاثر فی اعیان
 حادی عشر. فہرست ابن ندیم. مفاہیج العلوم. الآثار الباقیہ بیرونی. تقویم البلدان عمادالدین.
 مرصد الاطلاع. مسالک الممالک. الفتح القسی. نزهة المشتاق. مواہب اللدنیہ. زرقانی شرح مواہب.
 زاد المعاد. سیرة ابن ہشام. شفا. شرح شفا لعلی قاری. سیرة محمدیہ. اوجز السیر. قرۃ العیون.
 سرور المحزون. مدارج النبوة. معارج النبوة. سیرة حلبیہ. سیرة دحلان. ملخص التواریخ.
 سیرة محمدیہ حیرت. تنقید الکلام. بدائع الزهور. تحفہ الاحباب. تاریخ الخلفاء سیوطی. تاریخ الخلفاء.
 اصحابہ فی معرفہ الصحابہ. اسد الغابہ. میزان الاعتدال. ابن خلکان. تذکرۃ الحفاظ. لسان المیزان.
 خلاصہ اسماء الرجال. تقریب التہذیب. خلاصہ تاریخ العرب. تاریخ عرب سیدیو. تاریخ مصر و یونان.
 تاریخ کلیسیا. دینی و دنیوی تاریخ. مسیحی کلیسیا. تاریخ یونان. تاریخ چین. تاریخ افغانستان.
 تاریخ کشمیر. گلدستہ کشمیر. تاریخ پنجاب. تاریخ ہندوستان الفنسن. تاریخ ہند ذکاء اللہ.
 ایضاً جدید. وقایع راجپوتانہ. تاریخ غوری و خلجی. عجائب المقدور. تاریخ مکہ. رحلہ بیرم
 صفوة الاعتبار. رحلہ ابن بطوطہ. رحلہ الصدیق. رحلہ الوسی. رحلہ احمد فارس. رحلہ شبلی.
 خلفاء الاسلام. تاریخ نہر زبیدہ. تاریخ بنگال. مناقب خدیجہ. مناقب الصدیق. مناقب اہل بیت.
 مناقب الخواتین. رحلہ برنیر. تاریخ بیت المقدس. البائع الجنی. تذکرہ ابوریحان. المشتبہ من الرجال.
 بداية القدماء. فتوح بہنا. جغرافیہ مصر. فتوح الیمن. فتوح الشام. معجم البلدان. تاریخ حکماء.
 سیرة النعمان. حیات اعظم. خیرات الحسان. حسن البیان. مناقب الشافعی. قلائد الجواہر. اخبار الاخیر.
 تذکرۃ الابرار. گذشتہ و موجودہ تعلیم. تاریخ علوی. تذکرۃ الاولیاء. طبقات کبری. اتحاف النبلاء.
 التاج المکمل. طبقات الادباء. طلائع المقدور. ابجد العلوم. عمدۃ التواریخ. آئینہ اودھ واقعات
 شجاع. نفحات الانس. سوانح محمد قاسم. مولوی فضل الرحمن. بستان المحدثین. تراجم حنفیہ.
 گلاب نامہ. تاریخ حصار. تاریخ بہاولپور. تاریخ سیالکوٹ. تاریخ نحات. تاریخ پٹیالہ. تاریخ روسیہ.
 تاریخ لاہور. روز روشن. شمع انجمن. صبح گلشن. تذکرۃ الشعراء دولت شاہی. ترجمان
 و ہابیہ. تاریخ حکماء. یادگار خواجہ معین الدین چشتی. تقویم اللسان. تزک تیمور.

کتب الاصول

تحریر ابن ہمام. کشف الاسرار علی البزدوی. جمع الجوامع مع شرحه. بنانی. کشف المبہم. مسلم الثبوت. تدریب الراوی. تلویح. توضیح. چلبی. ملا خسرو. شیخ الاسلام. الفیہ عراقی. فتح المغیث. بزدوی لفخر الاسلام. الفقہ الاکبر. وصایا الامام. نخبہ. شرح نخبہ لعلی قاری. اصول شاشی. فصول الحواشی. زبده الاصول آملی. شرح نخبہ للمصنف. اصول حکمیہ ابن قییم. حسامی. مولوی حسامی. مرقاة الوصول. مرآة الاصول. المنار. نور الانوار. نسמת الاسحار. فصول الحواشی. مقدمہ ابن صلاح. ظفر الامانی شرح مختصر الجرجانی. قمر الاقمار. اشراق الابصار.

فقہ

فتح القدیر ہدایہ. عینی ہدایہ. ہدایہ محشی عبدالحمی. سعایہ شرح وقایہ. چلبی شرح وقایہ. غایۃ الحواشی. نقایہ شرح شرح وقایہ. الشامی مع تکملہ. بحر الرائق. تکملہ بحر الرائق. منحة الفائق. کبیری شرح منیہ. منیری شرح قدوری. الجوہرۃ النیرۃ. اشباہ والنظائر. قانون الاسلام. عنوان الشرف. ہدیہ مختارہ. الجامع الصغیر. زیادات. شرح زیادات. تحفۃ الاخیار. نور الایمان. النافع الکبیر. النحفۃ المسکینہ. التحفۃ المکیہ. رسالہ اکثر التعبد والجهد. رؤیۃ الهلال. فتح المقتدی. ہلال رمضان. الشہادۃ فی الارضاع. جماعۃ النساء. رسالۃ علی المنذیل. الاجوبۃ الفاضلہ. اعتبار الکتب. رسالۃ الاسناد. رسالۃ التصحیح. النسخ والترجیح. نفع المفتی. نفع السائل. دفع الوسواس. زجر الناس فی اثر ابن عباس. تحذیر الناس. شرب الدخان. اخر جمعة. القراءة بالترجمة. الانصاف فی الاعتکاف. رسالہ السبحة. رسالہ الرهن. الاکتار فی التعبد. رسالہ الجرح والتعديل. تبصرة الناقد. الفتاوی الثلاثة للشیخ عبدالحمی. الکلام المبرم. الکلام المبرور. السعی المشکور. امام الکلام. غیث الغمام. الآثار المرفوعة. دلیل الطالب. بدور الاهلة. حماية الفقه. مجلة الاحکام. کتاب الفرائض. مسائل الشریعة. الروض المستنقع. صیانة الناس. سلك نور. کلمة الحق. رسائل ابن عابدين الشامی. اجابة الغوث ببيان حال النقباء والنسب والاببدال والواتاد والغوث. غایۃ البیان فی ان وقف الاثنین علی انفسہما وقف لا وقفان. غایۃ المطلوب فی اشتراط الواقف. عود النصیب الی اهل الدرجه الاقرب فالاقرب. الاقوال الواضحة فی نقض القسمۃ و مسئلة الدرجه الجعلیہ. تنبیہ الرقود علی مسائل النقود. العلم الظاهر فی نفع النسب الطاهر. اجوبۃ محققۃ عن اسئله مفتقرۃ. رفع الانتقاض و دفع الاعتراض

على قولهم الايمان مبنية على الالفاظ لاعلى الاغراض . تنبيه ذوى الافهام على احكام التبليغ خلف الامام . رساله الابانة عن اخذ الاجرة على الحضانة . اتحاف الزكى النبيه بجواب ما يقول الفقيه . الفوائد العجيبة فى اعراب الكلمات الغريبة . الفوائد المخصصة باحكام الحمصة . تحبير التحرير فى ابطال القضاء بالفسخ بالغبن الفاحش بلا تعزير . اعلام الاعلام باحكام الاقرار العام . رفع التردد فى عقد الاصابع عند التشهد مع رساله ملا على قارى . نشر العرف فى بناء بعض الاحكام على العرف . شرح المنظومة المسماة بعقود رسم المفتى . سل الحسام الهندى لنصرة مولانا خالد النقشبندى . تنبيه الولاة والحكام على احكام شاتم خير الانام او احد اصحابه الكرام . شفاء العليل و بل الغليل فى حكم الختمات والنهاليل . الرحيق المختوم شرح قلاند المنظوم . منهل الواردين من بحار الفيض على ذخرا المتاهلين . عقود اللآلى فى اسانيد العوالى . الجوهرة النيرة . الكنز كلال مجتبائى . فتاوى حديثيه . ذب عن المعاويه . درر فاخره . ردّ شن الغارة . مصباح الادلة . غاية الكلام على عمل المولد والقيام . كشف علماء ياغستان . اختيار الحق ردّ انتصار الحق . ايضاح الحق . الصريح فى احكام الميت والضرير . احسن البيان على سيرة النعمان . تفهيم المسائل . اثبات بالجهر بالذكر . تذكرة الراشد رد تبصرة الناقد . صواعق الهيه . جامع الشواهد لاجراخ الوهابين من المساجد . تقديس الرحمن من الكذب والنقصان . انتظام المساجد . انتصار الاسلام . تنبيه المفسدين . نان و نمك . كلمة الحق . پيرى و مريدى . اعتقاد رساله شيعه . انصاف من اسباب الاختلاف . صيانة الانسان . محاكمه بين الاحمدين . تنقيح الكلام الى غوث الانام . سيف الابرار . الرد المعقول . التمهيد فى التقليد . معيار المذاهب . استفتا مذهب اهل سنت . رموز القرآن . جامع القواعد . توفيق الكلام فى الفاتحة . تحقيق المرام فى ردّ على القراءة خلف الامام . البحر الزخار فى الرد على صاحب الانتصار . البلاغ المبين فى اخفاء الآمين . القول الفصيح فى الفاتحة . شوارق صمديه ترجمه بوارق . تحفة المسلمين على الآمين . ترويح الموحدين فى التراويح . فتوى احتياط بعد الظهر . صلح الاخوان . صواعق الهيه حسين شاه بخارى . دلائل الرسوخ . جامع الكنوز . الباعث على انكار البدع . ترك القراءة للمقتدى . تحفة الكرام . عشره مبشره . رساله تراويح . فتاوى العلماء . اظهار الحق . تنقيح الاربعين . الكلام المبين . تزيين العبارة فى الاشارة . مجموعه فتاوى . گياره سوال . الكوكب الاجوج .

بوارق الاسماع. بشنوبید. درجات الصاعدين. اصول الايمان. اجراء الصفات. دار السلام.
 ماثبت بالسنه. كتاب الفرج. اختيار الحق. البراهين القاطعة. مدالباع. فيوض قاسميه. انوار نعمانيه.
 رفع الريبه. سته ضروريه. سيوف الابرار. حقيقه الاسلام. كفارة الذنوب. هديه البهيه.
 نظام الممله. اسرار غيبه. رسائل شاه ولي الله. تكميل الايمان. پرده پوشی. تنوير القدير.
 قاضی خان عالم گیری.

علم کلام

شرح مواقف مع عبدالحکیم. چلپی. تکملات. شرح مقاصد. الجواب الفصیح.
 تحفة الاشعريه شيعه. كتاب العقل والنقل ابن تيميه. تصانيف احمد اول، دوم. تهذيبه مجلد.
 حضرات التجلی. شرح عقائد مع حاشیه سنهلی. الصراط المستقیم لابن تيميه. رد نصاری.
 مسألة امکان. لسان الحق. رد امکان. عجاله الراكب. معتقد. المنقذ من الضلال. حقيقت روح.
 اقتصاد. جوش مذهبی. حجة الهند. مطالع الانظار. قضا و قدر. كتاب الطهارة. ترجمه ريفارمر.
 طرق حکميه. الجام العوام. المضمون به. آب حیات. لسان الصدق. مراسلات مذهبی. نونيه.
 نصيحة التلميذ. منهاج. جواب تحريف القرآن. رد تناسخ. ابطال الوهيت. تصديق براهين
 احمديه. اسلام هند. الجزیه. جلوه کائنات. النظر على الغزالي. فضائل غزالي. رموز هستی.
 تحفة الهند. تصديق الهنود. دين محمدی. طعن الرماح. ظفر مبین. سوط الله الجبار.
 امداد الآفاق. هديه مهديوه. ويدون كى حقيقت. ترجيح القرآن. رساله عرشيه. شرح جوهره.
 تمهيد. شرح عقاید خیالی. شرح جلالی. شرح عقیده کبری. عبدالحکیم خیالی. رساله حی بن یقظان.
 شرح طوالع. توربشتی. شرح فقه اکبر و امالی. عقیده صابونیه. واسطیه. تقرير دلپذیر. قبله نما.
 انتصار الاسلام. اعلام الاخبار. خلعة الهنود. سوال و جواب. نور محمدی. الاساس المتین.
 تحقيق ذبح. فیض معظم. عقوبة الضالین. تنزیه الانبیاء. اثبات الواجب. تهافت الفلاسفه. المطالب العالیه.
 دبستان مذاهب. ملل و نحل شهرستانی. حمیدیه. اسرار حج. برکات الاسلام. الالهام الفصیح
 فی حیاة المسیح. تحقیق الکلام فی الحیوة. احقاق الحق. كشف الالتباس. ايضاح. المنقذ من الضلال.

منطق

ایساغوجی . یک روزہ . میرایساغوجی . ہدایۃ النحو . قطبی . میر قطبی . مولوی قطبی .
 قل احمد . منیری شرح تہذیب فارسی . اربع عناصر . شرح تہذیب عربی . منطق قیاسی .
 منطق استقرائی . المنطق الجدید . مبادئ الحکمہ . مرقاۃ . مجموعہ منطق لِمَلا حسن . حمد اللہ .
 قاضی . سَلَمَ عبد العلی سلم . منہیہ عبد العلی بر سَلَمَ . تحریم المنطق ابن تیمیہ . رسالہ قطبیہ .
 خیر آبادی غلام یحییٰ . میر زاہد رسالہ . عبد العلی میر زاہد رسالہ . حواشی عبد الحی المرحوم .
 مرقاۃ . عبد الحق مرقاۃ . تحفہ شاہجہانی . عبد الحلیم بر حمد اللہ . ردالمغالطین . ملا جلال .
 عبد العلی . ملا جلال قلمی وطبع . میبذی . ہدیہ سعیدیہ . عبد الحق علی ہدیہ . صدرا . شمس بازغہ .
 جواہر غالبہ . حواشی امور عامہ . بحر العلوم امور عامہ . سقایۃ الحکمۃ . شرح اشارات .
 ہدیہ مہانراجہ . شفا شیخ . افق المبین . جذوات اسفار اربعہ .

اخلاق و تصوف

احیاء العلوم ہند و مصر مع عوارف شیخ سہروردی . شرح احیاء ۱۰ مجلد . حجة اللہ البالغہ .
 میزان شعرائی . فتوحات مکئہ ۴ مجلد . رحمۃ الامہ . کشف الغمہ . غنیہ . فصل الخطاب محمد پارسا .
 مثنوی مولوی روم . لب لباب . شرح بحر العلوم . منازل شرح مدارج السالکین . حاوی الارواح .
 طریق الہجرتین . اعلام الموقعین عن رب العالمین . شرح کتاب التوحید . کتاب الایمان . کتاب الروح .
 ایضاً از غزالی مترجم . ایضاً الفتوح فی احوال الروح . مکتوبات یحییٰ منبری و خواجہ معصوم .
 جواہر فریدی . دلیل العارفين . مکتوبات شیخ عبدالحق . سبع سنابل . مکتوبات مولوی اسماعیل
 وحبیب اللہ قندھاری . مکتوبات امام ربانی و مظهر جان و غلام علی صاحب . رسالہ امام قشیری .
 زبدة المقامات . ملہمات . فوائد الفوائد . افضل الفوائد . کلمۃ الحق . مقامات ربانی . فیض ربانی .
 فوح الغیب . مناقب شیخ عبدالقادر . شفاء العلیل . البلاغ المبین . منصب امامت . شرح حزب البحر .
 عجالہ نافعہ . الصراط المستقیم . انسان کامل . برزخ ابو سالمی . آب حیات . ادامۃ الشکر . مقالہ فصیحہ .
 شیرو شکر . تقویۃ الایمان . سرور المحزون . جواب شاہ عبدالعزیز . ردۃ اعتراضات بر امام ربانی .

شرح فصوص الحکم فارسی و عربی و اردو. عوارف. مکارم الاخلاق. ایقاظ الرقود. بزرا المنفعة. دواء القلب. تبشیر العاصی. تحصیل الکمال. تسلیة المصاب. منجیات. زواج. کشف اللتام. کشف الغمة. فتنة الانسان. الانفکاک. النصیح السدید. ملاک السعاده. عمارة الاوقات. دعوة الحق. دعوة الداع. زیادة الايمان. نکات الحق. کلمة الحق. اسرار الوحدة. رساله توحیدیه. بحر المعانی. وجوه العاشقین. انیس الغرباء. تحفة الملوک. مجموعہ رسائل تصوف. بشارة الفساق. محو الحویة. المفتقر فی حسن الظن. غراس الجنة. تذکیر الكل. ضوء الشمس. وسیلة النجات. عشر. رفع الالتباس. ایقاظ النیام. اصلاح ذات البین. جلاء القلوب تذکرة السحیوب. تحفه حسن. پیری مریدی. راه سنت. تصور شیخ. کیمیاء سعادت. انشاء الدوائر. اسوه حسنه. برزخ. مکتوبات قدوسیہ مع جواهر صمدیہ. شرح اسماء حسنیٰ امام غزالی. شرح اربعین ابن حجر مکی. قوة القلوب ابو طالب مکی. سراج القلوب. حیوة القلوب. علم الکتاب. تعرف. تنبیہ المفتقرین. جامع اصول الاولیاء. کتاب المدخل. مبدأ معاد. کلمة الحق. خلاصه. اربعه انهار. کشف الحجاب. نکات الحق. ارشاد رحیمیہ. انفاس رحیمیہ. سبیل الرشاد. سته ضروریہ. معین الارواح. توحیدیه. مرآة العاشقین. صحائف السلوک. حظيرة القدس. موائد العوائد. ناله عندلیب. آه سرد. درد دل. ناله درد. شمع محفل.

طب

تذکرہ داؤد. نزہة البهجة. کامل الصناعة. قانون بوعلی مصر سه مجلد. حمیات قانون مع معالجات قلمی. اکسیر اعظم فارسی ۴ مجلد. محیط اعظم ۳ مجلد. قرابادین اردو. فارسی جلد اول. اکسیر امام الدین کپورتھله. مخزن سلیمانی. زہراوی نمبر ۱۱. جامع الشرحین. سکندری طبع و قلمی. یاقوتی. رکن اعظم بحران. نیر اعظم نبض. خلاصة الحکمة. میزان الطب مع رسائل. التشریح الخاص. کتاب التحضیر. التشریح العام. امراض جلدیہ. منح السياسة. میاه معدنیہ. تحفة المحتاج. کتاب الکیمیاء. کلپ دروم. دارا شکوئی. اورنگ زیبی. دواء الهند. معصومی. حیوة الحيوان.

مغربات اکبری. طبری نصف اول. ریاض الفوائد. تذکرہ اسحاقیہ. مفردات اسحاقیہ. محیط.
اکسیر ملتانی عربی. رسالہ افیون. رسالہ اورام. ترتیب العلیل. تشریح الامراض. ہیموپیتھک.
افضل المقال حالات اطباء. قراہادین ویدک. غایۃ الغایہ برء الساعہ. رسائل ہندیہ.
شرح قانونچہ. زمرد. کنوز الصحۃ. غایۃ المرام. علاج الامراض. ہائجین. طب رحیمی.
کلیات علم. فزیکل کانگریس. علم الامراض. رسالہ جراحیہ. رسالہ اطفال. مبلغ الیراح. بقائی. شبری.
معمولات احمدیہ. مٹیہریامیڈیکا. مغربات سموم. وباء ہیضہ. بحث اخلاط و اخبارات طب.
علاج الابدان. شفاء الامراض. رسالہ غذا. وسائل الابتہاج. السراج الوہاج. رسالہ امراض قلب.
حفظ صحت. شرح مفرح. بحر الجواهر. بھجۃ الرؤساء. سرجری. گنجینۃ فنون صنعت. تحفۃ عیش.
طب جمالی. رسالہ آتشک. مغربات بشیر. رسالہ جدری. زبده المفردات. زمود اخضر. عنبر.
ہدایت الموسوم. طب راجندرہ. فصول الاعراض. مغربات بوعلی. کنزالاسرار. مغربات رضائی.
علاج الماء. رسالہ کیمیا. نباتات حیوانات. تشریح الدق. ضیاء الابصار. ذیابیطس. مراق. عجالہ مسیحی.
سعادت دارین. رسالہ آواز. رسالہ ہیضہ. تکشیف الحکمہ. طبیب لاہور. بٹنگ. رسالہ آتشک.
معدن الحکمہ. رسالہ ہیضہ. رسالہ فصد. رسالہ نبض. خُف علائی. امرت ساگر. رموز الحکمہ.
رسالہ مطب علوی. طب شہابی. علاج الابدان. آئینہ طبابت. تکمیل الحکمہ. بواسیر. مخدرات.
مسکرات. رسالہ آتشک. سوزاک. رسالہ باہ. کفایۃ العوام. صحتہ الحوامل. صحت نمائے ازدواج.
ناصر المعالجین. قراہادین. فزیشین. جامع شفاتیہ. مفید عام معین الحکیم. سدید قلمی و مطیع.
قراہادین اعظم. افادات کیمیویہ. علاج الامراض. علم الامراض. نفیسی کامل. سدید کامل. خزائن الملوک.
حیر التجارب. خلاصۃ التجارب. عجالہ نافعہ. طب کریمی. صناعات ویدک. تحفہ محمد شاہی.
قراہادین مظہری. قراہادین ویدک. برء الساعہ. رسائل تنہوشاہ. رسالہ مراق. کنز المسهلین.
اکسیر الامراض. تحقیقات نادرہ. دستور النجاة فی علاج الحمیات. کشت زار. قراہادین حاذق.
قراہادین ذکائی. مخزن المفردات. منہاج الدکان. علاج الحمی. تریاق اعظم. جنۃ الواقیہ.
زبده الحکمہ. خلاصۃ الحکمہ. الطاعون. دفع الطاعون. حوز الطاعون. طبیب الغرباء. مظہر العلوم.

رسائل کیمیا. حافظہ احمدی. شفاء للناس. اصول علاج الماء. اختیار التولید. تشریح الاورام.
الصحة. نور الحکمة. بحر محیط. گلدستہ مجربات. معلم الصحة. ابراہیم شاہی. فرخ شاہی.
حاوی کبیر. حاوی صغیر. علاج کلب الکلب. تحلیل البول. قادری

کتب مذاہب

ویدہ • المجلد۔ رگوید۔ بجر وید۔ اترین وید۔ شام وید۔ ترجمہ دہلی۔ ترجمہ وید بھومکا۔ ستیا رتھ پرکاش سنسکرت و
اردو۔ منو۔ یاک ولک۔ پرمانند۔ کتب جین مت۔ کتب الکھ دھاری۔ جواب ستیا رتھ سنسکرت میں۔ زندوستا۔ سفرنگ۔
دساتیر۔ بدھ مذہب۔ فیثہ آف دی ورلڈ۔ ڈریپر۔ الواح الجواہر ہرس۔ کتب مذہب بابی۔ مصحف ہرس۔ گرتھ نانک
صاحب وغیرہ۔ جنم ساکھی۔ صحیفہ فطرۃ..... تورات عبری۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ کتب عہد قدیم۔ عبری۔ عربی۔ فارسی۔
اردو۔ اناجیل اربعہ عربی اردو فارسی۔ اناجیل طفولیت و مریم۔ کتب عہد جدید۔ تفسیر زبور۔ تفسیر انجیل متی۔ تفسیر انجیل مرقس۔
تفسیر انجیل لوقا۔ تفسیر انجیل یوحنا۔ تفسیر اعمال۔ تفسیر رومن میں۔ تفسیر خط قرنتیاں۔ تفسیر خطوط پولیس۔ رسولوں کے خطوط کی تفسیر۔
اعمال کی تفسیر۔ دعائیم۔ کلید الکتاب۔ تالمود۔ الہیات کی کتاب۔ رسائل الہیات۔ تشریح التثلیث۔ خطوط بنام نوجوان۔
جامع الفرائض۔ صلوات عمومیہ۔ مقال الاسرار۔ اگسٹن کے اقرار۔ مسیح کی بے گناہی۔ مسیح ابن اللہ مسیح کا جی اٹھنا۔ طریق الاولیاء۔
تعلیم علم الہی۔ یسوع کا احوال۔ خلاصۃ التوارخ۔ پندرہ لیکچر۔ میزان الحق۔ طریق الحیات۔ مقال التوریت۔ اسرار الہی۔
تقلید المسیح۔ اعجاز مسیحی۔ عین الحیات۔ نبی معصوم۔ الشلۃ الکتب۔ تنق و سپر۔ نیاز نامہ۔ الوہیت مسیح۔ تحریف القرآن۔
اعجاز القرآن۔ ہدایۃ المسلمین۔ عبدالسبح۔ توارخ محمدی۔ صدائے غیب۔ نکات احمدیہ۔ اندرونہ بائبل۔ اصول سیکالوجی۔
متھالوجی۔ ہوائے زمانہ۔ الہیات۔ انجیل تبت والہ۔

رسائل علوم مختلفہ

اگر چند اقسام کے۔ علم الہوا۔ علم الماء۔ علم السکون۔ علم الہیئت۔
علم مثلث۔ علم مقنطرات۔ رسائل معجب۔ اقلیدس پندرہ مقالہ۔ علم مناظر۔ رسائل
علم مریا۔ ام التوارخ۔ گلبن تاریخ۔ رسائل نباتات۔ رسائل علم الحيوانات۔
سر السماء۔ توشیحہ۔ منطل فلاسفی۔ رسائل جیالوجی۔ مبادی الطبیعات۔ سلسلہ
تعلیم طبیعہ و فلسفہ۔ مفاتیح العلوم۔ فہرست ابن ندیم۔ کشف الظنون۔
کشف القنوع۔ فہرست خدیویہ۔ التوفیقات الالہامیہ۔ جامع بہادر خانی۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّا لَأِلَٰهٌ مُّشَبِّهُونَ لِلَّذِينَ أُتُوا بِالْبُحُرَىٰ
قُلْ كَفَىٰ بِاٰلِهِنَا اٰلِهِيْنَ فِيْ بَيْنِكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

الحق

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

مِثْرَةُ الْاِٰمَامِ

صرف فریڈہ دن میں پتیا ہو کر

مطبع

منیاد الاسلام قادیان میں
قیمت ۲۰ محمول علاوہ جلد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَجَعَلَ الرَّسُوْلَ مِنْ
اَنْفُسِہِمْ یَتْلُو عَلَیْہِمْ
اٰیٰتِہِ الْکَرِیْمَہِ

ضَرُورَةُ الْاِمَامِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد واضح ہو کہ حدیث صحیح☆ سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔

یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو وہ اس نام سے موسوم ہو سکتا ہے بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہے؟ اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا پس اگر ہر ایک

☆ حدثنا عبد الله حدثني أبي حدثنا اسود بن عامر انا أبو بكر عن عاصم عن أبي صالح عن معاوية. قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات بغير امام مات ميتة جاهلية. صفحة نمبر ۹۶ جلد نمبر ۴ مسند احمد و اخرجه احمد والترمذی و ابن خزيمة و ابن حبان و صححه من حديث الحارث الاشعري بلفظ من مات وليس عليه امام جماعة فان موته موة جاهلية. ورواه الحاكم من حديث بن عمرو من حديث معاوية و رواه البزار من حديث ابن عباس.

متقی امام ہے تو پھر تمام مومن متقی امام ہی ہوئے اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے اور ایسا ہی بموجب نص قرآن کریم کے ہر ایک ملہم اور صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ قرآن کریم میں عام مومنین کے لئے یہ بشارت ہے کہ لَهْمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۱ یعنی دنیا کی زندگی میں مومنین کو یہ نعمت ملے گی کہ اکثر سچی خوابیں انہیں آیا کریں گی یا سچے الہام ان کو ہوا کریں گے۔ پھر قرآن شریف میں ایک دوسرے مقام میں ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا ۲ یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اور ان کو تسلی دیتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بذریعہ الہام تسلی دی گئی۔ لیکن قرآن ظاہر کر رہا ہے کہ اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنین کے لئے ایک روحانی نعمت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہوں اور ان الہامات کے پانے سے وہ لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہو سکتے اور اکثر یہ الہامات ان کے ذاتیات کے متعلق ہوتے ہیں اور علوم کا افاضہ ان کے ذریعہ سے نہیں ہوتا اور نہ کسی عظیم الشان تحدیٰ کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسے کے قابل نہیں ہوتے بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک امام کی دستگیری افاضہ علوم نہ کرے تب تک ہرگز ہرگز خطرات سے امن نہیں ہوتا۔ اس امر کی شہادت صدر اسلام میں ہی موجود ہے۔ کیونکہ ایک شخص جو قرآن شریف کا کاتب تھا اس کو بسا اوقات نور نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیت کا اس وقت میں الہام ہو جاتا تھا جبکہ امام یعنی نبی علیہ السلام وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے۔ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس خیال سے وہ ہلاک کیا گیا۔ اور لکھا ہے کہ قبر نے بھی اس کو باہر پھینک دیا۔ جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا۔ مگر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی الہام ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا۔ اور امامت حقہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی اس کا شریک بننا نہ چاہا۔ بلکہ ادنیٰ چاکر

اور غلام اپنے تئیں قرار دیا۔ اس لئے خدا کے فضل نے ان کو نائب امامتِ حقہ بنا دیا۔ اور اولیں قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا اس نے ایسی مسکینی اختیار کی کہ آفتاب نبوت اور امامت کے سامنے آنا بھی سوء ادب خیال کیا۔ سیدنا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اَجِدُ رِيْحَ الْمَوْحِنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ۔ یعنی مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اولیں میں خدا کا نور اترتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامتِ حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی خواب آنے سے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں کیا ہم کچھ کم ہیں؟ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا خیال سراسر معصیت ہے کیونکہ جب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کیلئے قائم کی ہے اور صاف فرمایا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت پر مرے گا۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ملہم یا خواب بین کا استثناء نہیں کیا جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملہم ہو یا خواب بین ہو اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث کے مخاطب تمام مومن اور مسلمان ہیں اور ان میں ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین اور ملہم بھی ہوتے آئے ہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا۔ پھر ماسوا اس کے حدیث اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزار ہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ

سے دینی تفرقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبیر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادت کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے۔ اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ ایک عام قانون اور سنت الہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پر توہ ہوگا۔ جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے۔ اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے۔ اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلا نہ ہو تو سعید انسان جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدا خواستہ اگر کوئی اس الہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اول ایسا شخص امام سے استغنا ظاہر کرتا ہے اور پھر استغنا سے اجنبیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اجنبیت سے سوء ظن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر سوء ظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے اور نبی آخر الزمان کے قرب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے قبول نہ کیا

تو خدا کے غضب کے صاعقہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے تعلقات خدا تعالیٰ سے بلکی ٹوٹ گئے اور جو کچھ ان کے بارے میں قرآن شریف میں لکھا گیا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے حق میں قرآن شریف میں فرمایا گیا وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ ۱۔ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے نصرت دین کیلئے مدد مانگا کرتے تھے اور ان کو الہام اور کشف ہوتا تھا اگرچہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی خدا تعالیٰ کی نظر سے گر گئے تھے لیکن جب عیسائی مذہب بوجہ مخلوق پرستی کے مر گیا اور اس میں حقیقت اور نورانیت نہ رہی تو اس وقت کے یہود اس گناہ سے بری ہو گئے کہ وہ عیسائی کیوں نہیں ہوتے تب ان میں دوبارہ نورانیت پیدا ہوئی اور اکثر ان میں سے صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے اور ان کے راہبوں میں اچھے اچھے حالات کے لوگ تھے اور وہ ہمیشہ اس بات کا الہام پاتے تھے کہ نبی آخر زمان اور امام دوران جلد پیدا ہوگا اور اسی وجہ سے بعض ربانی علماء خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ملک عرب میں آ رہے تھے اور ان کے بچہ بچہ کو خبر تھی کہ عنقریب آسمان سے ایک نیا سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ يَعْرِفُونَ أَنبَاءَهُمْ ۲۔ یعنی اس نبی کو وہ ایسی صفائی سے پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بچوں کو۔ مگر جب کہ وہ نبی موعود اس پر خدا کا سلام ظاہر ہو گیا۔ تب خود بینی اور تعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دل سیہ ہو گئے۔ مگر بعض سعادت مند مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا پس یہ ڈرنے کا مقام ہے اور سخت ڈرنے کا مقام ہے خدا تعالیٰ کسی مومن کی بلعم کی طرح بد عاقبت نہ کرے۔ الہی تو اس امت کو فتنوں سے بچا اور یہودیوں کی نظیریں ان سے دور رکھ۔ آمین ثم آمین۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے قبائل اور قومیں اس غرض سے بنائیں کہ تا اس جسمانی تمدن کا ایک نظام قائم ہو اور بعض کے بعض سے رشتے اور تعلقات ہو کر ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون ہو جاویں۔ اسی غرض سے اس نے سلسلہ نبوت اور امامت قائم کیا ہے کہ تا امت محمدیہ میں روحانی تعلقات پیدا ہو جائیں اور بعض بعض کے شفیع ہوں۔

اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے

ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر ترجیح کیا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قومی بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہیں اس کو عطا کئے جاتے ہیں۔ اور بایں ہمہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو دنیا کے بے ادبوں اور بد زبانوں سے بھی مقابلہ پڑے گا۔ اس لئے اخلاقی قوت بھی اعلیٰ درجہ کی اس کو عطا کی جاتی ہے اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اس کے دل میں ہوتی ہے اور اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ خواہ نخواہ نرمی کرتا ہے کیونکہ یہ تو اخلاقی حکمت کے اصول کے برخلاف ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح تنگ ظرف آدمی دشمن اور بے ادب کی باتوں سے جل کر اور کباب ہو کر جلد مزاج میں تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور ان کے چہرہ پر اس عذاب الیم کے جس کا نام غضب ہے نہایت مکروہ طور پر آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور طیش اور اشتعال کی باتیں بے اختیار اور بے محل منہ سے نکلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ حالت اہل اخلاق میں نہیں ہوتی۔ ہاں وقت اور محل کی مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ منہ پر جھاگ آتی ہے ہاں کبھی بناوٹی غصہ رعب دکھلانے کیلئے ظاہر کر دیتے ہیں اور دل آرام اور انبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں جیسا کہ سور، کتے، بے ایمان، بدکار وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے

کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔ غرض اخلاقی حالت میں کمال رکھنا اماموں کیلئے لازمی ہے۔ اور اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عند الضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے اور یہ بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جن کو خدا تعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں ہی امامت کی قوت رکھی جاتی ہے اور جس طرح الہی فطرت نے بموجب آیت کریمہ **أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ حَلْقَهُ** ہر ایک چرند اور پرند میں پہلے سے وہ قوت رکھ دی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ اس قوت سے اس کو کام لینا پڑے گا اسی طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خدا تعالیٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا منصب امامت کے مناسب حال کئی روحانی ملکہ پہلے سے رکھے جاتے ہیں اور جن لیاقتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی۔ ان تمام لیاقتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسائی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے:

اول۔ قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر آیت **إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔

دوم۔ قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں

اور نیک اعمال اور تمام الہی معارف اور محبت الہی میں آگے بڑھنے کا شوق یعنی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو۔ اور اس بات سے اس کو درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جائے یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام میں ہوتی ہے اور اگر یہ اتفاق بھی پیش نہ آوے کہ لوگ اس کے علوم اور معارف کی پیروی کریں اور اس کے نور کے پیچھے چلیں تب بھی وہ بلحاظ اپنی فطرتی قوت کے امام ہے۔ غرض یہ دقیقہ معرفت یا درکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے کہ جو اس کام کیلئے ارادہ الہی میں ہوتا ہے۔ اور اگر امامت کے لفظ کا ترجمہ کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ قوت پیشروی۔ غرض یہ کوئی عارضی منصب نہیں جو پیچھے سے لگ جاتا ہے بلکہ جس طرح دیکھنے کی قوت اور سننے کی قوت اور سمجھنے کی قوت ہوتی ہے اسی طرح یہ آگے بڑھنے اور الہی امور میں سب سے اوّل درجہ پر رہنے کی قوت ہے اور انہی معنوں کی طرف امامت کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔

تیسری قوت بسطت فی العلم ہے جو امامت کیلئے ضروری اور اس کا خاصہ لازمی ہے۔ چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قوی کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے اور رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جو ہر قابل ہوتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔ اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے۔ اور وہ نور ان چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ پس جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لے کر ان کو نیچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر

پہنچا دیتی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یا بوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے مگر دوسرے ملاموں اور زاہدوں کیلئے اس قسم کی بسطت علمی ضروری نہیں کیونکہ نوع انسان کی تربیت علمی ان کے سپرد نہیں کی جاتی۔ اور ایسے زاہدوں اور خواب بینوں میں اگر کچھ نقصان علم اور جہالت باقی ہے تو چنداں جائے اعتراض نہیں کیونکہ وہ کسی کشتی کے ملاح نہیں ہیں بلکہ خود ملاح کے محتاج ہیں۔ ہاں ان کو ان فضولیوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ ہم اس روحانی ملاح کی کچھ حاجت نہیں رکھتے ہم خود ایسے اور ایسے ہیں۔ اور ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ضرور ان کو حاجت ہے جیسا کہ عورت کو مرد کی حاجت ہے۔ خدا نے ہر ایک کو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جو شخص امامت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اگر وہ ایسا دعویٰ زبان پر لائے گا تو وہ لوگوں سے اسی طرح اپنی ہنسی کرائے گا جیسا کہ ایک نادان ولی نے بادشاہ کے روبرو ہنسی کرائی تھی اور قصہ یوں ہے کہ کسی شہر میں ایک زاہد تھا جو نیک بخت اور متقی تو تھا مگر علم سے بے بہرہ تھا اور بادشاہ کو اس پر اعتقاد تھا اور وزیر بوجہ اس کی بے علمی کے اس کا معتقد نہیں تھا۔ ایک مرتبہ وزیر اور بادشاہ دونوں اس کے ملنے کیلئے گئے اور اس نے محض فضولی کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل دے کر بادشاہ کو کہا کہ اسکندر رومی بھی اس امت میں بڑا بادشاہ گذرا ہے تب وزیر کو نکتہ چینی کا موقع ملا اور فی الفور کہنے لگا کہ دیکھئے حضور فقیر صاحب کو علاوہ کمالات ولایت کے تاریخ دانی میں بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو امام الزمان کو مخالفتوں اور عام سانکوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کے رو سے بھی ہیئت کے رو سے بھی، طبعی کے رو سے بھی، جغرافیہ کے رو سے بھی اور کتب مسلمہ اسلام کے رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی اور نقلی بناء پر بھی اور امام الزمان حامی بیضہ اسلام کہلاتا ہے۔ اور اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اور اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کر دے اور صرف یہ نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نہ صرف اعتراضات دور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کر دے۔ پس

ایسا شخص نہایت قابل تعظیم اور کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اور کسی کیلئے جائز نہیں ہوتا کہ اس سے جدائی اختیار کرے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے اور اسی کے انفاس طیبہ کفر کش ہوتے ہیں۔ وہ بطور کل کے اور باقی سب اس کے جز ہوتے ہیں۔

او چو کل و تو چو جزئی نئے کلی
تو ہلاک استی اگر از وے بگسلی

چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی

حالت میں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔ بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں ایسے ابتلا پیش آجاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور بسا اوقات ان کی وحی اور الہام میں فترت واقع ہو جاتی ہے کہ ایک مدت تک کچھ وحی نہیں ہوتی اور بسا اوقات ان کی بعض پیشگوئیاں ابتلا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا اور بسا اوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخدول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گویا میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں۔ اور ہر ایک ان سے نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے۔ لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزما یا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں یہاں تک کہ نصرت الہی کا وقت آ جاتا ہے۔ پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہے اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ

آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو۔ اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی و اجبات سے ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اور اخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لایسفنک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور ان کی محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ پھر جس طرح شدت کی گرمی کی انتہا کے بعد برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنا نا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں اور الہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں یہاں تک کہ قضاء و قدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور جس طرح تپ کا مادہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر مسہل کی دوا بھی خدا تعالیٰ کے حکم سے ہی اس مادہ کو باہر نکالتی ہے۔ ایسا ہی مردان خدا کے اقبال علی اللہ کی تاثیر ہوتی ہے۔

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست

فانی است و دست او دست خداست

اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تریز اور سریع الاثر ہوتی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم اپنے وقت کا ولی تھا جس کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا۔ لیکن جب موسیٰ سے بلعم کا مقابلہ آ پڑا تو وہ مقابلہ اس طرح بلعم کو ہلاک کر گیا کہ جس طرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کر دیتی ہے اور بد بخت بلعم کو چونکہ اس فلاسفی کی خبر نہ تھی کہ گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اس کو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھ کر ہے جب اس شخص سے اس کا مقابلہ ہوگا تو بے شک یہ ہلاک ہو جائے گا اور اس وقت کوئی الہام کام نہیں دے گا اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دے گا۔ اور یہ تو ایک بلعم تھا مگر میں جانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسی طرح ہزاروں بلعم ہلاک ہوئے جیسا کہ یہودیوں کے

راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں۔ اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض نا تمام سا لک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جس کو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ

قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اس کو شیطانی الہام ہو سکتا ہے اور وہ آیت عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اٰثِمٌ لِّہٖ کے نیچے آ سکتا ہے مگر پاپوں کو شیطانی وسوسہ پر بلا توقف مطلع کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ بعض پادری صاحبان نے اپنی تصنیفات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس واقعہ کی تفسیر میں کہ جب ان کو ایک پہاڑی پر شیطان لے گیا۔ اس قدر جرأت کی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی خارجی بات نہ تھی جس کو دنیا دیکھتی اور جس کو یہودی بھی مشاہدہ کرتے بلکہ یہ تین مرتبہ شیطانی الہام حضرت مسیح کو ہوا تھا جس کو انہوں نے قبول نہ کیا مگر انجیل کی ایسی تفسیر سننے سے ہمارا تو بدن کانپتا ہے کہ مسیح اور پھر شیطانی الہام۔ ہاں اگر اس شیطانی گفتگو کو شیطانی الہام نہ مانیں اور یہ خیال کریں کہ درحقیقت شیطان نے مجسم ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے جو پرانا سانپ ہے فی الحقیقت اپنے تئیں جسمانی صورت میں ظاہر کیا تھا اور وجود خارجی کے ساتھ آدمی بن کر یہودیوں کے ایسے متبرک معبد کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا جس کے ارد گرد صد ہا آدمی رہتے تھے تو ضرور تھا کہ اس کے دیکھنے کیلئے ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے بلکہ چاہئے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے جس کے وجود کے کئی فرقے منکر تھے۔ اور شیطان کا دکھلا دینا حضرت مسیح کا ایک نشان ٹھہرتا جس سے بہت آدمی ہدایت پاتے اور رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو دیکھ کر اور پھر اس کو پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کر کے ضرور حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جس کو دوسرے لفظوں میں شیطانی الہام کہہ سکتے ہیں مگر میرے خیال میں یہ بھی آتا ہے کہ یہودیوں کی کتابوں میں بہت سے شریر انسانوں کا نام بھی شیطان رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی محاورہ کے لحاظ سے مسیح نے بھی ایک اپنے بزرگ حواری کو جس کو انجیل میں اس واقعہ کی تحریر سے چند سطر ہی پہلے بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں

شیطان کہا ہے۔ پس یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ کوئی یہودی شیطان ٹھٹھے اور ہنسی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا ہوگا اور آپ نے جیسا کہ پطرس کا نام شیطان رکھا اس کو بھی شیطان کہہ دیا ہوگا اور یہودیوں میں اس قسم کی شرارتیں بھی تھیں۔ اور ایسے سوال کرنا یہودیوں کا خاصہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب قصہ ہی جھوٹ ہو جو عہد آیا دھوکہ کھانے سے لکھ دیا ہو۔ کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ ان کی تصدیق شدہ ہیں بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں باہمی اختلاف بھی ہے۔ لہذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہوگئی۔ جیسا کہ یہ غلطی ہوئی کہ انجیل نویسوں میں سے بعض نے گمان کیا کہ گویا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے ہیں۔ ایسی غلطیاں حواریوں کی سرشت میں تھیں کیونکہ انجیل ہمیں خبر دیتی ہے کہ ان کی عقل باریک نہ تھی۔ ان کے حالات ناقصہ کی خود حضرت مسیح گواہی دیتے ہیں کہ وہ فہم اور درایت اور عملی قوت میں بھی کمزور تھے۔ بہر حال یہ سچ ہے کہ پاکوں کے دل میں شیطانی خیال مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی تیرتا ہوا سرسری وسوسہ ان کے دل کے نزدیک آ بھی جائے تو جلد تر وہ شیطانی خیال دور اور دفع کیا جاتا ہے اور ان کے پاک دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا قرآن شریف میں اس قسم کے وسوسہ کو جو ایک کم رنگ اور ناچختہ خیال سے مشابہ ہوتا ہے طائف کے نام سے موسوم کیا ہے اور لغت عرب میں اس کا نام طائف اور طوف اور طیف اور طیف بھی ہے۔ اور اس وسوسہ کا دل سے نہایت ہی کم تعلق ہوتا ہے گویا نہیں ہوتا۔ یا یوں کہو کہ جیسا کہ دور سے کسی درخت کا سایہ بہت ہی خفیف سا پڑتا ہے ایسا ہی یہ وسوسہ ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ شیطان لعین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دل میں اسی قسم کے خفیف وسوسہ کے ڈالنے کا ارادہ کیا ہو۔ اور انہوں نے قوت نبوت سے اس وسوسہ کو دفع کر دیا ہو۔ اور ہمیں یہ کہنا اس مجبوری سے پڑا

☆ عیسائیوں کی بہت سی انجیلوں میں سے ایک انجیل اب تک ان کے پاس وہ بھی ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ یہ بیان صحیح ہے کیونکہ مرہم عیسیٰ اس کی تصدیق کرتی ہے جس کا ذکر صد ہا طبیبوں نے کیا ہے۔ منہ

ہے کہ یہ قصہ صرف انجیلوں میں ہی نہیں ہے بلکہ ہماری احادیث صحیحہ میں بھی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

عن محمد بن عمران الصیرفی قال حدثنا الحسن بن علیل العنزی عن العباس بن عبد الواحد. عن محمد بن عمرو. عن محمد بن منذر. عن سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار. عن طاؤس عن ابی ہریرة قال جاء الشیطن الی عیسیٰ. قال الست تزعم انک صادق قال بلی قال فاوف علی هذه الشاہقة فالق نفسک منها فقال ویلک الم یقل اللہ یا ابن ادم لا تبلسنی بهلاکک فانی افعل ما اشاء۔ یعنی محمد بن عمران صیرفی سے روایت ہے اور انہوں نے حسن بن علیل عنزی سے روایت کی اور حسن نے عباس سے اور عباس نے محمد بن عمرو سے اور محمد بن عمرو نے محمد بن منذر سے اور محمد بن منذر نے سفیان بن عیینہ سے اور سفیان نے عمرو بن دینار سے اور عمرو بن دینار نے طاؤس سے اور طاؤس نے ابو ہریرہ سے کہا شیطان عیسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تو گمان نہیں کرتا کہ تو سچا ہے۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں شیطان نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو اس پہاڑ پر چڑھ جا اور پھر اس پر سے اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ تجھ پر اوایلا ہو کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی موت کے ساتھ میرا امتحان نہ کر کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ شیطان ایسی طرز سے آیا ہوگا جیسا کہ جبرائیل پیغمبروں کے پاس آتا ہے۔ کیونکہ جبرائیل ایسا تو نہیں آتا جیسا کہ انسان کسی گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر آتا ہے بلکہ اس کا آنا عالم ثانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پھر شیطان جو کمتر اور ذلیل تر ہے کیونکہ انسانی طور پر کھلے کھلے آ سکتا ہے۔ اس تحقیق سے بہر حال اس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر[☆] نے بیان کی ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوت نبوت اور نور حقیقت کے ساتھ شیطانی القا کو ہرگز ہرگز نزدیک آنے نہیں دیا اور اس کے ذب اور دفع میں فوراً مشغول ہو گئے۔ اور جس طرح نور کے مقابل پر ظلمت ٹھہر نہیں سکتی اسی طرح شیطان ان کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکا اور بھاگ گیا۔ یہی اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ۔! کے صحیح معنے ہیں کیونکہ شیطان کا سلطان یعنی تسلط درحقیقت ان پر ہے جو شیطانی وسوسہ اور الہام کو قبول کر لیتے ہیں لیکن جو لوگ دور سے نور کے تیر سے شیطان کو مجروح کرتے ہیں اور اس کے منہ پر زجر اور توہین کا جوتہ مارتے ہیں اور اپنے منہ سے وہ کچھ بکے جائے اس کی پیروی نہیں کرتے وہ شیطانی تسلط سے مستثنیٰ ہیں مگر چونکہ ان کو خدا تعالیٰ ملکوت السموات والارض دکھانا چاہتا ہے اور شیطان ملکوت الارض میں سے ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ مخلوقات کے مشاہدہ کا دائرہ پورا کرنے کے لئے اس عجیب الخلق وجود کا چہرہ دیکھ لیں اور کلام سن لیں جس کا نام شیطان ہے اس سے ان کے دامن تنزہ اور عصمت کو کوئی داغ نہیں لگتا۔ حضرت مسیح سے شیطان نے اپنے قدیم طریقہ وسوسہ اندازی کے طرز پر شرارت سے ایک درخواست کی تھی سوان کی پاک طبیعت نے فی الفور اس کو رد کیا اور قبول نہ کیا۔ اس میں ان کی کوئی کسر شان نہیں۔ کیا بادشاہوں کے حضور میں کبھی بد معاش کلام نہیں کرتے۔ سو ایسا ہی روحانی طور سے شیطان نے یسوع کے دل میں اپنا کلام ڈالا۔ یسوع نے اس شیطانی الہام کو قبول نہ کیا بلکہ رد کیا۔ سو یہ تو قابل تعریف بات ہوئی اس سے کوئی نکتہ چینی کرنا حماقت اور روحانی فلاسفی کی بے خبری ہے لیکن جیسا کہ یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے شیطانی خیال کو دفع کیا اور اس کے الہام کی پلیدی فی الفور ظاہر کر دی۔ ہر ایک زاہد اور صوفی کا یہ کام نہیں۔ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا کہ اے شیطان دور ہو۔ وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان مع اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔ اب جبکہ سید عبدالقادر جیسے اہل اللہ اور مرد فر د کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عامۃ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا۔ وہ کیونکر اس سے

بچ سکتے ہیں۔ اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں تا سید عبدالقادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کر لیں۔ یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔ اور تعجب یہ کہ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ اسلامی کتابیں ان قصوں سے بھری پڑی ہیں۔ پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سونبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعہ سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی اور ایک پیغمبر جس کو حضرت جبرائیل سے الہام ملا تھا اس نے یہی خبر دی تھی کہ بادشاہ مارا جائے گا اور کتے اس کا گوشت کھائیں گے اور بڑی شکست ہوگی۔ سو یہ خبر سچی نکلی۔ مگر اس چار سونبی کی پیشگوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ اس کثرت سے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں تو پھر الہام سے امان اٹھتا ہے اور کوئی الہام بھروسہ کے لائق نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ احتمال ہے کہ شیطانی ہو خاص کر جبکہ مسیح جیسے اولی العزم نبی کو بھی یہی واقعہ پیش آیا تو پھر اس سے تو ملامتوں کی کمر ٹوٹی ہے تو الہام کیا ایک بلا ہو جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بیدل ہونے کا کوئی محل نہیں۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ ہر ایک عمدہ جوہر کے ساتھ مغشوش چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ دیکھو ایک تو وہ موتی ہیں جو دریا سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ ستے موتی ہیں جو لوگ آپ بنا کر بیچتے ہیں۔ اب اس خیال سے کہ دنیا میں جھوٹے موتی بھی ہیں سچے موتیوں کی خرید و فروخت بند نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جوہری جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی ہے ایک ہی نظر سے پہچان جاتے ہیں کہ یہ سچا اور

یہ جھوٹا ہے۔ سوالہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کر سکتا ہے۔ اے صوفیو!! اور اس مہوسی کے گرفتارو۔ ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے:-

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہذا تم بھی اس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔

(۲) سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

﴿۱۹﴾

(۳) سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعیناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(۵) سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔ وہ

نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پاسکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

(۸) سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگر چہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

(۹) سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے مہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

(۱۰) سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

آج کل کا ایک ایسا ناقص زمانہ ہے کہ اکثر فلسفی طبع اور نیچری اور برہمواس الہام سے منکر ہیں۔ اسی انکار میں کئی اس دنیا سے گذر بھی گئے۔ لیکن اصل امر یہ ہے کہ سچائی سچائی ہے گو تمام جہان اس کا انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو تمام دنیا اس کی مصدق ہو۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کو مانتے اور اس کو مدبر عالم خیال کرتے ہیں اور اس کو بصیر اور سمیع اور علیم جانتے ہیں۔ ان کی یہ حماقت ہے کہ اس قدر اقراروں کے بعد پھر خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر رہیں۔ کیا جو دیکھتا ہے جانتا ہے اور بغیر ذریعہ جسمانی اسباب کے اس کا علم ذرہ ذرہ پر محیط ہے وہ بول نہیں سکتا۔ اور یہ کہنا بھی غلطی ہے کہ اس کی قوت گویائی پہلے تو تھی اور اب بند ہوگئی۔ گویا اس کی صفت کلام آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ لیکن ایسا کہنا بڑی نومیڈی دیتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی صفتیں بھی کسی زمانہ تک چل کر پھر مفقود ہو جاتی ہیں اور کچھ بھی ان کا نشان باقی نہیں رہتا تو پھر باقی ماندہ صفتوں میں بھی جائے اندیشہ ہے۔ افسوس ایسی عقلوں اور ایسے اعتقادوں پر کہ جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات مان کر پھر چھری ہاتھ میں لے بیٹھتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک ضروری حصہ کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔ افسوس کہ آریوں نے تو وید تک ہی خدا تعالیٰ کے کلام پر مہر لگا دی تھی مگر

عیسائیوں نے بھی الہام کو بے مہر رہنے نہ دیا۔ گویا حضرت مسیح تک ہی انسانوں کو ذاتی بصیرت اور معرفت حاصل کرنے کیلئے چشم دید الہاموں کی حاجت تھی۔ اور آئندہ ایسی بد قسمت ذریت ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے محروم ہیں۔ حالانکہ انسان ہمیشہ چشم دید ماجرا اور ذاتی بصیرت کا محتاج ہے۔ مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرماتی رہیں ورنہ کہانیوں کی صورت میں ہو کر جلد مر جاتا ہے۔ کیا ایسی ناکامی کو کوئی انسانی کانشنس قبول کر سکتا ہے۔ جب کہ ہم اپنے اندر اس بات کا احساس پاتے ہیں کہ ہم اس معرفت تامہ کے محتاج ہیں جو کسی طرح بغیر مکالمہ الہیہ اور بڑے بڑے نشانوں کے پوری نہیں ہو سکتی تو کس طرح خدا تعالیٰ کی رحمت ہم پر الہامات کا دروازہ بند کر سکتی ہے۔ کیا اس زمانہ میں ہمارے دل اور ہو گئے ہیں یا خدا اور ہو گیا ہے۔ یہ تو ہم نے مانا اور قبول کیا کہ ایک زمانہ میں ایک کا الہام لاکھوں کی معرفت کو تازہ کر سکتا ہے اور فرد فرد میں ہونا ضروری نہیں۔ لیکن یہ ہم قبول نہیں کر سکتے کہ الہام کی سرے سے صف ہی الٹ دی جائے۔ اور ہمارے ہاتھ میں صرف ایسے قصے ہوں جن کو ہم نے چشم خود دیکھا نہیں۔ ظاہر ہے کہ جبکہ ایک امر صد ہا سال سے قصے کی صورت میں ہی چلا جائے اور اس کی تصدیق کے لئے کوئی تازہ نمونہ پیدا نہ ہو تو اکثر طبیعتیں جو فلسفی رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اس قصے کو بغیر قوی دلیل کے قبول نہیں کر سکتیں۔ خاص کر جبکہ قصے ایسی باتوں پر دلالت کریں کہ جو ہمارے زمانہ میں خلاف قیاس معلوم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہمیشہ فلسفی طبع آدمی ایسی کرامتوں پر ٹھٹھا کرتے آئے ہیں اور شبہ کی حد تک بھی نہیں ٹھہرتے۔ اور یہ ان کا حق بھی ہوتا ہے کیونکہ ان کے دل میں گذرتا ہے کہ جب کہ وہی خدا ہے اور وہی صفات اور وہی ضرورتیں ہمیں پیش ہیں تو پھر الہام کا سلسلہ کیوں بند ہے۔ حالانکہ تمام روحیں شور ڈال رہی ہیں کہ ہم بھی تازہ معرفت کے محتاج ہیں۔ اسی وجہ سے ہندوؤں میں لاکھوں انسان دہریہ ہو گئے۔ کیونکہ بار بار پنڈتوں نے ان کو یہی تعلیم دی کہ کروڑ ہا سال سے الہام اور کلام کا سلسلہ بند ہے۔ اب ان کو یہ شبہات دل میں گذرے کہ وید کے زمانہ

کی نسبت ہمارا زمانہ پر میشر کے تازہ الہامات کا بہت محتاج تھا۔ پھر اگر الہام ایک حقیقت حقہ ہے تو وید کے بعد اس کا سلسلہ کیوں قائم نہیں رہا۔ اسی وجہ سے آریہ ورت میں دہریت پھیل گئی۔ اسی لئے صد ہا فرقے ہندوؤں میں ایسے پاؤ گے جو وید سے ٹھٹھا کرتے اور اس سے انکاری ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک جین مت کا فرقہ ہے اور درحقیقت سکھوں کا فرقہ بھی انہی خیالات کی وجہ سے ہندوؤں سے الگ ہوا ہے۔ کیونکہ ایک تو ہندو مذہب میں دنیا کی صد ہا چیزوں کو خدا کے ساتھ شریک کیا گیا ہے اور اس قدر شرک کا انبار ہے جس میں پر میشر کا کچھ پتہ نہیں ملتا اور پھر جو وید کے الہامی ہونے کا دعویٰ ہے۔ یہ محض بلا ثبوت ایک قصہ ہے جس کو لاکھوں برسوں کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے۔ تازہ ثبوت کوئی نہیں۔ اسی سبب سے جو پورے سکھ ہیں وہ وید کو نہیں مانتے۔ چنانچہ اخبار عام لاہور ۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء میں ایک سکھ صاحب کا ایک مضمون اسی بارے میں شائع ہوا ہے اور انہوں نے اس بات کی تائید میں کہ خالصہ کا گروہ وید کو نہیں مانتا اور ان کو گوروؤں کی طرف سے ہدایت ہے کہ وید کو ہرگز نہ مانیں۔ گرنہ کے شبد یعنی شعر بھی لکھے ہیں جن کا حاصل یہی ہے کہ وید کو ہرگز نہ ماننا اور اقرار کیا ہے کہ ہم لوگ وید کے ہرگز پیرو نہیں ہیں اور نہ اس کو قبول کرتے ہیں۔ ہاں اس نے قرآن شریف کی پیروی کا بھی اقرار نہیں کیا مگر اس کا یہ سبب ہے کہ سکھوں کو اسلام کی واقفیت نہیں ہے اور وہ اس نور سے بے خبر ہیں۔ جو خدائے قادر قیوم نے اسلام میں رکھا ہوا ہے اور باعث بے علمی اور تعصب کے ان کو ان نوروں پر اطلاع بھی نہیں ہے کہ جو قرآن شریف میں بھرے پڑے ہیں بلکہ جس قدر قومی طور پر ہندوؤں سے ان کے تعلق ہیں مسلمانوں سے یہ تعلقات نہیں ہیں۔ ورنہ ان کے لئے یہی کافی تھا کہ اس وصیت پر چلتے کہ جو چولہ صاحب میں باوانانک صاحب تحریر فرما گئے ہیں کیونکہ چولہ صاحب میں باوا صاحب یہ لکھ گئے ہیں کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب صحیح اور سچا نہیں ہے۔ پس ایسے بزرگ کی اس ضروری وصیت کو ضائع کر دینا نہایت قابل افسوس بات ہے خالصہ صاحبوں کے ہاتھ میں صرف ایک چولہ صاحب ہی ہے جو

باوا صاحب کے ہاتھوں کی یادگار ہے۔ اور گرنہ کے شہد تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہے۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اس کے اندر پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الہی یہاں تک اس کی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے۔ اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ**۔ اُولٰٓئِی الْأَمْرِ سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اُولٰٓئِی الْأَمْرِ میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں

کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے اور ہم خیانت کریں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آسکی کیونکہ ہندوستان کے بعض اسلامی بادشاہوں نے اپنی کوتاہ ہمتی سے صوبہ پنجاب کو چھوڑ دیا تھا۔ اور اُن کی اس غفلت سے سکھوں کی متفرق حکومتوں کے وقت میں ہم پر اور ہمارے دین پر وہ مصیبتیں آئیں کہ مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور بلند آواز سے اذان دینا بھی مشکل ہو گیا تھا اور پنجاب میں دین اسلام مرچکا تھا۔ پھر انگریز آئے اور انگریز کیا ہمارے نیک طالع پھر ہماری طرف واپس ہوئے اور انہوں نے دین اسلام کی حمایت کی اور ہمارے مذہبی فرائض میں ہمیں پوری آزادی بخشی اور ہماری مسجدیں واگذار کی گئیں۔ اور پھر مدت دراز کے بعد پنجاب میں شعار اسلام دکھائی دینے لگا۔ پس کیا یہ احسان یا درکھنے کے لائق نہیں؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بعض سُست ہمت اسلامی بادشاہوں نے تو اپنی غفلتوں سے کفرستان میں ہمیں دھکے دیا تھا اور انگریز ہاتھ پکڑ کر پھر ہمیں باہر نکال لائے۔ پس انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کچھڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے۔

پھر اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جیسا کہ جسمانی تمدن کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیر حکم ہو کر چلیں۔ یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔^۱ پس سوچنا چاہئے کہ یوں تو کوئی مومن بلکہ کوئی انسان بلکہ کوئی حیوان بھی خدا تعالیٰ کی نعمت سے خالی نہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ ان کی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ لہذا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمت روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تاہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔

یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کیلئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے۔ وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔

اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ

امام الزمان میں ہوں

اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے۔ اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے سو وہ حکم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امور نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیقت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں اور میں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حکم ہوں۔ ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی میں حکم ہوں۔

اور میں امام مالک اور ابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو میں بحیثیت حکم ہونے کے ان جھگڑا کرنے والوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ نزول صفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔ اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ یعنی آیت فَكَلِمًا تَوَفَّيْتَنِيْ كَيْفَ مَشِيتُ كَيْفَ مَشِيتُ كَيْفَ مَشِيتُ كَيْفَ مَشِيتُ سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حکم کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حکم مقرر فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حکم ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کیلئے حکم آنا چاہیے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے۔ اور جن نشانوں نے اس حکم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے زمین نشان ظاہر کر رہی ہے اور مبارک وہ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حکم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔ میرے مقابل پر جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں اور سب بحشیں نکمی ہیں۔ صرف حکم کی بحث میں ہر ایک کا حق ہے جس کو میں پورا کر چکا ہوں۔ خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔

(۱) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۲) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ

جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔

(۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسمان بار و نشان الوقت مے گوید ز مین این دو شاہد از پئے تصدیق من استاده اند مدت ہوئی کسوف خسوف رمضان میں ہو گیا۔ حج بھی بند ہوا۔ اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیلی اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جس کے صد ہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا۔ ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔ اور یہ باتیں میں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں۔ مگر جس واقعہ نے مجھے ان امور کے مکرر لکھنے کی تحریک کی وہ میرے ایک دوست کی اجتہادی غلطی ہے جس پر اطلاع پانے سے میں نے ایک نہایت دردناک دل کے ساتھ اس رسالہ کو لکھا ہے۔ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ان دنوں میں یعنی ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء میں جو مطابق جمادی الاول ۱۳۱۶ھ ہے۔ ایک میرے دوست جن کو میں ایک بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیزگار جانتا ہوں اور ان کی نسبت ابتدا سے میرا بہت نیک گمان ہے وَاللّٰهُ حَسْبُیْہ۔ مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں۔ اور اس غلطی کے ضرر سے ان کی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں وہ تکالیف سفر اٹھا کر اور ایک اور میرے عزیز دوست کو ہمراہ لے کر قادیان میں میرے پاس پہنچے۔ اور بہت سے الہامات اپنے مجھ کو سنائے۔ پس اس سے مجھ کو بہت خوشی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے ان کو الہامات کا شرف بخشا ہے مگر انہوں نے سلسلہ الہامات میں ایک یہ خواب بھی اپنی مجھے سنائی کہ میں نے

آپ کی نسبت کہا ہے کہ میں ان کی کیوں بیعت کروں بلکہ انہیں میری بیعت کرنی چاہئے۔ اس خواب سے معلوم ہوا کہ وہ مجھے مسیح موعود نہیں مانتے اور نیز یہ کہ وہ مسئلہ امامت حقہ سے بے خبر ہیں۔ لہذا میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ تا میں ان کیلئے امامت حقہ کے بیان میں یہ رسالہ لکھوں اور بیعت کی حقیقت تحریر کروں سو میں امام حق کے بارے میں جس کو بیعت لینے کا حق ہے۔ اس رسالے میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ رہی حقیقت بیعت کی سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے۔ اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کر نیوالا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے۔ اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلص نصیب ہو اور دنیوی نایدینائی سے شفا پا کر آخرت کی نایدینائی سے بھی امن حاصل ہو۔ سو اگر اس بیعت کے ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہو تو سخت بدذاتی ہوگی کہ کوئی شخص دانستہ اس سے اعراض کرے۔ عزیز من! ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک سمندر بھی پی کر سیر نہیں ہو سکتے۔ پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اس کی اصل فلاسفی کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کر لے اور اگر اس کے پاس ایسے حقائق اور معارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے اور یا اس پر وہ قرآنی علوم کھولے گئے ہوں جو ہم پر نہیں کھولے گئے۔ تو بسم اللہ وہ بزرگ ہماری غلامی اور اطاعت کا ہاتھ لیوے اور وہ روحانی معارف اور قرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطا کرے۔ میں تو زیادہ تکلیف دینا ہی

نہیں چاہتا۔ ہمارے ملہم دوست کسی ایک جلسہ میں سورہ اخلاص کے ہی حقائق معارف بیان فرماویں جس سے ہزار درجہ بڑھ کر ہم بیان نہ کر سکیں۔ تو ہم ان کے مطیع ہیں۔

ندارد کسے باتو ناگفتہ کار ولیکن چوگفتی دلپیش بیار

بہر حال اگر آپ کے پاس وہ حقائق اور معارف اور برکات ہیں جو معجزانہ اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ تو پھر میں کیا میری تمام جماعت آپ کی بیعت کرے گی اور کوئی سخت بد ذات ہوگا کہ جو ایسا نہ کرے۔ مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے ان میں بھی بعض جگہ صر فی اور نحوی غلطیاں تھیں۔

آپ ناراض نہ ہوں میں نے محض نیک نیتی سے اور غربت سے دینی نصیحت کے طور پر یہ بھی بیان کر دیا ہے۔ باایں ہمہ میرے نزدیک اگر الہامات میں کسی ناواقف اور ناخواندہ کے الہامی فقروں میں نحوی صر فی غلطی ہو جائے تو نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک نہایت دقیق مسئلہ ہے اور بڑے بسط کو چاہتا ہے جس کا یہ محل نہیں ہے۔ اگر ایسی غلطیاں سن کر کوئی خشک ملا جوش میں آ جاوے تو وہ بھی معذور ہے کیونکہ روحانی فلاسفی کے کوچہ میں اس کو دخل نہیں۔ لیکن یہ ادنیٰ درجہ کا الہام کہلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے نور کی پوری تجلی سے رنگ پذیر نہیں ہوتا کیونکہ الہام تین طبقوں کا ہوتا ہے ادنیٰ اور اوسط اور اعلیٰ۔ بہر حال ان غلطیوں سے مجھے شرمندہ ہونا پڑا۔ اور میں اپنے دل میں دعا کرتا تھا کہ میرے معزز دوست کسی شریر خشک ملا کو یہ الہامات جو بظاہر قابل اعتراض ہیں نہ سناویں کہ وہ خواہ نخواہ ٹھٹھا اور ہنسی کرے گا۔ جو الہام حقائق معارف سے خالی اور غلطیوں سے بھی پر ہو کسی موافق یا مخالف کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا خاص کر اس زمانہ میں بلکہ بجائے فائدہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں ایمان سے اور سچائی سے حلفاً کہتا ہوں کہ یہ بات سراسر سچ ہے۔ میرے عزیز دوست توجہ الی اللہ کی طرف زیادہ ترقی کریں کہ جیسے جیسے دل کی صفائی بڑھے گی ایسا ہی الہام میں فصاحت کی

☆ میرا یقین ہے کہ اگر یہ معزز دوست زیادہ توجہ فرمائیں گے۔ تو جلد تر ان کے الہامات میں ایک کامل

رنگ پیدا ہو جائے گا۔ منہ

صفائی بڑھے گی۔ یہی بھید ہے کہ قرآن کی وحی دوسرے تمام نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کے فصاحت بلاغت میں بھی بڑھ کر ہے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دل کی صفائی دی گئی تھی۔ سو وہ وحی معنوں کے رو سے معارف کے رنگ میں اور الفاظ کے رو سے بلاغت فصاحت کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔ میرے دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بیعت ایک خرید و فروخت کا معاملہ ہے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ جس قدر ہمارے دوست فاضل مولوی عبدالکریم صاحب وعظ کے وقت قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرتے ہیں مجھے ہرگز امید نہیں کہ ان کا ہزارم حصہ بھی میرے عزیز دوست کے منہ سے نکل سکے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ الہامی طریق ابھی ناقص اور کسی طریق بگلی متروک۔ نہ معلوم کسی محقق سے قرآن سننے کا بھی اب تک موقعہ ہوا یا نہیں☆۔ آپ برائے خدا ناراض نہ ہوں۔ آپ نے اب تک بیعت کی حقیقت نہیں سمجھی کہ اس میں کیا دیتے ہیں اور کیا لیتے ہیں۔ ہماری جماعت میں اور میرے بیعت کردہ بندگان خدا میں اک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حکیم حافظ حاجی حرین نور الدین صاحب ہیں جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزار ہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے۔ اگر آپ کو فی الحقیقت بیعت لینے کی فضیلت دی گئی ہے۔ تو ایک قرآن کا سپارہ ان ہی کو مع حقائق معارف کے پڑھاویں۔ یہ لوگ دیوانے تو نہیں کہ انہوں نے مجھ سے ہی بیعت کر لی اور دوسرے ماہموں کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ حضرت مولوی صاحب موصوف کی پیروی کرتے تو آپ کیلئے بہتر ہوتا۔ آپ سوچیں کہ فاضل موصوف جو خانماں چھوڑ کر میرے پاس آ بیٹھے

نوٹ ☆ ہم انکار نہیں کرتے کہ آپ پر لدنی علم کے چشمے کھل جائیں مگر ابھی تو نہیں۔ خوابوں اور کشفوں پر استعارات اور مجازات غالب ہوتے ہیں۔ مگر آپ نے اپنے خواب کو حقیقت پر حمل کر لیا۔ مجد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور اس سے بڑھ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے مگر انہوں نے باعث بسطت علم کے وہ خیال نہ کیا۔ جو آپ نے کیا۔ بلکہ تاویل کی۔ منہ

اور کچے کوٹھوں میں تکلیف سے بسر کرتے ہیں کیا وہ بغیر کسی بات کے دیکھنے کے دانستہ اس تکلیف کو گوارا کئے ہوئے ہیں؟ ہمارے عزیز اور دوست ملہم صاحب یاد رکھیں کہ وہ ان خیالات میں سخت درجہ کی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اپنی الہامی طاقت سے پہلے مولوی صاحب موصوف کو قرآن دانی کا نمونہ دکھلاویں اور اس خارق عادت کی چمکار سے نور دین جیسے عاشق قرآن سے بیعت لیں تو پھر میں اور میری تمام جماعت آپ پر قربان ہے۔ کیا چند ناشائستہ الہامی فقرات کیساتھ کہ وہ بھی اکثر صحیح نہیں۔ یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے تئیں امام الزمان خیال کر لے۔ عزیز من امام الزمان کے لئے بہت سی شرائط ہیں تبھی تو وہ ایک جہان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

ہزار نکتہ باریک تر زموایجاست نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند

میرے عزیز ملہم اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ فقرات الہامی اکثر ان پر وارد ہوتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے۔ سید امیر علی شاہ ہر ایک ہفتہ کے بعد الہامات کا ایک ورق بھیجتے ہیں اور بعض عورتیں میری مصدق ہیں جنہوں نے ایک حرف عربی کا نہیں پڑھا اور عربی میں الہام ہوتا ہے۔ میں نہایت تعجب میں ہوں کہ آپ کی نسبت اس کے الہامات میں غلطی کم ہوتی ہے۔ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ان کے چند الہامات مجھ کو بذریعہ خط ان کے برادر حقیقی فتح محمد بزدار کے ملے۔ ایسا ہی کئی ملہم ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایک لاہور میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔ مگر کیا ایسے الہامات سے کوئی شخص امام الزمان کی بیعت سے مستغنی ہو سکتا ہے۔ اور مجھے تو کسی کی بیعت سے عذر نہیں۔ مگر بیعت سے غرض افاضہ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ بیعت میں کونسے علوم سکھلائیں گے اور کون سے قرآنی حقائق بیان فرمائیں گے۔ آپ آئیے اور امامت کا جو ہر دکھلائیے ہم سب بیعت کرتے ہیں۔ حضرت ناصح گرائیں دیدہ و دل فرش راہ پر کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

میں نقارہ کی آواز سے کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ سب بطور نشان امامت ہے جو شخص اس نشان امامت کو دکھلائے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھ کر ہے۔ میں اس کو

دست بیعت دینے کو طیار ہوں۔ مگر خدا کے وعدوں میں تبدیل نہیں۔ اُس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آج سے قریباً بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے:

الرحمن علم القرآن. لتندر قوما ما انذر آباؤهم ولتستبين

سبيل المجرمين قل انى امرت و انا اول المؤمنين .

اس الہام کے رو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں۔ اور میرا نام اول المؤمنین رکھا۔ اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے۔ اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الہی اور کوئی محبت الہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔ پس بخدا میں گشتی کے میدان میں کھڑا ہوں جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا اور اب حجتہ اللہ کے نیچے ہے۔ اے عزیز کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا بغیر لیاقت کے نہیں ہو سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک انگریز حاکم کے پاس ایک خاندانی شخص پیش کیا گیا کہ اس کو تحصیلدار بنا دیا جائے۔ اور جس کو پیش کیا وہ محض جاہل تھا اور دوجہی نہیں آتی تھی۔ اس انگریز نے کہا کہ اگر میں اس کو تحصیلدار بنا دوں تو اس کی جگہ مقدمات کون فیصلہ کرے گا۔ میں اس کو بجز پانچ روپیہ کے مذکورہ کے اور کوئی نوکری دے نہیں سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ

کیا جس کے پاس ہزاروں دشمن دوست سوالات اور اعتراضات لے کر آتے ہیں اور نیابت نبوت اس کے سپرد ہوتی ہے۔ اس کی یہی شان چاہئے کہ صرف چند الہامی فقرے اس کی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت۔ کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اگر اس میں کوئی گراں لفظ ہو تو ہر ایک صاحب اور نیز اپنے دوست ملہم صاحب سے معافی مانگتا ہوں۔ کیونکہ میں نے سراسر نیک نیتی سے چند سطریں لکھی ہیں اور میں اس عزیز دوست سے بدل و جان محبت رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کے ساتھ ہو۔ فقط

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الْحَمْدُ لَوْلِیْهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیْهِ

اما بعد

من عبدالکریم الی اخی وحبیبی نصر اللہ خان سلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ
آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے کہ کچھ درد دل کی کہانی آپ کو سناؤں ممکن
ہے کہ آپ بھی میرے ہمدرد بن جائیں۔ اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ
ہوگی۔ محرک قلوب اپنے بندوں کو عبت کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا۔

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدم ہوں ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں ضرور
ہے انسانی کمزوری۔ تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو۔ بطن عورت سے نکلا ہوا اگر
اور عوارض اسے چٹ نہ جائیں تو سنگدل نہیں ہو سکتا۔ میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا
دائم المرض موجود ہے۔ میرا باپ بھی ہے (اللہم عافہ ووالہ ووفقہ للحسنیٰ) میرے عزیز
اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں۔ اور اور تعلقات بھی ہیں تو پھر کیا میں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو
مہینوں گذر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں یا کیا میں سودائی ہوں اور میرے حواس میں خلل
ہے۔ یا کیا میں مقلد کو رباطن اور علوم حقہ سے نا بلد محض ہوں یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرنے میں
اپنے کنبہ، اپنے محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں۔ یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے
بہروپ بدلنے والا قلاش ہوں۔ یعلم اللہ والملائکة یشہدون کہ میں بجز اللہ ان سب
معائب سے بری ہوں۔ وَلَا اَزْکٰی نَفْسِیْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَزْکٰی مَنْ یَّشَاءُ۔

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی
ہے۔ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے امام زمان کی شناخت۔ اللہ اللہ یہ

☆ اس خط پر اتفاقاً میری نظر پڑی جس کو اخوی مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے ایک دوست کی طرف لکھا
تھا سو میں نے ایک مناسبت کی وجہ سے جو اس رسالہ کے مضمون سے اس کو بے چھاپ دیا۔ منہ

کیا بات ہے جس میں ایسی زبردست قدرت ہے جو سارے ہی سلسلوں کو توڑتا ڈیتی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں میں بقدر استطاعت کے کتاب اللہ کے معارف و اسرار سے بہرہ مند ہوں اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتد بہ جماعت میں مشار الیہ اور مطمح انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ واللہ ثم اللہ ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا لوگوں کو سناتا۔ جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑے پر اثر اخلاقی وعظی کرتا اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈراتا اور نو اہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملا متیں کرتا کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔^۱ میں دوسروں کو رولتا پڑ خود نہ روتا۔ اوروں کو نا کردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پڑ خود نہ ہٹتا۔ چونکہ متعمد ریاکار اور خود غرض مکار نہ تھا۔ اور حقیقتاً حصول جاہ و دنیا میرا قبلہ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کر کے یہ خیالات آتے مگر چونکہ اپنی اصلاح کے لئے کوئی راہ و روئے نظر نہ آتا اور ایمان ایسے جھوٹے خشک عملوں پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا۔ آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل کے سخت مرض میں گرفتار ہو گیا۔ بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر پھر لپک لپک کراخلاق کی کتابوں۔ تصوف کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔ احياء العلوم اور عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ ہر چہاں جلد اور اور کثیر کتابیں اسی غرض سے پڑھیں اور بتوجہ پڑھیں اور قرآن کریم تو میری روح کی غذا تھی اور بجز اللہ ہے۔ بچپن سے اور بالکل بے شعوری کے سن سے اس پاک بزرگ کتاب سے مجھے اس قدر انس ہے کہ میں اس کا کم و کیف بیان نہیں کر سکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ کو سجانے کے لئے لطائف ظرائف بھی بہت حاصل ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے ہاتھوں سے چنگے بھی ہو گئے۔ مگر مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی تھی۔ آخر بڑے حیص بیص کے بعد مجھ پر کھولا گیا کہ زندہ نمونہ یا اس زندگی کے چشمہ پر پہنچنے کے سوا جو اندرونی آلائشوں کو دھو سکتا ہو یہ میل اترنے والی نہیں۔ ہادی کامل خاتم الانبیاء صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ سَلَامُهُ نے کس طرح صحابہ کو منازل سلوک ۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن علم تھا اور آپ اس کا سچا عملی نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی

﴿ ۳۴ ﴾

عظمت و جبروت کو مجرد الفاظ اور علمی رنگ نے فوق العادہ رنگ میں قلوب پر نہیں بٹھایا بلکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونوں اور بے نظیر اخلاق اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت اور پیانے ظہور نے ایسا زوال سکھ آپ کے خدام کے دلوں پر جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت پیارا ہے اور اس کا اَبْدُ الدَّہُوْر تک قائم رکھنا منظور ہے۔ اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح قصوں اور فسانوں کے رنگ میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں۔ جنہوں نے علمی اور عملی طور پر قرآن علیہ صلوات الرحمن کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود اَیَّدَهُ اللّٰهُ الْوَدُوْد کو ہم میں کھڑا کیا کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے۔ میں نے جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہا تھا حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت پر چند وجدانی دلائل تھے۔ اس اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے خود حضرت اقدس نے ”ضرورت امام“ پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ ڈالا ہے جو عنقریب شائع ہوگا۔ ناچار میں نے اس ارادے کو چھوڑ دیا۔

بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو آپ کے باقاعدہ حسن ارادت کے ساتھ درس کتاب اللہ میں حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ظن کو اور ان سب پر آپ کی نیک دل اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا اور آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ سوچیں وقت بہت نازک ہے۔ جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے وہ کہاں ہے۔ میں خدائے ربّ عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اس کی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس کارخیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے کہ دل میں کوئی خوفناک تبدیلی پیدا نہ ہو جائے۔ دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کیلئے سب کچھ کھو دو کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام

۱۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء عاجز عبد الکریم از قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انکم ٹیکس اور تازہ نشان

صدق را ہر دم مدد آید ز رب العلمین	صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستین
ہر بلا کز آسمان بر صادق آید فرود	آخرش گردد نشانی از برائے طالبین

ہمارے بعض نادان دشمن ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں اپنے ناکام رہنے سے بہت مغموم اور کوفتہ خاطر تھے۔ کیونکہ ان کو ایک ایسے مقدمہ میں جس کا اثر اس راقم کی جان اور عزت پر تھا۔ باوجود بہت سی کوشش کے فاش شکست اٹھانی پڑی اور نہ صرف شکست بلکہ اس مقدمہ کے متعلق وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جس کے دو سو سے زیادہ ثقہ اور معزز لوگوں کو خبر دی گئی تھی اور جس کو پبلک میں پیش از وقت بخوبی شائع کر دیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ ان مخالفوں کی بد نظمی اور شتاب کاری سے ایک دوسری شکست بھی ان کو نصیب ہوئی۔ اور وہ یہ کہ جب کہ ان دنوں میں سرسری طور پر بغیر کسی عدالت کی باضابطہ تحقیق کے اس راقم پر مبلغ ماہیٹے انکم ٹیکس مشخص ہو کر اس کا مطالبہ ہوا تو یہ لوگ جن کے نام لکھنے کی حاجت نہیں (عقل مند خود ہی سمجھ جائیں گے) اپنے دلوں میں بہت ہی خوش ہوئے اور یہ خیال کیا کہ اگر ہمارا پہلا نشانہ خطا گیا تھا۔ تو غنیمت ہے کہ اس مقدمہ میں اُس کی تلافی ہوئی۔ لیکن کبھی ممکن نہیں کہ بد اندیش اور نفسانی آدمی فتح یاب ہو سکیں کیونکہ کوئی فتیابی اپنے منصوبوں اور مکاریوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ ایک ہے جو انسانوں کے دلوں کو دیکھتا اور ان کے اندرونی خیالات کو جانچتا اور ان کے نیات کے موافق آسمان پر سے حکم کرتا ہے۔ سو اس نے ان تیرہ خیالات لوگوں کی یہ مراد بھی پوری نہ ہونے دی اور بعد تحقیقات کامل بتاریخ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء انکم ٹیکس معاف کیا گیا۔ اس مقدمہ کے ایک دفعہ پیدا ہو جانے میں

ایک یہ بھی حکمت الہی مخفی تھی کہ تا خدا تعالیٰ کی تائید میری جان اور آبرو اور مال کے متعلق یعنی تینوں طرح سے اور تینوں پہلوؤں سے ثابت ہو جائے کیونکہ جان اور آبرو کے متعلق تو ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں نصرت الہی پاپا یہ ثبوت پہنچ چکی تھی۔ مگر مال کے متعلق امر تائید ہنوز مخفی تھا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے ارادہ فرمایا کہ پبلک کو مال کے متعلق بھی اپنی تائید دکھلاوے۔ سو اس نے یہ تائید بھی ظاہر فرما کر تینوں قسم کی تائیدات کا دائرہ پورا کر دیا۔ سو یہی بھید ہے کہ یہ مقدمہ برپا کیا گیا اور جیسا کہ ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے برپا نہیں ہوا تھا کہ مجھ کو ہلاک یا ذلیل کیا جائے بلکہ اس لئے برپا ہوا تھا کہ اس قادر کریم کے نشان ظاہر ہوں۔ ایسا ہی اس میں بھی ہوا اور جس طرح میرے خدا نے جان اور عزت کے مقدمہ میں پہلے سے الہام کے ذریعہ سے یہ بشارت دی تھی کہ آخر میں بریت ہوگی اور دشمن شرمسار ہوں گے۔ ایسا ہی اس نے اس مقدمہ میں بھی پہلے سے خوشخبری دی کہ انجام کار ہماری فتح ہوگی اور حاسد بد باطن ناکام رہیں گے۔ چنانچہ وہ الہامی خوشخبری اخیر حکم کے نکلنے کے پہلے ہی ہماری جماعت میں خوب اشاعت پا چکی تھی۔ اور جیسا کہ ہماری جماعت نے جان اور آبرو کے مقدمہ میں ایک آسمانی نشان دیکھا تھا اس میں بھی انہوں نے ایک آسمانی نشان دیکھ لیا جو ان کے ایمان کی زیادت کا موجب ہوا۔ فالحمد لله علی ذالک۔

مجھے بڑا تعجب ہے کہ باوجودیکہ نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں کو سچائی کے قبول کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر میدان میں خدا تعالیٰ ان کو شکست دیتا ہے اور وہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تائید الہی ان کی نسبت بھی ثابت ہو مگر بجائے تائید کے دن بدن انکا خذلان اور ان کا نامراد ہونا ثابت ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً جن دنوں میں جنتریوں کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان میں سورج اور چاند دنوں کو گرہن لگے گا اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام موعود کے ظہور کا نشان ہے تو اس وقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑک شروع ہو گیا تھا کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف جھک جائیں۔ تب اس

نشان کے چھپانے کے لئے اول تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف خسوف نہیں ہوگا بلکہ اس وقت ہوگا کہ جب ان کے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے اور جب رمضان میں خسوف کسوف ہو چکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ یہ کسوف خسوف حدیث کے لفظوں سے مطابق نہیں۔ کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اول رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا۔ حالانکہ اس کسوف خسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا۔ اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں۔ اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اس کا نام تو ہلال ہے۔ اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا لفظ۔ سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ چاند کو اس پہلی رات میں گرہن لگے گا جو اس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی مہینے کی تیرھویں رات۔ اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنی اٹھائیس تاریخ جو اس کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے۔

تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنی کو سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور پھر بڑی جانکاہی سے یہ دوسرا عذر بنایا کہ حدیث کے رجال میں سے ایک راوی اچھا آدمی نہیں ہے۔ تب ان کو کہا گیا کہ جب کہ حدیث کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو وہ جرح جس کی بنا شک پر ہے۔ اس یقینی واقعہ کے مقابل پر جو حدیث کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے کچھ چیز ہی نہیں۔ یعنی پیشگوئی کا پورا ہونا یہ گواہی دے رہا ہے کہ یہ صادق کا کلام ہے۔ اور اب یہ کہنا کہ وہ صادق نہیں بلکہ کاذب ہے بدیہیات کے انکار کے حکم میں ہے اور ہمیشہ سے یہی اصول محدثین کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

☆ یہ قانون قدرت ہے کہ چاند گرہن کیلئے مہینے کی تین رات مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور ہمیشہ چاند گرہن ان تین راتوں میں سے کسی ایک میں لگتا ہے۔ پس اس حساب سے چاند گرہن کی پہلی رات تیرھویں رات ہے جس کی طرف حدیث کا اشارہ ہے اور سورج گرہن کے دن مہینے کی ستائیسویں اور اٹھائیسویں اور انیسویں تاریخ ہے پس اس حساب سے درمیانی دن سورج گرہن کا اٹھائیسواں ہے۔ اور انہیں تاریخوں میں گرہن لگا۔ منہ

شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ پیشگوئی کا اپنے مفہوم کے مطابق ایک مدعی مہدویت کے زمانہ میں پوری ہو جانا اس بات پر یقینی گواہی ہے کہ جس کے منہ سے یہ کلمات نکلے تھے اس نے سچ بولا ہے لیکن یہ کہنا کہ اس کی چال چلن میں ہمیں کلام ہے۔ یہ ایک شکی امر ہے اور کبھی کاذب بھی سچ بولتا ہے۔ ماسوا اس کے یہ پیشگوئی اور طرق سے بھی ثابت ہے اور حنفیوں کے بعض اکابر نے بھی اس کو لکھا ہے تو پھر انکار شرط انصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ہٹ دھرمی ہے اور اس دندان شکن جواب کے بعد انہیں یہ کہنا پڑا کہ یہ حدیث تو صحیح ہے اور اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عنقریب امام موعود ظاہر ہوگا مگر یہ شخص امام موعود نہیں ہے بلکہ وہ اور ہوگا جو بعد اس کے عنقریب ظاہر ہوگا مگر یہ انکا جواب بھی بودا اور باطل ثابت ہوا کیونکہ اگر کوئی اور امام ہوتا تو جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے وہ امام صدی کے سر پر آنا چاہئے تھا۔ مگر صدی سے بھی پندرہ برس گزر گئے اور کوئی امام ان کا ظاہر نہ ہوا۔ اب ان لوگوں کی طرف سے آخری جواب یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں ان کی کتابیں مت دیکھو۔ ان سے ملاپ مت رکھو۔ ان کی بات مت سنو کہ ان کی باتیں دلوں میں اثر کرتی ہیں۔ لیکن کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ آسمان بھی ان کے مخالف ہو گیا اور زمین کی حالت موجودہ بھی مخالف ہو گئی۔ یہ کس قدر ان کی ذلت ہے کہ ایک طرف آسمان ان کے مخالف گواہی دے رہا ہے اور ایک طرف زمین صلیبی غلبہ کی وجہ سے گواہی دے رہی ہے۔ آسمان کی گواہی دارقطنی وغیرہ کتابوں میں موجود ہے یعنی رمضان میں خسوف کسوف اور زمین کی گواہی صلیبی غلبہ ہے جس کے غلبہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا اور جیسا کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے۔ یہ دونوں شہادتیں ہماری مؤید اور ان کی مکذب ہیں۔ پھر لیکھرام کی موت کا جو نشان ظاہر ہوا اس نے بھی ان کو کچھ کم شرمندہ نہیں کیا۔ ایسا ہی مہوتسو جلسہ یعنی قوموں کا مذہبی جلسہ جس میں ہمارا مضمون بطور نشان غالب رہا تھا کچھ کم ندامت کا موجب نہیں ہوا۔ کیونکہ اس میں نہ صرف ہمارا مضمون غالب رہا بلکہ یہ واقعہ پیش از وقت الہام ہو کر بذریعہ اشتہارات شائع کر دیا گیا۔ کاش اگر

آہتم ہی زندہ رہتا۔ تو میاں محمد حسین بٹالوی اور اس کے ہم جنسوں کے ہاتھ میں جھوٹی تاویلوں کی کچھ گنجائش رہتی مگر آہتم بھی جلد مر کر ان لوگوں کو برباد کر گیا۔ جب تک وہ چپ رہا زندہ رہا اور پھر منہ کھولتے ہی الہامی شرط نے اس کو لے لیا۔ خدا تعالیٰ نے الہامی شرط کے موافق اس کو عمر دی اور جہی سے کہ اس نے تکذیب شروع کی اسی وقت سے عوارض شدیدہ نے اُس کو ایسا پکڑ لیا کہ بہت جلد اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن چونکہ یہ ذلت بعض نادان مولویوں کو محسوس نہیں ہوئی تھی اور شرطی پیشگوئی کو محض شرارت سے انہوں نے یوں دیکھا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہ تھی اور آہتم کی سراسیمگی اور زبان بند زندگی سے جو پیشگوئی کے ایام میں بدیہی طور پر رہی انہوں نے دیانتداری سے کوئی نتیجہ نہ نکالا اور جو آہتم قسم کیلئے بلایا گیا اور نالاش کیلئے اکسایا گیا اور وہ انکار سے کانوں پر ہاتھ رکھتا رہا ان تمام امور سے ان کو کوئی ہدایت نہ ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اپنے نشانوں کو شبہ میں چھوڑنا نہیں چاہتا لیکھرام کی پیشگوئی کو جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی اور جس میں تاریخ اور دن اور صورت موت یعنی کس طریق سے مرے گا سب بیان کیا گیا تھا اتمام حجت کیلئے کمال صفائی سے پورا کیا۔ مگر افسوس کہ سچائی کے مخالفوں نے اس کھلے کھلے خدا تعالیٰ کے نشان سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ ظاہر ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو لیکھرام کی پیشگوئی میرے ذلیل کرنے کیلئے بڑا عمدہ موقعہ تھا کیونکہ اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہ تھی اور اس میں صاف طور پر پیشگوئی کے ساتھ ہی میں نے اپنا اقرار لکھ کر شائع کر دیا تھا کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو میں جھوٹا ہوں اور ہر ایک سزا اور ذلت کا سزاوار ہوں۔ سو اگر میں جھوٹا ہوتا تو ایسے موقعہ پر جب کہ قسمیں کھا کر یہ پیشگوئی جو کوئی شرط نہیں رکھتی تھی شائع کی گئی تھی ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ مجھ کو رسوا کرتا اور میرا اور میری جماعت کا نام و نشان مٹا دیتا۔ سو خدا نے ایسا نہ کیا بلکہ اس میں میری عزت ظاہر کی۔ اور جن لوگوں نے نادانی سے آہتم کے متعلق کی پیشگوئی کو نہیں سمجھا تھا ان کے دلوں میں بھی اس پیشگوئی سے روشنی ڈالی۔ کیا یہ سوچنے کا مقام نہیں ہے کہ ایسی پیشگوئی میں جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی اور جس کے خطا جانے سے میری تمام

کشتی غرق ہوتی تھی خدا نے کیوں میری تائید کی اور کیوں اس کو پوری کر کے صدمہ ہادلوں میں میری محبت ڈال دی۔ یہاں تک کہ بعض سخت دشمنوں نے روتے ہوئے آ کر بیعت کی۔ اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوتی تو میاں بٹالوی صاحب خود سوچ لیں کہ کس شد و مد سے وہ اشاعت السنہ میں تکذیب کے مضامین لکھتے اور کیا کچھ ان کا دنیا پر اثر ہوتا کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ خدا نے ایسے موقع پر کیوں بٹالوی اور اس کے ہم خیال لوگوں کو شرمندہ اور ذلیل کیا۔ کیا قرآن میں نہیں ہے کہ خدا لکھ چکا ہے کہ وہ مومنوں کو غالب کرتا ہے۔ کیا اگر یہ پیشگوئی جو ایک ذرہ بھی شرط اپنے ساتھ نہیں رکھتی تھی اور ایک بھاری مخالف کے حق میں تھی جو مجھ پر دانت پیتا تھا جھوٹی نکلتی تو کیا اس صاف فیصلہ کے بعد میرا کچھ باقی رہ جاتا اور کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ اس پیشگوئی کے جھوٹے نکلنے پر شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہزار عید کی خوشی ہوتی اور وہ طرح طرح کے ٹھٹھے اور ہنسی کا اپنے کلام کو رنگ دے کر رسالہ کو نکالتا اور کئی جلسے کرتا لیکن اب پیشگوئی کے سچی نکلنے پر اس نے کیا کیا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے خدا کے ایک عظیم الشان کام کو ایک رڈی چیز کی طرح پھینک دیا اور اپنے منحوس رسالہ میں یہ اشارہ کیا کہ لیکھرام کا یہی شخص قاتل ہے۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں کسی انسانی حربہ کے ساتھ قاتل نہیں ہاں آسمانی حربہ کے ساتھ یعنی دعا کے ساتھ قاتل ہوں اور وہ بھی اس کے الحاح اور درخواست کے بعد۔ میں نے نہیں چاہا کہ اس پر بددعا کروں مگر اس نے آپ چاہا سو میں اس کا اسی طرح کا قاتل ہوں جس طرح کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خسرو پرویز شاہ ایران کے قاتل تھے۔ غرض لیکھرام کا مقدمہ محمد حسین پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری کر گیا اور ایسا ہی اس کے اور بھائیوں پر۔ پھر بعد اس کے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں خدا کا نشان ظاہر ہوا اور وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو اخیر حکم سے پہلے صدمہ ہادلوں میں پھیل چکی تھی۔ اس مقدمہ میں شیخ بٹالوی کو وہ ذلت پیش آئی کہ اگر سعادت یاوری کرتی تو بلا توقف توبہ نصوح کرتا۔ اس پر خوب کھل گیا کہ خدا نے کس کی تائید کی۔

یاد رہے کہ کلارک کے مقدمہ میں محمد حسین نے عیسائیوں کے ساتھ شامل ہو کر میری تباہی

کے لئے ناخنوں تک زور لگایا تھا اور میرے ذلیل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا آخر میرے خدا نے مجھے بری کیا۔ اور عین کچھری میں کرسی مانگنے پر وہ ذلت اس کے نصیب ہوئی جس سے ایک شریف آدمی مارے ندامت کے مر سکتا ہے۔ یہ ایک صادق کی ذلت چاہنے کا نتیجہ ہے۔ کرسی کی درخواست پر اس کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جھڑکیاں دیں اور کہا کہ کرسی نہ کبھی تجھ کو ملی اور نہ تیرے باپ کو اور جھڑک کر پیچھے ہٹایا اور کہا کہ سیدھا کھڑا ہو جا۔ اور اُس پر موت پر موت یہ ہوئی کہ ان جھڑکیوں کے وقت یہ عاجز صاحب ڈپٹی کمشنر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی ذلت دیکھنے کیلئے وہ آیا تھا۔ اور مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ اس واقعہ کو بار بار لکھوں۔ کچھری کے افسر موجود ہیں ان کا عملہ موجود ہے ان سے پوچھنے والے پوچھ لیں۔

اب سوال تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ وہ مومنوں کی تائید کرتا ہے اور انہیں عزت دیتا ہے اور جھوٹوں اور دجالوں کو ذلیل کرتا ہے پھر یہ الٹی ندی کیوں بہنے لگی کہ ہر ایک میدان میں محمد حسین کو ہی ذلت اور رسوائی اور بے عزتی نصیب ہوتی گئی۔ کیا خدا تعالیٰ کی اپنے پیاروں سے یہی عادت ہے۔ اب ٹیکس کے مقدمہ میں شیخ بٹالوی صاحب کی یہ خوشی تھی کہ کسی طرح ٹیکس لگ جائے تا اسی مضمون کو لمبا چوڑا کر کے اشاعت المسنہ کو رونق دیں تا پہلی ذلتوں کی کسی قدر پردہ پوشی ہو سکے۔ سو اس میں بھی وہ نامراد ہی رہا اور صاف طور پر معافی کا حکم آ گیا۔ خدا نے اس مقدمہ کو ایسے حکام کے ہاتھ میں دیا جنہوں نے سچائی اور ایمانداری سے عدالت کو پورا کرنا تھا۔ سو بد نصیب بد اندیش اس حملہ میں بھی محروم ہی رہے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے حکام با انصاف پر اصل حقیقت کھول دی۔ اور اس جگہ ہمیں جناب مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کا شکر کرنا چاہئے۔ جن کے دل پر خدا تعالیٰ نے واقعی حقیقت منکشف کر دی۔ اسی وجہ سے ہم ابتداء سے انگریزی حکومت اور انگریزی حکام کے شکر گزار اور مداح اور ثنا خوان ہیں کہ وہ انصاف کو بہر حال مقدم رکھتے ہیں۔ پکتان ڈگلز صاحب سابق کمشنر نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ فوجداری میں اور مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب نے اس انکم ٹیکس کے مقدمہ میں ہمیں انگریزی

﴿۴۲﴾

عدالت اور حق پسندی کے دوایسے نمونے دیئے ہیں جن کو ہم مدت العمر میں کبھی بھول نہیں سکتے۔ کیونکہ کیتان ڈگلس صاحب کے سامنے وہ نازک مقدمہ آیا تھا جس کا فریق مستغیث ایک معزز عیسائی تھا اور جس کی تائید میں گویا پنجاب کے تمام پادری تھے۔ لیکن صاحب موصوف نے اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی کہ یہ مقدمہ کس گروہ کی طرف سے ہے اور پورے طور پر عدالت سے کام لیا اور مجھے بری کیا۔ اور جو مقدمہ اب مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب کے زیر تجویز آیا۔ یہ بھی نازک تھا کیونکہ ٹیکس کی معافی میں سرکار کا نقصان ہے۔ سو صاحب مؤخر الذکر نے بھی سراسر معدلت اور انصاف پسندی اور محض عدل سے کام لیا۔ میری دانست میں اس قسم کے حکام گورنمنٹ کی رعایا پروری اور نیک نیتی اور اصول انصاف کے روشن نمونے ہیں۔ اور واقعی امر یہی تھا جس امر تک مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب کا روشن خیال پہنچ گیا۔ سو ہم شکر بھی کرتے ہیں اور دعا بھی۔ اور اس جگہ محنت اور تفتیش منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پر گنہ بٹالہ قابل ذکر ہے جنہوں نے انصاف اور احقاق حق مقصود رکھ کر واقعات صحیحہ کو آئینہ کی طرح حکام بالا دست کو دکھلایا اور اس طرح پر ٹھیک ٹھیک اصلیت تک پہنچنے کیلئے اعلیٰ حکام کو مدد دی۔ اب وہ مقدمہ یعنی تحصیلدار صاحب کی رائے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا اخیر حکم ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

نقل رپورٹ منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پر گنہ بٹالہ ضلع گورداسپور بمقدمہ عذر داری ٹیکس

مشمولہ مثل اجلاسی مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

مجموعہ ۲۰ جون ۹۸ء فیصلہ ۱۷ ستمبر ۹۸ء نمبر بستہ از مکملہ نمبر مقدمہ ۵۵-۲۶

مثل عذر داری انکم ٹیکس مسمی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ذات مغل

سکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

بجھور جناب والا شان جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

جناب عالی۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر اس سال ہائیر انکم ٹیکس تشخیص ہوا تھا اس سے

پیشتر مرزا غلام احمد پر کبھی ٹیکس تشخیص نہیں ہوا۔ چونکہ یہ ٹیکس نیا لگایا گیا تھا۔ مرزا غلام احمد نے اس پر عدالت حضور میں عذر داری دائر کی جو بنا بر دریافت سپرد محکمہ ہذا ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ انکم ٹیکس کے متعلق جس قدر تحقیقات کی گئی ہے اس کا ذکر کیا جائے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کچھ ذکر گوش گزار حضور کیا جاوے تاکہ معلوم ہو کہ عذر دار کون ہے اور کس حیثیت کا آدمی ہے۔

مرزا غلام احمد ایک پرانے معزز خاندان مغل میں سے ہے جو موضع قادیان میں عرصہ سے سکونت پذیر ہے اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز زمیندار تھا اور موضع قادیان کا رئیس تھا۔ اس نے اپنی وفات پر ایک معقول جائیداد چھوڑی۔ اس میں سے کچھ جائیداد تو مرزا غلام احمد کے پاس اب بھی ہے اور کچھ مرزا سلطان احمد پسر مرزا غلام احمد کے پاس ہے جو اس کو مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی کے توسل سے ملی ہے۔ یہ جائیداد اکثر زریعی مثلاً باغ، زمین اور تعلقہ داری چند دیہات ہے اور چونکہ مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز رئیس آدمی تھا ممکن ہے اور میری رائے میں اغلب ہے کہ اس نے بہت سی نقدی اور زیورات بھی چھوڑے ہوں لیکن ایسی جائیداد غیر منقولہ کی نسبت قابل اطمینان شہادت نہیں گذری۔ مرزا غلام احمد ابتدائی ایام میں خود ملازمت کرتا رہا ہے اور اس کا طریق عمل ہمیشہ سے ایسا رہا ہے کہ اس سے امید نہیں ہو سکتی کہ اس نے اپنی آمدنی یا اپنے والد کی جائیداد نقدی و زیورات کو تباہ کیا ہو۔ جو جائیداد غیر منقولہ اس کو باپ سے وراثتاً پہنچی ہے وہ تو اب بھی موجود ہے۔ لیکن جائیداد غیر منقولہ کی نسبت شہادت کافی نہیں مل سکی۔ لیکن بہر حال مرزا غلام احمد کے حالات کے لحاظ سے یہ طمانیت کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بھی اس نے تلف نہیں کی۔ کچھ مدت سے مرزا غلام احمد نے ملازمت وغیرہ چھوڑ کر اپنے مذہب کی طرف رجوع کیا اور اس امر کی ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جاوے اس نے چند مذہبی کتابیں شائع کیں رسالہ جات لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اشتہارات کیا۔ چنانچہ اس کل کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گروہ جن کی فہرست (بحروف انگریزی) منسلک ہذا ہے اس کو اپنا سرگروہ ماننے لگ گیا اور بطور ایک علیحدہ فرقہ کے قائم ہو گیا۔ اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں۔ جن میں

﴿۴۴﴾

بلاشبہ بعض اشخاص جن کی تعداد زیادہ نہیں معزز اور صاحب علم ہیں۔ مرزا غلام احمد کا گروہ جب کچھ بڑھ نکلا تو اس نے اپنی کتب ”فتح اسلام“ اور ”توضیح مرام“ میں اپنے اغراض کے پورا کرنے کیلئے اپنے پیروؤں سے چندہ کی درخواست کی اور ان میں پانچ مدت کا ذکر کیا جن کے لئے چندہ کی ضرورت ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد پر اس کے مریدان کا اعتقاد ہو گیا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے چندہ بھیجنا شروع کیا اور اپنے خطوط میں بعض دفعہ تو تخصیص کر دی کہ ان کا چندہ ان پانچ مدتوں میں سے فلاں مدت پر لگایا جاوے اور بعض دفعہ مرزا غلام احمد کی رائے پر چھوڑ دیا کہ جس مدت میں وہ ضروری خیال کریں صرف کریں چنانچہ حسب بیان مرزا غلام احمد عذر دار اور بروئے شہادت گواہان چندہ کے روپیہ کا حال اسی طرح ہوتا ہے۔ الغرض یہ گروہ اس وقت بطور ایک مذہبی سوسائٹی کے ہے جس کا سرگروہ مرزا غلام احمد ہے اور باقی سب پیروان ہیں اور چندہ باہمی سے اپنی سوسائٹی کے اغراض کو بہ سلوک پورا کرتے ہیں۔ جن پانچ مدت کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

اول؎ مہمان خانہ۔ جس قدر لوگ مرزا غلام احمد کے پاس قادیان میں آتے ہیں خواہ وہ مرید ہوں یا نہ ہوں لیکن وہ مذہبی تحقیقات کیلئے آئے ہوں ان کو وہاں سے کھانا ملتا ہے اور حسب بیان تحریری مختار مرزا غلام احمد اس مدت کے چندہ میں سے مسافروں، یتیموں اور بیواؤں کی بھی امداد کی جاتی ہے۔

دوم؎ مطبخ۔ اس میں مذہبی کتابیں اور اشتہارات چھاپے جاتے ہیں اور بعض دفعہ لوگوں میں مفت تقسیم ہوتے ہیں۔

سوم؎ مدرسہ۔ مرزا غلام احمد کے مریدوں کی طرف سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے لیکن اس کی ابھی ابتدائی حالت ہے اور اس کا اہتمام مولوی نور دین کے سپرد ہے جو مرزا غلام احمد کا ایک مرید خاص ہے۔

چہارم؎ سالانہ اور دیگر جلسہ جات۔ اس گروہ کے سالانہ جلسے بھی ہوتے ہیں اور ان جلسوں کے سرانجام دینے کے لئے چندہ فراہم کیا جاتا ہے۔

پنجم خط و کتابت۔ حسب بیان تحریری مختار مرزا غلام احمد اور شہادت گواہان اس میں بہت سا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ مذہبی تحقیقات کے متعلق جس قدر خط و کتابت ہوتی ہے اس کیلئے مریدوں سے چندہ لیا جاتا ہے۔ الغرض حسب بیان گواہان ان پانچ مدوں میں چندہ کا روپیہ خرچ ہوتا ہے اور ان ذرائع سے مرزا غلام احمد اپنے مریدوں کے اپنے خیالات مذہبی کی اشاعت کرتا ہے۔ یہ سوسائٹی ایک مذہبی گروہ ہے اور چونکہ حضور کو اس گروہ کی نسبت پیشتر سے علم ہے اس لئے اسی مختصر خاکہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور اب اصل درخواست عذر داری کے متعلق گزارش کی جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد پر امسال ۲۰۰۷ء روپیہ اس کی سالانہ آمدنی قرار دے کر ماہِ اگست ۱۹۸۷ء تک اس قرار دیا گیا۔ اس کی عذر داری پر اس کا اپنا بیان خاص موضع قادیان میں جبکہ کمترین بتقریب دورہ اس طرف گیا لیا گیا۔ اور تیراں کس گواہان کی شہادت قلم بند کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری، زمین اور باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً ۱۹۸۷ء کی زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی اور باغ کی سالانہ تخمیناً دو سو تین سو روپیہ چار سو اور حد درجہ پانسو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کے ہوتی ہے وہ پانچ مدوں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا خرچ ہوتی ہے اور اس کی ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔ صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ، زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کیلئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔ شہادت گواہان بھی مرزا غلام احمد کے بیان کی تائید کرتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ مریدان بطور خیرات پانچ مدت مذکورہ بالا کے لئے روپیہ مرزا غلام احمد کو بھیجتے ہیں۔ اور ان ہی مدت میں خرچ ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد کی اپنی ذاتی آمدنی سوائے آمدنی تعلقہ داری، زمین اور باغ کے اور نہیں ہے جو قابل ٹیکس ہو۔ گواہان میں سے چھ گواہ گو معتمد

﴿۴۶﴾

اشخاص ہیں لیکن مرزا صاحب کے مرید ہیں اور اکثر مرزا غلام احمد کے پاس رہتے ہیں۔ دیگر سات گواہ مختلف قسم کے دوکاندار ہیں جن کو مرزا صاحب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ بالعموم یہ سب گواہان مرزا غلام احمد کے بیان کی تائید کرتے ہیں اور اس کی ذاتی آمدنی سوائے آمدنی تعلقہ داری، زمین اور باغ کے اور کسی قسم کی نہیں بتلاتے۔ میں نے موقعہ پر بھی خفیہ طور سے مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی کی نسبت بعض اشخاص سے دریافت کیا۔ لیکن اگرچہ بعض اشخاص سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی بہت ہے اور یہ قابل ٹیکس ہے لیکن کہیں سے کوئی بین ثبوت مرزا صاحب کی آمدنی کا نہ مل سکا۔ زبانی تذکرات پائے گئے۔ کوئی شخص پورا پورا ثبوت نہ دے سکا۔ میں نے موضع قادیاں میں مدرسہ اور مہمان خانہ کا بھی ملاحظہ کیا۔ مدرسہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے اور اکثر عمارت خام بنا ہوا ہے۔ اور کچھ مریدوں کیلئے بھی گھر بنے ہوئے ہیں۔ لیکن مہمان خانہ میں واقعی مہمان پائے گئے اور یہ بھی دیکھا گیا کہ جس قدر مرید اس روز قادیاں میں موجود تھے انہوں نے مہمان خانہ سے کھانا کھایا۔

کمترین کی رائے ناقص میں اگر مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی صرف تعلقہ داری اور باغ کی قرار دی جائے جیسا کہ شہادت سے عیاں ہوا اور جس قدر آمدنی مرزا صاحب کو مریدوں سے ہوتی ہے اس کو خیرات کا روپیہ قرار دیا جائے جیسا کہ گواہان نے بالعموم بیان کیا تو مرزا غلام احمد پر موجودہ انکم ٹیکس بحال نہیں رہ سکتا۔ لیکن جب کہ دوسری طرف یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک معزز اور بھاری خاندان سے ہے اور اس کے آباء و اجداد رئیس رہے ہیں اور ان کی آمدنی معقول رہی ہے اور مرزا غلام احمد خود ملازم رہا ہے اور آسودہ حال رہا ہے تو ضرور گمان گذرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک مالدار شخص ہے اور قابل ٹیکس ہے۔ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گرو رکھ کر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے۔ تو جس شخص کی عورت اس قدر روپیہ دے سکتی ہو اس کی نسبت ضرور گمان گذرتا ہے کہ وہ مالدار ہوگا۔ کمترین نے جس قدر تحقیقات کی ہے۔ وہ شامل مثل ہذا ہے اور یہ تعمیل حکم حضور رپورٹ ہذا ارسال خدمت حضور ہے۔ المرقوم ۳۱ اگست ۱۸۹۸ء

کمترین تاج الدین تحصیلدار بٹالہ مکرر آنکھ مختار وکیل مرزا غلام احمد کو حضور کی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء کی تاریخ دی گئی ہے۔ تحریر بتاریخ صدر۔ دستخط حاکم نقل حکم درمیانی بصیغہ عذر داری ٹیکس اجلاسی ٹی ڈیکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور مثل عذر داری انکم ٹیکس مسمی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ذات مغل سکنتہ موضع قادیان۔ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

آج یہ کاغذات پیش ہو کر رپورٹ تحصیلدار صاحب سماعت ہوئی۔ فی الحال یہ مثل زیر تجویز ہے۔ شیخ علی احمد وکیل اور مختار عذر دار حاضر ہیں۔ ان کو اطلاع دیا گیا۔

تحریر ۹۸-۹-۳ دستخط حاکم

نقل ترجمہ حکم اخیر بصیغہ عذر داری ٹیکس اجلاسی مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور ترجمہ حکم

یہ ٹیکس جدید تشخیص کی گئی ہے اور مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ تمام اس کی آمدنی اس کے ذاتی کاروبار پر خرچ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس فرقہ کے اخراجات پر صرف ہوتی ہے کہ جو اس نے قائم کیا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کے پاس اور جائیداد بھی ہے لیکن اس نے تحصیلدار کے سامنے بیان کیا کہ وہ آمدنی بھی کہ جو از قسم آمدنی اراضی و زراعت کی ہے اور زبردفعہ ۵ (ب) مستثنیٰ ہے مذہبی اخراجات میں جاتی ہے۔ ہمیں اس شخص کی نیک نیتی پر شبہ کرنے کے لئے کوئی وجہ معلوم نہیں کرتے۔ اور ہم اس کی آمدنی کو جو چندہ ہا ہے وہ = ۵۲۰۰/ روپیہ بیان کرتا ہے معاف کرتے ہیں۔ کیونکہ زبردفعہ ۵ (E) محض مذہبی اغراض کے لئے وہ صرف کی جاتی ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ بعد تعمیل ضابطہ کاغذات ہذا داخل دفتر کئے جاویں۔ تحریر ۹۸-۹-۱۷

مقام ڈلہوزی ————— دستخط حاکم

اس جگہ ہم اصل انگریزی اخیر حکم کی نقل بھی مع ترجمہ کر دیتے ہیں:-

In the Court of F.T. Dixon Esquire Collector of the District of Gurdaspur.

Income Tax objection case No. 46 of 1898.

Mirza Ghulam Ahmad son of Mirza Ghulam Murtaza, caste Mughal, resident of mouzah Qadian Mughlan, Tahsil Batala, District of Gurdaspur objector

ORDER

This tax is a newly imposed one and Mirza Ghulam Ahmad claims that all his income is applied not to his personal but to the expenses of the sect he has founded. He admits that he has other property but he stated to the Tahsildar that even the proceeds of that which is classed as land and the proceeds of agriculture and is exempt under 5 (b) go to his religious expenses. I see no reason to doubt the bona fides of this man, whose sect is well known, and I exempt his income from subscriptions which he states as 5200/- Under Sec 5 (c) as being solely employed in religious purposes.

Sd/T. Dixon
Collector

17-9-1898

ترجمہ

بعدالتی ڈیکشن صاحب بہادر کلکٹر ضلع گورداسپور

مقدمہ نمبر ۴۶ بابت ۹۸ء عذر داری انکم ٹیکس

مرزا غلام احمد صاحب ولد مرزا غلام مرتضیٰ قوم مغل ساکن موضع قادیاں مغلاں

تختیل ہالہ ضلع گورداسپور عذر دار

حکم

یہ ٹیکس اب کے ہی لگایا گیا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ

تمام آمدنی میری جماعت کے لئے خرچ ہوتی ہے۔ میرے ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ وہ اس بات کو بھی قبول کرتے ہیں کہ میری اور بھی جائیداد ہے۔ لیکن تحصیل دار صاحب کے سامنے انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس میری جائیداد کی آمدنی بھی جو از قسم زمین ہے۔ اور پیداوار زراعت ہے اور زیر دفعہ ۵ (ب) انکم ٹیکس سے بری ہے۔ دینی مصارف میں ہی کام آتی ہے۔ اس شخص کے اظہار نیک نیتی میں مجھے شک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جس کی جماعت کو ہر ایک جانتا ہے میں ان کی چندوں کی آمدنی کو جس کی تعداد وہ مالک (۵۲۰۰) بیان کرتے ہیں اور جو محض دینی کاموں میں خرچ ہوتی ہے۔ زیر دفعہ ۵ (ای) انکم ٹیکس سے بری کرتا ہوں۔

دستخطی ڈیکسن صاحب بہادر کلکٹر

۱۷ ستمبر ۱۹۸۰ء



جس کتاب پر دستخط مصنف و مہر نہ ہو تو وہ کتاب مسروقہ ہوگی

راقم

میرزا غلام احمد

مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

انڈیکس

روحانی خزانہ جلد نمبر ۱۳

زیرنگرانی

سید عبد الحی

آیات قرآنیہ ۳

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۷

مضامین ۸

اسماء ۳۱

مقامات ۵۸

کتابیات ۶۳

٣٢٦	ولا تقف ما ليس لك به علم (٣٤)
ح ٢٢٦	حملنا هم في البر والبحر (٤١)
٨٠، ٦٥	من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى (٤٣)
٨٨	قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسولاً (٩٢)
ح ٢٢١، ح ٢٢٢	
٣٢٦	مريم
ح ٢٣٤	رفعناه مكاناً علياً (٥٨)
١٠٥	طه
٢٤٨	اعطى كل شيء خلقه (٥١)
٢٤٩	رب زدني علماً (١١٥)
١١٤	فنسى ولم نجد له عزماً (١١٤)
٣٠	الانبياء
ح ٢٥٦	لا يستل عماً يفعل وهم يستلون (٢٣)
٢٤٩	الفرقان
٢٤٢	واجعلنا للمتقين اماماً (٤٥)
٢٤٨	الشعراء
٢٨٢	تنزل على كل آفاك ائيم (٢٢٣)
٤٢	العنكبوت
ح ٢١٨	لا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتي هي احسن (٢٤) (٣٤)
٣٦٢	الاحزاب
٢٢٥	ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (٢١)
٨٢	سبا
ح ٢٣٩	ولقد صدق عليهم ابليس ظنه (٢١)
١٠٥	الزمر
٨٢	فيمسك التي قضى عليها الموت (٢٣)
٢٢٢	قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم (٥٢)
١٠٥	المؤمن
٨٢	ان يك كاذباً فعليه كذبه (٢٩)
٢٤٣	حم السجدة
ح ٢٢٦	ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا (٣١)
٨٨	الشورى
ح ٢٢١، ح ٢٢٢	جزاء سيئة سيئة مثلها (٢١)
٣٢٦	الحجرات
ح ٢٣٤	ان بعض الظن اثم (١٣)
١٠٥	النجم
١٠٥	وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (٢-٥)
١٠٥	الصف
١٠٥	لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون (٢-٣)
٢٤	فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم (٦)
ح ٢٥٦	الجمعة
٢٤٩	آخرين منهم لما يلحقوا بهم (٢)
٢٤٩	ذالك فضل الله يؤتية من يشاء (٥)
٢٤٨	القلم
٢٤٨	انك لعلى خلق عظيم (٥)
٤٢	القيمة
ح ٢١٨	وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة (٢٣-٢٢)
٣٦٢	الفجر
٣٦٢	يايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية (٢٩)
٨٢	الهمزة
٨٢	نار الله الموقدة التي تطلع على الافئدة (٨-٤)
٢٢٢	النصر
٢٢٢	يدخلون في دين الله افواجا (٣)
١٠٥	الاخلاص
١٠٥	قل هو الله احد..... ولم يكن له كفوا احد (٥-٢)

احادیث نبویہ علیہ السلام

(بترتیب حروف تہجی)

امت محمدیہ کے بھی اتنے فرقے ہو جائیں گے جس قدر یہود کے فرقے ہوئے تھے اور ہر ایک دوسرے کی تکذیب و تکفیر کرے گا	۴۷۴	اجدر یح الرحمان من قبل الیمن
عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے والا صدی کے سر کا مجدد ہی مسیح ہوگا	۳۳۶	اذا وقع العبد فی الهانیة الرب و مهیمینة الصدیقین
مسیح موعود اور مسیح اسرائیلی کے دو الگ الگ حلیوں کا بیان مسیح موعود کے گندمی رنگ اور سیدھے بال جبکہ مسیح اسرائیل کا سرخ رنگ اور گھنگھرے بال	۳۱۸، ۳۰۱، ۲۱۴	امامکم منکم
آنے والے امام موعود کی تکفیر ہوگی	۲۱۸-۲۱۷	جاء الشیطان الی عیسیٰ قال الست تزعم انک صادق قال بلی
مسیح موعود کی تلوار اس کے انفاس طیبہ ہیں یعنی کلمات حکمیہ	۳۰۸	فامکم منکم
وہ مسیح موعود تہہ ہتھیار اٹھائے گا اور نہ لڑائی کرے گا	۳۰۸	لا نبی بعدی
مسیح موعود تمہارا امام اور خلیفہ ہے اور اس پر خدا اور اس کے نبی کا سلام ہے	۳۰۸	لا مہدی آلا عیسیٰ
کام یہ ہوگا کہ وہ کسر صلیب کرے	۲۲۲	لو کان الدین عند الثریا لذهب بہ رجل من فارس
مسیح موعود کے ظہور سے پہلے زمین ظلم اور جور سے بھری ہوگی پھر مہدی موعود عدل و انصاف سے زمین کو پُر کرے گا	۲۲۲	لیسوا منی ولست منہم
گاہ روشن پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا	۲۷۲	من مات بغير امام مات میتة جاهلیة و اومی الی المشرق
صلیبی غلبہ کے وقت مسیح موعود آئے گا	۲۵۹	یجد دلہا
	۳۰۳	یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر
	۲۵۹	
		احادیث بالمعنی
	۲۲۰	آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا
		اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا
	۳۰۲	جو ان کی ضرورتوں کے موافق تجدید دین کرے گا
	۲۰۶	مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا

۳۲۸	مسیح موعود کو اپنا بازو قرار دیا، سلام بھیجا اور اس کا نام حکم عدل امام اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے
ح ۲۶۲	مسیح موعود عیسائی قوم کے دہل کو دور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کرے گا
ح ۲۰۷	مسیح موعود صلیب کے غلبہ کے وقت آئے گا
ح ۲۶۱	مسیح موعود اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے
۴۷۲	ح ۲۱۵، ح ۲۷۸
۲۶۰	حضرت عیسیٰ 120 سال زندہ رہے۔
۲۶۰	مسیح موعود کا دعویٰ کریگا اور خدائی کا دعویٰ کریگا
۲۶۰	مسیح موعود کے ظہور کے لئے مشرق کی طرف ہی اشارہ کیا گیا



الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بترتیب حروف تہجی)

عربی الہامات	قد ابتلی المؤمنون	۱۱۰
اردت ان استخلف فخلق آدم	شکر اللہ سعیہ	ح ۱۶۳
انا خلقنا الانسان فى احسن تقويم	قل انى امرت وانا اول المؤمنين	ح ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۵
الرحمن علم القرآن لتندر قوما ما انذر آباء هم.....	لو كان الايمان معلقاً بالثريا لنالہ رجل	ح ۲۰۱، ۲۰۵
اصحاب الصفة و ما ادراك ما اصحاب الصفة	من فارس	ح ۲۰۹، ۲۱۳
القيت عليك محبة منى	نصرت بالرعب	ح ۳۰۸
اليس الله بكاف عبده	واتل عليهم ما وحي اليك ولا تصعر لخلق الله	ح ۳۰۸
املوا	ولا تستمن من الناس	ح ۳۰۹
ان الذين كفروا رد عليهم رجل من فارس	وداعياً الى الله وسراجا منيراً.....	ح ۳۰۹، ۳۱۰
انا زينا السماء الدنيا بمصابيح	والسما والطارق	ح ۱۶۳
انا فتحنا لك فتحاً مبيناً.....	ويشّر الذين امنوا ان لهم قدم صدق	ح ۱۰۵
انى مع الافواج آتيك بغتة	يا احمد فاضت الرحمة على شفيتك	ح ۳۰۹، ۳۱۰
انى مهين من اراد اهانتك	يصلون عليك ابدال الشام.....	ح ۱۱۱
ترى اعينهم تفيض من الدمع	ينقطع آباءك ويبدء منك	ح ۱۱۰، ۲۲، ۳۰
خذوا التوحيد، التوحيد يا ابناء الفارس		ح ۳۱۰
ربنا اننا سمعنا منادياً ينادى للايمان	تيراضمون بالاربهگا	ح ۳۰۹، ۳۱۲
سبحان الله تبارك و تعالی زاد مجدك ينقطع	دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا.....	ح ۳۱۰، ۳۰۹
آباتک و بیدء منک	ہم ایک نظام اور نیا آسمان نئی زمین چاہتے ہیں	ح ۱۷۹

ارود الہامات

۵۹، ۵۸

۳۲۹

۱۰۲



مضامین

آ-۱	
۵۰۱	آریہ دھرم
ح ۱۳	وید تک ہی خدا کے کلام پر مرگادی
۳۲۸	اسلام، بانی اسلام اور قرآن کے بارہ میں آریوں کی بدزبانی
۳۲۶	آریہ سماج
ح ۳۲۶	آزادی مذہب
۳۱۸	مذہبی آزادی اور اہل کتاب کی طرف سے دکھ دیئے جانے کی پیشگوئی
۳۲۶	ہمیں اس حکومت کے سایہ میں ہر قسم کی آزادی حاصل ہے جس پر ہم اس کے مشکور ہیں
۳۵۰، ۳۲۹، ۳۲۳	انگریزی دور میں مذہبی آزادی حاصل ہوئی جو اس سے پہلے دور میں نہ تھی
۳۲۹	انگریزی گورنمنٹ نے دینی امور میں مکمل آزادی دی ہے اور اس پیاری چیز کی خیر پا کر دوسرے ممالک بھی اس گورنمنٹ کو چاہتے ہیں
۳۵۰	ہمارے ادب کا تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں
ح ۲۲۰	اجماع
ح ۱۳	صحابہؓ کا وفات مسیح پر اجماع ہوا
ح ۱۳	حیات مسیح اجماعی عقیدہ نہیں ہے بڑے بڑے ائمہ، محدثین، مفسرین اور اکابرین وفات مسیح کے قائل ہیں
ح ۲۲۲، ۲۲۱	احمدیت / جماعت احمدیہ
ح ۱۳	میری جماعت میں لہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے
ح ۱۳	جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل اسلام داخل ہیں
ح ۱۳	میری جماعت میں اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ علوم مروجہ کے حاصل کرنے والے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے
ح ۳۲۶	جماعت کے اصول پاک صاف امن بخش اور صلح کاری کے ہیں جن کی نظیر دوسرے فرقوں میں نہیں ملے گی
ح ۳۲۶	فرقہ جدید (جماعت احمدیہ) گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے
ح ۳۲۶	حضورؐ اور جماعت کے حالات پر مبنی درخواست محررہ
ح ۳۲۶	۲۲ فروری ۱۸۹۸ء بنام لیفٹیننٹ گورنر بہادر ۳۵۰ تا ۳۳۷
ح ۳۲۶	حضور کا اپنے مریدوں کی فہرست گورنمنٹ کو فراہم کرنا
ح ۳۲۶	کہ یہ مخلصین اور خیر خواہوں کی جماعت ہے
ح ۳۲۶	مخلصین سلسلہ کی فہرست جو گورنمنٹ کو ارسال کی گئی
ح ۳۲۶	جماعت کو حضور کی نصیحت کہ انگریزوں کو اولی الامر میں داخل کرتے ہوئے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دین میں حارج نہیں
ح ۳۲۶	حضور کی جماعت کو نصاب
ح ۳۲۶	ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں حقوق اللہ
ح ۳۲۶	حقوق العباد اور گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی

۳۸۱ اسلام نہایت پاک اصول رکھتا ہے

۱۶ اسلامی اصول کے موافق گزشتہ انبیاء کی تکذیب نہیں ہے

۵۴ اسلامی توحید سب کی مانی منائی ہے

چولہ صاحب میں باوا صاحب لکھ گئے ہیں کہ اسلام کے

۲۹۲ سوا کوئی مذہب سچا نہیں

اسلام کا نورانی اور مبارک چہرہ لوگوں کو دکھائیں یہ سچی

۳۸۳ بہمدردی اسلام ہے

تقریباً تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت

۳۱۸ بدگوئی کا دروازہ کھلا

اعتراضات کے رد کے ساتھ اسلامی تعلیم کی عمدگی اور

۳۸۱ خوبی اور فضیلت بھی بیان کی جاوے

موجودہ اسلامی ذریت کو تم قاتل سے بچانے کیلئے جملہ

۳۹۸ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جائے گا

اسلام کی خوبیاں اور اعتراضات کا جامع رد تین زبانوں

۳۹۵ اردو عربی اور فارسی میں لکھا جائے

اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانا اور زہریلی ہواؤں سے

۳۹۴، ۳۹۳ بچانا اسلام کے لئے اس زمانہ میں حقیقی کام ہے

پادریوں کی طرف سے اسلام پر ہونے والے اعتراضات

۳۷۸ کا جواب دیا جانا چاہئے تا لوگ گمراہی سے بچیں

تائید اسلام کے دعویٰ میں جا بجا انجمنیں قائم ہیں لاہور

۳۹۲ میں بھی تین انجمنیں قائم ہیں

عیسائیت کے مقابل پر اسلامی کتب کی اشاعت

۴۱۳ کس قدر ہوئی؟

اسلام پادریوں، فلسفہ جدیدہ، آریہ، برہمنوں اور

۴۰۳ دہریوں طبعوں کے حملوں کے نیچے دبا ہوا ہے

اسلام کے خلاف عیسائیت اور آریوں وغیرہ کی طرف

۳۹۳ سے تین ہزار تک اعتراضات پہنچ چکے ہیں

اس قدر تحقیر اور گالیاں پہلے کبھی اہل اسلام کو نہیں

۳۸۴ دی گئیں جیسی کہ اس زمانہ میں

حضور کی احمدیوں اور مسلمانوں کو نصیحت کہ طریق سخت گوئی

۳۱۲ سے بچیں اور حملوں کا نرم الفاظ میں جواب دیں

زٹی کی بدگوئی پر گورنمنٹ کو جماعت کی طرف سے

۳۹۱ میموریل بھیجنے کا مقصد

مقدمہ قتل اور اس سے بریت سے جماعت کو مختلف

۴۴ نشانات کے ذریعہ فائدہ پہنچانا

اخلاق

تمام اخلاق ذمہ بد استعمالی یا افراط تفریط کی وجہ سے

ذمہ ہوتے ہیں حد اعتدال اور موقع محل پر استعمال

۶۷ کریں تو اخلاق فاضلہ ہو جاتے ہیں

ارتداد

اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت قبول کرنے والے پنجاب

۳۹۳ اور ہندوستان میں ایک لاکھ کے قریب ہو گئے

اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہونے والے یہ اسلام اور

۳۷۹ آنحضرت کے بارے میں زیادہ بدزبانی دکھلا رہے ہیں

اسلام

۱۵۵ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام

زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس پر ہمیشہ کے لئے زندہ

۹۲ خدا کا ہاتھ ہو سو وہ اسلام ہے

اسلام اپنے آسمانی نشانات کی وجہ سے کسی زمانے کے

۹۲ آگے شرمندہ نہیں

جس قدر اولیاء کرام اسلام میں اسلام کی تائید اور

آنحضور کی سچائی کی گواہی میں گزرتے رہے ہیں اس کی

۹۲ نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی

اسلام میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جنہوں نے آسمانی

۹۲، ۹۱ نشانات کے ذریعہ غیر قوموں کو ہدایت بخشی

آنحضور سے آج تک ایسے باخدا لوگ گزرتے رہے جو

۹۱ آسمانی نشانات کے ذریعہ غیر قوموں کو ہدایت دیتے رہے

اسلام سے مرتد ہونے والے عیسائی اسلام پر زیادہ
بدزبانی کر رہے ہیں مثلاً عماد الدین، صفدر علی اور
مصنف امہات المؤمنین وغیرہ

۳۷۹

اسلام کے بارہ میں عیسائیوں اور ہندوؤں کی
بدزبانی اور گستاخی

۱۲۴۲ تا ۱۲۴۵

اسلامی بادشاہ

ہندوستان کے بعض اسلامی بادشاہوں نے صوبہ پنجاب
کو چھوڑ دیا تھا اور کچھ حکومت کے مظالم شروع ہوئے

۲۹۴

اشتہار اشتہارات

اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء بعنوان تکمیل تبلیغ مع شرائط

۳۳۷، ۹

بیعت

۳۳۶ تا ۳۳۵، ۹

اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء

اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء بابت درخواست کہ علماء میری

۳۶۶ تا ۳۵۸

۱

اشتہار واجب الاظہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

۳۱۴

اشتہار ۱۲ اپریل ۱۸۹۸ء بابت جلسہ طاعون قادیان

۹

اشتہار ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء

۹

اشتہار ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء

۹

اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء

۹

اشتہار ۷ جون ۱۸۹۷ء

۹

اشتہار ۲۳ جون ۱۸۹۷ء

۳۳۲

تائید گورنمنٹ میں حضور کے بعض اشتہارات

عبداللہ غزنوی، مولوی محمد، مولوی عبداللہ اور مولوی

عبدالعزیز لدھیانویان کے اشتہارات جس میں حضور

۱۴۹

کے بارہ بدزبانی کی گئی ہے

اصحاب الصفہ

حضور کے الہامات میں اصحاب الصفہ کا ذکر اور ان سے

مراودہ لوگ جو اکثر پاس رہیں گے اور خدا ان سے

۳۰۹ ح ۳۱۲ ح

پیار کرے گا

اصول حدیث

حدیث کی پیشگوئی کا پورا ہونا حدیث کی سچائی کیلئے
کانفی ہے

۵۰۸

اطاعت

اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور

۲۹۳

پر امام الزمان ہے

میری جماعت کو نصیحت ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت

کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان

۲۹۳

کے مطیع رہیں

اعتراض راعتراضات

مباحثات میں بہتر ہوگا کہ کسی مذہب پر بیہودہ طور پر

۱۵

اعتراض نہ کریں

اسلام کے خلاف اصل اعتراضات کا جواب دینا

۳۷۸

ہمارے ذمہ ہے

۳۹۲

پادریوں کے اعتراضات کو جڑ سے اکھاڑنا چاہئے

سلطان روم سے کینہ اور انگریزوں کی خوشامد کے

۳۲۵

اعتراض کا جواب

۴۰۶

ایڈیٹر پیسے وایز رور کے اعتراضات اور ان کے جوابات

اللہ جلّ جلالہ

۶۵

قرآن سے ہم نے حقیقی خدا کو پہچانا اور پایا

۵۳ تا ۵۱

خدا شناسی کے تین ذرائع

۶۲

ہماری تمام سعادت خدا شناسی میں ہے کہ وہ معرفت کاملہ ہے

۶۳

یقین، ہستی باری تعالیٰ انسان کو خدا ترسی کی آنکھ بکھلتا ہے

جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے زندگی بسر کرتا ہے

۶۳

اس کی شیطنت مرتجعات ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے

۶۲

نفسانی جذبات کا سیلاب بجز خدا کے یقین کے تھم نہیں سکتا

مشفق علیہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تولد، بھوک، پیاس اور عجز

۶۹

عدم قدرت اور تحسم سے پاک ہے

اگر خدا بننے کا قاعدہ ہے کہ کوئی بے گناہ ہو تو یسوع سے پہلے جو بے گناہ تھے ان کے لئے یہ اتفاق ممکن ہے

۶۹

الہام رومی

الہامات یا خواہیں مومنوں کیلئے ایک روحانی نعمت ہے

۴۷۳

سچا الہام جو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اس کی دس علامات

۴۸۹

الہام تین طبقوں کا ہوتا ہے ادنیٰ اوسط اور اعلیٰ

۴۹۹

الہامی جو اہرات کا جو ہری امام الزمان ہوتا ہے

۴۸۹

امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے

۴۹۳

امام الزمان کے الہامات محض ذاتیات پر مبنی نہیں ہوتے

بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید

۴۸۳

ہوتے ہیں

جیسے جیسے دل کی صفائی بڑھے گی ایسا ہی الہام میں

۴۹۹

فصاحت کی صفائی بڑھے گی

ہر ایک ملہم جو امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں

۴۷۴

وہ ہلاک ہوگا

ہر ملہم امام نہیں ہوتا حضرت موسیٰ کی ماں کو بھی الہام ہوا

۴۷۳

مسیح موعود کے وقت عورتوں کو بھی الہام ہوگا

۴۷۵

جماعت میں کثرت سے ملہمین کا ہونا

۵۰۰

عمر، اوپر کو بھی الہام ہوتا تھا

۴۷۳

اوپر قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا

۴۷۴

شیطانی الہامات بھی ہوتے ہیں جب تک انسان کا

۴۸۴

تزکیہ نفس کامل طور پر نہ ہو شیطانی الہام ہو سکتا ہے

سید عبدالقادر جیلانی کا کہنا کہ ایک دفعہ شیطانی

۴۸۷

الہام مجھے بھی ہوا

جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء کی تمام

۴۸۸

تعلیموں کا انکاری ہے

الہام کا سلسلہ بندماننے سے لاکھوں ہندود ہریہ ہو گئے

۴۹۱

آجکل کے فلسفی طبع اور نیچری اور برہموا الہام سے منکر ہیں

۴۹۰

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدیم سے ہدایت کی تین

۴۹

راہیں اور اسباب و وسائل

اللہ نے ہر زمانہ میں کامل اور مقدس نشان دکھلانے کیلئے

کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے

۱۵۷

مجھے بھیجا ہے

توراہ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کیلئے جمع کا صیغہ

اس کی طاقت اور قدرت کے اظہار کیلئے استعمال

۹۵،۹۴

ہوا ہے

صفات الہیہ

جس مذہب میں اللہ کی صفات تازہ بہ تازہ نئی فرماتی

رہیں وہ علم کے رنگ میں زندہ رہتا ہے ورنہ کہانیوں کی

۴۹۱

صورت میں مرجاتا ہے

صفت اثباتی قادر مطلق خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی

۹۹

کیونکہ اس میں ضعف، درماندگی اور عدم استطاعت شرط ہے

خدا تعالیٰ کی اصل صفت رحم ہے اور عدل عقل اور

قانون عطا کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے حقیقت میں

۷۴

وہ ایک رحم ہے

عیسائیت کے خدا کو عدل کی کچھ بھی پروا نہیں کہ یسوع پر

۷۲

ناحق تمام جہان کی لعنت ڈال دی

عیسائی وسوسہ کہ عدل اور رحم خدا کی ذات میں جمع

۷۳

نہیں ہو سکتے

خدا کا عدل بجائے خود ہے اور رحم بجائے خود ہے

۷۳

اللہ تعالیٰ کا عدل بھی تو ایک رحم ہے

۱۹۵

اللہ تعالیٰ کی صفت کافی اور مستکفل

اللہ تعالیٰ کی صفت کلام مفقود نہیں ہوئی۔ ایسا اعتقاد رکھا

۴۹۰

جائے تو باقی صفات میں بھی جائے اندیشہ ہے

انجیل یا وید اس خدا کا ہمیں کیا پتہ بتلاتی ہے اس کا

۶۲

چہرہ دکھانے میں کونسا آئینہ تھاتی ہے

امام الزمان

امام وقت کے لئے قوت بطریقہ فی العلم ضروری ہے ۴۷۹

امام الزمان اس شخص کا نام ہے جس کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے ۴۷۷

امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں ۴۷۷، ۴۷۶

امام الزمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں ۴۹۵

امام میں بنی نوع انسان کے فائدے اور فیض رسائی کیلئے جن چھ قوتوں کا ہونا ضروری ہے ۴۸۳ تا ۴۷۸

جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزار ہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں ۴۷۴

اخلاقی حالت میں کمال رکھنا اماموں کیلئے لازمی ہے صرف تقویٰ یا طہارت یا سچی خواب آنے سے کوئی امام نہیں کہلا سکتا ۴۷۲

الہامی جوہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے ۴۸۹

آنحضورؐ کی وصیت کے مطابق ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے ۴۷۲

آنحضورؐ نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کیلئے قائم کی ہے ۴۷۴

اس زمانے کا امام الزمان خدا کے فضل اور عنایت سے ۴۹۵

میں ہوں

امن

قیام امن کیلئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ مذہبی پیشواؤں کی توہین کے خلاف قانون جاری کرے ۱۲

انجمن

تائید اسلام کے دعویٰ میں کئی انجمنیں قائم ہو چکی ہیں۔ عیسائیوں کی کروڑوں کتابوں اور اعتراضات کا جواب دینا ان کا فرض تھا ۳۹۲

یہ انجمنیں اپنے فرائض سے غافل ہیں ۳۹۳

انجمن حمایت اسلام لاہور

۲۰۶، ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲

کتاب امہات المؤمنین کی اشاعت پر شکایت کیلئے

گورنمنٹ کو میموریل بھیجنا ۳۷۶

انجمن موجودہ یہ لیاقت ہی نہیں رکھتی کہ دین کے معظمت امور میں زبان ہلا سکے یا عیسائی اعتراضات کا رد تالیف کر سکے ۳۷۷

جو ایک لاکھ عیسائی ہوئے کیا ان کو اتنی بھی تعلیم نہیں ملتی تھی جو اب انجمن ترقیوں اور دوسرے طالب علموں کو دے رہی ہے ۳۹۳

ان کا حضورؐ کے بارہ میں اعتراض کہ تمام سخت الفاظ اسلام کی طرف سے آپؐ سے ظہور میں آئے ہیں ۳۸۷

انجمن حمایت اسلام کا کوئی ممبر یا ایڈیٹر ابزور یہ خیال کرتا ہے کہ میں بدگوئی کی بنیاد ڈالنے والا ہوں تو اس کو تانا ونا کے طور پر ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار ہوں ۳۸۸

ہم انجمن حمایت اسلام اور اس کے کامیوں کو کیا کہیں جنہوں نے اسلام کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اس قدر سچائی کا خون کیا ۴۲۰

انجیل

۱۔ شمائل نے لکھا ہے کہ یوحنا کی انجیل کے سوا باقی

تینوں انجیلیں جعلی ہیں ۹۳

۲۔ ڈاڈویل نے لکھا ہے کہ دوسری صدی کے وسط تک

موجودہ چاروں انجیلوں کا نشانہ دنیا میں نہیں تھا ۹۳

۳۔ پادری ایولن نے لکھا ہے کہ متی کی یونانی انجیل

دوسری صدی مسیحی میں ایسے شخص نے لکھی ہے جو یہودی نہ تھا ۹۳

۴۔ سیملر نے لکھا ہے کہ انا جیل نیک نیقی کے بہانہ سے

مٹکاری کے ساتھ دوسری صدی میں لکھی گئیں ۹۳

انسانیت

کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل

پر اعراض اور درگزر کی خواہش رکھیں ۳۹۲

۳۳۲	گورنمنٹ انگریزی کی تائید میں حضور کی تحریرات کی تفصیل	۲۳۹، ۲۳۷	انگریز حکومت برطانوی حکومت
۳۳۵	حضور پر انگریزوں کی خوشامد کا اعتراض اور جواب پادریوں اور آریوں کی طرف سے سختی اور دل آزاری کی گورنمنٹ کو شکایت اور دادرسی	۳۳۳	اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے
۱۱۹	اشتبہا رواجب الاظہار جو گورنمنٹ عالیہ قیصرہ ہند توجہ سے ملاحظہ فرمائے	۲۰	ایسی محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھائیے خدا کا فضل اور احسان ہے
۱	۱۸۵۷ء کے غدر میں میرزا غلام تقی صاحب نے سرکار انگریزی کی طاقت سے بڑھ کر مدد کی	۲۹۲	انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو کبھی میسر نہیں آسکتی
۴	سرکار انگریزی کی طاقت سے بڑھ کر مدد کی	۲۹۴	اس حکومت نے دین اسلام کی حمایت کی اور ہمارے مذہبی فرائض میں ہمیں پوری آزادی بخشی
۳۳۱	تو اس کا سبب پادری عماد الدین کی تحریریں ہوں گی	۳۲۰	واجب الاطاعت اور شکرگزار کے لائق ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ میں آسمانی کارروائی کر رہا ہوں
۲۳۱	اولیاء اللہ	۲۵۰، ۲۴۹، ۳۲۳	اس دور میں ہمیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوئی جو اس سے پہلے نہ تھی
۹۲، ۹۱	ہر ایک صدی میں جو خدا لوگ آسمانی نشانوں سے غیر قوموں کو ہدایت دیتے رہے ان کے اسماء	۲۴۲، ۲۴۱، ۴۰۰	ہمیں اس حکومت میں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے جس کے لئے ہم اس کے مشکور ہیں
۹۲	جس قدر اسلام کی تائید اور آنحضورؐ کی سچائی میں اولیاء اللہ گزرے ہیں دوسرے مذاہب میں ان کی نظیر نہیں ملتی	۲۳۱	گورنمنٹ عالیہ کے اصول انصاف پر در اور عدل گستری پڑتی ہیں
۲۹۳	اولی الامر	۱۵۶	ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ مذہبی امور میں ہرگز پادریوں کی رعایت نہیں کرے گی
۲۹۳	اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے	۳۴۱	گورنمنٹ محسنہ کے لئے حضور کی دعائے خیر ملکہ قیصرہ کے حق میں دعا
۲۹۳	میری جماعت کو نصیحت ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں	۲۵۳	سکھ مظالم سے مسلمانوں کو انگریزوں نے نجات دلائی یہ ان کا احسان ہے
۲۹۳	اہل بیت	۳۴۱	حکومت کا شکر ہم پر واجب ہے
ح ۱۹۸	عین بیداری میں دیکھا	۳۱۰	مقدمہ قتل میں انصاف دینے پر گورنمنٹ کا شکر ادا کرنا سترہ برس سے حضور نے اپنی تحریرات میں حکومت کی اطاعت اور ہمدردی کی ترغیب دی
ح ۱۹۷	رسالت کو بجالائے	۷، ۶	مسلمانوں میں میں نے یہ اعتقاد پھیلایا ہے کہ انہیں اپنی محسن گورنمنٹ انگریزی کی سچی اطاعت اور وفاداری کرنی چاہیے

ایثار

ایثار عاجز انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے لیکن

خدا کی طرف یہ صفت منسوب نہیں ہو سکتی ۹۷

صفت ایثار میں ایثار کنندہ کا ضعف اور در ماندگی اور

عدم قدرت اور عدم استطاعت شرط ہے لہذا یہ صفت

خدائے قادر مطلق کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی ۹۹

سرفلسپ سڈنی کے جذبہ ایثار کی مثال ۹۶

ب-پ-ت

بدی برائی

بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک

پہنچاتی ہے ۸۱

بروز

صبح کا بروز کے طور پر نازل ہونے کو تمام محقق مانتے

چلے آئے ہیں ۴۸

حضرت عیسیٰ کے نزول کی پیشگوئی بروزی طور پر

پوری ہو گئی ۲۱۶ ح

برہوسماج ۳۹۳

بنی اسرائیل

توریت سے انجیل تک تمام کتب کی مخاطب قوم

بنی اسرائیل ہے ۸۵

ان میں قدیم سے رسم تھی کہ جرائم پیشہ اور قتل کے مجرموں

کو بذریعہ صلیب ہی ہلاک کیا کرتے تھے اسی وجہ سے

صلیبی موت لغتی موت شمار کی گئی تھی۔ ۲۳۲ ح

بہشت راجنت

بہشت کے بارہ میں قرآنی تعلیم اور اسلامی نظریہ ۷۰

قرآن بہشتیوں کیلئے جا بجا روحانی لذات کا ذکر کرتا ہے ۷۲

عیسائیوں کا یہ عقیدہ درست نہیں کہ بہشت صرف ایک

امر روحانی ہوگا ۷۰

تعجب ہے کہ کیوں پادری صاحبان بہشت کی جسمانی

لذات سے منکر ہیں ۷۲

بیاضیہ فرقہ

حضرت علیؑ کو برے الفاظ اور توہین اور گالی سے

یاد کرتا ہے ۴۱۶

بیعت

بیعت کی حقیقت ۴۹۸

متفرق شرائط بیعت مندرجہ تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ۳۴۷

شرائط بیعت میں شرط چہارم میں گورنمنٹ کی اطاعت

اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کی تعلیم ہے ۱۳۱۰

کشف میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے

ان کی بیعت کی ہے ۵۰۰ ح

پیشگوئی پیشگوئیاں

پیشگوئیوں کی حقیقت اور شرائط ۴۲۰، ۴۱

پیشگوئیوں میں استعارات غالب ہوتے ہیں ان کی

تکذیب میں جلدی نہیں کرنی چاہئے ۴۳

پیشگوئیوں پر اکثر مجازات اور استعارات غالب

ہوتے ہیں ۲۱۲ ح

وعیدی پیشگوئیوں کے ساتھ موقوف ہونے کی شرط ہے ۴۱

پیشگوئیوں میں تناقضات کی تطبیق سے عاجز کر انسانی

عقل پیشگوئیوں کا انکار کر دیتی ہے ۲۰۹ ح

یہ عادت اللہ ہے کہ بعض پیشگوئیاں مامورین کی جہلا

اور سفہاء اور کوتاہ اندیشوں پر مشتبہ ہو جاتی ہیں ۴۲

جہاں تعلیم اور پیشگوئی کا تناقض معلوم ہو وہاں تعلیم کو

مقدم رکھا جائے ۵۱

جمع کے صیغہ سے صرف تثلیث مراد لینا درست نہیں جمع	مسح نے پیشگوئیوں کی تاویلات کیں جس سے یہود
۹۵ کا صیغہ تو صد ہا پر اطلاق ہو سکتا ہے	۲۱۳ نے ٹھوکر کھائی
تورات میں پیدائش باب ۲۶ء کی عبارت سے تثلیث	مسح کو کہنا پڑا کہ آنے والا فارقلیط اس نقصان یعنی
۹۵ کے بارہ عیسائی استدلال غلط ہے	۶۶ انجیل کے نقص کا تذکرہ کرے گا
دمشق تثلیث کے خبیث درخت کا اصل منبت ہے	مسح موعود آنے کی پیشگوئی میں بہت تواتر پایا جاتا ہے ۲۰۶
۳۶۰ لہذا مسح کا نور دمشق کی طرف سے پھیلے گا	مذہبی آزادی اور اہل کتاب وغیرہ کی طرف سے دکھ دیئے
ترک حکومت	۳۱۸ جانے کی قرآنی پیشگوئی
۱۱۴ ترک حکومت کی تباہی کی پیشگوئی	لدھیانہ کے ایک بیروں کے شخص نے اپنے مرشد کی
ترکی سلطنت آجکل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور	۱۰۹ پیشگوئی حضورؐ کے بارہ میں شائع کی
۳۲۰ شامت اعمال بھگت رہی ہے	حضور کی پیشگوئیاں بابت آتھم، احمد بیگ، لیکھرام
سلطان روم کی خیر خواہی اس میں ہے کہ اس کیلئے دعا	۱۷۶ دیانند، سرسید احمد خاں
۳۲۶ کریں نہ کہ میری دشنام دہی	آتھم کے بارہ دوسری پیشگوئی تھی کہ اگر سچائی کو چھپائے
سلطان روم کی نسبت کچھ کتب تصنیف کرنا بھی میرا حق ہے	۵۸ گا تو جلد فوت ہو جائے گا
۳۳۵ کیونکہ مجھے اسلامی دنیا کے لئے حکم بنا کر بھیجا گیا ہے	جلسہ مذاہب عالم میں کامیابی کے بارہ پیشگوئی
سلطان کے سفیر حسین کامی کو حضور کا کہنا کہ سلطان کی	پوری ہوئی ۵۹، ۵۸
سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے	بعض لوگوں کا افترا ڈھپٹی کوشش بہادر نے آئندہ
۳۳۱ اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا	پیشگوئیاں خاص کر ڈرانے والی پیشگوئیاں کرنے سے
حسین کامی کا بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ دلیل	منع کر دیا ہے ۱۰
۳۳۱ ہے کہ زوال کی علامات موجود ہیں	آئندہ اندازی پیشگوئی کی درخواست آنے اور
توحید	مجموٹ کی تحریر کی اجازت پیش کرنے کے بعد
۵۴ اسلامی توحید سب کی مانی منائی ہے	۱۱ ہی شائع کی جائے گی
کامل توحید جو مدارجات ہے وہ قرآن میں پائی جاتی ہے	تاریخ
۸۳ توحید کے مراتب کے حوالہ سے قرآن کی اعلیٰ تعلیم	۳۷۳ مذہبی مباحثات کیلئے علم تاریخ کا آنا ضروری ہے
اور توحید کے تین درجے	تثلیث
۸۳ پادریوں کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ قرآن توحید اور احکام	۵۲ تثلیث کا عقیدہ عقل کے موافق نہیں
۸۳ کی کوئی چیز لایا جو توراہ میں نہ تھی	عیسائی لفظ الوہیم سے تثلیث کی طرف اشارہ مراد
توہین	لیتے ہیں حالانکہ یہ ان کی نادانی ہے
۱۲ مذہبی پیشواؤں کی توہین کے خلاف حکومت کا فرض ہے	۹۲، ۹۳
۱۲ کہ وہ قانون جاری کرے تا اسن قائم رہے	

ج-ح-خ

جلسہ

جلسہ اعظم مذاہب (مہوتسو) کی شائع شدہ تقاریر سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ اسلام کے دفاع کے لئے کون موزوں ہے ۲۰۴
جماعت احمدیہ - دیکھئے احمدیت

جہاد

امر ممانعت جہاد کو عام کرنے کے بارہ میں حضور کی سعی ۷

جہنم

یونانی لفظ ہائس جسے عبرانی میں ہاوث کہتے ہیں
عربی لفظ ہاویہ سے لئے گئے ہیں ۲۸۵

جین مت

۲۹۲

حسد

نہایت بری چیز ہے لیکن اگر برے طور پر استعمال نہ کریں تو رشک کے رنگ میں آ جاتی ہے ۶۷

حق

شناخت حق کے تین ذرائع ۵۲،۵۱

حقوق اللہ

جماعت کو پہلی نصیحت حقوق اللہ کی ادائیگی کریں ۱۴

حقوق العباد

جماعت کو دوسری نصیحت بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں ۱۴

حکومت

حکومت کی سچی خیر خواہی کرنا حضور کی تیسری بنیادی نصیحت ۱۴
ہم اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتے ہیں اور ولی وفادار اور دلی شکر گزار ہیں کیونکہ ہم امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۳۲۱
یہ حکومت کا فرض ہے کہ مذہبی پیشواؤں کی توہین کے خلاف قانون جاری کرے تا امن قائم رہے ۱۲
گورنمنٹ کو درست حالات سے آگاہی کیلئے اپنے اور جماعت پر مبنی حالات ۳۵۷ تا ۳۳۷

حواری

مسیح نے اپنے ایک حواری پطرس کو شیطان کہا ۲۸۵، ۲۸۴

حیات بعد الموت

بہشت و دوزخ بارے انجیل کی ناقص تعلیم ۷۱

حیات مسیح

عقیدہ حیات مسیح رکھنے والوں نے چار جگہ قرآن شریف

کی مخالفت کی ہے ۲۲۲ ح

خواب رؤیا

حضور کو خواب میں اپنے والد صاحب کی وفات کا بتلایا گیا

آپ اس وقت لاہور میں تھے چنانچہ جلد قادیان پہنچے ۱۹۲ ح

خواب میں پاک عمر بزرگ کا ذکر کرنا کہ روزے رکھنا

سنت خاندان نبوت ہے ۱۹۷ ح

حضور کے والد صاحب کی روایت کہ انہوں نے آنحضرتؐ

کو خواب میں دیکھا اور رؤیا کی تعبیر کرنا ۱۹۰ ح

د-ر

دجال

دجال کے معنی دھوکہ دہی کے پیشہ کو کمال کی حد

تک پہنچانا ۲۳۳ ح

لغت کی رو سے دجال اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں

ایمن اور متدین ظاہر کرے مگر دراصل نہ ایمن ہو نہ متدین ۲۲۴

آنحضرتؐ نے مسیح موعود کے ساتھ دجال کا ذکر کیا عیسیٰ

بن مریم اسرائیلی کے ساتھ دجال کا ذکر نہیں کیا ۳۰۲ ح

دجال کا مستقر اور مقام مشرق ہے تو مسیح موعود بھی مشرق

سے ظہور کرے گا ۲۶۰ ح

پادری اور یورپین فلاسفر ہی دجال ہیں ۲۵۲ ح

پادری اور یورپین فلاسفر دجال کے دو جڑے ہیں جن سے

وہ ایک اژدھا کی طرح لوگوں کے ایمان کو کھاتا جاتا ہے ۲۵۲ ح

پادریوں کا گروہ انجیل محرف کر کے نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور یورپ کے فلاسفر اجمادات کے ذریعہ گویا خدائی

کا دعویٰ کر رہے ہیں ج ۲۳۳

دجال کے بارہ میں مسلمانوں کے موہوم خیالات ج ۲۳۰

دجال کو خدائی کا پورا جامہ پہنانے کا گناہ علماء کی

گردن پر ہے ۲۳۲

دلوں پر فتنہ دجال محیط ہو گیا ہے کہ خدا کی محبت ٹھنڈی

ہو گئی ہے ج ۲۵۳

دعا

دعاؤں کی قبولیت کا طریق حضور کو عطا کیا گیا جو مسلمانوں

کے ایمان کو تقویت دینے کا الہی طریق ہے ج ۲۹۶

قبولیت دعا کے نمونہ کے نشان کی طلبی ۳۳۲

پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ آکیس روز تک دعا

کر کے میرے سچا مفتخری ہونے کے بارہ میں اللہ

سے اطلاع پائیں ۳۶۳

دہریہ / دہریت

دہریہ بھی حمت نیت سے ہماری مجلس میں رہے گا تو اللہ

پر ایمان لے آئے گا ۵۵

علوم جدیدہ طبعیہ وغیرہ کے پھیلنے سے بہتیرے نوعیہ افتہ

دہریوں اور ملحدوں کے رنگ میں نظر آتے ہیں ۳۸۰

الہام کا سلسلہ بندمانے سے ہندوؤں میں لاکھوں

انسان دہریہ ہو گئے ۴۹۱

راہب

آنحضورؐ کے ظہور کے وقت کئی راہب اہل کشف تھے

جو قرب نبی الزمان کی بشارت دیتے تھے ۴۷۶، ۴۷۵

رفع الی اللہ

رفع الی اللہ کی حقیقت ج ۲۳، ۲۴

قرآن میں رفع الی اللہ کا ذکر ہے رفع الی السماء

کا نہیں ج ۲۲۷

قرآن نے لکھا ہے کہ اللہ نے پلیم کا رفع کرنا چاہا تھا

لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا ج ۲۳۶، ۲۳۷

یہود اور نصاریٰ مسیح کو ملعون قرار دیتے ہیں اس کی برأت

کے لئے رفع کے الفاظ قرآن میں آئے ج ۲۳۳

یہود اور نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ کی نسبت اختلاف ان

کے رفع روحانی کے بارہ میں ہے ج ۲۲۸

رفع الی السماء جسمانی کی حدیث پیش کرنے والے

کو بیس ہزار روپیہ کا تاوان دینے کا چیلنج ج ۲۲۵

روح

روح کی یہ حالت ہے کہ وہ جسم کے ادنیٰ خلل سے اپنے

کمال سے فی الفور نقصان کی طرف عود کرتی ہے ۷۰

دنیا میں انسان نیکی اور بدی کے لئے اپنی روح اور

جسم دونوں سے کام لیتا ہے ۷۱

روحانیت / روحانی زندگی

ہماری روحانی زندگی کی طرز ہماری جسمانی زندگی کی

طرز سے نہایت مشابہ ہے ۶۶

منبت اعصاب میں خلل پیدا ہونے سے بہت سے

روحانی قوی میں خلل پیدا ہو جاتا ہے ۷۰

انسان کے روحانی قوی بلیر جسم کے جوڑ کے ہرگز ظہور

پذیر نہیں ہوتے ۷۱

روزہ

حضور کو خواب میں بزرگ کا ذکر کرنا کہ روزے انوار

سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت

ہے چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ روزے رکھے ج ۱۹۷

روزے رکھنے سے حضور پر مکاشفات کھلے اور آپ نے اپنے

نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے

زیادہ صبر کر سکتا ہوں ج ۱۹۹

حضور کے روزوں کی بجز خدا کے کسی کو خبر نہ تھی اور تمام

دن صرف چند تولد روٹی پر گزارا کرتے۔ اس روحانی تجربہ

سے لطیف مکاشفات کھلے اور زیارت رسولؐ ہوئی ج ۱۹۸

۸۰

موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے
عیسائیوں کے فرضی خدا نے چالیس روزے رکھے۔

س-ش-ص-ط

سکھ حکومت

سکھوں کی متفرق حکومتوں کے وقت میں ہم پر اور ہمارے دین
پر وہ مصیبتیں آئیں کہ نماز پڑھنا اور اذان دینا مشکل ہو گیا ۴۹۴
مرزا عطاء محمد صاحب کے وقت سکھ غالب آگئے اور

صرف قادیان قبضہ میں رہ گیا ۱۷۳-۱۷۴ ح

قادیان پر قبضہ کرنے کے بعد سکھوں نے بہت تباہی مچائی ۱۷۵ ح

رنجیت سنگھ نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر بڑی

ریاست بنائی ۱۷۵ ح

سکھوں کے ایام میں پنجاب میں مسلمانوں کے سخت

حالات اور اذان پر پابندی ۳۳۰، ۳۳۳ ح

سکھوں کے دور میں مسلمانوں پر ظلم ہوئے اور آزادی

مذہب چھین لی گئی ۴۵۲ ح

حکومت کے مظالم کا ذکر اور انگریزوں کا ان سے نجات دلانا ۴۵۲ ح

سکھ مت

باوا صاحب چولہ صاحب میں لکھ گئے ہیں کہ اسلام کے

سوا کوئی مذہب سچا نہیں ۴۹۲ ح

سکھ مت اور دوسرے فرقوں کا ہندوؤں سے الگ ہونے

کی وجہ ۴۹۲ ح

اخبار عام لاہور میں ایک سکھ صاحب کا مضمون شائع ہوا

کہ ان کو گوروؤں کی ہدایت ہے کہ وید کو ہرگز نہ مانو ۴۹۲ ح

سوانح نویسی

سوانح نویسی کے مقاصد ۱۶۲، ۱۵۹ ح

شکر

شکر ادا کرنا قرآن کریم کے احکامات میں سے ہے ۴۴۵ ح

گورنمنٹ کے احسانوں پر شکر ادا کرنا ضروری ہے ۴۴۴ ح

شہد

شہد کی مکبوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں

ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے ۴۹۳ ح

شیطان

جو شخص خدا کی تجلیات کے نیچے زندگی بسر کرتا ہے اس

کی شیطنت مر جاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا

جاتا ہے ۶۳ ح

قرآن شریف نے شیطنی وسوسے کا نام طائف رکھا ہے ۴۸۵ ح

یہودیوں کی کتابوں میں بہت ہی شریر انسان کا نام بھی

شیطان رکھا گیا ہے ۴۷۴ ح

عیسائیوں کے نزدیک شیطان مسیح کو پہاڑی پر لے گیا اور

مسیح کو شیطنی الہام بھی ہوا ۴۸۴ ح

احادیث میں بھی ذکر ہے کہ شیطان حضرت عیسیٰ کے

پاس آیا ۴۸۶ ح

مسیح نے اپنے ایک حواری پطرس کو شیطان کہا ۴۸۵، ۴۸۴ ح

حضرت سید عبدالقادر جیلانی کا کہنا کہ ایک دفعہ شیطنی

الہام مجھے بھی ہوا ۴۸۷ ح

صبر

اسلام کی اعلیٰ درجہ کی صبر کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کمزوری کے زمانہ میں ظلم

کے مقابل پر صبر کی وصیت کی ۳۹۰ ح

قرآن مسلمانوں کو عیسائی پادریوں کے شر کے مقابلہ

پر صبر کی تلقین کرتا ہے ۳۸۴ ح

صحابہ رسولؐ

صحابہ کوفات مسیح پر اجماع ہوا ۲۲۰ ح

صحابہ مسیح موعود

مقدمہ نقل کے بارہ الہامات کے گواہ چند صحابہ ۴۴ ح

خدا کے عدل اور رحم میں کوئی جھگڑا نہیں اس کا عدل

۷۳

بھی ایک رحم ہے

۷۴

عدل اور رحم میں تناقض سمجھنا جہالت ہے
مخالفوں نے سخت الفاظ کی روش نہ بدلی تو ہمیں حق

۱۵

ہوگا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کریں
مقدمہ قتل از مارٹن کلارک کی عدالتی کارروائی کا سلسلہ

۱۵۶

واری بیان
مارٹن کلارک کے قتل کے الزام کا مقدمہ ڈبئی کشف
گوردا سپور کی عدالت نے خارج کر دیا

۱

عذاب

عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت کی نفی کا نام

۸۱

عذاب ہے
عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو انسان کے اپنے ہی
فعل سے پیدا ہوتا ہے

۸۲

عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو
عذاب کی صورت میں متمثل ہوتی ہے

۸۲

عربی زبان

۳۷۰

منظرات مذہبیہ کرنے والے کو علم عربی میں ماہر ہونا چاہیے
اپنے عظیم الشان کام کو شہر کرنے کیلئے اور بلا دعبیہ
تک پہنچانے کیلئے عربی اور فارسی میں تحریر

۲۳۳

عربی اور عبرانی میں عظمت دینے کیلئے ہم یعنی جمع کا
صیغہ استعمال کرتے ہیں

۹۵

عزم

امام الزمان میں قوت عزم ہونا ضروری ہے یعنی کسی
حالت میں نہ تھلنا اور نہ مایوس ہونا

۴۸۱

عقل

شناخت حق کا دوسرا ذریعہ عقل ہے
عقلی عقیدے سب کلیت کے رنگ میں ہوتے ہیں

۵۲

۵۳

کیونکہ قواعد کلیہ سے ان کا استخراج ہوتا ہے

صلح

صلح کاری پھیلانے کیلئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں
کہ کچھ عرصہ کے لئے مخالفانہ حملے روک دیئے جائیں

۳۴۶

صلیب

توریت میں لکھا ہے جو صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہے
بنی اسرائیل میں قدیم سے رسم تھی کہ جرائم پیشہ اور قتل
کے مجرموں کو بذریعہ صلیب ہی ہلاک کیا کرتے تھے
اسی وجہ سے صلیب موت لعنتی شمار کی گئی
مصلوب توریت کے حکم کی رو سے رفع الی اللہ سے
بے نصیب ہوتا ہے

۲۳۲ ح

۳۶۰

طاعون

طاعون سے بچاؤ کیلئے ہدایات دینے کیلئے قادیان
میں جلسہ کے انعقاد کیلئے اشتہار

۳۱۴

طبابت

حضورؐ نے طبابت کی بعض کتب اپنے والد صاحب
سے پڑھیں جو حاذق طبیب تھے

۱۸۱ ح

ع-غ

عبرانی زبان

عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ کیلئے بائبل کی پیشگوئیوں
وغیرہ کے حصے عبرانی میں یاد ہوں

۳۷۲

۹۴

لفظ الوہیم گوج ہے مگر ہر جگہ واحد کے معنی دیتا ہے
لفظ الوہیم خدا کے علاوہ فرشتہ کیلئے، قاضی کیلئے، موسیٰ
کیلئے بھی آیا ہے

۹۴

۹۵

عبرانی لفظ نعیسہ عربی کے نضع سے ملتا ہے

عدل

عدل اور رحم دونوں ہیں جو اپنی اپنی جگہ چل رہی ہیں

۷۳

یہود کے اعتراض کہ مسیح مصلوب ہو کر لعنتی ہوا عیسائیوں نے
 یسوع کے آسمان پر جانے کا عقیدہ بنایا۔ ج ۲۶۵ تا ۲۷۰، ج ۳۶۱
 عیسائی عقیدہ کہ تین دن تک جو لعنت کے دن تھے
 حضرت عیسیٰؑ کو عذاباً جہنم میں رہے ج ۲۷۰
 عیسائی عقیدہ کے مطابق یسوع کا جہنم میں جانا جن کتب
 سے ثابت ہوتا ہے ان کی تفصیل ج ۲۸۳ تا ۲۸۸
 مدت تک عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت
 ہو گئے ہیں ج ۲۶۴
 عیسائیوں نے یسوع کا مع جسم اٹھائے جانا قرار دے کر
 اپنے عقیدہ کو غلطیوں اور تناقضوں سے پُر کر دیا ہے ج ۲۷۳
 عیسائی جس تعلیم کو سچی اور مضائب اللہ سمجھتے ہیں وہی تعلیم
 ان کے جدید عقیدہ کی مکتب ہے ۵۱
 انجیل کی تعلیم کو پادریوں نے بگاڑ دیا ہے ۵۶
 انجیل کی تعلیم نہایت ہی ناقص ہے اس لئے مسیح نے
 فارقلیط کے بارہ میں کہا وہ اس کا تدارک کرے گا ۶۶
 انجیل کی تفصیلات کیلئے دیکھیے کتابیات زیر لفظ "انجیل"۔
 عیسائی حضرت مسیح تک ہی سلسلہ الہامات مانتے ہیں ۴۹
 پیشگوئیوں کے وہ معنی کئے جو تعلیم کے سراسر مخالف ہیں ۵۱
 عیسائیت کی تعلیم یہودوں کی مسلسل تین ہزار برس کی
 تعلیم کے مخالف ہے ۶۰
 کوئی سچا عیسائی فوج میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ انجیل
 میں دشمن سے محبت کرنے کا حکم ہے ۹۳
 عیسائیوں کے نزدیک شیطان مسیح کو پہاڑی پر لے گیا
 اور مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا ج ۲۸۴
 عقیدہ کفارہ کا باطل ہونا ۶۰
 عیسائی اصول کہ انسان اور تمام حیوانات کی موت آدم
 کے گناہ کا پھل ہے۔ اس اصول کا بطلان ۷۳
 کفارہ کے ذریعہ نعوذ باللہ تا قیامت غیر منقطع سلسلہ
 لعنت یسوع کے سر ڈال دیا گیا ۶۴
 یسوع کو نعوذ باللہ کروڑوں گناہوں کے نیچے دبا دیا گیا
 اور لعنتوں کا مجموعہ بنا دیا گیا ۶۳، ۶۴

عقل عیسائی عقیدہ کو دور سے دھکے دیتی ہے ۵۲
 یورپ کے علوم عقلمندیہ کا ہر عیسائیت کے عقیدہ پر ٹھٹھے
 کرتے ہیں ۵۳
 علم
 امام الزمان کیلئے قوت بسطہ فی العلم ضروری ہے ۴۷۹
 مذہبی مناظرات کیلئے جن علوم کا آنا ضروری ہے ۳۷۰ تا ۳۷۵
 شرط ہشتم بیان شدہ کتاب فریادوں میں مختلف علوم کی کتب
 کی فہرست: حدیث، تفسیر، صرف و نحو، معانی، بیان، ادب،
 لغت، تاریخ، الاصول، فقہ، کلام، منطق، اخلاق و تصوف،
 طب، کتب مذاہب، رسائل علوم مختلفہ ۴۶۹ تا ۴۵۸
 عیسائیت
 عقائد و تعلیمات
 شناخت حق کے تینوں ذرائع پر یہ مذہب پورا نہیں اترتا ۵۳ تا ۵۴
 عقل عیسائی عقیدہ کو دور سے دھکے دیتی ہے ۵۲
 عیسائیوں کے محقق اس بات کے بھی مقرر ہیں کہ ایک
 عیسائی اپنے مذہب کی رو سے انسانی سوسائٹی میں نہیں رہ سکتا ۹۳
 اپنے مذہب کی روحانی برکات پادری صاحبان ثابت
 نہیں کر سکے ۶۱، ۶۰
 اقنوم ثانی یسوع کے بارہ عیسائی عقیدہ اور اس کا بطلان
 ۶۹، ۶۸
 صلیبی عقیدہ تمام بے قیدیوں اور آزادیوں کی جڑ ہے ج ۳۰۴
 عیسائی وسوسہ کہ عدل اور رحم دونوں خدا تعالیٰ کی ذات
 میں جمع نہیں ہو سکتے ۷۳
 عیسائیت کے خدا کو عدل کی ذرا بھی پرواہ نہیں کہ یسوع پر
 ناحق تمام جہاں کی لعنت ڈال دی ۷۲
 نجات کے لئے اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانے کا خیال
 سراسر غلطی ہے ۸۰
 عیسائیوں نے اپنی حماقت سے حضرت عیسیٰؑ کو ملعون
 قرار دیا ج ۲۳۳

عقیدہ کفارہ کیلئے مزید دیکھئے کفارہ

عقیدہ تثلیث دیکھئے تثلیث

الوہیت مسیح

- ۵۵ اے عیسائیوں یا درکھو کہ مسیح ابن مریم ہرگز ہرگز خدا نہیں
مسیح کی خدائی کا دعویٰ توریت اور دوسرے نبیوں کی تعلیم
کے خلاف تھا
- ۵۱ الوہیت مسیح کے عقیدہ پر عیسائیوں کو ملزم کرنے کیلئے
اللہ تعالیٰ نے چار گواہ ابطال کھڑے کئے ہیں
- ۵۴ عیسائیت کا عقیدہ الوہیت مسیح عقل کے خلاف ہے
عیسائیت کے خدا کو کوڑے پڑے اس کے منہ پر تھوکا
گیا، دعا قبول نہ ہوئی وغیرہ
- ۸۶ عیسائیوں کے فرضی خدا نے چالیس روزے رکھے
اگر یسوع میں خدا کی روح تھی تو وہ کیوں کہتا ہے کہ مجھے
قیامت کی خبر نہیں اور اس کی دعا قبول نہ ہوئی
- ۷۰ اگر خدا اپنے کیلئے بے گناہ ہونے کا قاعدہ ہے تو یسوع سے
پہلے جو بے گناہ تھے کیا ان کیلئے بھی یہ اتفاق ممکن ہے
- ۶۹ اقنوم ثانی، ابن اللہ تین دن مر رہا تو اس عرصہ میں دنیا
کا انتظام کون کرتا ہوگا
- ۱۰۰ تمام مدار عیسائیت کا ان کے خدا کی لعنتی موت پر ہے
ایسا خدا نہایت ہی قابل رحم ہے
- ۶۸

مخالفت اسلام

- ہندوستان میں عیسائیوں کی طرف سے نو کروڑ ایسی کتاب
شائع کی گئی ہوگی جس میں مسلمانوں اور دوسرے اہل
مذہب پر حملہ ہے
- ۴۰۹ عیسائیوں کی طرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں
اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار اعتراضات شائع ہو
چکے ہیں
- ۳۹۲ اسلام سے مرتد ہونے والے عیسائی اسلام کے خلاف
زیادہ بدزبانی کر رہے ہیں
- ۳۷۹

پادری عماد الدین کی زہریلی تحریروں کی نسبت ایک انگریز
تحقق نے کہا کہ اگر ۱۸۵۷ء کا غدر دوبارہ ممکن ہوا تو اس کا

سبب عماد الدین کی تحریروں ہوں گی

۴۳۱

کسر صلیب

اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر عیسائی مذہب کے اصول کا

خاتمہ کر دیا

ح ۲۶۲

مسیح موعود صلیب کے غلبہ کے وقت آئے گا

ح ۲۰۷

عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے کیلئے ظاہر ہونے والا مجدد

مسیح ہوگا

ح ۲۱۶

میری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت

عیسیٰ کو خدا بنا رکھا ہے وہ سراسر غلط فہمی ہے

۱۰۷

عیسائیوں کے یسوع کا انجیل میں نقشہ قابل اعتراض ہے

۴۵۱

موجودہ انجیلوں پر حضور کا اعتراض کہ یہ انسان کی تمام

قوتوں کی مرئی نہیں ہو سکتی

۸۷

یسوع کے الہامات کی نسبت (نعوذ باللہ) میری اور

سب سے بڑھ کر آنحضرت کی خدائی ثابت ہوتی ہے

۱۰۵

حضور کی طرف سے عیسائیوں کو توہ اور نشان نمائی کی دعوت

۱۰۸

میرے نشانات کے ذریعہ پادری صاحبان شرمندہ ہو گئے

ہیں اس کے مقابل پر پادریوں کے پاس بجز پرانے قصوں

کے کچھ نہیں

۱۰۸

عیسائی پادریوں کے رد میں اور مدافعت میں تحریرات

اور اشاعت کتب

۳۴۴

رد عیسائیت میں حضور نے عمدہ کتب تالیف کیں

۵۹

عیسائی پادریوں اور فلاسفوں کے دسواں سے جو

زمانہ تباہ ہو رہا ہے اس کا حل ان کے دسواں کا جواب

دینا ہے

۳۷۸، ۳۷۷

دوسری پیٹنگوٹی کے مطابق اخفاق کی وجہ سے آتھم جلد

فوت ہو گیا جس سے عیسائیوں کو شرمندگی دامنگیر ہوئی

۵۸

فارسی الاصل

حضور کے فارسی الاصل ہونے کے بارہ میں الہامات ۱۶۳، ۱۶۴ ح

فرشتہ

توراہ میں الوہیم کا لفظ فرشتے کیلئے بھی آیا ہے ۹۴

فساد

آجکل دو طرح کا فساد ہے جو طبعاً نفع خراب کرتا جا رہا ہے (i) پادریوں کا زہر (ii) علوم جدیدہ طبعیہ کے ذریعہ لوگ دہریہ ہو رہے ہیں ۳۸۰

فنج اعوج

وسط زمانہ جس میں بہت سے بگاڑ اور غلط عقائد پیدا ہوئے آنحضورؐ نے اس زمانے کا نام فنج اعوج رکھا ۲۲۲ ح

قانون

خدا کا ایک قانون ہے جسے دوسرے الفاظ میں مذہب کہتے ہیں ۳۹۷
گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ مذہبی پیشواؤں کے خلاف سخت الفاظ کے استعمال پر قانون جاری کرے تا اسن قائم رہے ۱۲

قانون قدرت

قانون قدرت ہے کہ ادنیٰ علیٰ پر قربان ہوتا ہے ۹۷ تا ۹۵

قبر

عذاب قبر یا آرام قبر کے بارہ میں انجیلی اور اسلامی نظریہ ۷۰، ۷۱

قرآن کریم

سلسلہ کتب ایمانیہ میں قرآن مخزن اتم اور اکمل ہے ۴۹
قرآن کی وحی دوسرے تمام نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کے فصاحت بلاغت میں بھی بڑھ کر ہے ۵۰۰
ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ۶۵

یہی انبی کا ایک فرقہ بلا دسام میں پایا جاتا ہے جو

۵۲

عیسائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہے

عقیدہ وفات مسیح کیلئے دیکھئے ”وفات مسیح“،

متفرق

پادری انجیل کے بے اصل تراجم کو شائع کر کے گویا نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں ۲۳۵ ح
پادریوں نے اصل انجیل کو چھپایا اور بے اصل کے تراجم شائع کر رہے ہیں ۲۳۶ ح
یہود اور نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت اختلاف ان کے رفع روحانی کے بارہ میں ہے ۲۲۸ ح
حضور کے خلاف مقدمہ قتل ایک عیسائی جماعت کی طرف سے تھا ۲

نصاری کی تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ گندم گوں نہیں تھے بلکہ شامیوں کی طرح سرخ رنگ کے تھے ۳۰۲ ح
مسیح کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں نہ ایلینا آسمان سے آیا پھر مسیح کی نگر سچا ہو سکتا ہے (یہودی فاضل) ۴۲
فاحشہ عورت کا یسوع کو عطر لگانا ۴۵۱
مقدمہ قتل میں محمد حسین بناالوی عیسائی پادریوں کا رفیق بنا اور حضور کے خلاف گواہی کیلئے آیا ۳۶

عارثور

۲۵

ثور کے معنی

ہجرت مکہ کے وقت آنحضورؐ صدیق اکبر کے ساتھ

۲۵

ثور عار میں چھپ گئے

ف-ق-ک-گ

فارسی

اپنے عظیم الشان کام کو شہر کرنے اور بلا دعبیہ و ایران کا بل بخارا تک پہنچانے کیلئے حضور کی عربی و فارسی میں تحریرات ۴۳۳

قرآن میں دو نہریں اب تک موجود ہیں ایک دلائل عقلیہ کی۔ دوسرے آسمانی نشانیوں کی نہر لیکن انجیل دونوں سے بے نصیب اور خشک رہی

۹۳

کامل تو حید جو مدار نجات ہے وہ صرف قرآن میں پائی جاتی ہے

۸۳

مرا تیب تو حید کی اعلیٰ تعلیم اور تو حید کے تین درجے قرآن میں وہ انواع و اقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا

۹۱

ہمیشہ کیلئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے

۹۱

تو حید اور مخلوق کے حقوق کے بارہ اعلیٰ تعلیم پہلی کتابیں تو ریت سے انجیل تک صرف بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں جبکہ قرآن تمام دنیا کی اصلاح کیلئے آیا ہے

۸۵

قرآن اور تو ریت کی تعلیمات کا موازنہ اور قرآن کی افضلیت

۸۵، ۸۴

آفتاب کے آنے سے جیسے ستارے مضمحل ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں یہی حالت انجیل کی قرآن شریف کے مقابل پر ہے

۶۷

حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قرآنی حقائق و معارف ظاہر ہوئے جس سے قرآن من جانب اللہ ثابت ہوا

۲۹۵ ح

قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے اختلافات کا حق اور راستی کے ساتھ فیصلہ کرے

۲۲۷ ح

قرآنی احکام دیوانی، فوجداری اور مال کے متعلق دو قسم کے ہیں

۸۷

قرآن کی رو سے مامور من اللہ کے دعویٰ کے تین پہلو سے ثبوت

۲۹۹ ح، ۳۰۰ ح

قرآن نے فرمایا ہے کہ مسیح ابن مریم درحقیقت سچا نبی اور وجیہ اور خدا کے مقررہوں میں سے تھا

۲۳۳ ح

قرآن اگر گواہی نہ دیتا تو ہر محقق کیلئے حضرت عیسیٰ کو سچا سمجھنا ممکن نہ تھا

۱۵۵ ح

صبر سکھانے کی قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی پر حکمت تعلیم

۳۸۹

قرآن کریم میں بیان شدہ امام اور مقتدا اور صاحب الامر بنانے کے لائق لوگوں کی خوبیاں

۳۲۱

یہود اور عیسائیوں کے درمیان فیصلہ قرآن نے کر دیا

۳۶۲

مسیح مصلوب نہیں ہوا بلکہ رفع روحانی ہو گیا

مذہبی آزادی اور اہل کتاب وغیرہ کی طرف سے دکھ دیئے جانے کی پیشگوئی

۳۱۸

پادریوں کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ قرآن تو حید اور احکام میں نئی چیز کوئی لایا جو تو ریت میں نہ تھی

۸۳

قرآن کی گستاخی اور قرآن کے بارہ آریوں اور ہندوؤں کی گالیاں

۱۳۱

قرآن کے بارہ میں اندر من مراد آبدی کی گستاخی مارک بے اور دوسرے انگریزی محققوں کے قرآن پر اعتراض

۸۷ ح

قسم کھانا

حضور نے قسم دیکر بزرگان دین کی خدمت میں بیان فرمایا کہ اللہ نے مجھے چودہویں صدی کے سر پر اصلاح خلق کیلئے مجدد بنا کر بھیجا ہے اور میرا نام مسیح موعود رکھا

۳۵۸

مسیح نے بھی قسم کھائی، پولوس بھی قسم کھایا کرتا تھا

۵۶

عیسائیت میں قسم کھانا منع نہیں بلکہ مقدمہ قتل میں کلا راک اور دوسرے عیسائیوں نے جھوٹی قسم بھی کھائی

۵۶

قوتِ رتویٰ

امام الزمان میں پائی جانے والی چھ قوتیں قوت اخلاق امامت، بسطت فی العلم، عزم، اقبال علی اللہ اور کشوف والہام

۲۸۳ تا ۲۷۹

کسر صلیب نیز دیکھئے عیسائیت

کسر صلیب کے تین ہتھیار حضرت مسیح موعود کو دیئے گئے ہیں (۱) حج عقلیہ (۲) آیات مساویہ (۳) دعا

۳۰۵ ح

قرآن میں دو نہریں اب تک موجود ہیں ایک دلائل عقلیہ کی۔ دوسرے آسمانی نشانیوں کی نہر لیکن انجیل دونوں سے بے نصیب اور خشک رہی

۹۳

کامل تو حید جو مدار نجات ہے وہ صرف قرآن میں پائی جاتی ہے

۸۳

مرا تیب تو حید کی اعلیٰ تعلیم اور تو حید کے تین درجے قرآن میں وہ انواع و اقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا

۹۱

ہمیشہ کیلئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے

۹۱

تو حید اور مخلوق کے حقوق کے بارہ اعلیٰ تعلیم پہلی کتابیں تو ریت سے انجیل تک صرف بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں جبکہ قرآن تمام دنیا کی اصلاح کیلئے آیا ہے

۸۵

قرآن اور تو ریت کی تعلیمات کا موازنہ اور قرآن کی افضلیت

۸۵، ۸۴

آفتاب کے آنے سے جیسے ستارے مضمحل ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں یہی حالت انجیل کی قرآن شریف کے مقابل پر ہے

۶۷

حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قرآنی حقائق و معارف ظاہر ہوئے جس سے قرآن من جانب اللہ ثابت ہوا

۲۹۵ ح

قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے اختلافات کا حق اور راستی کے ساتھ فیصلہ کرے

۲۲۷ ح

قرآنی احکام دیوانی، فوجداری اور مال کے متعلق دو قسم کے ہیں

۸۷

قرآن کی رو سے مامور من اللہ کے دعویٰ کے تین پہلو سے ثبوت

۲۹۹ ح، ۳۰۰ ح

قرآن نے فرمایا ہے کہ مسیح ابن مریم درحقیقت سچا نبی اور وجیہ اور خدا کے مقررہوں میں سے تھا

۲۳۳ ح

مجھے وہ آسمانی حربہ عطا کیا گیا ہے جس سے میں صلیبی

۳۵۹

مذہب توڑ سکوں

کون سی کسر صلیب اب تک حضورؐ کے ذریعہ ہوئی

ح ۳۰۶

مولویوں کے اس سوال کا جواب

کسوف و خسوف

چاند سورج گرہن کیلئے قانون قدرت میں تین دن

ح ۵۰۸

رات مقرر ہیں

نشان کسوف و خسوف پر مولویوں کے اعتراض

۵۰۸

کشف رویا نیردیکھئے الہام

ابن عربی کا کشف مسیح موعود کے بارہ میں کہ وہ

ح ۳۱۳

خاتم الاولیاء ہوگا، تو ام پیدا ہوگا اور چینی ہوگا

مجدد صاحب سر ہندی اور شاہ ولی اللہ کا کشف میں

ح ۵۰۰

آنحضورؐ کو دیکھنا اور آنحضورؐ کا بیعت کرنا

کفار

کفار کی سزا کیلئے اللہ نے دوسرا عالم رکھا ہے

۳۲۷

کفارہ

عقیدہ کفارہ اور اس کا باطل ہونا

۶۰

عیسائی کفارہ قانون قدرت کے مخالف ہے کیونکہ سنت اللہ

۹۵

ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ پر قربان ہوتی ہے

۶۰

کفارہ کی وجہ سے کوئی بھی گناہ سے نہ بچ سکا

انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ یسوع کے کفارہ سے چوری
ڈاکہ، خون، جھوٹی گواہی دینا جائز اور حلال ہو جاتے ہیں

۷۳

بلکہ جرم کیلئے سزا ہے

کفارہ نے کن سزائوں سے نجات بخشی۔ حقوق تلف کرنے

۷۳

پر سزائیں مقرر ہیں جن کو مسیح کا کفارہ دور نہیں کر سکا

عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کا عدل بغیر کفارہ کے

۷۲

کیونکر پورا ہو بالکل مہمل ہے

کفارہ کی بے قیدی نے یورپ کی قوموں کو شراب خوری

۳۰۴

اور ہر ایک فحش و فحور پردہ لیر کیا

گرہن

چاند اور سورج گرہن کیلئے مہینہ کی تین رات دن قانون

ح ۵۰۸

قدرت میں مقرر ہیں

گناہ

عربی لفظ جناح کو پارسیوں نے مبدل کر کے گناہ بنا لیا

۷۹

گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنے کیلئے نور کا پانا

۸۰

ضروری ہے

گناہ اس لئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو

۷۹

چھوڑ دیتا ہے جو الہی روشنی پڑنے کا مقام ہے

گواہی

۳۵۸

اخفاء شہادت بھی ایک معصیت ہے

ل-م-ن

لعنت

ح ۲۳۳

لعنت کا لفظ نفع کے لفظ کی نفیض ہے

لعنت کی رو سے لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ شخص ملعون

ح ۲۳۲

خدا سے مرتد ہو گیا ہے

ملعون سے مراد وہ شخص ہے جس کی روح کو خدا کے قرب

ح ۲۶۷

میں جگہ نہ ملے اور خدا کی طرف نہ اٹھایا جائے

ح ۲۳۳

لعین شیطان کا نام ہے

لعین اس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ جب شیطان

ح ۲۸۶

کی تمام خصلتیں اس کے اندر آ جاتی ہیں

توراہ کے نزدیک جو کلزی پر لٹکایا جائے یعنی مصلوب ہو

ح ۲۶۷

وہ لعنتی ہے

مجاہدات

ایک رویا کی بنا پر حضورؐ کا ایک عرصہ تک روزے رکھنا

ح ۱۹۹

اور آپؐ پر مکاشفات کھلنا

انسان اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے اور

ح ۲۰۰

دین العجا از اختیار رکھے

مسلمان

- مسلمانوں کا فرض ہونا چاہئے کہ تمام قوموں کے نبیوں کو
جن کا الہام کا دعویٰ ہے سچے رسول مان لیں ۱۷
- سچا مسلمان وہی ہے جو اسلام کی حالت پر کچھ ہمدردی
دکھاوے ۴۰۳
- طوفان ضلالت میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام پر
ہونے والے اعتراضات کا جواب دیں اس کے ساتھ
- اسلامی تعلیم کی خوبی اور عمدگی کا بھی بیان کریں ۳۸۱
- مسلمانوں کے ادنیٰ ادنیٰ قصور پر اسی دنیا میں تنبیہ کی جاتی
ہے جبکہ کفار کی سزا کیلئے اللہ نے عالم آخر رکھا ہے ۳۲۷
- مسلمانوں کو اللہ نے کمزوری اور ضعف کی حالت میں
قوموں کے ظلم کے مقابل پر صبر کی وصیت کی ۳۹۰
- مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنے کے دو طریق
حضرت مسیح موعود کو عطا کئے گئے ۲۹۶، ۲۹۳ ح
- عام مسلمانوں کا جوش دبانے کیلئے معاندین اسلام کی
تحریرات کے مقابل پر حضور نے سخت الفاظ کا استعمال کیا ۱۲۷
- مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو حضرت عیسیٰ
کی شان اور عظمت کا پاس کرے ۱۶
- عیسیٰ کے نزول کے بارہ میں یہودیوں کے خطرناک
انجام بابت نزول ایلیا سے ڈرنا چاہئے ۴۳
- مسلمانوں کا کسی خونی مسیح اور خونی مہدی کا انتظار کرنا
یہ سب بے ہودہ قہصے ہیں ۳۲۱
- سکھوں کے دور میں پنجاب کے مسلمانوں کے سخت
حالات اور اذان پر پابندی اور انگریزوں نے اس
دور سے نجات دلائی ۳۳۰
- مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرنی
چاہئے ۳۳۰

آجکل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھاتے ہیں ان
کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہئے ۲۰۰ ح

مجدد

- جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسیٰ پرستی کے فتنہ کو
دور کرنے کیلئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہوگا
اسی مجدد کا نام مسیح ہے ۲۱۶ ح
- چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہئے ۳۰۳ ح
- چودھویں صدی کے مجدد کا بڑا فرض کسر صلیب اور عیسائیت
کی جھٹوں کو نابود کرنا ہے وہی مسیح موعود ہے ۳۰۳ ح
- مجدد بطور طیب کے ہے۔ چودھویں صدی کا مجدد
کاسر صلیب مسیح موعود ہے ۳۰۵ ح
- قسم دے کر بیان فرمایا کہ اللہ نے مجھے چودھویں صدی
کے سر پر اصلاح خلق کیلئے مجدد بنا کر بھیجا ۳۵۸

مذہب

- خدا کے قانون کو دوسرے الفاظ میں مذہب کہتے ہیں ۳۹۷
- زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس پر ہمیشہ کیلئے زندہ خدا کا
ہاتھ ہو سو وہ اسلام ہے ۹۲
- سچے مذہب کیلئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اس میں نشان
دکھلانے والے پیدا ہوتے رہیں ۳۷۵
- مذہب کے حامیوں کو اخلاقی حالت دکھلانے کی بہت
ضرورت ہے ۴۰۲
- مذہب اس زمانہ تک ہی علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے
جب تک خدا کی صفات ہمیشہ تازہ بہ تازہ تجلی فرماتی رہیں
ورنہ کہا نبیوں کی صورت میں مرجاتا ہے ۴۹۱
- حضرت موسیٰ یا عیسیٰ کا کوئی نیا مذہب نہیں تھا بلکہ وہی تھا جو
ابراہیم اور نوح کو ملا تھا ۳۹۷

مذہبی آزادی دیکھئے آزادی مذہب

مرہم عیسیٰ

مرہم عیسیٰ مسیح کے مصلوب نہ ہونے کی تصدیق کرتی ہے ۴۸۵

مسیح موعود (علامات و ظہور)

نصوص حدیثیہ میں مسیح موعود کے متعلق بیان شدہ علامات

اور ان کا پورا ہونا ح ۳۰۷، ح ۳۰۷

مسیح موعود کی علامت روشن پیشانی اور اونچی ناک

کا مطلب ح ۳۰۷

مسیح موعود عیسائیوں کی طاقت اور قوت کے وقت پیدا

ہوگا۔ اس کے وقت میں ریل ہوگی، نہریں نکالی جائیں گی،

پہاڑ چیرے جائیں گے۔ ح ۳۱۲

اس کے وقت میں اس قدر انتشار نورانیت ہوگا کہ عورتوں کو

بھی الہام شروع ہو جائیگا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے ۳۷۵

مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا ح ۳۰۸، ۳۰۹

آنحضور نے مسیح موعود کو اپنا ایک بازو قرار دیا ۳۲۸

آنے والا مسیح موعود گندم گوں اور ہندی ہے ح ۳۰۲

مسیح موعود کے ظہور کی علامات حضور کے وقت میں ظہور

پذیرہوئیں ح ۲۹۸

مسیح موعود اور مسیح اسرائیلی کا آنحضور کی طرف سے

بیان شدہ الگ الگ حلیہ ۳۰۱

چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہئے ح ۳۰۳

قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے

کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا ۲۵۸

کدعہ یا کدیہ احادیث میں آیا کہ وہاں مہدی مبعوث ہو

گا یہ دراصل قادیان کا مخفف ہے ح ۲۶۱

میں اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام

کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا ۳۳۷

مسیح موعود ہونے پر کیا دلیل ہے اس کا جواب ح ۲۵۵

چودھویں صدی کے سر پر اللہ نے مجھے مبعوث کر کے

پیشگوئی مسیح موعود کی معقولیت کو کھول دیا ح ۲۱۱

بخاری کی حدیث میں ہے کہ مسیح موعود صلیب کے غلبہ

کے وقت آئے گا ۲۰۷

آنحضور نے مسیح موعود کے ساتھ دجال کا ذکر کیا ہے لیکن

حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی کے ساتھ دجال کا ذکر نہیں ۳۰۲

مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث میں یہ بیان

کی گئی کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کریگا اور ان کے

صلیبی خیالات کو پاش پاش کرے گا ح ۲۶۲

صلیب کے باطل خیالات کو توڑنے کیلئے آسمانی مسیح

اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا ح ۲۱۷

چونکہ عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے کیلئے صدی کے

سر پر مجدد ظاہر ہوگا وہی مجدد مسیح ہوگا ح ۲۱۶

احادیث سے مسیح موعود کیلئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ

ممالک مشرقیہ سے مبعوث ہوگا ح ۲۵۹

دجال کا مستقر اور مقام مشرق ہے تو مسیح موعود بھی مشرق

سے ظہور کرے گا ح ۲۶۰

دشقی حدیث میں جو مسلم میں ہے منارہ مشرقی کا ذکر کر کے مسیح موعود

کے ظہور کیلئے مشرق کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے ح ۲۶۰

مسیح موعود کے زمانہ کی حالت ح ۳۰۷، ۳۰۷

مسیح موعود کو کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہئے؟

(۱) حج و عقیقہ (۲) آیات سہاویہ (۳) دعا سے اس فتنہ

کو فرور کرے ح ۳۰۵

چودھویں صدی کے مجدد کا سب سے بڑا فرض کسر صلیب

ہے ح ۳۰۳

مسیح موعود کی تلوار اس کے انفاس طیبہ یعنی کلمات حکمیہ ہیں

سوان انفاس سے ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی ح ۳۱۲

مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا اسی رنگ اور طریق سے مقدر

تھا جیسا کہ ایلیانہی کا دوبارہ دنیا میں آنا ح ۲۱۱

فصوص الحکم میں شیخ ابن العربی نے اپنا ایک کشف لیکھا ہے

کہ مسیح موعود خاتم الولاہیہ ہوگا اور وہ توام پیدا ہوگا ح ۳۱۳

مولویوں نے ناقص فہم کی وجہ سے پیشگوئی مسیح موعود

میں تناقص پیدا کیا ہے ح ۲۰۸، ۲۰۹

معرفت الہی

- معرفت کاملہ یہی ہے کہ خدا کا پتہ لگ جائے ۶۲
 نفسانی جذبات کا سیلاب بجز خدا پر یقین کے تھم نہیں سکتا ۶۲
 ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن
 سے پایا ۶۵

معجزہ/معجزات

- قرآنی دلائل اور انواع و اقسام کی خوبیاں انسانی
 طاقتوں سے بڑھ کر معجزہ کی حد تک پہنچ گئے ۹۱
 آنحضورؐ کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں ۱۵۴ ح
 آنحضورؐ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے ایک قسم کے معجزات
 کی تعداد تین ہزار کے قریب ہوگی ۱۵۴ ح
 آنحضورؐ کے معجزات محض قصوں کے رنگ میں نہیں بلکہ
 ہم آپؐ کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پالیتے ہیں ۱۵۶ ح
 معجزات نبیؐ کے سچا ہونے کے بارہ میں جناب
 ریلیٹیو صاحب کا اپنی کتاب میں گواہی دینا ۹۰
 حضرت عیسیٰؑ کی خدائی ثابت کرنے کیلئے انجیل میں جس قدر
 معجزات لکھے گئے ہیں وہ معجزات ہرگز ثابت نہیں ہیں ۸۵
 عیسائی مؤلف کا کہنا کہ جس قدر معجز گواہیاں اور سندیں
 نبی اسلام کیلئے پیش کی جاسکتی ہیں ایک عیسائی کی قدرت
 نہیں کہ ایسی گواہیاں یسوعؑ کے معجزات کے ثبوت میں
 عہد نامہ جدید سے پیش کر سکے ۹۱

مقدمہ/مقدمہ قتل

- مقدمہ ہنری مارٹن کلارک ۱۰
 مقدمہ مارٹن کلارک کی کارروائی کا سلسلہ وار بیان ۱۵۶
 اگر میں نے عبد الحمید کو خون کرنے کیلئے بھیجا تھا تو پھر میں
 اس کی چال چلن سے کیونکر ڈاکٹر کلارک کو متنبہ کرتا ۳۰۴
 مقدمہ قتل کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی حضرت عیسیٰؑ
 کے ساتھ مشابہتیں ۴۶، ۴۵

مکتوبات/مخطوط

- حضورؐ کی تائید میں اخبار چودھویں صدی میں چھپنے والا
 ایک بزرگ کا خط ۱۱۳
 حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا خط نصر اللہ خان
 صاحب کے نام ۵۰۳
 ناظم الہندہ ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں حسین کامی کا حضورؐ کے
 نام خط جو لاہور سے حضورؐ کی ملاقات کی درخواست کیلئے
 بھیجا تھا ۳۲۳
 حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے نام سرکاری حکام
 کے خوشنودی کے مراسلے ۷۲۴
 رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور کا حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب
 کے نام مراسلہ ۳۳۸
 مشرولسن صاحب کمشنر لاہور کا حضرت مرزا غلام مرتضیٰ
 صاحب کے نام خط ۳۳۹
 رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر بہادر کا مرزا غلام قادر صاحب
 کے نام مراسلہ ۳۳۸
مناظرہ/مباحثہ
 مناظرات مذہبیہ یا مخالفوں کے رد میں تالیفات کرنے
 کے لئے چند شرائط جو ضروری ہونی چاہئیں چند علوم جو
 آنے ضروری ہیں ۳۷۰
 کسی مخالف عیسائی کا رد لکھنا چاہیں یا زبانی مباحثہ کریں
 اس کے لئے ضروری دس شرائط ۳۷۰ تا ۳۷۵
 بحث کرنے والوں کیلئے یہ بہتر طریق ہوگا کہ کسی
 مذہب پر بیہودہ طور پر اعتراض نہ کریں ۱۵
 مخالفین بھی اپنی روش بدلیں اور مباحثات میں سخت
 الفاظ استعمال نہ کریں ۱۵
 حضورؐ کی وہ کتب جو مناظرات کے حق میں تالیف
 ہوئی ہیں ۴۰۵

۲۲۶ زلی کے خلاف میموریل پر اعتراض کا جواب

نبی انبیاء

سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی ہمیشہ تازہ بہا نظر
آئے سو وہ ہمارے نبی صلعم ہیں

ح ۱۵۶

تمام قوموں کے انبیاء جن کا الہام کا دعویٰ تھا اور مقبول خلائق

ہو گئے انہیں اسلامی اصول کے مطابق سچا مان لیا جائے

۱۷ آدم سے لے کر آخر تک کوئی سچا نبی مصلوب نہیں ہوا

۳۶۱ تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سرچشمہ نبیوں

کے بعد ہمیشہ امام الزمان اور مجدد الوقت ہوتا ہے

۲۹

نجات

خدا کی توحید پر علمی اور عملی طور پر قائم ہونے والے سب

نجات پائیں گے

۸۳، ۸۲

کامل توحید جو مدار نجات ہے وہ صرف قرآن میں پائی

جاتی ہے

۸۳

راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہو جانے کا

نام نجات ہے

۸۱

نجات کیلئے اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانے کا عیسائی خیال

سراسر غلطی ہے

۸۰

نزول مسیح رزول عیسیٰ

نزول مسیح کے معنی

ح ۲۲۵، ح ۲۲۶

عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے ختم نبوت اور

خاتم الکتب کی فضیلت ختم ہو جائے گی

ح ۲۱۷

نصیحت انصاح

حضور کی جماعت کو انصاح

۱۳، ۱۳

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں حقوق اللہ

حقوق العباد اور گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی

۱۳

حضور کی اپنے مریدوں کو تاکید کہ مباحثات میں سخت

اشتیغال انگیز الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں

۱۳ ہمارے حکام ہمیں مناظرات و مباحثات سے منع نہیں

کرتے

۲۳۲

مولوی

فیج اعوج کے علماء کے عقائد میں قابل شرم تناقضات

پائے جاتے ہیں

ح ۲۰۶

مسیح اور مہدی کے بارہ میں عقائد میں تناقض

ح ۲۰۸

نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں

کو سچائی کے قبول کرنے کی طرف توجہ نہیں

۵۰

دجال کو خدائی کا جامہ پہنانے کا گناہ علماء کی گردن پر ہے

ح ۲۳۲

اس زمانہ کے مولویوں کو بار بار قرآن اور احادیث سے

دکھلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے مگر انہوں نے قبول

نہ کیا

۵۰

یہود کی تمنا جس طرح پوری نہیں ہوئی مولویوں کی تمنا

کیسے پوری ہو سکتی ہے کہ وہ عیسیٰ کو آسمان سے نازل ہوتا

دیکھیں

ح ۲۱۳

عدالت میں مولویوں کا جھوٹی گواہی دینا

۳۳

میموریل

حضور کی طرف سے گورنمنٹ کو میموریل کہ ہم کتاب

امہات المؤمنین پر پابندی کے حق میں نہیں بلکہ

اس کے اعتراضات کا جواب دیں گے

۳۱۵، ۳۱۹

کتاب امہات المؤمنین پر گورنمنٹ کو میموریل بھیج دینا

کافی نہیں

۳۸۳، ۳۷۷

گورنمنٹ کی طرف کتاب امہات المؤمنین کے

خلاف کارروائی کرنے کیلئے انجمن حمایت اسلام کا

میموریل درست قدم نہیں میں اپنی جماعت اور دیگر مسلمانوں

سمیت اس کا سخت مخالف ہوں

۳۱۵

زلی کی بدگواہی پر جماعت کی طرف سے میموریل بھیجے کا مقصد

ح ۳۹۱

۳۱۲	حضور کی احمدیوں اور مسلمانوں کو نصیحت کے طریق سخت گوئی سے بچیں اور حملوں کا نرم الفاظ میں جواب دیں
۵۰	حقیقی نور تسلی بخش نشانوں کے رنگ میں
۶۵	آسمان سے اترتا ہے اور طمینان بخشتا ہے
۸۰	گناہ کی غفلت اور تاریکی دور کرنے کیلئے نور کا پانا ضروری ہے
۸۱	نیکی میں ایک تریاتی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے
	وہ-سی
	وقائع نویسی
۸۶، ۸۵	وقائع نویسی کیلئے ضروری شرائط
۸۵	انجیل نویسوں نے بطور وقائع نویس کے معجزات لکھے اور وقائع نویسی کی شرائط ان میں متحقق نہیں
	وفات مسیح عیسیٰ
ح ۲۲۲	قرآن کریم صریح لفظوں میں وفات عیسیٰ علیہ السلام ظاہر کرتا ہے
ح ۲۱۵	آیت فلما توفینتی نے صاف طور پر خبر دے دی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے
ح ۲۱۹	صحیح بخاری اور ابن عباس نے توفی کے معنی ماردینے کے کئے ہیں
ح ۳۶۳	اللہ تعالیٰ نے کشف اور الہام کے ذریعہ مجھے وفات عیسیٰ کی اطلاع دی
ح ۲۲۱	امام مالک، امام بخاری، ابن حزم، ابن قیم، ابن تیمیہ، ابن عربی اور اکابرین معتزلہ وفات مسیح کے قائل ہیں
	میں حکم ہوں اور امام مالک، ابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارہ میں صحیح قرار دیتا ہوں ۳۹۶، ۳۵۹
	مولویوں کے سامنے وفات مسیح کے عقلی و نقلی دلائل ثابت کئے لیکن انہوں نے قبول نہ کیا
	ہدایت
۴۹	خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے تین اسباب اور وسائل
	ہندو و ہندومت
۴۹۱	الہام کا سلسلہ بندماننے سے لاکھوں ہندو دہریہ ہو گئے
۱۳۱	ہندوؤں اور آریوں کی اسلام، بانی اسلام اور قرآن کے بارہ میں بدزبانی
۴۱۳	عیسائیوں کے مسلمانوں کے خلاف بدزبانی کرنے سے ہندوؤں کے منہ بھی کھل گئے
۵۴، ۵۰	یہود و یہودیت
۴۷۶	حضرت عیسیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے خدا کی نظر سے گر گئے
ح ۲۱۵	کوئی مسلمان نہیں جو یہود کو حضرت عیسیٰ کے مقابل پر سچا قرار دے
۲۲۸	ان کا عقیدہ ہے کہ سچا مسیح تب آئے گا جب ایلیا نبی ملا کی کی پیشگوئی کے موافق آئے گا
ح ۲۱۱	یہود، مسیح سے پہلے ایلیا کے بذاتہ آنے کے منتظر ہیں
ح ۲۱۴	یہودیوں کی ایلیا کو آسمان سے اترتا دیکھنے کی تمنا آج تک پوری نہیں ہوئی
ح ۲۲۹	یہود کو مسیح کا دعویٰ خلاف نصوص صریح معلوم ہوا
۵۱	یہود نے عیسائیوں کے مقابل پر تعلیم کو پیشگوئیوں پر مقدم رکھا
ح ۲۱۳	مسیح کی تاویلات سے یہود نے ٹھوکر کھائی
ح ۲۱۲	مسیح کے بارہ میں پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا یہود نے اس سے بھی ٹھوکر کھائی
ح ۲۸۸، ۲۴۲	یہود مسیح کو صلیب پر چڑھا کر اسے ملعون سمجھتے ہیں

حضرت عیسیٰ کو کافر ٹھہرانے کیلئے یہود کے ہاتھ میں یہ

دلیل تھی کہ وہ سولی دیا گیا ہے

۳۶۰

یہود اور نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت اختلاف ان

یہود کا مسیح کی نسبت اعتراض یہ تھا کہ وہ ان کو ملعون ٹھہرا

ح ۲۲۸

کے رفیع روحانی کے بارہ میں ہے

کہ اس مقام قرب اور رحمت سے بے نصیب ٹھہراتے

ایک یہودی فاضل نے کتاب لکھی ہے جس میں مسیح کی

ح ۲۶۷

جہاں اسرائیلی انبیاء تھے

۴۲

ان پیشگوئیوں کی فہرست دی جو چھوٹی نکلیں

یہودیوں نے عیسائیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا کہ

مسیح نے یہودیوں کو کہا کہ یہ کل ۴۶ برس میں بنائی گئی مگر

ح ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹

یسوع نعوذ باللہ لعنتی ہے

۹۰

یہودی کتب میں لکھا ہے کہ چھ برس میں بنائی گئی



اسماء

ابن عباسؓ	آ-۱
تونی کے معنی مار دینے کے کئے ہیں	آدم علیہ السلام
۲۱۹ ح	آدم سے پہلے بھی مخلوقات دنیا میں موجود تھی
۹۲	۷۴
ابن عربی، محی الدین	آہقم، پادری عبد اللہ
وفات مسیح کے قائل ہیں	۱۸۷۰ء، ۱۱۱۱ء، ۱۶۳۰ء، ۱۶۹۰ء، ۱۷۱۰ء، ۱۷۲۰ء، ۱۷۶۰ء، ۱۷۷۰ء، ۱۸۷۰ء
۲۲۱ ح	اپنی کتاب اندرون بابل میں آنحضرتؐ کی شان میں
۲۸	گستاخی کرنا
مسیح کے روز کے نازل ہونے کو تسلیم کرتے ہیں	قسم سے گریز کرتا رہا حالانکہ اس کو چار ہزار روپیہ کا انعام
نزول مسیح کی حقیقت بیان کی کہ وہ بروزی طور پر	بھی دینا کیا تھا
نازل ہوگا	اسلامی عظمت سے ڈر گیا تھا اور اپنی مضطر بانہ حالت
۲۳-۲۲ ح	سے ہمارے الہام کی تصدیق کر دی
مسیح موعود کے بارہ کشف کہ وہ خاتم الولاہیت ہوگا	سچی گواہی کو چھپائے گا تو پھر جلد فوت ہو جائیگا یہ دوسری
اور توام پیدا ہوگا اور جینے ہوگا	پیشگوئی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا
۳۱۳ ح	۱۲۴، ۱۲۱
ابن قیم	پیشگوئی کے مطابق آخری اشتہار کے بعد چھ ماہ
وفات مسیح کے قائل ہیں	کے اندر مر گیا
۲۲۱ ح	اس کی ناسعداتی ہے کہ ہر اسان ہو کر بھی معذرت نہ کی
۹۲	آہقم کی نسبت، پیشگوئی پرائڈ بیٹری بیہ اخبار نے
ابوالحسن خرقانیؒ	اعتراض کیا تھا
ابوالمحب صاحب مولوی، وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن	بقول آہقم اقنوم ثانی کا تیس برس تک بیسوع سے تعلق نہ تھا
۳۵۳	۶۹
ابوبکر صدیقؓ	ابراہیم علیہ السلام
آنحضرتؐ کا ایک وفادار رفیق	ابن تیمیہ
وفات رسولؐ کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی سب نبیوں کی	وفات مسیح کے قائل ہیں
وفات کا قرآنی اعلان بھی سنایا	۲۲۱ ح
۲۲۱، ۲۲۰ ح	۳۹۶، ۳۵۹
ابوعبدالعزیز محمد صاحب مولوی، دفتر پنجاب یونیورسٹی	ابن حزم، امام
۳۵۲	وفات مسیح کے قائل ہیں
ابو یزید بسطامیؒ	۲۲۱ ح
احمد سرہندی شیخ	۳۹۷، ۲۶۷ ح
احمد الدین صاحب حکیم نقل نویس سیالکوٹ	احمد الدین صاحب منشی نقشبندی نویس ملٹری آفس پشاور
۳۵۷	۳۵۱
احمد اللہ خان صاحب حاجی حافظ، قادیان	۳۵۶ ح

۲۳۸ ح	اور لیس علیہ السلام آپ کی قبر بھی موجود ہے	۱۸۸، ۱۷۶، ۱۷۴، ۱۷۲، ۱۱۰	احمد بیگ ہوشیار پوری
۳۵۲	اروڑ صاحب حضرت منشی، کپورتھلوی	۳۱	اس کے بارہ میں پیشگوئی کا پورا ہونا
۳۵۴	اسحاق حاجی محمد صاحب سینٹھ تاجر مدراس	۳۵۵	احمد جان صاحب حاجی منشی لدھیانوی
۳۵۴	اسماعیل آدم صاحب سینٹھ سبئی	۳۵۷	احمد جان صاحب خیاط
۳۵۵	افتخار احمد صاحب لدھیانوی صاحبزادہ	۳۵۲	احمد جان صاحب مولوی مدرس گوجرانوالہ
۳۵۲	اکبر بیگ صاحب مرزا سارجنٹ درجہ اول حصار	۳۵۶	احمد حسین صاحب سید طبیب گوالیار
۹۶	الزبتھ، ملکہ	۳۲۶ ح، ۲۵۲، ۱۱۲	احمد خان، سرسید
۳۵۳	اللہ داد صاحب منشی سیالکوٹی یورپین ٹیچر سیالکوٹ		تین باتوں میں میرے موافق رہے (۱) وفات عیسیٰ (۲) انگریزی حکومت کے حقوق (۳) کتاب امہات المؤمنین کے رد لکھنے میں مؤقف
۳۵۷	اللہ دتہ صاحب منشی	۴۰۲	نیز عیسائیوں کے اعتراضات کا رد لکھنا
۳۵۷	اللہ دیا صاحب میاں واعظ لدھیانہ	۴۰۱	امہات المؤمنین کا رد لکھنا
۳۵۵	امام الدین صاحب تاجر سیکھواں	۴۱۰	کاش آج سرسید زندہ ہوتے تو میری اس رائے (یعنی مخالف کے اعتراضات کے رد لکھنے) کی کھلی کھلی تائید کرتے
۳۵۶	امام الدین صاحب کپوٹہ رلالہ مولیٰ	۴۰۲	بہادر زریک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا انہوں نے آخری وقت بھی کتاب امہات المؤمنین کا رد لکھنا ضروری سمجھا
۳۵۶	امام الدین صاحب منشی پٹواری لوچپ	۴۲۵	آپ کے بارے پیشگوئی کی گئی تھی کہ آفت آجیگی
۳۵۵	امام الدین میاں پرد پر انڈوتاجر	۱۷۶	احمد دین صاحب تاجر ملتان
۳۵۱	امام بخش خان صاحب سوار رسالہ نمبر ۱۲ سرحد	۹۲	احمد سرہندی شیخؒ
۳۵۳	امانت خان صاحب منشی نادون کا نگڑہ	۵۰۰	کشف میں آنحضورؐ کو دیکھنا
۲۲۰، ۲۱۹	امیر الدین راویلپنڈی	۳۱۵	احمد شاہ عیسائی، ڈاکٹر مؤلف امہات المؤمنین
۳۵۱	امیر علی شاہ صاحب سید ملازم پولیس سیالکوٹ	۳۵۶	احمد علی شاہ صاحب سید سفید پوش سیالکوٹ
۵۰۱	حضور کو اپنے الہامات ہفتہ وار بھیجتا	۳۵۵	احمد عبدالرحمن صاحب سینٹھ مدراس
۳۵۱	امین بیگ صاحب مرزا سوار ریاست جے پور	۳۵۶	احمد علی صاحب نمبر دار وزیر چک گورداسپور
۲۱۹، ۲۱۷، ۳۸۸ تا ۳۸۶، ۱۱	اندر من مراد آبادی		
۱۳۱	آنحضورؐ، انبیاءؑ اور مسلمانوں کی شان میں گستاخی کی مثالیں		

۳۵۷، ۳۵۱	بوڑے خان صاحب ڈاکٹر۔ قصور	اولیں قرنیؓ	ان کو الہام ہوتا تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے
۲۲۹، ۲۲۵، ۲۰۹	بھگت رام	۴۷۴	ایلیا نیز دیکھئے یحییٰ علیہ السلام
۳۵۳	پایندہ خان صاحب راجہ رئیس دارا پور جہلم	۴۲	ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا
ح ۳۳۵	پرسونم داس عیسائی	ح ۲۱۱	ایلیا کا زول یوحنا یعنی یحییٰ کی صورت میں ہوا
۱۹۲، ۵۶	پریم داس، عیسائی	۳۶۲	ایلیا کے دوبارہ آنے کی تاویل کی جائے تو حضرت عیسیٰؑ سچے نبی ٹھہرتے ہیں
۲۳۸	کپتان ڈگلس کی عدالت میں اس کا بیان بطور گواہ مستغیث	ح ۲۲۴، ۲۲۸	ایوب بیگ صاحب مرزا، کلانور
۲۵۶	کپتان ڈگلس کی عدالت میں مستغیث کے گواہ اس کا بیان	۳۵۳	ایولسن، پادری آف انگلستان
	پر بھدیال ولد رام چند		اس کا کہنا کہ متی کی یونانی انجیل دوسری صدی مسیحی میں ایک ایسے آدمی نے لکھی تھی جو یہودی نہ تھا
۲۸۵	کپتان ڈگلس کی عدالت میں مستغیث کے گواہ اس کا بیان	۹۳	ب۔ پ۔ ت۔ ٹ
۵۶	پطرس		بخاری، امام
۲۵	مسح نے اپنے حواری پطرس کو شیطان کہا		وفات مسح کے قائل ہیں
	پولوس (Paul)		برہان الدین عازی جہلمی مولوی
	پیلاطوس		۳۵۴، ۲۱۶، ۲۰۸، ۲۰۷، ۱۹۵، ۱۸۹، ۱۸۳، ۱۶۲، ۱۶۰، ۱۵۹
	تاج الدین تحصیلدار پرگنہ بٹالہ	ح ۲۲۱	بلعم
۵۱۳	ڈپٹی کمشنر کے نام حضور کے ٹیکس کے بارہ میں اس کی انصاف پسند رپورٹ		ولی تھا لیکن موسیٰ کے مقابل پر آیا اور ہلاک ہو گیا
۳۵۱	تاج الدین صاحب منشی اکاؤنٹنٹ ریلوے لاہور	۴۷۳	اللہ نے اس کا رفع کرنا چاہا لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا
۳۵۵	تاج محمد خان صاحب کلرک میونسپل کمیٹی لدھیانہ	۴۸۲	بنی اسرائیل
۳۵۰	مفتقل حسین صاحب سید مولوی ڈپٹی کلکٹر علیگڑھ	ح ۲۳۷، ۲۳۶	توریت سے انجیل تک تمام کتب کی مخاطب قوم
۳۱۹	ٹھا کر داس، پادری		بنی اسرائیل ہے
۱۲۶، ۱۲۳، ۱۲۰	اس کی طرف سے آنحضورؐ کی دشنام طرازی	۸۵	ان میں قدیم سے رسم تھی کہ جرائم پیشہ اور قتل کے مجرموں کو بذریعہ صلیب ہی ہلاک کیا کرتے تھے اسی وجہ سے صلیبی موت لعنتی شکاری گئی
	ح۔ ج۔ ح۔ خ		
۳۵۳	جان محمد صاحب میاں قادیان	ح ۲۳۲	
۲۸۸، ۲۸۶	جبرائیل علیہ السلام		

حسین کامی سفیر سلطان روم		جعفر زٹلی دیکھنے زٹی کے تحت	
۹	حضور سے ملاقات کے لئے قادیان آنا	۳۵۲	جلال الدین صاحب نشی، پنشنرشی رجسٹ نمبر ۱۲
۳۲۳	حضور کے نام ملاقات کی درخواست کیلئے لکھا گیا خط	۳۵۷	جمال مستری صاحب، مالک کارخانہ روٹی۔ بھیرہ
۳۲۰	شیعہ اخبار ناظم الہند لاہور میں اس کے خط کی اشاعت	۳۵۵	جمال الدین صاحب تاجر سیکھواں
	کہ ہم قادیان سے ملکر راوڑ پولو خاطر واپس آئے	۳۵۷	جمال الدین صاحب مولوی سید والا منگمری
۳۲۱	ترک سلطنت اور سلطان کے بارہ حضور کی باتوں		
	کا پر امنانا		
۳۲۳	ناظم الہند لاہور حسین کامی کے خط کی نقل	۳۵۱	جمال الدین صاحب خواجہ پرنسپل سری رنیر کالج جموں
۳۵۱	حمید الدین صاحب نشی ملازم پولیس لدھیانہ	۱۷۷	چندر سنگھ رائے (مباہد کیلئے بلا گیا)
۳۵۲	محمد صاحب حافظ ڈپٹی انسپکٹر پولیس جموں	۹۲	جنید بغدادی
۳۵۶	خادم حسین صاحب نشی مدرس راوڑ پینڈی	۳۵۵	جیون بٹ صاحب میاں سوداگر پشیمنا مر تسر
۳۵۶	خان ملک صاحب مولوی کھیوال جہلم	۳۵۲	جیون علی صاحب سید اللہ آباد
	خدا بخش، حضرت مرزا انجمنی سابق مترجم چیف کورٹ	۳۵۵	چراغ الدین صاحب میاں ٹھیکیدار گجرات
۳۵۰، ۴۴	پنجاب حال تحصیلدار مالیر کوٹلہ	۳۵۰	چراغ الدین صاحب میاں رئیس لاہور
۳۵۴	خدا بخش صاحب پیر جی تاجر ڈیرہ دون	۳۵۱	چراغ دین صاحب باؤٹیشن ماسٹر لہ
۵۱۱	خسر و پرویز شاہ ایران	۳۵۴	چراغ علی صاحب شیخ تھہ غلام نبی گورداسپور
۳۵۴	خواجہ علی صاحب قاضی ٹھیکیدار شکر م لدھیانہ	۳۵۲	حافظ محمد صاحب جموں
۳۵۶	خوشحال خان صاحب رئیس باریکاب راوڑ پینڈی	۳۵۳، ۴۴	حامد شاہ، حضرت سید سیالکوٹی
۳۵۵	خیر الدین صاحب تاجر سیکھواں	۳۵۶	حامد علی صاحب شیخ تھہ غلام نبی گورداسپور
	د-ڈ-ڈ-ر-ر	۳۵۴	حبیب الرحمن صاحب نشی رئیس حاجی پور کپورتھلہ
۳۵۵	دال جی لال جی صاحب سیٹھ جنرل مرچنٹ مدراس	۳۵۲	حبیب اللہ صاحب محافظ دفتر پولیس جہلم
۳۵۲	دلدار علی، سید اللہ آباد	۳۵۵	حبیب شاہ صاحب سید حکیم، خوشاب
۱۹۲	دیال چند	۳۵۴	حسام الدین صاحب سید حکیم سیالکوٹ
۴۱۹، ۳۸۷، ۳۸۶، ۱۷۶، ۱۲	دیانند، پنڈت	۳۵۷	حسن علی صاحب مولوی بھاگپوری
	اللہ تعالیٰ، آنحضور اور قرآن کریم کے بارہ میں اس کی		
۱۳۱۲۱۳۸	بدر بانی		

راجندر سنگھ ایڈیٹر مالک اخبار خالصہ بہادر	ڈاؤویل، مستشرق
آخضور کے بارے میں اس کی بدزبانی	اس کا کہنا کہ دوسری صدی کے وسط تک چاروں
۱۵۱	انجیلوں کا وجود نہ تھا
۲۰۴	۹۳
رام بھنج لالہ، وکیل استغاثہ	۲۸۶
۲۱۹، ۶۱	ڈرپیر، مستشرق
رام چندر، راجہ	ڈکسن، ایف ٹی ڈپٹی کمشنر گورداسپور
۱۲۳، ۱۲۰	ایف ٹی ڈکسن کی طرف سے مقدمہ انکم ٹیکس میں حضور
رام چندر، ماسٹر، آخضور کی شان میں گستاخی کی	کو بری کرنے کا حکم
۵۱۹، ۵۱۳، ۵۱۲	ڈگلس، ایم ڈبلیو، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور
رانگلین پادری	۱۱۹، ۳۵، ۳۲
رسالہ دفع الہیتان میں آخضور کی شان میں	حضور کے خلاف جھوٹا مقدمہ قتل خارج کرنا
دشنام طرازی	۱
۱۲۲، ۱۲۰	۲
۳۵۴	ان کا فیصلہ ہمیشہ صحیح تاریخ میں یادگار رہے گا
۳۵۳	مقدمہ قتل کے لئے عدالت میں حاضر ہونے کا سمن ۱۶۸، ۱۶۷
رحبت اللہ گجراتی، حضرت شیخ	مقدمہ قتل کا تجزیہ اور فیصلہ بحق حضور
۳۵۴، ۲۲۰، ۴۳	۳۰۲، ۲۸۳
کپتان ڈگلس کی عدالت میں آپ کا بیان گواہ منجانب حضور	اس نے حضور سے پوچھا کہ کیا تم ان پر نالاش کرنا چاہتے
۲۲۷	ہو حضور نے کہا نہیں
۳۵۲	۳۸۴
رحمت علی صاحب ڈاکٹر، ممباسہ یوگنڈا	مقدمہ میں حضور کو بری کیا
۳۵۶	۵۱۲
رحمان شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ	ذوالفقار علی صاحب میر ضلع دارنہر سنگور
۳۵۶	۳۵۲
رحیم الدین صاحب منشی حبیب والا ضلع جینور	ذوالنون مصری
۳۵۶	۹۲
رحیم اللہ صاحب مولوی لاہور	رابرٹ ایجرتون (Robert Egerton) فنانشل کمشنر پنجاب
۳۵۴	مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات پر مرزا غلام قادر صاحب
رحیم بخش صاحب منشی میونسپل کمشنر لدھیانہ	کے نام تعزیتی مراسلہ
۳۳۸، ۷	۳۳۸، ۷
رحیم بخش - محمد حسین بنا لوی کا باپ	رابرٹ کاسٹ (Robert Cast) بہادر کمشنر لاہور
۳۳۲، ۳۳۲، ۲۹	۵
وہ اپنے بیٹے پر سخت ناراض تھا	ان کا میرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے نام مراسلہ
۳۵۳	مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے نام رابرٹ کاسٹ کا
رستم علی صاحب چودھری کورٹ انسپکٹر دہلی	مراسلہ ۱۸۵ء میں ساتھ دینے پر شکر یہ
۳۵۴	۳۳۸
رسول بیگ صاحب مرزا رئیس کلانور	راجرس پادری
۳۵۱	آخضور کی شان میں گستاخی کرنا
رشید الدین صاحب خلیفہ ڈاکٹر	۱۲۹، ۱۲۰
رکن الدین احمد صاحب، شاہ سجادہ نشین کڑہ ضلع الہ آباد	
۳۵۵	

سعد اللہ دھیانوی	۱۲۷	رلیارام گھولائی، لالہ
۱۵۰	حضور کے بارے میں بدزبانی	۳۵۱ رمضان علی صاحب سید ڈپٹی انسپکٹر الہ آباد
۵۱۴	سلطان احمد، مرزا ابن حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۷۵ ح رنجیت سنگھ
۳۵۵	سلطان بخش صاحب میاں تاجرو رب میکر لاہور	۳۵۲ روشن دین صاحب منشی ٹیشن ماسٹر ڈنڈوت جہلم
ح ۱۸۸، ۱۸۷	سلطان محمد، داماد مرزا احمد بیگ	ریلیڈ
۳۵۲	سلطان محمود صاحب مولوی میلا پور مدراس	اپنی کتاب اکاؤنٹ آف محمد نزم میں لکھا کہ محمد کے معجزات
۲۳۰، ۱۵۷	سلطان محمود، والد عبد الحمید مدعی مقدمہ قتل	نہایت مشہور عالم پرہیزگار محققوں نے تحقیق کے بعد لکھے
سیرل	۹۰	ہیں کہ ان پر شک نہیں ہو سکتا
اس کا کہنا ہے انجیلیں نیک نیتی کے بہانہ سے مکاری کے	۳۲۷	زٹی
۹۳	ساتھ دوسری صدی کے آخر میں لکھی گئیں	زٹی کی بدگوئی پر گورنمنٹ اور پبلک کو اس کا چہرہ دکھانے
۳۵۲	شاہ دین صاحب منشی ٹیشن ماسٹر دینا ضلع جہلم	کیلئے جماعت کی طرف سے میموریل بھیجنا
۳۵۴	شرف الدین صاحب میاں نمبر دار کوئلہ فقیر جہلم	اس کی تحریر میں علمی رنگ میں کوئی اعتراض نہیں تھا کہ اسے
شملہ، عیسائی محقق	۳۲۸	دفع کیا جا سکتا اس نے صرف تمسخر سے گندی گالیاں دیں
۹۳	اس کا کہنا کہ یوحنا کے علاوہ باقی تینوں انجیلیں جعلی ہیں	اس کے خلاف میموریل میں ہرگز مزادینے کیلئے درخواست نہیں
شہاب الدین صاحب چودھری بی اے ایل ایل بی	۳۲۹	کی گئی
۳۵۳	کلاس لاہور	۳۵۳ زین الدین محمد ابراہیم منشی انجینئر ممبئی
۳۵۷	شہاب الدین صاحب میاں باجو والا لدھیانہ	۳۵۵ زین العابدین صاحب قاضی خانپور ریاست پٹیالہ
۳۵۴	شیر محمد خان صاحب رئیس بھکر محمدن کالج علیگڑھ	س-ش-ص-ض
۳۵۲	صادق حسین صاحب وکیل اٹاوا	۳۵۴ سراج الحق جمالی نعمانی صاحب رئیس سرسواہ
۳۵۳	صادق حسین صاحب منشی مختار عدالت اٹاوا	۳۵۳ سراج الدین صاحب منشی تزل کھٹری کلرک مدراس
۳۵۲	صادق علی بیگ صاحب مرزا، حیدرآباد دکن	۳۵۷، ۳۵۳ سراج الدین صاحب میاں
۳۵۴	صالح محمد صاحب سیٹھ تاجر مدراس	۳۵۴ سراج الدین صاحب نواب ازخاندان ریاست لوہارو
		۳۵۷ سردار محمد صاحب مولوی برادر زادہ مولانا حکیم نور الدین صاحب

۲۱۵	پہلے سلطان محمود کو باپ کہا اور پھر لقمان کو مقدمہ قتل کے لئے عدالت اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ	صدق سالم ملک	میچ سے پہلے گزرا اور گناہ سے پاک تھا پہلا حق
۱۵۷	مجسٹریٹ امرتسر میں بیان	۶۸	خدا بننے کا اس کو حاصل تھا
۱۵۷	عدالت میں اس کا بیان انگریزی زبان کا ترجمہ		صفر علی عیسائی
۲۰۷	کپتان ڈگلس کی عدالت میں اس کا بیان	۳۷۹	اس کے مرتد ہونے کی وجہ
	ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے آگے بطور سرکاری گواہ		صفر علی صاحب مولوی مہتمم محکمہ تعمیرات حیدرآباد دکن ۳۵۲
۲۵۷	جو بیان دیا		ظ - ع - غ
۳۵۵	عبدالحق صاحب میاں دکاندار امرتسر		ظفر احمد صاحب منشی، کپور تھلوی
۳۵۰	عبد الرحمن صاحب بابو کرک دفتر لوکو ریلوے لاہور	۳۵۳	ظہور اللہ احمد صاحب ڈاکٹر سول سرجن حیدرآباد دکن
۳۵۶	عبد الرحمن صاحب پٹواری	۳۵۲	ظہور علی صاحب مولوی سید وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن
۳۵۴	عبد الرحمن حاجی سیٹھ اللہ رکھا سا جن کپنی	۳۵۳	عبد الجبار غزنوی
۳۵۶	عبد الرحمن صاحب حاجی لدھیانہ		حضور کے بارہ میں اس کی بدزبانی
	عبد الرحمن صاحب حافظ وکیل مدرسہ انوار الرحمن	۱۴۸	عبدالحق صاحب ٹیچر پٹالہ
۳۵۶	ملتان ساکن پٹالہ	۳۵۶	عبدالحق صاحب مولوی ایڈیٹر نسیم صبا بنگلور
۳۵۴	عبد الرحمن خان صاحب تزلہ باش لاہور	۳۵۵	عبدالحق غزنوی
۳۵۱	عبد الرحمن صاحب ڈاکٹر ایل ایم ایس سول سرجن چکرا تہ	۱۹۹، ۱۷۳	حضور کے بارہ میں اس کی بدزبانی
۳۵۲	عبد الرحمن صاحب شیخ مترجم ڈویژنل کورٹ ملتان	۱۴۹	عبدالحکیم خان صاحب ڈاکٹر اسٹنٹ سول سرجن پٹالہ
۳۵۲	عبد الرحمن صاحب منشی ملازم ریاست کپور تھلہ	۳۵۱	عبدالحکیم صاحب مولوی دہارو علاقہ بمبئی
۳۵۴	عبد الرحمن صاحب منشی سنوری پٹواری پٹالہ	۳۵۶	عبد الحمید، مقدمہ قتل کا مدعی
۳۵۶، ۳۵۲	عبد الرحمن صاحب مولوی ملازم دفتر جھنگ		۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۶۷، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۱، ۲۹، ۳، ۲، ۱
	عبد الرحیم، عیسائی		۲۰۷، ۲۰۴، ۱۹۶، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰
۲۲۵، ۲۲۴، ۱۹۴، ۵۶، ۳۳			گجرات میں پہلے عیسائی رہ چکا تھا
۲۳۲	عدالت ڈگلس میں اس کا بیان گواہ منجانب مستغنیث	۳۶	گجرات کے مشن سے بوجہ بد چلتی نکالا گیا اس لئے اس
۳۵۶	عبد الرحیم صاحب مولوی بنگلور		نے اپنا نام بدلا
۳۵۲	عبد الرحیم صاحب شیخ سابق لیس دفنہ رر سالہ نمبر ۱۲	۳۰۶	

۱۴۹	عبداللہ لدھیانوی، مولوی	۳۵۱	عبدالشکور صاحب ڈاکٹر سرسہ
۳۵۲	عبداللہ صاحب مولوی پروفیسر مہندر کالج ریاست پٹیالہ		عبدالصمد ابن عبداللہ غزنوی
۳۵۱	عبداللہ صاحب میاں پٹواری ریاست پٹیالہ	۱۴۸	حضور کے بارہ میں اس کی بدزبانی
۳۵۷	عبداللہ صاحب میاں زمیندار ٹھٹھہ سفیر کانگنگری	۳۵۴	عبدالعزیز خان صاحب قزلباش سردار
۳۵۷	عبدالجید صاحب محرر لوکل فنڈ پٹھان کوٹ	۱۴۹	عبدالعزیز لدھیانوی مولوی
	عبدالجید خان صاحب شہزادہ لدھیانہ	۳۵۳، ۳۵۱	عبدالعزیز صاحب منشی حکمدہ..... گورداسپور
۳۵۴	نائب قاضی ضلع بلاسپور ممالک متوسط	۳۵۴	عبدالعلی صاحب حافظ مخزن کالج علیگڑھ
۳۵۶	عبدالوہاب خان صاحب قاضی سب اور سینئر ملٹری ورکس سون	۹۱	عبدالقادر جیلانی سید
۳۵۱	عبدالہادی صاحب سید تاجرا ہور	۴۸۷	آپ کا کہنا کہ ایک بار شیطان الہام مجھے بھی ہوا
۳۵۵	عزیز الدین صاحب خواجہ تاجرا ہور	۳۵۲	عبدالقادر خان صاحب مدرس ضلع لدھیانہ
۳۵۱	عزیز اللہ صاحب منشی پوسٹ ماسٹر نادون ضلع کانگڑہ		عبدالقادر مولوی مدرس جمال پور لدھیانہ
	عزیز بخش صاحب مولوی بی اے	۳۵۶	عبدالقادر صاحب مولوی لدھیانہ
۳۵۲	ریکارڈ کمپیر ضلع ڈیرہ اسماعیل خان		عبدالکریم مولوی، خلف الرشید میاں محمد سلطان صاحب
۳۵۶	عصمت اللہ صاحب حاجی مستری لدھیانہ	۳۵۴	میڈیکل کمشنر لودھیانہ
ح ۱۶۲	عطاء محمد مرزا، حضور کے دادا	۴۴	عبدالکریم سیالکوٹی، حضرت مولوی لدھیانہ
ح ۱۷۲	آپ کے وقت سکھ غالب آگئے تھے		وعظ کے وقت قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرتے ہیں
۳۵۳، ۳۵۱	عطاء محمد صاحب منشی سب اور سینئر فیڈرل فوسٹ فرنیچر	۵۰۰	آپ کا خط اپنے دوست نصر اللہ خان صاحب کے نام
۳۵۵	عطاء محمد صاحب منشی تاجر و شامپ فروش چنیوٹ		عبداللہ آتھم دیکھئے آتھم
۳۵۴	عطاء اللہ خان صاحب راجہ رئیس یاڑی پور کشمیر	۵۰۳	عبدالعزیز غزنوی
۲۱۶، ۱۱۶	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت		ان کے بیٹے عبدالصمد کی حضور کے خلاف بدزبانی
۳۵۳	علی احمد صاحب بابوریلوے آفس لاہور	۳۵۴	عبد اللہ خان صاحب راجہ رئیس ہریانہ
۳۵۵	علی محمد صاحب سید ٹھٹھہ حاجی اللہ رکھا بنگلور		عبداللہ دیوان چند صاحب شیخ، ناظم شفا خانہ
۳۵۶	علاء الدین صاحب حافظ کامل پور اور اپنڈی	۳۵۷	حمایت اسلام لاہور
	عماد الدین، پادری		
۳۸۶، ۳۱۹، ح ۲۸۶، ح ۲۸۳، ۱۷۳، ۱۲			

عماد الدین امرتسری پادری

آنحضورؐ کو گالیاں دینے میں بڑھا ہوا ہے
اس کی تحریریں زہریلا اثر رکھتی تھیں چنانچہ ایک محقق انگریز
نے کہا کہ اگر دوبارہ ۱۸۵۷ء کا غدر ممکن ہوا تو اس کا سبب
پادری عماد الدین کی تحریریں ہوں گی
اس کے مرتد ہونے کی وجہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت
آپ کو بھی الہام ہوتا تھا لیکن اپنے تئیں کچھ نہ سمجھا
عنایت اللہ صاحب مولوی مدرس مانا نوالہ

عیسیٰ علیہ السلام

۱۳۱، ۱۲۰
۴۳۱
۳۷۹
۴۱۶
۲۷۳
۳۵۳
۳۹۷، ۵۵، ۵۲، ۴۳، ۴۱
۱۵۴، ۱۱۹
۱۵۵
۲۳۳
۱۰۸
۳۰۱
ہم عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا نبی سمجھتے ہیں
قرآن نے آپ کی سچائی کی گواہی دی
قرآن نے فرمایا کہ مسیح ابن مریم سچا نبی وجیہ اور خدا
کے مقربوں میں تھا
یسوع ابن مریم ایک عاجز بندہ تھا اس کو نبی سمجھو جس کو خدا
نے بھیجا تھا
آنحضورؐ نے آپ کا حلیہ سرخ رنگ اور گھنگھریالے
بال بیان فرمایا

حضورؐ سے مشابہتیں

۳۵
۱۰۳
حضرت مسیح موعودؑ کی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ سات مشابہتیں
حضورؐ نے کشف میں دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰؑ ایک ہی
جوہر کے دو ٹکڑے ہیں
حضرت موسیٰؑ سے تیرہ سو سال بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰؑ
مبعوث ہوئے اسی طرح امت محمدیہ میں حضورؐ مبعوث ہوئے ۲۵۸
داؤدؑ کی نسل سے ہونے کی وجہ سے نام کی شہزادگی مسیح
کے پاس تھی اور وہ ملک داری کے تمام اسباب کھو بیٹھے
تھے حضورؐ بھی رئیس خاندان سے تھے

ستارہ ذوالسنین مسیح کے وقت میں بھی نکلا اور حضورؐ کے وقت
میں بھی نکلا

۱۱۰

الوہیت و وفات مسیح

میری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰؑ
کو خدا بنا رکھا ہے یہ سر اسران کی غلط فہمی ہے
عیسائیوں کے فرضی خدا نے چالیس روزے رکھے تھے
انجیل سے ثابت ہے کہ مسیح کی والدہ کا گھر تھا اور مسیح مالدار
آدمی تھا جس کے پاس ہر وقت پیسوں کی تھیلی رہتی تھی
قرآن کریم صریح لفظوں میں وفات عیسیٰؑ ظاہر کرتا ہے
ح ۲۱۹، ۲۲۲

آیت فلما توفیتنی نے صاف طور پر خبر دے دی
کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے
جم غصری کے ساتھ آسمان پر جانا صحیح نہیں بلکہ قرآن
ان کی وفات بتاتا ہے۔ اس طرح اکابر علماء بھی وفات
مسیح کے قائل ہیں
آپ کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی تھی
۳۳ برس کی عمر میں صلیب دیئے گئے
حضرت عیسیٰؑ کی قبر موجود ہے
آپ کی وفات اور آسمان پر زندہ جانے اور نزول
کے بارہ میں علماء کے عقائد میں تناقضات
مدت تک عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ درحقیقت
فوت ہو گئے ہیں

اللہ تعالیٰ نے مجھے کشف اور الہام کے ذریعہ اطلاع دی
کہ حضرت عیسیٰؑ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں
وفات عیسیٰؑ اس زمانے کے مولویوں کو عقلی و نقلی طریق
سے ثابت کی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا

رفع الی اللہ و آمد ثانی

رفع الی السماء کی حقیقت
قرآن نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کر دیا
کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا بلکہ وفات پا کر رفع روحانی ہوا
۲۵، ۲۴
۳۶۲

۲۵	اللہ نے عیسیٰ کو شرا عدا سے بچالیا میں نے خدا سے علم پا کر ثابت کر دیا کہ مسیح کارنج جسمانی بالکل جھوٹ ہے رفع الی السماء کے الفاظ نہ قرآن میں ہیں اور نہ کسی متصل مرفوع حدیث میں آپ کا رفع روحانی ایک سو تیس برس کے بعد ہوا اور آپ واقعہ صلیب کے بعد ۸۷ برس زندہ رہے یہود اور نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ کے نسبت اختلاف ان کے رفع روحانی کے بارہ میں ہے یسوع کا آسمان پر مع جسم جانا ایک جھوٹا مسئلہ ہے جو عیسائیوں نے بنالیا ہے جسمانی رفع عیسیٰ اور پھر نزول کے بارہ میں صحیح حدیث پیش کرنے والے کو تیس ہزار روپے کا انعامی چیلنج نزول عیسیٰ کے جو معنی میں نے کئے ہیں وہ اس سے پہلے عیسیٰ کر چکے ہیں نزول عیسیٰ روزی ہوگا (حجی الدین ابن عربی) آپ کے بارہ میں مولویوں کا یہ عقیدہ کہ وہ نبوت سے معطل ہو کر آئے گا انتہائی بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے
۲۶۳ ح	۲۵
۲۲۵ ح	۲۵
۲۷۷ ح	۲۵
۲۲۸ ح	۲۵
۲۸۸ ح	۲۵
۲۲۵ ح	۲۵
۲۱۳ ح	۲۵
۲۳ ح	۲۵
۲۱۸ ح	۲۵
	متفرق
۳۹۰	رومی سلطنت کے ماتحت مامور ہوئے اور یہ تعلیم دی کہ ضعف کی حالت میں شرک کا مقابلہ نہ کرنا یعنی موت جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی عیسائیوں نے اپنی حماقت سے اور یہودیوں نے اپنی شرارت سے حضرت عیسیٰ کو ملعون قرار دیا عیسائی عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ تین دن تک جو لعنت کے دن تھے نعوذ باللہ جہنم میں رہے یسوع کا جہنم میں جانا جن کتب عیسائیت سے ثابت ہوتا ہے ان کی تفصیل مسیح نے اپنے تئیں یونس سے مثال دی
۲۲۲ ح	۳۹۰
۲۳۳ ح	۳۹۰
۲۷۰ ح	۳۹۰
۲۸۳ تا ۲۸۸ ح	۳۹۰
۳۶	۳۹۰
۲۸۷ ح	مسیح نے اپنے قصہ کو یونس کے مشابہ قرار دیا۔ قبر میں نہ مرا جس طرح یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا یونس کی طرح تین دن قبر میں رہوں گا عیسائیوں کے نزدیک آپ کو شیطان پہاڑی پر لے گیا اور آپ کو شیطان الہام ہوا احادیث میں بھی ذکر ہے کہ شیطان حضرت عیسیٰ کے پاس آیا اپنے دشمنوں کے لئے سخت الفاظ کا بھی استعمال کیا حضرت عیسیٰ کو کافر ٹھہرانے کے لئے یہود کے ہاتھ میں یہ دلیل تھی کہ وہ سولی دیا گیا ہے مسیح کے بارہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ ظاہری بادشاہت نہ ملنے کی وجہ سے یہود نے ٹھوکر کھائی حضرت عیسیٰ کا مسیح ہونے کا دعویٰ یہود کو خلاف نصوص صریحہ معلوم ہوا اور وہ آپ کے مخالف ہو گئے ایک انجیل میں لکھا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے اور مرہم عیسیٰ اس کی تصدیق کرتی ہے ایک عیسائی مؤلف کا کہنا کہ جس قدر معزز گواہیاں نبی اسلام کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں ایک عیسائی کی قدرت میں نہیں کہ وہ ایسی گواہیاں یسوع کے معجزات کے ثبوت میں پیش کر سکے اپنے ایک حواری پطرس کو شیطان کہا ایلیاء کے دو بارہ آنے کی تاویل کی جائے تو حضرت عیسیٰ سچے نبی ٹھہرتے ہیں غلام احمد، حضرت مرزا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ۲۱۲، ۲۰۶، ۱۷۱، ۱۶۹، ۱۶۵، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۵۷
۲۱۲ ح	۲۸۷ ح
	بعثت اور دعویٰ
۲۹۳ تا ۲۹۴ ح	بعثت کا مقصد آپ کے دعویٰ کے ثبوت زمانے کا امام الزمان میں ہوں اللہ نے مجھے صدی کے سر پر مبعوث فرمایا ہے قرآن نے مامور من اللہ کے دعویٰ کے تین پہلو سے ثبوت دیئے ہیں سوتیوں وجوہ کی رو سے میرا دعویٰ ثابت ہے
۳۰۰ ح	۲۹۳ تا ۲۹۴ ح
۳۹۵	۳۰۰ ح
۳۰۰ ح	۳۹۵

برائین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا ہے ح ۲۰۳	اللہ نے مجھے کھڑا کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں کو بتاؤں کہ ابن مریم کو خدا نٹھہرانا ایک باطل راہ ہے ۵۵
ایک کشف میں دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں ۱۰۳	اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ وقت بعثت ہو گیا ہے۔ اس کے اعداد تیرہ سو بنتے ہیں ح ۲۵۸
جس طرح حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے تیرہ سو سال بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح حضور بھی چودھویں صدی میں مبعوث ہوئے۔ ح ۲۵۸	اسلامی دنیا کیلئے مجھے خدا نے حکم بنا کر بھیجا ہے جس میں سلطان روم بھی داخل ہے ۳۳۵، ح ۲۵۷
قسم دے کر بزرگان دین کو بتایا کہ اللہ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اصلاح خلق کے لئے مجدد بنا کر بھیجا ہے اور میرا نام مسیح موعود رکھا ۳۵۸	بھیجا گیا ہوں میں ایسے وقت میں ظاہر ہوا کہ جبکہ اسلامی عقیدے اختلاف سے بھر گئے تھے ۲۹۵
دعویٰ مسیح موعود پر دلیل میرا یہ دعویٰ کہ میں مسیح موعود ہوں اس دعویٰ کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں ح ۲۵۵	عیسائیوں کی غلطیوں سے اللہ نے مجھے مطلع کیا تا میں گمراہوں کو متنبہ کروں ح ۲۹۰
حضرت عیسیٰ کے ساتھ ایک مشابہت کہ وہ بھی بوجہ داؤد کی نسل سے نام کی شہزادگی رکھتا تھا ایسے ہی حضور بھی رئیسوں کی اولاد میں سے ہیں ح ۲۰۵	تھی اب میرے زمانہ میں یہودی کی اخلاقی حالت بہت خراب ہو گئی گیا ہوں تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے ح ۲۹۳
مقدمہ قتل اور اس بریت کے حوالہ سے حضور کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہتیں ۱۷۸	مسلمانوں کے غلط خیالات بابت فرضی دجال، فرضی مسیح اور ختم نبوت کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے ح ۲۹۱
تیرھویں صدی کا اخیر اور چودھویں صدی کا ظہور ہوا تو خدا نے مجھے الہام کے ذریعہ خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے برائین احمدیہ کے زمانہ تک اکثر علماء نے میرے دعویٰ مجددیت کی تصدیق کی ح ۲۰۲	میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہوں دعویٰ مسیح ہونے پر دلیل ح ۲۱۶
عقائد و تعلیمات ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب اسلام ہے ح ۱۵۵	مسیح نے مسیح کے دوبارہ آنے کی خبر دی تھی اور وہ میں ہوں،، میں انجیل کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہوں ۱۰۷
ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ہیں اور ہم فرشتوں اور جنات اور تمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں اور نزول عیسیٰ کی پیشگوئی بروزی طور پر پوری ہو گئی ح ۲۱۶	خدا نے چودھویں صدی کے سر پر لوگوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کے نام پر مجھے بھیجا ہے اور مجھے آسمانی نشان دینے ہیں ح ۱۵۸
	اللہ نے اس زمانہ میں کامل نشانات دکھانے کے لئے مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے ح ۱۵۷
	مسیح موعود کی علامات اور ان کا آپ کے زمانہ میں آپ کے ذریعہ پورا ہونا ح ۳۰۶، ۳۰۷
	میرے دعویٰ مسیحیت کے وقت میں عجیب طور کا شور علماء میں پھیلا اور میری تکفیر کی ح ۲۰۳

۷	ممانعت جہا کو عام کرنے کے لئے سعی	ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور
	خدمت دین	سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں
	نوکری کے بعد والد صاحب کی خدمت میں آجانے کے	میرے بڑے بڑے اصول پانچ ہیں
	بعد اکثر حصہ تدریس قرآن، تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے	(۱) خدا کو عادل شریک جاننا
	میں صرف ہوتا اور والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا	(۲) آنحضورؐ کو حقیقی نجات دہندہ یقین رکھنا
ح ۱۸۷	تھا	(۳) اسلام کی دعوت دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانیوں سے کرنا
	قرآنی اعجاز، معارف، خوبیاں بیان کرنے سے قرآن	(۴) گورنمنٹ کی اطاعت
ح ۲۹۵	شریف کا مٹانے پر اللہ ہونا میرے ذریعہ ثابت کیا گیا	(۵) بنی نوع سے ہمدردی
	کسر صلیب کیلئے تین ہتھیار دیئے گئے ہیں (۱) حج عقیلیہ	میرے اصولوں اور عقائدوں اور ہدایتوں میں کوئی
	(۲) آیات سماویہ (۳) دعا۔ یہ کام تدریجاً ہوگا کچھ	۳۲۸
ح ۳۰۵	ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا	۳۲۷
	حضرت مسیح موعودؑ نے کوئی کسر صلیب کی؟ (۱) نشان ظاہر ہوئے	امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں
	(۲) پیشگوئیاں ظہور میں آئیں (۳) پادریوں کا منہ بند کیا گیا	میں کسی خون خونی مہدی کا قائل نہیں جو زمین کو کفار کے خون
ح ۳۰۶	(۴) قرآن کی اعلیٰ تعلیم سے لوگوں کا سر جھکا دیا	سے بھر دے گا بلکہ مسیح موعود کا دعویٰ ہے جو عیسیٰ کی طرح
	میرے ہاتھ پر اللہ نے عیسائی مذہب کے اصول کا	غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا
ح ۲۶۲	خاتمہ کر دیا	۳۲۷
	میں نے خدا سے علم پا کر ثابت کر دیا کہ مسیح کا رافع	حضرت عیسیٰؑ کو ایک صادق اور سچا نبی سمجھتے ہیں
ح ۲۶۳	جسمانی بالکل جھوٹ ہے	۱۵۴، ۱۱۹
ح ۲۶۴	رؤ عیسائیت میں عمدہ کتب تالیف کیں	ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ نعوذ باللہ کسی وقت حضرت عیسیٰؑ
۵۹	عیسائی تعلیمات اور نظریات کے تقاضوں اور حضور کے	ملعون بھی ہو گئے تھے بلکہ ان کا رافع ہوا اور صلیب کے
۱۰۰ تا ۷۲	ان پر اعتراضات	بعد ۸۷ برس زندہ رہے
۷۶، ۷۵	انجیلوں پر حضورؑ کے اعتراضات	۲۷۶، ۲۷۷ ح
	تحریروں میں سختی کی ابتدا کبھی میری طرف سے نہیں ہوئی	مردیوں کو تاکید کہ مباشات میں سخت الفاظ کے
	بلکہ عیسائی پادریوں کی طرف سے ہوئی۔ مجسٹریٹ کے سامنے	استعمال سے پرہیز کریں
۳۱۱	بیان	آپ کی تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں
	عیسائیوں کے خلاف مقابلہ کے لئے عبداللہ آتھم صرف	ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں
۲۲	ایک جزو تھے کل فریق عیسائی تھے	اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً کہتا ہوں
	آپ کی وہ کتب جو مناظرات کے حق میں تالیف	کہ وہ طریق سخت گوئی سے بچیں
۴۰۵	ہوئی ہیں	انگریزی حکومت واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے
	مخالفین کے کل اعتراضات کا جواب دینے کا ارادہ اور	لائق ہے کہ جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ آسمانی
۳۹۸	مسلمان صاحب حیثیت لوگوں سے تعاون کی درخواست	کارروائی کر رہا ہوں
		سترہ برس سے اپنی تحریرات میں سرکار انگریزی کی
		اطاعت اور ہمدردی کے لئے ترغیب دینا
		۲۴ کتب کا تذکرہ جن میں سرکار انگریزی کی
		خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے
		۸

۴۰۵	بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کے فضل نے مجھے عنایت کیا ہے	۳۱۶	اہمات المؤمنین کے خلاف حکومتی پابندی لگانے کی بجائے ہم اس کتاب کا جواب دیں گے کیونکہ جو ضرر ہمیں پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا
۳۵۹	مجھے وہ آسانی حربہ عطا کیا گیا ہے جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں	۱۰۷	میری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ کو خدا بنا رکھا ہے یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے
۱۱۷	راولپنڈی کے ایک بزرگ کو حضور کی قبولیت دعا کے بارہ میں الہام ہوا تھا	۱۱۳	مارٹن کلارک نے غلط بیانی سے کام لیا کہ حضور نے اس کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے ہیں
۱۰۹	لدھیانہ کے پیر مرد کریم بخش نے اپنے مرشد کی پیشگوئی میرے بارہ شائع کی کہ مسیح موعود پیدا ہو گیا اور اس کا نام غلام احمد ہوگا	۱۱	تحریرات میں سختی کی دو وجوہات۔ اول تا مخالف اپنی روش بدلیں دوم عام مسلمان جوش میں نہ آویں
۳۰۸	مقدمہ قتل کی بریت کی خبر قبل از وقت اللہ نے دی اور اسے جماعت میں شائع بھی کر دیا گیا	۱۱	تحریروں میں کسی قدر سختی مخالفوں کے سخت حملوں کے جواب میں آئی تھی
۴۴	مقدمہ قتل کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا اور اس کی بریت کے بارہ میں بھی یہ الہامات میں نے تقریباً سو آدمیوں کو بیان کئے	۳۳۶	قوموں میں صلح کاری پھیلانے کیلئے حضور کی تجویز حسین کامی کی آپ سے قادیان میں ملاقات اور اسے ترک سلطنت کی خراب حالت پر آگاہ کرنا
۳۰۲، ۲۸۳	مقدمہ قتل میں اعجازی بریت۔ امرتسر کے مجسٹریٹ کے جاری کردہ وارنٹ مدت تک گورڈ اسپورٹ پہنچ سکے اور پھر وارنٹ کی منسوخی	۳۲۱	نصرت الہی اور نشانات
۲۷	مقدمہ قتل میں شکست کے بعد مقدمہ اکم ٹیکس میں بھی مارٹن کلارک کو شکست ہوئی۔ حضور کا اکم ٹیکس معاف کر دیا گیا	۱۵۴ ح	اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعہ خدا تعالیٰ انشان دکھلا رہا ہے
۵۰۶	ایف ٹی ڈکسن کی طرف سے آپ کو اکم ٹیکس سے بری کرنے کا حکم	۲۹۶ تا ۲۹۴ ح	مسلمانوں کے ایمان کو تقویت دینے کا طریقہ دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے (۱) قرآنی معارف کی خوبیاں بیان کرنے سے
۵۱۹	مقدمہ کے وقت آپ کیلئے کرسی چھائی گئی اور محمد حسین بٹالوی کی ذلت ہوئی	۲۹۶ تا ۲۹۴ ح	(۲) تائیدات سماوی و قبولیت دعا سے
۲۸	کچھری میں عزت افزائی کہ کرسی دی گئی اور مخالفین کی ذلت ہوئی	۲۹۶، ۲۹۷ ح	خدا نے مجھے چار نشانات دیئے ہیں
۳۰	آٹھم، احمد بیگ اور لیکھرام کے بارہ میں پیشگوئیاں پوری ہونا	۲۹۸ ح، ۳۳۰، ۳۹۷، ۵۰۹	(۱) عربی بلاغت و فصاحت (۲) قرآنی حقائق و معارف (۳) قبولیت دعا (۴) نبی اخبار کا نشان
۴۱	آٹھم پیشگوئی کے مطابق مرا	۳۶۳ ح	آپ کی تائید و نصرت کے لئے نشانات ارضی و سماوی کا ظہور ہوا
۴۱۱ ح		۱۱۰	اللہ تعالیٰ نے میری تائید میں چاند سورج کو گرہن لگایا
		۳۲، ۳۱	آپ کی تائید میں پانچ نبی افعال کا ظاہر ہونا
		۴۱	میری کوئی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی
			حضرت یوسف کی طرح محض نیک نیتی سے اپنی نسبت یہ

مخالفین کو چیلنج

۵۸ جسمِ عنصری کے ساتھ مسیح کے آسمان پر جا کر پھر واپس آنے کی صحیح حدیث پیش کرنے پر بیس ہزار روپے کا چیلنج ح ۲۲۵

میرے الہامات اور یسوع کے الہامات کا مقابلہ کر لیں کہ کس سے زیادہ خدائی ثابت ہوتی ہے اور منصف پادری حلفاً گواہی دے دیں کہ یسوع کی خدائی زیادہ صاف ثابت ہوتی ہے تو میں بطور تاوان ہزار روپیہ ان کو دے سکتا ہوں ۱۰۷، ۱۰۷

۳۶، ۳۵ اگر کوئی عیسائی میری صحبت میں رہے تو ابھی ایک برس نہیں گزرے گا کہ وہ کئی نشان دیکھے گا ۱۰۸

صادق یا کاذب ہونے کے لئے قبولیت دعا کے ذریعہ ۳۳۳

طریق فیصلہ تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اپنے سچے یا مغتری ہونے کے بارہ میں اکیس روز تک دعا کرنے کا چیلنج اور طریق فیصلہ ۳۶۴

جو خیال کرتا ہے کہ بدگوئی کی بنیاد ڈالنے والا میں ہوں ایسے شخص کو ہزار روپیہ نقد تاوان دینے کو تیار ہوں ۳۸۸

آہتقم کو قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ بھی دینا کیا تھا ۵۷

جھوٹے الہامات کے الزام میں محمد حسین بنا لوی کو طریق آزمائش کہ بذریعہ گورنمنٹ نشان طلب کرے نہ دکھا سکوں تو میں جھوٹا ۳۸

ہمارے مہم دوست کسی ایک جلسہ میں سورہ اخلاص کے ہی حقائق معارف بیان فرمائیں جس سے ہزار درجہ بڑھ کر ہم بیان نہ کر سکیں تو ہم ان کے مطیع ہیں ۴۹۹

اخبار چودھویں صدی میں مذکور بزرگ کیلئے آسانی نشان طلب کرنا ۳۳۱

اشتہارات

اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ۳۲۷، ۹

اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء ۳۳۶ تا ۳۲۵، ۹

اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء ۳۶۶ تا ۳۵۸

آہتقم کے بارہ دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ اگر سچ کو چھپائے گا

تو جلد ہلاک ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ۵۸

لیکھرام کی بدزبانی سے باز نہ آنے پر اس کے لئے

نشان مانگا ح ۴۰۸

لیکھرام کا قتل اللہ کی طرف سے بہت بڑا نشان تھا ۳۹

لیکھرام بارے پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی ۳۷

دشمن کے تمام ناپاک منصوبوں میں اللہ نے آپ کی بریت

فرمائی مثلاً مقدمہ لیکھرام، مکان کی تلاشی، مقدمہ قتل وغیرہ ۳۶، ۳۵

اللہ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی محسن

گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھا ۴۰

ہماری جماعت اس وقت دس ہزار سے کم نہیں جو پشاور

سے بمبئی، کلکتہ، کراچی، حیدرآباد، دکن، مدراس، آسام، بخارا،

عراق، مکہ مدینہ و شام میں پھیلی ہوئی ہے ۴۲۲

آپ کے الہامات (نیز دیکھئے انڈیکس کی ابتداء میں) ۱۰۳ تا ۱۰۳

میرے الہامات براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام

ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں اور

میں تقریباً ۲۵ سال سے ان کو شائع کر رہا ہوں ۱۰۰

میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں ۱۰۵ تا ۱۰۳

اللہ تعالیٰ نے کشف اور الہام کے ذریعہ مجھے حضرت عیسیٰ

کی وفات بتائی ۳۶۳

آپ کی پیدائش کے بعد آپ کے والد صاحب کا تنگی

کا زمانہ فراخی میں بدل گیا ۱۷۸

آپ کو بذریعہ خواب والد صاحب کی وفات کا بتلایا گیا

والد محترم کی وفات کے لئے الہام ہوا والسماء والطارق

کہ شام کو حادثہ پیش ہوگا ۱۹۳

الیس اللہ رکاف عبدہ کے الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا

اور فولاد میخ کی طرح میرے دل میں جھنس گیا ۱۹۴

خدا میرا ایسا مستغفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا مستغفل

نہیں ہوگا ۱۹۵

الیس اللہ رکاف عبدہ کی انگوٹھی بنوانا ۱۹۵

۲۰۵	والے ہیں ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ بہت سے	پیسہ اخبار ۱۴ مئی ۱۸۹۸ء میں حضور کی نسبت بتائید میموریل انجمن حمایت اسلام چند خلاف واقعہ	
۲۰۴	سرکاری عہدے داران بھی شامل ہیں	۲۰۶	باتیں لکھیں ان کی وضاحت مرزا صاحب نے اگر سرمہ چشم آریہ نہ لکھا ہوتا تو لیکچر ام
۱۳	میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اسلام داخل ہیں	۲۱۷	تکذیب براہین احمدیہ میں سخت گوئی نہ کرنا اعتراض اور اس کا جواب
۲۲۲	آپ کے مریدوں اور ماننے والوں کی دس ہزار تعداد مندرجہ کتاب البلاغ	۲۱۷	کتاب امہات المؤمنین روکنے کی درخواست گورنمنٹ کو کی اس اعتراض کا جواب
۲۰۴	پشاور سے لے کر بمبئی کلکتہ اور حیدرآباد دکن اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دنیا میں پھیل گئے	۲۲۰	مرزا صاحب کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ایک ملایا مولوی یا منظر یا مجادل ہیں انہیں مسلمانوں کا معتمد علیہ بننے کا کوئی حق حاصل نہیں
۳۵۷ تا ۳۵۰	مخلصین سلسلہ کے اسماء جن کی فہرست گورنمنٹ کو ارسال کی گئی	۳۲۱	ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے الزام کا مقدمہ
۳۲۱	ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزائے خیر دے اور اس سے یکتی کرے	۳	۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کو خارج کیا گیا
۳	انصاف پسند حکام کے لئے دعا	۳۳۱	اخبار چودھویں صدی میں حضور کا استہزاء کیا گیا انگریزی گورنمنٹ کی خیر خواہی اور خوشامد کا اعتراض
۱۱۸	راولپنڈی کے بزرگ جس نے معذرت کا خط لکھا اس کے لئے دعا خیر اور معافی کا اعلان	۳	اور اس کا جواب
۳	مارٹن کلارک کے آزار کو حوالہ بخدا کرتا ہوں	۲۲۶	زٹی کے خلاف میموریل بھیجے کا اعتراض از پنجاب ایزرور
مخالفت و اعتراضات			
آنحضرتؐ کے بعد کم ہی کسی کو میرے جتنا حصہ تکفیر و آزار ملا			
۲۰۱	فتنہ تکفیر سے آنحضرتؐ کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ امام موعود کی تکفیر ہوگی	۱۰	سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دینے کا الزام سلطان روم سے کہیں اور انگریزوں کی خوشامد کا اعتراض
۲۰۳	آپ کی مخالفت اور شان میں گستاخی کرنے والوں کا ذکر اور مثالیں	۳۲۵	کا جواب ڈاکٹر مارٹن کلارک کا الزام کہ حضور کا وجود گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے
۱۵۲ تا ۱۴۶	قتل لیکچر ام کا الزام از محمد حسین بٹالوی	۳	بعض مخالفین کا افتراء کہ ڈپٹی کمشنر بہادر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے خاص کر ڈرانے والی سے منع کر دیا ہے
۲۰۳۹	محمد حسین بٹالوی مباحثہ لدھیانہ میں میرے سے عاجز آ گیا جس کی وجہ سے مقدمہ قتل میں عیسائیوں کا ساتھ دیا	۱۰۹	آر یہ دھرم آسانی فیصلہ
۳۸۷	انجمن حمایت اسلام اور ان کے حامیوں کا کہنا کہ سخت الفاظ آپ کی طرف سے ظہور میں آئے ہیں	۳۲۲، ۳۱۳، ۸	آئینہ کمالات اسلام
۳۱۳	ایڈیٹر پیسہ اخبار راز رور نے آپ پر الزام لگانا چاہا کہ گویا نہ ہی تفریقہ کی تخریزی آپ کی طرف سے ہوئی	۳۱۳	اتمام الحجۃ
۳۱۳		۳۲۲، ۳۱۳، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴،	

۳۱۰	مقدمہ قتل میں انصاف ملنے پر محسن گورنمنٹ کا شکر ادا کرنا اپنے اور جماعت کے حالات پر مبنی تحریر جو لیٹیننٹ گورنر بہادر کو بھیجوائی گئی	۳۶۷	البلاغ (فریاد درد)
۳۵۷۷۳۳۷	گورنمنٹ انگریزی کی تائید میں حضور کی تحریرات کی تفصیل	۳۳۲، ۱۹۵، ۱۷۶، ۹	انجام آتھم ایام الصلح
۳۳۲	سر سید احمد خان تین باتوں میں میرے موافق رہے (۱) وفات مسیح (۲) انگریزی گورنمنٹ کے حقوق (۳) کتاب امہات المؤمنین کے رد لکھنے میں	۲۰۵	برائین احمدیہ
۲۰۲	حضور کے نام حسین کامی کا خط جس میں ملاقات کیلئے درخواست کی گئی	۳۰۹، ۳۰۸، ۲۰۳، ۲۰۲، ۱۷۹، ۱۶۲، ۱۰۳، ۱۰۰، ۸	
۳۲۳	مکمل تبلیغ مع شرائط بیعت میں مندرج بعض شرائط اشتبہ ۲۵ جون ۱۸۹۷ء	۲۰۵، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۳۲، ۳۳۰، ۳۱۳، ۳۱۰	برکات الدعا
۳۳۷	آپ کے اشعار چوں مرا حکم از چنے قوم مسیحی دادہ اند	۳۱۳	تحفہ بغداد
۳۳۶۷۳۲۵	غلام امام صاحب مولوی عزیز الواعظین منی پور آسام	۳۱۳، ۱۰۰	تحفہ قیصریہ
۳۵۶	غلام نبی صاحب شیخ تاجر اولپنڈی	۳۳۲، ۳۱۳، ۹	توضیح مرام
۳۵۵	غلام حسین صاحب رپتاسی، میان، قادیان	۵۱۵، ۳۱۳	جماعۃ البشری
۳۵۶	غلام حسین صاحب قاضی کلرک دفتر ایگزیمینریلوے لاہور	۲۰۵، ۳۳۲، ۳۱۳، ۹	ست بچن
۳۵۳	غلام حسین صاحب مولوی سب رجسٹرار پشاور	۳۶۳، ۳۳۲، ۳۱۳، ۹	سراج منیر
۳۵۷	غلام حسین صاحب مولوی، لاہور	۲۰۵، ۳۳۲، ۳۱۳، ۹	سرخلافہ
۳۵۷	غلام حیدر خان صاحب راجہ رئیس یاڑی پور کشمیر	۳۱۳، ۱۵۲، ۹	سرمہ چشم آریہ
۳۵۲	غلام حیدر صاحب فشی ڈپٹی انسپکٹر نارووال	۳۱۳	شخصہ حق
۳۵۴	غلام دستگیر صاحب میاں، سلوڑی میلا پور مدراس	۳۳۲، ۳۱۳، ۹	شہادۃ القرآن
۳۵۱	غلام رسول صاحب مرزا ٹیلی گراف آفس کراچی	۲۷۱	ضرورة الامام
۳۵۲	غلام علی صاحب مولوی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست	۵۱۵، ۳۱۳	فتح اسلام
	غلام قادر مرزا، برادر حضور اقدس	۲۲۸، ۲۰۵، ۱۱، ۱	کتاب البریہ
۵۱۴، ۳۲۹، ۳۳۹، ۳۳۸		۲۰۵	کرامات الصادقین
		۳۱۳	نشان آسمانی
		۲۰۵، ۳۳۲، ۸	نورالحق
		۲۰۵، ۳۱۳	نورالقرآن
		حضور کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کی تفصیل	
		۳۱۳	بیان شدہ کتاب البریہ
		۳۳۲	آپ کی کتب موجودہ کی فہرست مع قیمت
			متفرق
		۲۷۹، ۲۰۶	کپتان ڈگلس کی عدالت میں حضور کا بیان

۵	سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک	۵	رقت کے ساتھ اپنے شعر بھی پڑھا کرتے تھے کہ
۷	رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر پنجاب کی طرف سے آپ کو	۷	ازدورتو اسے کس ہر تھیکے
۳۵۷	آپ کے والد کی وفات پر تعویذی خط	۳۵۷	اپنی خاندانی جائیداد حاصل کرنے کے لئے مقدمات
۳۵۱	غلام قادر صاحب میاں پٹواری مرحوم، سنور	۳۵۱	کئے
۳۵۱	غلام محمد صاحب بابوشیشتری کلرک ریلوے لاہور	۳۵۱	مقدمات میں ناکامیوں کی وجہ سے اکثر معغوم و مہوم
۳۵۱	غلام محمد صاحب ماسٹرنی۔ اے سیالکوٹ	۳۵۱	رہتے تھے
۳۵۲	غلام محمد صاحب قشی دفتر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت	۳۵۱	پیروی مقدمات میں ستر ہزار کے قریب روپیہ خرچ کیا
۳۵۶	غلام محی الدین صاحب عرضی نویں جہلم	۳۵۲	جس کا انجام آخر ناکامی تھی
۳۵۱	غلام محی الدین صاحب بابو گنڈ زکھرک پھلور	۳۵۶	حضور کی پیدائش کے بعد آپ کی تنگی کا زمانہ فراخی میں
۳۵۷	غلام محی الدین صاحب حافظ بھیروی قادیان	۳۵۸	بدل گیا
۳۵۷	غلام محی الدین خان صاحب	۳۵۱	رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں واپس قادیان
۳۵۷	خلف ڈاکٹر بوڑے خان صاحب قصور	۳۵۷	آئے اور پانچ گاؤں واپس ملے
۳۵۵	غلام محی الدین صاحب خواجہ سوداگر پشینہ کلکتہ	۳۳۹، ۳۳۸	سرکار کے سچے وفادار اور نیک نام نہیں تھے
۳۵۱	غلام مرتضیٰ صاحب قاضی پنشنر اسٹرا اسٹنٹ مظفر گڑھ	۱۸۷۷ء	میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گزاری
۳۵۵	غلام مرتضیٰ صاحب حضرت مرزا والد حضرت اقدس	۳۵۷	میں پچاس گھوڑے مع پچاس سواروں کے اپنی گاہ سے
۵۱۴، ۳۴۹، ۱۶۲	رؤیا میں آنحضرتؐ کو دیکھنا	۳۵۵	خرید کر دینے تھے
۱۹۰	اپنے بیٹے کو ولی یقین سے براہ اہلوالدین جانتے تھے اور	۳۵۱	مشہور نہیں تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں بزمہ
۱۸۴	صرف ترحم کے طور پر دنیاوی امور کی طرف توجہ دلاتے	۳۳۹، ۱۷۶، ۴	کرتی نشین رئیسوں میں ہمیشہ بلائے جاتے تھے
۱۸۱	آپ حاذق طبیب تھے۔ حضور نے بھی آپ سے	۳۳۹	آپ کی وفات پر رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر کا
۱۸۱	طیبات کی بعض کتب پڑھیں	۳۳۸	مرزا غلام قادر صاحب کے نام مراسلہ
۱۸۱	آپ نے بہت مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا	۳۳۸	کمشنر بہار لاہور رابرٹ کسٹ کا مراسلہ آپ کے
۱۷۷	پیادہ پاسیر بھی کیا	۶، ۵	نام اس کی نقل
۱۸۸	آپ کا کہنا کہ جس قدر سعی میں نے پلید دنیا کے لئے کی اگر	۳	جے۔ ایم۔ ولسن کی طرف سے آپ کے نام مراسلہ کی نقل
۱۸۸	دین کیلئے کرتا تو شاید آج قطب وقت یا غوث وقت ہوتا	۳	وفات سے چھ ماہ قبل مسجد تعمیر کروائی اور وصیت کی کہ مسجد
۱۹۰	اپنے والد صاحب کا شعر پڑھنا کہ	۱۹۱	کے ایک گوشہ میں میری قبر ہوتا خدا کا نام میرے کان میں
۱۹۰	جب تدفین کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے	۱۹۱	پڑتا رہے
		۱۹۱	مسجد مکمل ہونے پر چند روز بیمارہ کرو وفات پائی
		۳۵۶	غلام مصطفیٰ صاحب مولوی پروپرائٹرز شعلہ نور پریس ہالہ
			غیاث الدولہ
			سلطنت مغلیہ کا وزیر جو قادیان آیا اور مرزا گل محمد کے زہد و تقویٰ
			سے متاثر ہو کر گیا اور کہا کہ اس کو تخت دہلی پر بٹھایا جائے

ف-ق-ک-گ

- ۳۵۷ فضل محمد صاحب مولوی ہریاں گورداسپور
- ۳۵۱ فضیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر گوجرانوالہ
- ۹۸ قلم سڈنی، سر
- الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ذیقن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں
- ۹۶ زخمی ہوا تو پانی کے بارہ میں ایثار کا نمونہ دکھایا
- ۳۸۸، ۳۱۸ فنڈل پادری
- ۳۵۶ فیض احمد صاحب ڈاکٹر
- ۳۵۲ فیض قادر صاحب ڈاکٹر، ویٹرنری اسٹنٹ کپور تھلہ
- ۳۵۱ فیاض علی صاحب نشی کپور تھلوی
- ۳۵۶ قادر بخش صاحب حافظ حکیم
- ۳۵۱ قادر بخش صاحب ماسٹر مدرس لدھیانہ
- ۳۵۳ قادر علی صاحب نشی کلرک مدراس
- ۳۵۱ قائم الدین صاحب نشی بی۔ اے سیالکوٹ
- ۳۵۵ قطب الدین صاحب، میاں مس گر۔ امرتسر
- قطب الدین
- ۲۲۹، ۲۲۳، ۲۱۷، ۲۱۳
- ۳۵۶ قطب الدین صاحب میاں کوئلہ فقیر جہلم
- ۳۵۵ قطب الدین صاحب مولوی واعظ اسلام بدولی
- ۹۲ قطب الدین، مختیار کاکی
- ۳۵۱ قمر الدین صاحب پیرزادہ تحصیلدار راولپنڈی
- ۳۵۲ قمر الدین صاحب نشی مدرس آریہ سکول لدھیانہ
- ۳۱۸، ۶۱ کرشن علیہ السلام
- ۳۵۳ کرم الہی صاحب شیخ کلرک ریلوے پٹیالہ
- ۳۵۵ کرم الہی شیخ ایجنٹ شیخ محمد رفیع برادر جنرل مرچنٹ لاہور

۶۶

فارقلیط

۳۵۴

فتح الدین صاحب حافظ نمبر دار مراریہ است کپور تھلہ

فتح محمد صاحب بزدار نشی اسٹنٹ پوسٹ ماسٹر

۵۰۱، ۳۵۲

ذیرہ اسماعیل خان

۳۵۲

فتح محمد صاحب شیخ ڈپٹی انسپکٹر کشتواڑ (کشمیر)

۳۵۳

فتح محمد صاحب مولوی مدرس خانقاہ ڈوگرہاں

۳۵۲

فرزند علی صاحب سید ملازم پولس الہ آباد

۹۲

فرید الدین گنج شکر۔ پاک پٹن

فضل احمد

ح ۱۸۰

بچپن میں حضور کے عربی کے استاد

۳۵۲

فضل احمد صاحب حافظ ایگزیکٹو آفس لاہور

۳۵۴

فضل الدین صاحب حاجی حافظ رئیس بھیرہ

۲۲۱، ۴۴

فضل الدین حضرت حکیم بھیروی

۳۵۴

فضل الرحمن صاحب مفتی رئیس بھیرہ

فضل الہی

ح ۱۸۰

بچپن میں حضور کے قرآن شریف اور فارسی کے استاد

۳۵۴

فضل الہی صاحب حکیم رئیس کوٹ بھوانی داس

۳۵۶

فضل الہی صاحب میاں نمبر دار فیض اللہ چک

۳۵۳

فضل بیگ صاحب مرزا، مختار عدالت قصور

۳۵۶

فضل حسین صاحب مولوی احمد آبادی۔ جہلم

۳۵۵

فضل شاہ صاحب سید شکیب اردو میل سرک کشمیر

۳۸۶	کنھیا لعل الگھدھاری	۳۵۳	کرم الہی صاحب قاضی ڈاکٹر، لاہور
۳۵۱	گامے خان صاحب سوار رسالہ نمبر ۱۲ سرحد	۳۵۶	کرم الہی صاحب منشی مدرس نصرت اسلام لاہور
۳۰۵، ۳۶	گرے، پادری	۳۵۶	کرم الہی صاحب میاں کانٹیل پولیس لدھیانہ
ح ۱۶۲	گل محمد مرزا، حضور کے پردادا	۳۵۷	کریم بخش صاحب ڈاکٹر ہاسپٹل اسٹنٹ
	مشائخ وقت بزرگ لوگوں میں سے اور صاحب	۳۵۲	کریم اللہ صاحب میاں سارجنٹ پولیس جہلم
ح ۱۶۷	خوارق و کرامات تھے	۳۵۷	کریم بخش صاحب میاں جمالیپوری
	سلطنت مغلیہ کا وزیر غیاث الدولہ جو قادیان آیا اور آپ	۱۳۱	کریون، پادری مہتمم شمس الاخبار لکھنؤ
	کے زہد سے متاثر ہوا اس نے کہا ان کو تخت دہلی پر		کلارک، ڈاکٹر ہنری مارٹن
ح ۱۶۸	بٹھایا جائے	۱۶۵، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۴۱، ۳۶، ۳۵، ۳۳، ۳۲، ۱۰، ۱	
	خود مختار رئیس تھے پانچ سو آدمی ان کے دسترخوان پر روٹی	۵۱۱، ۲۱۶، ۲۰۸، ۲۰۲، ۱۶۹، ۱۶۷	
	کھاتے اور ایک سو کے قریب علماء، صلحا اور حفاظ ان کے		محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے اپنے بیان میں حضور
	پاس تھے		کے چال چلن پر حملہ کیا اور حضور کو گورنمنٹ کے خلاف
ح ۱۶۶، ۱۶۵	آپ کے ۸۵ گاؤں تھے جو سکھوں کے حملوں سے ان کے	۳	خطرناک قرار دیا
ح ۱۶۵	قبضہ سے نکل گئے		اس کی غلط بیانی کہ حضور نے اس کے خلاف سخت الفاظ
	پچھلی کی بیماری میں بعض اطباء نے کہا کہ تھوڑی سی شراب سے	۱۳	استعمال کئے ہیں
	شفا ہو سکتی ہے آپ نے اس پلید چیز کو استعمال سے انکار		عدالت میں حضور کے بارہ میں شکایت کی کہ سخت الفاظ
ح ۱۷۰، ۱۶۹	کر دیا۔ اسی بیماری سے آپ کی وفات ہوئی	۱۵۳	سے ہم پر حملہ کرتا ہے
	گل علی شاہ		مقدمہ قتل میں انجیل کی جھوٹی فتیسیں کھائیں اور مقدمہ
ح ۱۸۱	حضور کے استاد جن سے آپ نے نحو منطق اور حکمت پڑھی		آختم میں کہا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا درست نہیں
۳۵۲	گلاب خان صاحب منشی۔ سب اوور سیر	۵۷، ۵۷	
۳۵۱	گلاب دین صاحب منشی رہتاس۔ جہلم		اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی
۳۵۷	گلاب شاہ صاحب مجذوب	۱۶۱	عدالت میں بیان
۱۷۷	گنگا بخش		کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس کی عدالت میں مقدمہ قتل کے
۳۵۱	گوہر علی صاحب منشی سب پوسٹ ماسٹر جالندھر	۲۷۱، ۱۶۹	سلسلہ میں بیان
	ل۔ م۔ ن		۲۳۔ اگست ۱۸۹۳ء کو کلارک نے بیان کیا کہ وہ مقدمہ
	لقمان	۲۸۲	قتل میں مستغیث ہونے سے دستبردار ہوتا ہے
	عبد الحمید مدنی قتل کا چچا	۲۷	مقدمہ قتل میں محمد حسین بٹالوی کلارک کا گواہ بن گیا
۲۱۵، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۸، ۱۶۰		۳۵۳، ۳۳	کمال الدین، خواجہ بی۔ اے ایل ایل بی پلڈر

۳۸۵	گندے الفاظ استعمال کئے	قرآن کریم نے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے جبکہ
	کتاب امہات المؤمنین میں آپؐ کے خلاف سخت زبان	مخالفین حضرت عیسیٰؑ کو خاتم الانبیاءؑ ٹھہراتے ہیں
۳۴۵	استعمال کی گئی	۲۲۴ ح
	راجندر سنگھ ایڈیٹر و مالک اخبار خالصہ بہادر کی آنحضرتؐ	۲۰۷ ح
۱۵۱	کے بارہ میں بدزبانی	یہ سوغ کی نسبت الہامات سے آپؐ کی خدائی بدرجہ
	پادریوں اور آریوں کی طرف سے تحقیر کے کلمات پر مشتمل	۱۰۵
۱۵۲	کتب شائع کر کے طلبہ کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں	آپؐ نے آنے والے موعود کیلئے پیشگوئی کی تھی کہ اس کی
۳۵۱	محمد صاحب بابو کلرک محکمہ انہارا نالہ	۲۰۳ ح
	محمد لدھیانوی، مولوی	آپؐ کی پیشگوئی کہ صلیبی خیالات کے بطلان اور ان
۱۴۹	محمد ابراہیم صاحب منشی تاجر گہرون لدھیانہ	۲۱۷ ح
۳۵۵	محمد ابراہیم صاحب، مولوی آف آرہ	آپؐ کی پیشگوئی کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر
۳۶۹	محمد احسن صاحب امر دہوی، سید، مولوی	۲۰۷ ح
۳۵۳	محمد اسحاق صاحب حافظ اور سینئر یوگنڈا ریلوے	آپؐ کے معجزات کی دو اقسام اول آپؐ کے ذریعہ ظاہر
۳۵۱	محمد اسماعیل خان حاجی، رئیس دتا ولی	ہونے والے معجزات دوسرے آپؐ کی امت کے ذریعہ
	حضور کو اپنی کتاب کیلئے مختصر سوانح لکھنے کی درخواست	۱۵۴ ح
۱۵۸ ح	محمد اسماعیل خان صاحب ڈاکٹر مشرقی افریقہ	آپؐ کے معجزات ہونے والے معجزات اول آپؐ کے ذریعہ ظاہر
۳۵۱	محمد اسماعیل صاحب شیخ نقشہ نویس ریلوے دہلی	۱۵۴ ح
۳۵۲	محمد اسماعیل صاحب منشی نقشہ نویس کا لکا ریلوے	۲۶ ح
۳۵۱	محمد اسماعیل صاحب مولوی وکیل فتح گڑھ ضلع فرخ آباد	۳۸۳ ح
۳۵۵	محمد اسماعیل صاحب میاں سوداگر پشیدہ امرتسر	آپؐ سے سچی محبت اس میں ہے کہ ہم آپؐ کی طرف منسوب
۳۵۷	محمد اسماعیل صاحب میاں، سرساوہ	افتراؤں سے آپؐ کا دامن پاک ثابت کر کے دکھائیں
۳۵۲	محمد افضل صاحب بابو کلرک مہاراجہ یوگنڈا ریلوے	۱۱۹
۳۵۱	محمد افضل خان صاحب سوار سالہ نمبر ۱۲ سرحد	۱۲۲ تا ۱۲۰ ح
۳۵۶	محمد افضل صاحب مولوی گملہ ضلع گجرات	۱۲۰ ح
		آپؐ کی شان میں پادریوں کی گستاخیاں اور گالیاں
		آپؐ کی شان میں ہندوؤں اور آریوں کی گستاخی اور بدزبانی
		پادریوں اور آریوں کی طرف سے آپؐ کی شان میں
		گستاخی اور دل آزاری کی حکومت کو شکایت
		عیسائی پادریوں نے آپؐ کے خلاف انتہائی سخت اور

۳۵۴	محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار، چوب میاں، بنالہ	بنالوی اگر میرے الہامات کو افتر سمجھتا ہے تو طریق
۳۵۷	محمد اکبر خان صاحب، سنور پٹیالہ	آزمائش گورنمنٹ کے ذریعہ کروالے کہ کوئی نشان
۳۵۴	محمد اکبر خان صاحب سردار سابق تحصیلدار کا گڑھ	مانگے اگر پیشگوئی وقت پر پوری نہ ہو تو گورنمنٹ یقین
۳۸	محمد اکرم صاحب مولوی گمہ ضلع گجرات	کر لے کہ میں جھوٹا ہوں
۳۵۶	محمد الدین صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ	اگر ہندوؤں کا خیر خواہ ہے تو لیکھر ام کے قاتل کا نام
۳۵۷، ۳۵۱	محمد الدین صاحب منشی پٹواری بلانی تحصیل کھاریاں	ہندو ملہمین سے معلوم کرے
۳۵۳	محمد امیر خان صاحب حاجی، مہتمم گاڑی شکر مہار پور	اس کا ظلم کہ اللہ کے معجزہ بابت لیکھر ام کو انسانی
۳۵۵	محمد امین صاحب تاجر کتب جہلم	منصوبہ قرار دیا
۳۵۴	محمد انوار حسین صاحب سید رئیس شاہ آباد	ہمیشہ گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کیلئے جھوٹی باتیں لکھتا رہا
۳۵۴	محمد باقر خان صاحب قزلباش سردار	یہ بالکل درست نہیں کہ غیر مقلد سب محمد حسین کے مقلد
۳۵۵	محمد بخش صاحب تاجر ملتان	ہیں بلکہ بہت سے لوگ اس کے مخالف ہیں
۳۵۵	محمد جان صاحب منشی تاجر وزیر آباد	ڈپٹی کمشنر کے سامنے لیکھر ام کے قتل کا قصہ شروع کرنا
۱۴۷، ۱۴۶	محمد حفصہ تھامسری، منشی	حضور کی شان میں گستاخی اور بدزبانی کی مثالیں
۳۱۱	کی حضور کے بارہ میں بدزبانی	حلفی شہادت کے مقام پر کھڑا ہو کر دو جھوٹ بولے
۳۳	محمد جلال الدین خان صاحب سردار	ڈپٹی کمشنر نے لکھا کہ یہ شخص مرزا صاحب کا سخت دشمن ہے
۳۶	آزیری جیسٹریٹ گوجرانوالہ	افسوس کہ بنالوی نے مسلمان کہا کہ جھوٹے مقدمہ قتل کی
۳۶	محمد حسن خان صاحب رئیس سنور پٹیالہ	تائید کی اور بڑے جوش سے کلارک کا گواہ بنا اور ذلت اٹھائی
۲۷	محمد حسین بنالوی، مولوی ابوسعید	عیسائی پادریوں کی طرف سے ان کا ریش بن کر حضور
۱۶۹، ۱۱۰، ۵۹، ۴۷، ۴۵	ایک خشک ملا بلکہ نیم ملا ہے	کے خلاف گواہی دینے آیا
۵۱۲ تا ۵۱۰، ۳۱۵، ۲۲۹، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵	اس کے والد رحیم بخش کا ذکر	عیسائیوں کی طرف سے گواہی دینے میں اللہ کی دو حکمتیں
۳۳	پکتان ڈگلس کی عدالت میں اس کا بیان گواہ	مقدمہ قتل میں عیسائیوں کی کامیابی کا حریص تھا اور
۳۴	منجانب مستغیث	مارٹن کلارک کا گواہ بن گیا
۲۵۰	اپنی ناپاک حرکتوں سے تمام مولویوں کو بدنام کیا	مقدمہ مارٹن کلارک کے دوران اقراری بیان کہ حضور
۳۵		انگریزی سرکار کے خیر خواہ ہیں
۳۱، ۳۰		اسے بداندیشی کی سزا ملنا اور کچھری میں ذلیل ہونا
۳۳، ۳۲		کچھری میں ذلت پہنچانا
۳۵		عدالت میں کرسی نزل کر ذلت ہوئی پھر جس شخص کی چادر
۳۷		پر زمین پر بیٹھا اس نے اپنی چادر کھینچی
		عدالت میں کرسی کی بجائے جھڑکیاں ملیں

۳۵۴	محمد سلطان صاحب میاں رئیس اعظم لاہور	اس کا کہنا کہ مجھے بھی کرسی ملتی ہے اور میرے باپ رحیم بخش کو بھی ملتی تھی۔ اس پر ڈپٹی کمشنر سخت ناراض ہوا اور کہا کہ بک بک مت کر
۳۵۴	محمد صادق صاحب مفتی رئیس بحیرہ	۲۹
۳۵۲	محمد صادق صاحب مولوی ملازم ہائی سکول جموں	۳۴
۳۵۴	محمد صدیق صاحب مخدوم رئیس ضلع شاہ پور	۳۵۴
۳۵۰	محمد عسکری خان صاحب سید مولوی رئیس کڑا ضلع الہ آباد	۱۰۹
۳۵۳	محمد عظیم صاحب بابو کرک دفتر ریلوے لاہور	۲۹
۳۹۱، ۴۴	محمد علی ایم۔ اے مولوی	۲۸
۳۵۰	محمد علی خان صاحب نواب مالیر کوٹلہ	۳۵۳
۳۵۷	محمد علی شاہ صاحب مدرس	۳۵۶
۳۵۱	محمد علی صاحب منشی صوفی ملازم ریلوے لاہور	۳۵۶
۳۵۵	محمد عمر صاحب میاں تاجر و رئیس شوپیاں کشمیر	۳۵۷
۳۵۶	محمد فضل صاحب چنگوی مولوی، راولپنڈی	۳۵۷
۳۵۷	محمد قاری صاحب حافظ جہلم	۳۵۱
۳۲۳	محمد ناظر حسین سید (ناظم الہند)	۳۵۴
۳۵۱	محمد نصیر الدین صاحب منشی پیشکار ریونیو بورڈ حیدرآباد دکن	۳۵۵
۳۵۴، ۳۵۱	محمد نواب خان صاحب میاں تحصیلدار جہلم	۳۵۵
۳۵۳	محمد یعقوب صاحب معلم یورپین ڈیرہ دون	۱۵۰
۳۵۴	محمد یوسف بیگ صاحب مرزا رئیس سامان پٹیالہ	۳۵۳
۲۱۹، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۸۳، ۱۷۴، ۱۷۳	محمد یوسف خان عیسائی	۳۵۵
۳۵۵	محمد یوسف صاحب سیدھ حاجی اللہ رکھا مدراس	۳۵۳
۳۵۶	محمد یوسف صاحب قاضی، قاضی کوٹ گوجرانوالہ	۱۹۷، ۱۷۳
۳۵۳	محمد یوسف صاحب منشی نائب تحصیلدار کوہاٹ	۳۵۴
		اس کا کہنا کہ مجھے بھی کرسی ملتی ہے اور میرے باپ رحیم بخش کو بھی ملتی تھی۔ اس پر ڈپٹی کمشنر سخت ناراض ہوا اور کہا کہ بک بک مت کر
		محمد حسین یا اس کے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی
		پادریوں کے گھروسے پر بہت سکی اٹھائی۔ میرے ساتھ بحث میں عاجز آنے کی وجہ سے مخالف ہو گیا
		ڈاکٹر کلارک نے بنا لوی کیلئے ڈپٹی کمشنر کو کرسی کیلئے درخواست کی لیکن منظور نہ ہوئی
		مقدمہ قتل میں گواہی کے وقت حضرت مسیح موعود کیلئے کرسی بچھائی گئی جبکہ بنا لوی کی ذلت ہوئی
		محمد حسین صاحب حکیم بھائی دروازہ لاہور
		محمد حسین حکیم طبیب گوالیار
		محمد حسین صاحب مولوی ریاست کپورتھلہ
		محمد حیات صاحب سارجنٹ پولیس سیالکوٹ
		محمد خان صاحب محرر جیل راولپنڈی
		محمد خان صاحب میاں ملازم ریاست کپورتھلہ
		محمد خان صاحب نمبر دار جسر وال ضلع امرتسر
		محمد دین صاحب میاں تاجر پروپرائٹرز شوپینگ جموں
		محمد رضا الشیرازی القروی شیبی
		حضور کے بارہ میں اس کی بدزبانی
		محمد رضوی صاحب سید وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن
		محمد رفیع شیخ برادر جنرل مرچنٹ لاہور
		محمد سعید صاحب منشی ٹیکراف ماسٹر
		محمد سعید میر
		محمد سلطان صاحب چودھری تاجر و میونسپل کمشنر سیالکوٹ

۴۷۳	آپ کی والدہ کو بھی الہام ہوا	۳۵۷	محمد یوسف صاحب مولوی مدرس سنور پٹیالہ
۴۸۲	بلعم جو کہ ولی تھا لیکن آپ کے مقابل آ کر ہلاک ہو گیا	۳۵۴	محمود حسن خان صاحب مولوی مدرس پٹیالہ
۳۵۵	موسیٰ صاحب سیٹھ جنرل مرچنٹ وکیشن ایجنٹ	۳۵۵	مراد بخش صاحب ڈاکٹر، نیومیڈیکل ہال لاہور
۳۵۵	مولابخش صاحب شیخ سوداگر چرم ڈنگہ	۳۵۳	مردان علی صاحب میر مہتمم دفتر اکاؤنٹ جنرل حیدرآباد دکن
۳۵۲	مولابخش صاحب منشی کلرک ریلوے لاہور	۴۱۸	مرلی دھر ڈرائنگ ماسٹر
۳۵۳	مولاداد صاحب میاں سرویئر ریلوے	۸۹	مریم علیہا السلام
۶۱	مہادیو	۳۵۷	مسبح اللہ خان صاحب ملازم ایگزیکٹو انجینئر ملتان
	مہتاب الدین صاحب بابو	۳۵۷	مظاہر الحق صاحب سید رئیس اٹاوا
۳۵۳	ریلیونگ سٹیشن ماسٹر تارتھ ویسٹرن ریلوے	۳۵۴	معراج الدین صاحب میاں رئیس لاہور
۴۱۸، ۱۷۸	مہر علی رئیس، شیخ ہوشیار پور	۹۲	معین الدین چشتی
۳۵۵	مہدی بغدادی صاحب حاجی انڈگو مرچنٹ مدراس		ملا کی نبی
۳۵۱	ناصر شاہ صاحب سید سب اور سیر کشمیر	ح ۲۲۸، ۲۱۳	ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کرنا
۳۵۳	ناصر نواب صاحب میر پنشنر نقشہ نویس	ح ۲۱۱	منصب علی صاحب سید پنشنر الہ آباد
۴۱۹	نانک، باوا گورو	۳۵۱	منظور محمد صاحب پیر، صاحبزادہ
	چولہ صاحب میں باوا صاحب لکھ گئے ہیں کہ اسلام کے	۳۵۵	موسیٰ علیہ السلام
۴۹۲	سوا کوئی مذہب صحیح اور سچا نہیں	۴۲	کوہ سینا پر روزے رکھے
۳۵۱	نبی بخش صاحب چودھری سارجنٹ پولیس سیالکوٹ	۸۰	توراہ میں موسیٰ کے لئے الوہیم کا لفظ بھی آیا ہے
۳۵۴	بخش صاحب چوہدری رئیس ہٹالہ	۹۴	آپ کوئی نبی مذہب نہیں لائے تھے بلکہ وہی تھا جو
۳۵۰	نبی بخش صاحب منشی ہیڈ دفتر ایگزیکٹو ریلوے لاہور	۳۹۷	حضرت ابراہیمؑ کو دیا گیا تھا
۳۵۴	نبی بخش صاحب میاں تاجر پشینہ ورفوگر امرتسر	۸۵	آپ کی کتاب کے مخاطب صرف بنی اسرائیل ہیں
۳۵۷	نجم الدین صاحب میاں تاجر کتب بھیرہ		آنحضورؐ مثیل موسیٰ ہیں اور آپؐ کا سلسلہ خلافت حضرت
۳۳	نذیر حسین دہلوی مولوی	ح ۲۵۵	موسیٰ کے سلسلہ خلافت سے بالکل مشابہ ہے
۱۴۶	حضرت مسیح موعود کے بارہ میں بدزبانی اور فتاویٰ تکفیر	ح ۲۵۶-۲۵۵	آپ کو تائید کیلئے حضرت عیسیٰؑ کی آمد کا وعدہ ملنا
۹۲	نظام الدین دہلوی		حضرت یوسف کی ہڈیاں ان کی وفات کے چار سو برس
		ح ۲۶۶	بعد کنعان کی طرف لے گئے

۳۵۵	نور محمد صاحب حکیم مولوی مالک شفا خان نوری، لاہور	۳۵۷	نظام الدین صاحب ملا کتب فروش لدھیانہ
۳۵۲	نیاز بیگ صاحب مرزا پنشنر ضلع دارر نیس کا نور	۳۵۷	نظام الدین صاحب مولوی رنگ پور ضلع مظفر گڑھ
۳۵۷	نیاز علی صاحب منشی سارجنٹ پولیس سیالکوٹ	۳۵۶	نعمت علی صاحب خطیب ایچ ایل نویس نالہ
		۳۵۲	نواب الدین صاحب منشی ہیڈ ماسٹر دینا نگر
		۳۹۷	نوح علیہ السلام
۱۹۲، ۵۶، ۳۳	وارث دین عیسائی	۳۵۱	نور احمد صاحب بابو اسٹیشن ماسٹر ٹائی پور
۲۷	مقدمہ قتل کی سازش میں شریک	۳۵۵	نور احمد صاحب شیخ سوداگر چرم مدراس
۲۷۴	کپتان ڈگلس کی عدالت میں اس کا حلفیہ بیان		نور الدین، حضرت حافظ حکیم مولانا
۲۵۵	وارث دین شیخ	۳۵۴، ۲۲۳، ۲۲۱، ۲۰۹، ۲۰۷، ۲۰۴، ۱۹۳، ۱۸۶، ۱۸۱، ۱۶۰، ۴۳	
	واشنگٹن اروننگ	۵۱۵، ۳۵۷	
۱۲۷، ۱۲۱	آنحضور کی شان میں گستاخی کرنا		آپ کی بیعت کی فضیلت اور آپ کے دل میں ہزار ہا
۳۵۲	وزیر خان صاحب منشی سب اور سینئر بلب گڑھ	۵۰۰	قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے اور اخلاص کا تذکرہ
۳۵۲	وزیر الدین صاحب مولوی مدرس کنگڑہ		ہمارے معزز دوست مولوی حکیم نور الدین صاحب کا
	ولسن، جے۔ ایم کمشنر لاہور	۳۷۴	تمام کتب خانہ ہمارے ہاتھ میں ہے
۳۳۹، ۴	آپ کا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے نام مراسلہ		آپ کی کتب فصل الخطاب اور تصدیق براہین احمدیہ اور
۹۲	ولی اللہ شاہ دہلوی	۳۲۴	ان کی قیمت
ح ۵۰۰	کشف میں آنحضورؐ کو دیکھنا	۲۲۲	کپتان ڈگلس کی عدالت میں آپ کا بیان
۱۲۵	ولیم پادری ریوٹری مصنف ”محمد کی تاریخ کا اجمال“	۳۵۶	نور الدین صاحب بابو نقشبند نویس پبلک ورکس گوجرانوالہ
	ہادی بیگ مرزا	۳۵۵، ۴۳	نور الدین جموں، حضرت خلیفہ
۱۷۲	مورث اعلیٰ حضرت مسیح موعودؑ	۳۵۱	نور الدین صاحب منشی ڈرافٹس مین گوجرانوالہ
۳۵۶	ہاشم علی صاحب منشی، برنالہ	۴۶	نور الدین عیسائی
۳۵۶	ہدایت اللہ صاحب شیخ تاجر پشاور	۲۸۱	کپتان ڈگلس کی عدالت میں بطور گواہ مستغیث
۴۰۱	ہنٹر ولیم۔ سرسید نے اس کے اعتراضات کا جواب دیا	۳۵۷	نور محمد صاحب حافظ فیض اللہ چیک
۵۴، ۴۳	یحییٰ علیہ السلام نیز دیکھئے ایلیا	۳۵۵	نور محمد صاحب ڈاکٹر ایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت لاہور

حضرت موسیٰ آپ کی ہڈیاں آپ کی وفات کے چار سو برس	ح ۲۱۲	ذکریا کے بیٹے مقبل ایلیا تھے
بعد کنعان کی طرف لے گئے	ح ۲۳۰	مسیح نے تاویل کی کہ ایلیا یوحنا یعنی ذکریا کا بیٹا ہے
ح ۲۶۶	۳۶۲	ایلیا کا نزول یحییٰ کی صورت میں ہوا
۵۶		آپ کا ایک فرقہ بلاد شام میں موجود ہے جو عیسائی
۲۷۷	۵۲	عقیدہ کے مخالف ہے
۳۵۱	ح ۲۶۸، ۳۸	یعقوب علیہ السلام
ح ۲۸۷، ۴۶، ۴۱		یعقوب بیگ مرزا صاحب ڈاکٹر ہاؤس سرجن ہسپتال
۲۵	۳۵۲	۳۵۵
		یعقوب علی صاحب شیخ ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان
۷۵	۴۲۴، ۴۰۵	یوسف علیہ السلام
		یہود اسکر یوٹی
		یسوع کے خزانہ کا خزانچی تھا



مقامات

بئالہ	آ
۱۸۰، ۱۷۹، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۱، ۳۳	آ
۵۱۳، ۳۵۶، ۳۵۴، ۱۹۹، ۱۸۲	آ
۳۵۶	آرہ
۴۳۲	آسام
۳۵۵	اٹاودہ
۳۵۶	احمد آباد (ضلع جہلم)
۸	استنبول (اسلام بول) (ترکی)
۳۵۶	اسلام پور
۳۵۳	قادیان کا پرانا نام
۳۵۲	افریقہ مشرقی
۳۵۶، ۳۵۴، ۳۵۳، ۲۰۴	افغانستان
۳۵۱	الہ آباد
۳۵۶، ۳۵۵	امر تسر
۳۵۳	بھائی دروازہ (لاہور)
۳۵۴	بھکر
۳۵۳، ۳۵۰	بھوپال
۳۵۷، ۳۵۴	بھیرہ
۲۲۵، ۲۲۴، ۲۱۹، ۲۰۹، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۶۲	بیبیا
۲۹۵، ۶۱	بیت المقدس
۳۵۷	پٹنہ
۳۵۷	پٹھان کوٹ
	ب-پ-ت-ٹ
	باریکاب (ضلع راولپنڈی)

۳۵۱	حیدر ریاست	۳۵۷، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱	پٹیالہ
۳۵۶	چاندہ ضلع	۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۳، ۳۵۱، ۲۰۴، ۱۷۵	پشاور
۳۵۱	چکراتہ	، ۳۵۵، ۳۵۲، ۳۵۰، ۳۳۷، ۱۵۲	پنجاب
۳۵۵	چنیوٹ	۲۹۴، ۲۳۱، ۲۱۵، ۲۰۴، ۳۶۹، ۳۶۲، ۳۵۸	یہاں سے قریب ایک لاکھ مسلمان مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے ہیں
	چین	۳۹۳	ملک ہند خاص کر پنجاب مکہ معظمہ سے مشرق کی جانب واقع ہے
	ابن عربی نے مسیح موعود کو چینی قرار دیا ہے حضور کے بزرگ سمرقند میں رہتے تھے جو چین سے تعلق رکھتا ہے	ح ۳۱۳	
۳۵۴	حاجی پور (کپورتھلہ)	۳۵۱	پھلور
۲۲	حدیبیہ	۳۵۶، ۳۵۴	تھہ غلام نبی (ضلع گورداسپور)
۳۵۲	حصار	۳۵۱	ٹائی پور
۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ح ۲۰۴	حیدر آباد دکن	۳۵۷	ٹھٹھہ سفیر کا (منگھری)
۳۵۵	خان پور (ریاست پٹیالہ)		ج - ج - ج - ح - خ
۳۵۳	خانقاہ ڈوگران		
۳۵۵	خوشاب	۳۵۱	جاندھر
	و - ڈ - ر	۳۵۴	جستروال (ضلع امرتسر)
		۳۵۳	جمال پور (لدھیانہ)
۳۵۳	داراپور (ضلع جہلم)	۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۲، ۳۵۱	جموں
۲۹۵، ۳۵۹	دمشق	۲۲۰، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۸، ۲۰۴، ۱۶۲، ۱۵۹، ۱۵۷	جہلم
	دمشق تثلیث کے خبیث درخت کا اصل نبات ہے اسی جگہ سے اس خراب عقیدہ کی پیدائش ہوئی اس لئے فرمایا گیا کہ مسیح موعود کا نور زول فرما کر اس جگہ تک پھیلے گا جہاں تثلیث کا مسقط الرأس ہے	۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱	
۳۶۰، ۳۵۹	دہاروار (علاقہ بہینی)	۳۵۲	جھنگ
۳۵۶	دہاروار (علاقہ بہینی)	۳۵۳	جھونسی کہنہ (الہ آباد)
۳۵۳، ۳۵۲، ۲۰۴	دہلی	۳۵۶	جیب والہ (ضلع بجنور)
۳۵۲	دینا (ضلع جہلم)	۳۵۱	جے پور ریاست

۳۵۵	سیکھواں (نزد قادیان)	۳۵۲	دینانگر
۳۵۷	سیدوالہ	۳۵۲	ڈنڈوت (ضلع جہلم)
۳۲۳، ۵۴، ۵۴، ۸	شام	۳۵۵، ۲۲۰	ڈنگلہ (ضلع گجرات)
۳۵۴، ۳۵۳	شاہ پور	۳۵۲	ڈیرہ اسماعیل خاں
۳۵۴	شاہ آباد (ضلع ہرودئی)	۳۵۴، ۳۵۳	ڈیرہ دون
۳۵۵	شوپیال (کشیر)	۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۱، ۱۱۷	راولپنڈی
۲۳۲، ۳۳۳، ۲۰۴، ۸	عرب	۳۵۷	رنگ پور (ضلع مظفر گڑھ)
۳۵۴، ۳۵۰	علی گڑھ (ضلع فرخ آباد)	۸	روم
۴۰۱	علی گڑھ	۳۵۱	رہتاس (ضلع جہلم)
		۱۲۵	ریواڑی
	ف-ق-ک-گ		س-ش-ع
۳۵۳	فتح گڑھ (ضلع فرخ آباد)		
۳۵۳، ۳۵۰	فرخ آباد	۳۵۷، ۳۵۴	سرساوہ
۱۷۰، ۱۶۳، ۱۱۸	فیروز پور	۳۵۱	سرسہ
۳۵۷، ۳۵۶	فیض اللہ چک (گورداسپور)	۳۵۷	سرہند
۱۷۹، ۱۷۵، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۰۹	قادیان	ح ۱۶۴، ح ۱۶۳	سمرقند
۲۱۱، ۲۰۹، ۲۰۷، ۱۹۷، ۱۹۳، ۱۸۸، ۱۸۴			حضرت مسیح موعودؑ کے بزرگ سمرقند میں رہتے تھے
۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۳، ۲۲۳، ۲۲۰، ۲۱۵		ح ۳۱۳	جو چین سے تعلق رکھتا ہے
۲۹۷، ۲۲۲، ح ۲۱۰، ح ۲۰۸، ح ۲۰۷، ح ۲۰۶	احادیث میں بیان شدہ کدو یا کدیبہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے	۳۵۶	سنام (ریاست پٹیالہ)
ح ۲۶۱	پرانا نام اسلام پور اور پھر قاضی ماجھی اور پھر قاضی سے	۳۵۲	سنگور
ح ۱۶۴	قادی اور قادیان بن گیا	۳۵۷	سنور
	قادیان قلعہ کی صورت تھی اس کے چار برج اور برجوں	۳۵۶	سہارنپور
ح ۱۷۳	میں فوج کے آدمی رہتے تھے اور چند توپیں تھیں	۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱	سیالکوٹ

۳۵۶، ۳۵۴	کوٹلہ فقیر (ضلع جہلم)	مرزا گل محمد صاحب کے وقت میں قادیان میں اسلامی علوم و روایات کی ترویج اور شوکت اور مسلمانوں کی پناہ گاہ تھی
۳۵۳	کوہاٹ	حضور کے دادا مرزا عطاء محمد صاحب کے وقت سکھ غالب آگئے
۳۵۳	کھاریاں (ضلع گجرات)	اور ریاست میں صرف قادیان باقی رہ گئی
۳۵۶	کھیوال موضع (ضلع جہلم)	سکھوں نے قبضہ کیا تو سب کچھ لوٹ لیا مساجد مسامریں
	گجرات	کتب خانہ جلایا گیا اور باغوں کو کاٹا گیا
۳۵۶، ۳۵۵، ۳۰۶، ۲۳۹، ۲۳۷، ۲۲۰، ۲۰۷، ۱۹۴، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۶۲، ۴۶		قادیان میں عید الاضحیٰ کے موقع پر جلسہ طاعون منعقد کرنے کیلئے اشتہار
۳۵۲	گلگت	حسین کامی سفیر روم کا قادیان آنا
۳۵۶	گملہ (ضلع گجرات)	لیکھرام کا قادیان آ کر ایک ماہ رہنا
۳۵۶	گوالیار	قاضی کوٹ
۳۵۶، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۱۵	گوجرانوالہ	قططنیہ
	مشن پریس گوجرانوالہ سے کتاب امہات المؤمنین	قصور
۳۳۵	کی اشاعت	کابل
	گورداسپور	کابل پور (راولپنڈی)
۱۶۸، ۱۶۷، ۱۵۷، ۱۱۹، ۴۵، ۳۱، ۲۹، ۲۸، ۱		کاگرہ ضلع
۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۴، ۳۵۱، ۵۱۳، ۵۱۲، ۱۹۵، ۱۸۰		کپورتھلہ ریاست
	لالہ موسیٰ	کراچی (کراچی)
۳۵۶	لاہور	کڑہ (ضلع الہ آباد)
ح ۱۷۵، ح ۱۶۴، ح ۱۶۳، ۱۱۵، ۱۱۴، ۵۸		کشتواڑ (کشمیر)
، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۲۳، ۲۲۰،		کشمیر
۵۰۱، ۴۰۴، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵		کلانور
۳۹۲	تائید اسلام کے دعویٰ میں لاہور میں بھی تین انجمنیں قائم ہیں	کلکتہ
، ۳۵۱، ح ۱۷۵، ۱۷۰، ۱۱۸، ۱۰۹	لدھیانہ	کنعان
۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲		کوٹ بھوانی داس
۳۵۶	لوچپ	

ل-م-ن

۳۵۴	لوہارو ریاست	۳۵۴	و-۵-ی
۳۵۱	لیتہ	۳۵۱	وزیر آباد
۱۲۵	مالاکنڈ (صوبہ سرحد)	۳۵۶	وزیر چک (گورداسپور)
۳۵۰	مالیر کوٹلہ	۹۶	ہالینڈ
۳۵۳	مانا نوالہ	۳۵۴	ہردوئی ضلع
۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲	مدراں	۳۵۷	ہرسیاں موضع (گورداسپور)
۴۲۴، ۳۹، ۸	مصر	۳۵۶	ہزارہ
۳۵۷، ۳۵۱	مظفر گڑھ	۳۵۸، ۳۳۷، ۲۶۰، ۲۰، ۱۵۲	ہندوستان
۴۹۵، ۴۹۴، ۴۱۹، ۴۱۵، ۴۰۹، ۴۰۴، ۳۶۹، ۳۶۴	مکہ مکرمہ	۴۱۸	ہوشیار پور
۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۲۰۴	ملتان	۳۵۷، ۳۵۴	یاڑی پور (کشمیر)
۳۵۲	مباسبہ (کینیا)	ح ۲۶۱	یمن
۳۵۷	منگلہری (ساہیوال)	۳۸۴، ۳۷۹، ۵۳	یورپ
۳۵۶	منی پور (آسام)	یورپ کے فلاسفوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے اور وہ خدا کی قدرتوں سے انکار کر رہے ہیں	۲۵۰
۳۵۵	موکل (ضلع لاہور)	یورپ کے فلاسفہ ایجادوں میں اتنے بڑھ گئے گویا وہ خدا کی قدرت پر ایمان کو ضروری نہیں سمجھتے اور خدائی	۲۰۷
۳۵۴، ۳۵۲	میلا پور	کادھوئی کر رہے ہیں	ح ۲۳۶، ح ۲۳۵
۳۵۳، ۳۵۱	نادون (ضلع کانگڑہ)	شراب خوری، زنا کاری میں یورپ سب سے بڑھا ہوا ہے اور کفارہ کی بے قیدی نے یورپ کو شراب خوری اور	۳۵۲
۳۵۲	نارووال	فسق و فجور پر دلیر کیا	ح ۳۰۴
۷۵	ناصرہ (فلسطین)	یورپ کے خواص و عوام میں ہر قسم کے گناہ موجود ہیں	۶۰
۳۵۶	ناگ پور (ضلع چاندہ)	یوگنڈا	۳۵۴، ۳۵۱

کتابیات

۳۱۹	جماعت احمدیہ امہات المؤمنین کے اعتراضات کا جواب دے گی	۳۲۲، ۳۱۳، ۸	آریہ دھرم (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۲۲۲	کتاب کے مصنف کا دعویٰ کہ کوئی مسلمان اس کا جواب نہیں دے سکے گا	۳۱۳	آسمانی فیصلہ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۲۳۰	اس کی اشاعت ہو چکی، مفت تقسیم ہو چکی اب میموریل کے ذریعہ کوئی اشاعت باقی ہے جس کو رد کیا جائے	۳۲۲، ۳۱۳، ۱۷۶، ۱۰۳، ۱۰۰، ۸	آئینہ کمالات اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۳۱۹، ۳۸۷	اندر بجز از اندر من مراد آبادی	۳۰۶، ۳۰۲	ابوداؤد، سنن
۱۲۴، ۱۲۱	اندر و نہ بائبل از آتھم	۲۰۵، ۳۲۲، ۳۱۳، ۹	اتمام الحجہ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
	انجام آتھم (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۳۱۳، ۱۱۵، ۱۰۰	ازالہ اوہام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۳۲۲، ۱۹۵، ۱۷۶، ۹		۲۰۵	ایام الصلح (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۵۶، ۵۵	انجیل	۹۰	اکاؤنٹ آف محمد نزم از ریلیڈ
۹۳	مختص الزمان اور مختص القوم قانون کی طرح تھی جس کو عیسائیوں نے عام ٹھہرایا		البلاغ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۸۹	انجیل کی اخلاقی تعلیم تو راۓ اور طامود سے لی گئی ہے مگر بہت بے ٹھکانہ اور بے سرو پا ہے	۳۶۷	حضور کی کتاب البلاغ جس کا دوسرا نام فریاد درد ہے
	عیسائیوں کا یہ بیان کہ انجیل نے قوانین کی باتوں کو انسانوں کی سمجھ پر چھوڑ دیا ہے جائے فخر نہیں بلکہ جائے انفعال اور ندامت ہے	۳۱۵، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۵، ۳۷۵، ۳۷۹، ۳۸۲، ۳۸۸، ۳۹۴، ۴۰۱	امہات المؤمنین (تصنیف ڈاکٹر احمد شاہ)
۸۸	ناقص تعلیم ہے اس لئے مسیح کو کہنا پڑا کہ آنے والا	۲۳۵، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۰، ۲۰۸، ۲۰۶، ۲۰۲	۲۰۱، ۳۹۴، ۳۸۸، ۳۸۲، ۳۷۹، ۳۷۵، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۵
۶۶	فارقلیڈ اس کا تدارک کرے گا	۲۲۸	اس رسالہ کی اصل غرض اعتراض کرنا ہے
	قرآن میں دلائل عقلیہ اور آسمانی نشان دونوں نہریں اب تک موجود ہیں لیکن انجیل دونوں سے بے نصیب اور خشک رہی	۲۵۲	ہر قسم کی سبب و شتم اس میں کی گئی
۹۳	آفتاب کے آنے سے جیسے ستارے آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں ایسی حالت انجیل کی قرآن شریف کے مقابل پر ہے	۳۳۶	کتاب امہات میں سبب و شتم ہے اور مسلمانوں کو مفت تقسیم کی گئی
۶۷		۳۳۵	مسلمانوں کی طرف مفت بھجوائی گئی اور دل دکھایا
		۳۶۹	اس کتاب نے پنجاب اور ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں کا دل دکھایا
		۲۳۸	ایک فریق نے گورنمنٹ کو شکایت کی اور ایک فریق اس کتاب کا رد لکھنا چاہتا ہے
		۳۷۷	انجمن حمایت اسلام کے وکیل ایڈیٹر ایڈورڈ کا کہنا کہ کتاب امہات المؤمنین کا جواب لکھنا ہرگز مصلحت نہیں

۸۵	انجیل کے تمام معجزات ثابت نہیں ہوتے انجیل انسان کی تمام قوتوں کی مرئی نہیں ہو سکتی جو
۸۷	اخلاقی حصہ ہے وہ توریث کا انتخاب ہے
۷۱	دوزخ اور بہشت کے بارہ میں انجیل کی ناقص تعلیم انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ کفارہ سے گناہ حلال
۷۳	ہوتے ہیں بلکہ ہر جرم کی سزا ہے انجیل میں امیر بننے اور کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا
۹۳	ہے یوں ایک عیسائی انسانی سوسائٹی میں نہیں رہ سکتا انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے
۲۸۵ ح	انجیل میں یسوع کی فاحشہ عورتوں سے رغبت بتائی گئی ہے
۲۵۱	انجیل لوقا کا خود تراشیدہ قصہ
۸۹	انجیل نویسوں نے بحیثیت ایک وقائع نویس کے معجزات کو لکھا اور وقائع نویس کی شرائط بھی ان میں تحقیق نہیں
۹۰، ۸۹	غلط بیانیوں اور جھوٹ کی مثالیں انجیل نویسوں نے اپنی انجیلیوں میں عمداً جھوٹ بولا
۸۶	ہے اس کی مثالیں یسوع کی پہلے کی زندگی کے بارہ میں بھی انجیل لکھنے والوں
۹۸	نے عمداً جھوٹ بولا
۷۵	انجیلیں قابل اعتبار نہیں کیونکہ جھوٹ سے بہت کام لیا گیا ہے
۲۸۵	یہ انجیلیں مسیح کی نہیں ہیں پادری ایلسن کا کہنا ہے کہ متی کی یونانی انجیل دوسری صدی
۹۳	مسیحی میں ایک ایسے آدمی نے لکھی جو یہودی نہ تھا
۹۳	محقق شملر کا کہنا کہ یوحنا کے علاوہ تینوں انجیلیں جعلی ہیں
۹۳	ڈاؤویل کا کہنا کہ دوسری صدی کے وسط تک چاروں انجیلیوں کا وجود نہ تھا
۹۳	سیرل کا کہنا ہے کہ انجیلیں مکاری سے دوسری صدی کے آخر میں لکھی گئیں
۳۷۲، ۲۸۸	بائبل
بجاری صحیح	
۳۵۹، ۳۰۹، ۳۰۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۴، ۲۰۷	
۲۲۰	کتاب لکھنے کی وجہ اس کی تالیف سے قبل اسلام کے خلاف عیسائیوں اور
۳۸۶	آریوں کی طرف سے سخت اور پشیم تریریں اور کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ یہ ان کے جواب میں لکھی گئی تھی۔
۳۱۳	برکات الدعا (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۱۳۱، ۳۸۷، ۳۱۹	پاداش اسلام از اندر من مراد آبادی
۳۳۹، ۳۳۹، ۱۷۷	تاریخ ریسان پنجاب از سر لیل گریفن
۱۲۹	تاسید آسانی از منشی محمد جعفر تھامری
۲۱۹	تحفۃ الاسلام
۳۱۳، ۱۰۰	تحفۃ بغداد (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۳۳۹، ۳۱۳، ۹	تحفۃ قیسریہ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۲۸۶ ح	تذکرۃ الابرار
۳۲۲	تصدیق براہین احمدیہ (تصنیف حضرت حکیم نور الدین)
۱۲۹، ۱۲۰	تفتیش الاسلام از پادری راجرس
۱۲۳	مکذیب براہین احمدیہ از لیکھرام پشاور
۲۶۹، ۲۳۱، ۲۲۹، ۸۹، ۸۳، ۵۱ ح	توراة
۳۶۱، ۳۶۰، ۲۸۳، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۰ ح	
۹۳	قرآن اور توریث کی تعلیمات کا موازنہ اور قرآن
۸۵، ۸۴	کی فضیلت

۳۳۲، ح ۳۱۳، ۱۵۲، ۹	ست بچن (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۸۳	الہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توراہ میں اس کا نام و نشان نہیں
۲۱۹، ۳۸۷، ۳۸۶، ۲۰۳، ۱۳۸	ستیا تھ پرکاش از پنڈت دیانند	۸۴	بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اللہ کی صفات کاملہ کا ذکر ہے
۳۶۴، ۳۳۳، ۳۱۳، ۹	سراج منیر (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۹۳	توراہ میں الوحیم کا لفظ اللہ فرشتے، موسیٰ، اور قاضی کے لئے بھی آیا ہے
۲۰۵، ۳۲۲، ح ۳۱۳، ۹	سراج الخلفہ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۹۴	توراہ نے صلیب پر مرنے والوں کو روحانی رفیع سے محروم ٹھہرایا ہے
۲۱۹، ۲۱۷، ۲۰۵، ح ۳۱۳	سرمہ چشم آریہ	۳۳۶ ح	توراہ کے نزدیک جو شخص لکڑی پر لٹکا یا جائے یعنی مصلوب ہو وہ لعنتی ہے
۱۲۷، ۱۲۱	سوانح عمری محمد صاحب از واشنگٹن ارونگ	۵۱۵، ۳۱۳ ح	توضیح مرام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۱۲۳، ۱۲۰	سیرۃ النبی از پادری ٹھا کرداس	۱۲۵	ثبوت تناخ از لیکھرام پٹاوری
۳۳۲، ح ۳۱۳، ۹	شہادۃ القرآن (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۲۸۷ ح، ۲۸۳ ح	جامعۃ الفرقانض
۳۱۳	شحنہ حق (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۳۳۳، ۳۳۱	چودھویں صدی
۲۷۱	ضرورۃ الامام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۳۱۳ ح	چہل حدیث از مولوی محمد احسن صاحب امر وہوی
۲۹۸، ۲۹۷	رسالہ ضرورۃ الامام لکھنے کی وجہ	۳۱۳ ح (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	حماتۃ البشری
۸۹	طالبود	۲۰۵، ۳۲۲، ۳۱۳، ۹	خط قادیانی از راجندر سنگھ
۵۱۵، ۳۱۳	فتح اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۱۵۱	خزانۃ الاسوار از پادری عماد الدین
۳۲۲	فصل الخطاب (تصنیف حضرت حکیم نور الدین)	۵۰۹	دارقطنی
ح ۳۱۳	فصوص الحکم از حضرت محی الدین ابن عربی	۱۲۲، ۱۲۰	دافع البہتان از پادری رائنکلین
	قرآن کریم (دیکھئے کلید مضامین)	۲۸۸ ح	راہ زندگی (مطبوعہ آدابہ ۱۸۵ء)
۳۲۸، ۲۰۵، ۱۱، ۱	کتاب البریہ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۱۲۶، ۱۲۰	ریویور این احمدیہ از پادری ٹھا کرداس
۲۰۵	کرامات الصادقین (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۲۵۳	ریویور این احمدیہ از محمد حسین بنالوی
ح ۳۱۳	کنز العمال	۹۳	زبور
۲۹۳، ۲۹۲	گرنتھ صاحب		
۱۲۵	محمد کی تواریخ کا اجمال از پادری ولیم		
ح ۳۰۶، ۳۰۲	مستدرک		
ح ۳۰۹، ح ۳۰۸، ح ۲۲۲، ح ۲۱۸، ح ۲۱۵	مسلم صحیح		
ح ۳۱۳	مسند امام احمد		
۱۲۳، ۱۲۰	مسیح الدجال از ماسٹر رام چندر		

مکھلوۃ	ح ۳۰۶	اخبارات و رسائل
معمودۃ البالغین	ح ۲۸۵	آفتاب پنجاب لاہور
عن الرحمن (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۳۷۲	اخبار عام لاہور
نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی	۱۳۱، ۱۴۰	اشاعۃ السنۃ
نسخہ خط احمدیہ از لیکچرار ام پشاور	۱۴۱	الحکم (اخبار)
نشان آسانی	۳۱۳	پاپونیر
نور الحق (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۲۰۵، ۳۲۲، ۸	پنجاب ایگزور
نور القرآن (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)	۲۰۵، ۳۱۳	اس کے ایڈیٹر کا لکھنا کہ کتاب امہات المؤمنین کا جواب لکھنا ہرگز مصلحت نہیں
وید	۱۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰	انجمن حمایت اسلام لاہور اس کے حامیوں کا ایگزور میں لکھنا کہ تمام سخت الفاظ اسلام کے ایک گروہ یعنی حضورؐ کی طرف سے ظہور میں آئے ہیں
متفرق	۳۲۴	پیشہ اخبار
حضور کی کتب کی فہرست مع قیمت	۲۶۱	ٹریبون
کتب عربی ادب کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۶	چودھویں صدی، راولپنڈی
کتب اخلاق و تصوف کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۳	خالصہ بہادر
کتب الاصول کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۱	سماچار
کتب تاریخ کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۵۹	سول اینڈ ملٹری گزٹ
کتب تفسیر کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۵۸	شمس الاخبار لکھنؤ
کتب حدیث کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۰	منجد کن
کتب صرف و نحو کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۷	ناظم الہند لاہور
کتب طب کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۵	نسیم صبا (ایڈیٹر مولوی عبدالحق)
کتب علم کلام کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۹	نور افشاں لدھیانہ
علوم مختلفہ کے رسائل کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۳	آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا
کتب فقہ کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۱	نور الاسلام
کتب لغت کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۱	ہندوپرکاش امرتسر
کتب مذاہب کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۹	
کتب معانی و بیان کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۰	
کتب منطق کی فہرست بابت شرط ہشتم	۲۶۶	